دیوان آغا حجو صاحب شرف

تلمیذ رشید حضرت خواجہ حیدر علی آتش

حسب الحکم جناب مستطاب معلی القاب امیر عالیجاہ رئیس

خلف بارگاہ امیر الحرم نصیر الدولہ ملک اشرف السلطان الدولہ

سعید الملک ذی اتریل مسعد ۱ نجم

امیر حسن خان صاحب بہادر ممتاز جنگ

کے سی آئی ای ایف سی یو والی ریاست

محمود آباد و ستولی و معافات[?] وغیرہ دام اقبالہ

وضاعف اجلالہ

در مطبع جعفری لکھنؤ نخاس جدید مطبوع گردید

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — فہرست کتب مطبع جعفری لکھنؤ شائع شدہ مورخہ (۵) مارچ سنہ ۱۸۹۶ء

تفسیر امام حسن عسکریؑ
من لا یحضرہ الفقیہ عربی
عمدۃ الاصول کی الاصول فقہ — ۴ر
استبصار از شیخ ابوجعفر طوسی
فہرست حیدری جلد دوم
ترجمہ اثنا عشریہ جلد اول
رسالہ رجعت در احوال [illegible] — ۲ر
رسالہ [illegible] — ۱ر
صراط النجاۃ [illegible] — ۶ر
موعظہ [illegible]
[illegible] الاسلام در دو جلد
شمع المجالس سوم [illegible] — ۴ر
اجناس المجانس [illegible]
روضۃ رضوان الحسین
[illegible] جلد اول و دوم و سوم [illegible]
منتخب زینۃ العباد [illegible] — ۲ر
طب الائمہ تعویذات — ۴ر
[illegible] المصائب [illegible]
مصائب [illegible] اردو
[illegible] مع دیگر روایات
مجالس الابرار ترجمہ اردو جلد
[illegible] در حال جناب سیدہ
[illegible] الابرار اردو [illegible]
[illegible] عاشورا در احوال [illegible]

کتابچہ شہادت جناب سید الشہداء از [illegible]
تکبیر نامہ از مجلسی علیہ الرحمہ — ۴ر
مع طریقہ تقویم سال
شگوفہ [illegible] بیاض نوحہ
از کلام میر [illegible] وغیرہ
بیاض نوحہ خورد کاغذ — ۲ر
زرد [illegible] — ۱ر
ہیں — ۶ر
خلاصۃ [illegible]
تہذیب اخلاق اردو
تنقیہ [illegible] فی حال — ۴ر
تاریخ الاسلام در [illegible]
[illegible]
تسہیل [illegible] علیہا [illegible]
[illegible] اردو [illegible] — ۲ر
[illegible] اردو — ۴ر
جنگنامہ [illegible]
کشف [illegible]
[illegible] اول و دوم
و سوم

(مطبوعہ دیگر مطابع)

قرآن با ترجمہ اردو [illegible]
[illegible]

ارسال [illegible] وغیرہ
فیض عام ترجمہ اردو [illegible]
تجہیز الموتیٰ مولوی عمار علی
مثنوی نان و نمک — ۲ر
مرزا فصیح [illegible] مناظرہ
خلاصۃ المصائب [illegible] — ۴ر
معیار الہدیٰ رد اظہار
الہدیٰ اردو
اعلان الہدیٰ رد
اسرار الہدیٰ اردو
جواب رسالہ گمنام اردو
سیدہ [illegible] صولت حیدری
[illegible] جواب تحفہ
عزیزیہ اردو
اصلاح الرسوم فی کلام المعصوم
قرآن السعدین [illegible] — ۳ر
جناب سیدہ
فضائل مرتضوی و
معجزات
ترجمہ اردو حیات القلوب
فہرست حیدری جلد — ۱۰ر
اول کاغذ اعلیٰ
[illegible]
جلد [illegible] مرثیہ [illegible]

جلد اول میر تفسیر حسین — ۴ر
(۶۰) مرثیہ اور (۱۶) — ۴ر
سلام ہیں [illegible] — ۲ر
سے [illegible] مرثیہ
زیادہ ہیں — ۴ر
ریحان غم جلد اول کلام — ۱۲ر
میر انیس و [illegible] مرحوم
ایضاً جلد دوم [illegible] — ۱۲ر
گنج شہیداں از مرزا [illegible]
جلد اول و دوم و سوم — ۴ر
و چہارم ہر ایک [illegible] — ۸ر
مجموعہ — ۸ر
براہین غم جلد اول [illegible]
تعشق جلد اول — ۸ر
ایضاً جلد دوم
دفتر غم از مرزا دبیر [illegible]
مرحوم جلد دوم سوم چہارم — ۴ر
ششم ہفتم ہشتم [illegible]
ہر ایک (۱۲) مجموعہ — ۸ر
مجموعہ مراثی [illegible]
[illegible] (۳۰) مرثیہ (۱۱)
سلام [illegible]
مثنوی [illegible] القصص — ۴ر
معجزات چہاردہ معصوم

۱۲ر
۱۲ر

ان من البیان لسحرا و ان من الشعر لحکمة

الحمد للہ و المنة کہ از کلام بلاغت نظام شاعر خوش فکر جناب آغا حجو صاحب شرف مرحوم مغفور



بحسن اہتمام [illegible] کار [illegible]

در مطبع جعفری واقع نخاس جدید لکھنؤ بحسن اہتمام مطبوع گردید



دل ہے نہ ہوا خواہ چمن کا نہ صبا کا — خواہاں یہ شگوفہ ہے فقط تیری ہوا کا
قائل ہون مین توحید و رسالت کی ثنا کا — امت مین محمد کی ہون بندہ ہون خدا کا
دشمن ہے وہ اللہ و رسول دوسرا کا — قائل نہین ہوتا جو نصیری کی خدا کا
جس شب کو وہ آتے ہین مراد آتی ہے دل کی — کھلتا ہے شب قدر کو دروازہ دعا کا
ہادی ہے تو وہ ہے مرا مرشد ہے تو وہ ہے — پیرو ہون مین تیرے در دولت کی گدا کا
سوتا ہے پڑا ملک خموشان مین جو لشکر — یہ قافلہ کشتہ ہے تیری ناز و ادا کا
اے دل نہ حسینون سے رکھ اشفاق کی امید — بے رحم یہ ہین انمین نہین رسم وفا کا
مرغوب جو ہے پردہ نشینان جہان کو — اسواسطے رہتا ہے چھپا رنگ حنا کا
بو اوسکی سونگھا کر مجھے دیوانہ کیا ہے — طرفہ یہ شگوفہ ہے گلستان کی ہوا کا
راحت بھی ہے ایذا بھی ہے منزل مین عدم کی — اے یار جزیرہ ہے یہان بیم و رجا کا
لکھا ہے جو تقدیر مین ہوگا وہی اے دل — شرمندہ نہ کرنا مجھے تو دست دعا کا
آئے جو عیادت کو تو وہ کہہ گئے ہمسے — باتین کرو مرنے کی نہ لو نام شفا کا
قاتل کو مرے روک لیا پانون پہ گر کر — مین بچ گیا احسان ہوا زلف رسا کا
دنیا سے اوٹھونگا تو وہان جا کے رہونگا — انسان تو گیا ہے نہ گذر ہوگا ہوا کا

اعجاز مسیحا کو نہین دھیان مین لاتے
دم بھرتے ہین جو لوگ ترے ناز و ادا کا

دل توڑنے مین تیر نظر سے جو نہ چوکے
کیون اے شرف ایسے قدر انداز کو تاکا

ہم جسنے مسیحا کو بتایا دہن ایسا
موسی کو جواب ایک دیا کلم سخن ایسا

قدر انداز ہ ناوک فگن ایسا
قدمون پہ گرا تیر پہ لپکا ہرن ایسا

رو پوش قیامت ہوئی رفتار سے اونکی
آغاز جوانی نے سکھایا چلن ایسا

فردوس سمجھکر ترے کوچے مین مرے ہین
جنت بھی خجل ہو ہمین دینا کفن ایسا

پانی بھی چھڑکوانے کی حاجت نہین باقی
رویا ہے مری قبر پر اک گورکن ایسا

اللہ نے قدرت کے مرقع مین اوتارا
زیبا ہوا یوسف کو پھبتا پیرہن ایسا

گلزار دو عالم مین نظر اب تو نہین ہے
معشوق ملا ہے مجھے گل پیرہن ایسا

حورون کے مرقع مین دکھادے مجھے کوئی
آنکھ ایسی رخ ایسا کمر ایسی دہن ایسا

آتی ہے ترے گنج شہیدان سے یہ آواز
کھیت ایسے پڑینگے نہ پڑا ہوگا رن ایسا

دو وقت نکلنے لگی لیلا کی سواری
دلچسپ ہوا قیس کے رہنے سے بن ایسا

حوریں مری تربت پہ درود آکے پڑھینگی
گلرنگ ہے زخمون کے لہو سے کفن ایسا

نوخیز ہی مرتا ہے تعشق کا ریاضی
کامل نہین ہوتا ہے یہ مشکل ہے فن ایسا

گلدستے مری قبر پہ رکھ رکھ کے یہ بولے
فردوس مین دیکھا تو نہ ہوگا چمن ایسا

مشہور جو تھا گلشن فردوس جہان مین
اے بیوطنی تو نے چھڑایا وطن ایسا

تربت مین بھی ہر دم مجھے آجاتی ہے ہچکی
کرتی ہے مجھے یاد تری انجمن ایسا

جاتا ہے یہی پہنے ہوئے حشر مین ای قبر
دھبا نہ لگے رکھیو ہمارا کفن ایسا

گلرنگ جو ہے خاک شہیدون کی تمہارے
ہوتا نہین خوشرنگ غبار چمن ایسا

منزل مین محبت ہی کہین کا نہین رہتا
اس راہ مین لٹتا ہے غریب الوطن ایسا

بوسے کے بہانے سے زبان اونسے کتر لی
کیا تمنے شرف منھ سے نکالا سخن ایسا

جلاتے ہین تجھے اے دل یہ تیمعرو کیا کیا
ترا ہی کام ہے کرتا ہے ضبط تو کیا کیا

پڑا تو ہے یہ مزا تجھکو عشقبازی کا
تو دیکھ لیجیو اسے دل لٹے گا تو کیا کیا

جہان مین حسن پرستون کی جان لینے کو
نکھر نکھر کے نکلتے ہین خوبرو کیا کیا

گذر ہوا نہ یہان تک ہزار سر ٹپکا
صبا نے کی مرے صحرا کی جستجو کیا کیا

ٹپک ٹپک کے کہین گل بنا کہین لالہ
چمن مین رنگ نہ لایا مرا لہو کیا کیا

سما گئی ہے گلون مین بدھی ہر غنچون مین
چمن مین یار کی بس بس گئی ہے بو کیا کیا

تجھی کو خوب یہ اے بے نیاز روشن ہے
کہ میرے دل نے تری کی ہے آرزو کیا کیا

لہو مرا نہین چھٹتا ہے انکے دامن سے
چھپا چھپا کے وہ کرتے ہین شست و شو کیا کیا

گلے پہ کھینچ کے رکھ دی جو تیغ قاتل نے
خوشی مین آن کے پھڑکی ہے رگ گلو کیا کیا

چمن مین دھیان جب [illegible] ہے زلف پیچان کا
ہوئی ہے روح پریشان برنگ بو کیا کیا

لپٹ لپٹ گئے مجھسے وہ میرے رونے پر
خدا نے میری بڑھائی ہے آبرو کیا کیا

لیا جو دشت جنون شد و مد سے مجنون نے
صبا نے دھوم اوڑائی ہے چار سو کیا کیا

ہوس مین دید کی خود رفتگی کے عالم مین
الجھا رہی ہے مرے دل کو آرزو کیا کیا

ملا ہے خاک مین نیرنگ جب گلستان کا
صبا نے خاک اوڑائی ہے کو بکو کیا کیا

زبان جو اونکی شرف نشہ مین بہکتی ہے
مزے مزے کی وہ کرتے ہین گفتگو کیا کیا

پھڑک کے جان نہ دیتا تو آہ کیا کرتا
قفس سے اور نکلنے کی راہ کیا کرتا

خدا کو ظلم کا انکے گواہ کیا کرتا
ستمگرون سے مین نیچی نگاہ کیا کرتا

کیا تھا پہلے پہل امتحان قاتل نے
طلب مین تیغ دودم سے پناہ کیا کرتا

دہان زخم نے ثابت مری شہادت کی
زبان سے دیکے گواہی گواہ کیا کرتا

امیدوار کیا ہے خدا کی رحمت نے
اب اس سے بڑھ کے رسائی گناہ کیا کرتا

یہان [illegible] وہ سبزہ رنگ کہتا ہے
چمن مین جا کے مین سیر گیاہ کیا کرتا

[illegible] سمجھتا تو کیا سمجھتا مین
جگر کے داغ پہ اور اشتباہ کیا کرتا

ترا ہی کام ہے اے یار گھر بنا لینا / پرائے دل مین کوئی اور راہ کیا کرتا
خدا کے گھر سے اوسے جبکہ داد ملتی ہی / دہائی دیکے ترا دادخواہ کیا کرتا
نہوتی شمع امید نجات اگر روشن / خدا ہی جانے یہ روز سیاہ کیا کرتا
خدا ہی دیکھ رہا تھا اذیت شب ہجر / بھلا مین اور کسیکو گواہ کیا کرتا
چھری پھرا کے کلیجے پر اُف نہ کی مین نے / نگاہ چھپتی قاتل سے آہ کیا کرتا
تمھاری بزم مین پروانہ بن کے آتا مین / بھلا مری کوئی مسدود راہ کیا کرتا
گلے کو گھونٹ کے ظالم نے ذبح کر ڈالا / جگر مسوس لیا مین نے آہ کیا کرتا
ترے ذقن مین چہا بھی نہ ملتا یوسف کا / خدا ہی جانے او بل کہ یہ چاہ کیا کرتا
چمن اوجاڑ سلطنت سے ہی عشقبازون کا / یہان کی سیر کوئی کجکلاہ کیا کرتا

ہمیشہ قیس نے دستار پاؤن پر رکھی
شرف کے سامنے وہ کجکلاہ کیا کرتا

جھٹپٹا وقت ہے بہتا ہوا دریا ٹھہرا / صبح سے شام ہوئی دل نہ ہمارا ٹھہرا
عاشقون مین دہن یار کا شیدا ٹھہرا / مین وہ بلبل ہون ہزارون مین جو عنقا ٹھہرا
جان پر بنگئی یار اوٹھ جو گیا پہلو سے / پھر نہ تھامے سے تھما دل نہ کلیجا ٹھہرا
شوق دیدار مین آہون کی جو آندھی آئی / اوڑ گیا صورت گلبرگ نہ پردا ٹھہرا
داغ اے قیس چڑھا دونگا تری تربت پہ / موسم گل مین ذرا بھی جو یہ سودا ٹھہرا
دل کو طاقت ہوئی امید ہوئی بچنے کی / میری بالین پہ جو دم بھر وہ مسیحا ٹھہرا
یار کے دزد حنا نے وہ ترقی پکڑی / داغ حسرت سے بھی کمتر ید بیضا ٹھہرا
دم نکلنے دے تو چھری روکیو تو اے قاتل / سانس ہے مجھ مین ابھی ہاتھ نہ اپنا ٹھہرا
ہمتو سمجھے تھے چمن مین گل سرخ افتادہ / جب کیا غور تو بلبل کا کلیجا ٹھہرا
اپنے کوچے مین جگہ دی نہ پڑا رہنے دیا / ہائے افسوس مرے دفن کو صحرا ٹھہرا
مجمع حشر سے مقصود جو دریافت کیا / کوئی سودائی تمھارا کوئی شیدا ٹھہرا
یاد ہے سوز تنفس کی دوا پر راضی / ہان وہ بیمار کہ وہ ساز مسیحا ٹھہرا

کیا مرا زخم جگر دیکھتے ہو جھک جھک کر
ہو گیا کام مرا اُنکو تماشا ٹھہرا

آج دنیا مین ہین کل روح کریگی پرواز
یہ سکونت تو نہ ٹھہری یہ بسیرا ٹھہرا

کام آجا مرے اے داغ جگر روشن ہو
روح بھاگے گی جو تربت مین اندھیرا ٹھہرا

برسون تنقیے کیے سیکڑون ہی فصدین لین
خاک چھانی نہ ٹھہرنا تھا نہ سودا ٹھہرا

اے شرف تمسے نکیرین نے کیا پرسش کی
فیصلہ قصۂ دنیا کا کہو کیا ٹھہرا

کس دن ہمارے گھر مین وہ بے نقاب ہوگا
بیت الشرف مین مہمان کب آفتاب ہوگا

بہتر ہے گر خزان کا گل پر عتاب ہوگا
زہرہ جو آب ہوگا وہ بھی گلاب ہوگا

باقی ہے وصل کی شب ہر دم نظر ابھی سے
تڑکے ہمارے دل کو کیا اضطراب ہوگا

دیکھینگے جا کے جسدن جلوہ عروس گل کا
اپنے ہی سر پہ اوسدن چتر سحاب ہوگا

کیا منہ ہی کر سکے جو اوسکے دہن کی باتین
بھولا ہے مسکرا کر غنچہ خراب ہوگا

آتے ہی وصل کی شب منہ پہ ہے ہاتھ اوسکے
کب تک یہ شرم ہوگی کب تک حجاب ہوگا

دل جسکے تذکرے پر سو جان سے شیفتہ ہے
کیا شکل اوسکی ہوگی کیسا شباب ہوگا

میرا نہ ذکر کرنا اوس گل سے اے صبا تو
نازک مزاج ہے وہ تجھپر عتاب ہوگا

بلبل کی بیکسی پر غنچے لہو روتے ہین
صیاد اوسے اوڑا دے تجھکو ثواب ہوگا

بو زلف کی ہوا سے جسدن ختن مین پہونچی
نافے سے پھر نہ سرکش یون مشکناب ہوگا

خلقت خدا کی اے دل معلوم ہی نہوگی
اک روز اس جہان مین وہ انقلاب ہوگا

بھونا ہے کس مزے سے تمنے نمک چھڑک کر
کیا میرے دل سے بڑھکر بریان کباب ہوگا

عقبی بھی پاک کر دی دیوانے بن زیرکے
ہوگا حساب ہوگا جس سے حساب ہوگا

جسنے کہا شرف کو تمنے ڈبویا خون مین
ہنسکے لگے وہ کہنے حضرت شہاب ہوگا

چراغ شاعری آتش کے سامنے گل تھا
بس ایک گلشن ایجاد مین وہ بلبل تھا

ہمارے زخم جگر مین وفا کی خوشبو تھی
عجیب رنگ و عجائب بہار کا گل تھا

مرے جلانے کو تو نے یہ کیا کیا صیاد
اوسی کو پھونک دیا جس قفس مین بلبل تھا

ہلا رہا تھا کوئی دل لرزتی تھین شمعین
شب فراق مین کیا صبحدم تزلزل تھا

جکڑ رہی تھی جو مجھ نے ہوا اس کو زنجیر
جہان مین چار طرف ہای ہاے کا غل تھا

وہ دلفریب تھی خوشبو کسی کے جوڑے کی
مہک سے حال یہ تھا مشک نافہ بالکل تھا

اجل کے روز جو ٹوٹے تھے نعمت دنیا
ہماری روح وہان تھی جہان توکل تھا

سلا کے گور مین محشر کو بھی نہ چونکایا
مری طرف سے اونھین کسقدر تغافل تھا

لہو کا رنگ حنا کے جو آب و گل مین ہی
کسی شہید سے شاید اسے توسل تھا

یہ کیون چراغ سحر لٹ گیا یہ کیا گذری
وہ اب کہان ہے جو پروانون کا تحمل تھا

چمن مین خانۂ صیاد سے اوڑا لایا
دکھائی بھی نہ دیا جس قفس مین بلبل تھا

جلا رہا تھا جو شب کو چراغ مین صیاد
یہ بلبلون کا لہو تھا کہ روغن گل تھا

نہین ہی قبر سلیمان پر اب تو چونٹی بھی
خدا کی شان تھی کیسا اوج کیا تجمل تھا

شرف کا زلف دل آویز پر جو دل آیا
اوڑا کی خاک وہان جس چمن مین سنبل تھا

ہزار طرح کی آفت ہے جان پر لینا
یہ دل لگی نہین پریون سے اُنس کر لینا

قریب مرگ ہون للہ آئینہ رکھدو
گلے سے میرے لپٹ جاو پھر نکھر لینا

نیاز مند سے کیا بے نیازی کرتے ہو
جو غیر آئے تو اوس سے غرور کر لینا

شبیہ خاص یہ نوک مژہ کی ہے ای دل
چھرا کے ہاتھ رگ جان یہ نیشتر لینا

دعا کو ہاتھ مین اس شرم سے اوٹھاتا ہون
کرون جو عرض تو اوسکو قبول کر لیتا

بیان کرون جو مین درد جگر سر محفل
سب اپنے اپنے کلیجے یہ ہاتھ دھر لینا

ازل سے حسن پرستی کا ذوق ہی ہمکو
کوئی حسین ہو ہمین چار روز مر لینا

وہ ہنس کے کہتے ہین بوسہ طلب جو کرتا ہون
لے آج رات کو جی بھر کے پیار کر لینا

تلا ملی ہے اونھین کس سبب سے ای فصاد
کھلے جو فصد تو خون دل و جگر لینا

محل یار تک اے دل خدا جو پہونچا دے
جگہ نشست کو گر پڑ کے قرب در لینا

کرینگے اونکو بھی مرتے دم وصیت ہم
ہمارا سوگ نہ رکھنا بناو کر لینا

خدا جو سلطنت حسن دے جوانی مین
تو یار ہم سے غریبون کی بھی خبر لینا

گذر جو عالم ارواح سے ہو دنیا مین
خیال گور بھی رکھنا جو کوئی گھر لینا

شرف کسی مین تو بو پاس یار کی ہوگی
بہار آئے تو دامن گلون سے بھر لینا

حنائی گر کہت رنگین ہوا سے غنچہ دہن ہونا
اوسی پانی سے زخم دل مرا بھی جان من دھونا

نکھرتا عطر مل لینا ملا کر خاک مین مجھکو
منگا کر پھول کھنچوا کر گلاب اپنا بدن دھونا

کسی اہل ہوس کا دل جو نکلے گر کے آنگن سے
طہارت کے لیے تم آب زمزم سے ذقن دھونا

شہیدان ادا سے اوسکے جو بین آکے کہتی ہین
چلو تم آب کوثر سے یہ اپنا پیرہن دھونا

پری سی زلف کا دھوئون سے سب کچھ چھوٹ جاتا ہے
کوئی سودائی آنکلے تو اوسکا تن بدن دھونا

یہی روز ازل سے شغل ہے ابر بہاری کو
گلون کے پیرہن دھونا زمین پر چمن دھونا

جت اوزارون سے کھودا چاہتا ہے قبر بلبل کی
گلاب قسم اول سے اونھین اے گورکن دھونا

سحر دم آکے وہ گلرو نفاست تیری دیکھیگا
ذرا اچھی طرح شبنم سے منھ اے یاسمن دھونا

ہزارون عاشقون کے ہاتھ دھلوائیگا جاتو تیغ کر
ادا سے منھ یہ دھوتا ناز سے نازک دہن دھونا

وہ ہے جلیس نفس آب حیات اوسکا پسینا ہے
میسر آئے تو مردہ دلون کا تن بدن دھونا

نہ رہنے پائے اے ہو یہ بہاری داغ تک سیمین
برس کر باغ مین لالے کا ایسا پیرہن دھونا

لہو مجھ باوفا کا ہے یہ پانی سے نہ چھوٹیگا
اسی گلنار ہی رکھنا نہ فرش انجمن دھونا

پھیرا پھر رہے جب سر یہ تیغ نہ ہو جائے
گلا اسکا مری اشکون سے اے ناوک فگن دھونا

اوڑا دے چین تک موج صبا شہرت نہانے کی
بہانا مشک کا دریا جو زلف پرشکن دھونا

ہمارے خون کی چھینٹین تڑپنے مین جو پڑ جائینگی
کسی کے آنسوؤن سے دامن اپنا تیغ زن دھونا

پہاڑون پر صدا فرہاد کی تربت سے آتی ہے
یہان تو ہاتھ اپنی جان سے اے بیوطن دھونا

کبھی تو اے شرف دریائے رحمت موجزن ہوگا
لحد سے تم بھی اوٹھ کر گرد آلودہ کفن دھونا

صبر و شکیب کا متحمل نہو سکا
قابو مین اپنے مجھسے جو میرا دل نہو سکا

مجنون سے چاک پردۂ محمل نہو سکا
تھا دل دریدہ کام تھا مشکل نہو سکا

افسوس ہے کہ تجھسے مین بسمل نہو سکا
اتنا سا بھی میرا کام بھی قاتل نہو سکا

کیا کیا چمن کو جھونکا بہار نے
ایک گل بھی تیرے رنگ مین شامل نہو سکا

ٹکڑے اوڑائے گل کے ہوای بہار نے
لیکن میرے جگر کے مقابل نہو سکا

چرکا ذرا سا دیکے مجھے نیمجان کیا
دو ٹکڑے تجھسے یار میرا دل نہو سکا

پیکان جگر مین رہگئے خنکے وہ بچ گئے
جانپر خدنگ ناز کا گھایل نہو سکا

تھا پر بریدہ ٹھوکرین کھا کھا کے مرگیا
چھٹکر قفس سے باغ مین داخل نہو سکا

کھلتے ہی غنچہ دل کا ہمارے ٹھٹھر گیا
افسوس سو نگھنے کے بھی قابل نہو سکا

اندیشۂ اجل سے نہ مہلت کبھی ملی
جو لطف زندگی تھا وہ حاصل نہو سکا

چپ ہو گیا سنین جو تری لن ترانیان
کچھ دیکھکر مین دید کا سائل نہو سکا

پہونچا مین جلد اوسکے بلانے سے اسقدر
پردہ بھی درمیان مین حائل نہو سکا

ستر ہزار بگڑے بہتر طریق مین
دعوی تری خدائی کا باطل نہو سکا

اوچھی چھری پھری تو کیا لے چھری حلال
گردن مروڑ ڈالی جو بسمل نہو سکا

پہونچا تو بارگاہ تک اوس شاہ حسن کے
خلوت سرائے خاص مین داخل نہو سکا

اوس شمع رو کی بزم کا اللہ رے انتظام
پروانہ تک بھی شامل محفل نہو سکا

تربت مین اسقدر تری رحمت کا تھا نزول
پرسش کے واسطے کوئی نازل نہو سکا

کیا سہل روح جسم سے نکلی ہے اے شرف
دشوار امر بھی مجھے مشکل نہو سکا

جمال و جلوہ دکھانا جو اسے حضور نہ تھا
تو مجھ غریب کو بلوانا کچھ ضرور نہ تھا

قیامت آگئی بے اعتنائی سے تیری
خدائی دعوی تھا ظالم ترا غرور نہ تھا

کیا ہے قاتل عالم شباب نے اوسکو
مزاج یار مین پہلے کوئی فتور نہ تھا

چمن مین تمغے نہ کھینچا تھا کسکو کانٹون مین
لباس باغ مین کس گل کا پور پور نہ تھا

کیا ہے قتل مجھے بیگناہ قاتل نے
خدا گواہ ہے میرا کوئی قصور نہ تھا

وصال خواب تھا دنیا تو بزم حسرت تھی
ہمارا داغ جگر تھا چراغ طور نہ تھا

یہ کسکے جلوے کی تھی روشنی مرے دل مین
وہ کیا تھا پھر جو ترے نور کا ظہور نہ تھا

گناہگار نہوتے جو کوچ کر جاتے
مقام منزل ہستی مین کچھ ضرور نہ تھا

کلیم آپ سے کیا ہمکلام ہو سکتے
بھلا ہوا کہ جو مین حاضر حضور نہ تھا

تری تلاش تھی ہمکو ادھر بھی آ نکلے
ارم کا شوق نہ تھا اشتیاق حور نہ تھا

چلے وہ حشر کے دن چال اس قیامت کی
کہ دم بخود تھے سرافیل ہوش صور نہ تھا

ہم اونکے پاس اگر بیٹھتے وہ اوٹھ جاتے
بعید ہم سے نہ یہ تھا وہ اونسے دور نہ تھا

تمھاری دید مین لذت تھی نوشدارو کی
پیا تھا وہ جھوم رہا تھا کسے سرور نہ تھا

کھلینگے اونکی ملاقات مین وہ کیسے شرف
حجاب شرم سے چپ تھے اونھین غرور نہ تھا

نیا ستم چمن روزگار مین دیکھا
گلون کو چاک گریبان بہار مین دیکھا

کمال ربط دل بیقرار مین دیکھا
کہ عمر بھر اسی پہلوے یار مین دیکھا

چمن مین دیدۂ بلبل سے اشک خون ٹپکے
جو پھول خاک پہ گرتے بہار مین دیکھا

جہان سے گرد اوڑی میری خاک ساتھ اوڑی
شریک مین نے اسے ہر غبار مین دیکھا

اوسی کی شکل ہمین ہر طرف نظر آئی +
خیال کر کے جدھر انتظار مین دیکھا

ہوا دوچند زلیخا کو عشق یوسف کا
وہ حسن پیرہن تار تار مین دیکھا

دکھادی نور کی صورت ترے تصور نے
ترا جمال ترے انتظار مین دیکھا

گلون مین جا کے جو دل کی تلاش کی ہمنے
چھدا ہوا اوسے اک نوک خار مین دیکھا

خوشی خوشی ترے قاصد سمجھ کے اوٹھ بیٹھے
ملائکہ کو جو آتے مزار مین دیکھا

لگادین اور بھی جھنجھلا کے چار تلوارین
ذرا بھی دم جو کسی جان نثار مین دیکھا

مسیح ساری مسیحائی اپنی بھول گئے
ترے مریض کو جب احتضار مین دیکھا

ہزار شکر کہ آج اپنے غنچۂ دل کو
گندھا ہوا ترے پھولون کے ہار مین دیکھا

لٹا دیا اوسے بسکہ جو خدا نے دیا
یہ حوصلہ ترے امیدوار مین دیکھا

جہان مین عالم ارواح سے جو ہم آئے
خدائی بھر کو ترے اختیار مین دیکھا

ترس گئین میری آنکھین پلک جھپکنے کو
ترا جو رستہ ترے انتظار مین دیکھا

چہار سمت مجھے تو ہی تو نظر آیا
اوٹھا کے آنکھ جدھر انتظار مین دیکھا

عجب مزا ہی کہ راحت ہوئی جو ایذا دی
شرف یہ لطف حسینون کے پیار مین دیکھا

ترانہ شور قیامت سے جا بجان اوٹھا
میری نہ آنکھ کھلی اور ایک جہان اوٹھا

تمہارے کشتون نے مقتل کی کیا زمین پکڑی
جہان پڑا نہ وہان سے یہ کاروان اوٹھا

نہ آنے پائی خوشی عمر بھر مرے دلمین
یہان سے داغون کا بہرا نہ جا بجان اوٹھا

مجھے تو جھانک لیا میرے سامنے نہوئے
حجاب اوٹھ کے بھی پردہ نہ جا بجان اوٹھا

شب فراق نہ تسکین ہو گئی مجھکو
فسانہ کو جو ترے سنکے داستان اوٹھا

شریک حال ہوئی اوڑ کے خاک میری بھی
زمانے بھر مین بگولہ کوئی جہان اوٹھا

کیا ہی تو نے جو جو رنگ عشقبازون کو
یہ کیونکر اپنے ترا ہاتھ جا بجان اوٹھا

قفس مین دیکھی یہ تاثیر آہ بلبل کی
کہ سرو قد پے تعظیم باغبان اوٹھا

ضعیف ہو کے زمانے کی ٹھوکرین کھاتا
بھلا ہوا کہ مین دنیا سے نوجوان اوٹھا

دل غریب کو برباد کر کے دم نکلا +
مٹا کے صاحب خانہ کو میہمان اوٹھا

کہا جو یار سے مین نے کہ تجھپہ مرتا ہون
چھری سے کاٹنے ظالم میری زبان اوٹھا

قیامت آئی ہوا آفتاب حشر بلند
گنہگارون کے لشکر کا وہ نشان اوٹھا

چمن مین لیکے جو آیا مرا قفس صیاد
طواف گل کے لیے لیکے باغبان اوٹھا

شکار کر کے مجھے بیٹھے بیٹھے کیا سوجھا
جو پھوک دینے کو وہ ترکش و کمان اوٹھا

گلون کے غم مین پڑے ہی پڑے لہو تھوکا
بہار آئی نہ جبتک نہ باغبان اوٹھا

ستی یہ شمع ہوائی ہی پتنگون کے غم مین
لگی ہی دل کی جو لو سے شرف دھوان اوٹھا

سہل مرنے کی مہم کو بھی مرا دل سمجھا — یہ جفاکش کسی مشکل کو نہ مشکل سمجھا
بوئے گل جان جہان روح عنادل سمجھا — تیری نیرنگی کو ہر رنگ مین شامل سمجھا
قبر مین بھی نہ ٹکا دم نہ لیا جنت مین — وہ مسافر ہون کہ منزل کو نہ منزل سمجھا
مرمٹا حسن پرستی مین مشقت کرکے — جان کو جان نہ دل کو مین کبھی دل سمجھا
کیا سمائی اسے دل اوٹھ جو گیا دنیا سے — ایسی گلزار یہ محفل کو نہ محفل سمجھا
دم نکلتا ہی تو ہوتا ہے بری دنیا سے — بیشتر تو اسے نابود نہ غافل سمجھا
شمع محفل کو تری قیس نے لیلی جانا — صبح تک شام سے فانوس کو محمل سمجھا
خاک سے لالہ و گل کے جو ہوئی افزائش — خون اونہین ترے کشتون کا مین شامل سمجھا
جا کے جمعیت محشر جو پریشان دیکھی — عشقبازون کی مین اوجڑی ہوئی محفل سمجھا
روح سے شئ مری قالب سے اوڑا لی اسنے — آج بیباک اجل ایسا مجھے غافل سمجھا
پائی رہنے کی اجازت جو در دولت پر — بادشاہت اوسی دیدار کا سائل سمجھا
مار ڈالا مجھے دیدار کا جب وقت آیا — حق جو اثبات کو پہونچا تو وہ باطل سمجھا
کوئی دنیا مین نہین خوف زدہ مجھسا بھی — جسنے دلجوئی بھی کی اوسکو بھی قاتل سمجھا
چودھوین رات کو بچتا جو پڑا دون سے — خواب اس شب کو نہ تو ای مہ کامل سمجھا
ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے دریائے کرم کو تیرے — لب کوثر نظر آیا تو مین ساحل سمجھا
دست رنگین نے دیا مجھکو جگر کا دہوکا — پس گیا دزد حنا پر تو اوسے دل سمجھا
خاک سرمے کو کیا خوب حنا کو پیسا — نازنینون نے جو اپنا انہین مائل سمجھا

ای شرف حسن پرستی کا مزا تھا مجھکو
دل دیا اوسکو جسے پیار کے قابل سمجھا

ثواب ہوگا لحد مین عذاب کیا ہوگا — ہم اوسکے بندے ہین ہمپر عتاب کیا ہوگا
شمار کون کریگا تمہارے کشتون کا — یہ بےحساب ہین انکا حساب کیا ہوگا
تمام عمر توکل مین صرف کی ہمنے — خطا معاف ہمارا حساب کیا ہوگا
کفن شہید کا سیلا نہ کرسکیگی لحد — بھلا بہشت کا حلہ خراب کیا ہوگا

میرے حضور کا محبوب کبریا ہی لقب
اب اس سے بڑھ کے کسیکو خطاب کیا ہوگا

کہین غبار مجھ آوارہ کا نہ بیٹھے گا +
لپٹ کے رو جو رہا ہے سحاب کیا ہوگا

بلائینگے مجھے پردہ اولٹ کے خلوت مین
وہ شوخ چشم ہین اونسے حجاب کیا ہوگا

تجھے نہ بخشینگے پھر آپ کسکو بخشین گے
حساب سے جو بڑھیگا ثواب کیا ہوگا

جلانے والون کا ہرگز نہوگا دل ٹھنڈا
بہائے آگ پر آنسو کباب کیا ہوگا

مزا ملیگا نہ بے عشق زندگانے کا
جو دل نہ دینگے تو لطف شباب کیا ہوگا

دھوئین اوڑائیگا رو کر روندیا ہی دل میرا
گھرا کرے جو گھرا ہے سحاب کیا ہوگا

رسائی یار کے گھر تک اگر ہے قسمت مین
مجال کیا ہے کوئی سدباب کیا ہوگا

جہان تباہ ہوا خاک مین ملے دنیا
قیامت آچکی اب انقلاب کیا ہوگا

لہو چھٹے گا تو بو خون کی نہ جائے گی
وہ دہو رہے ہین جو تیغ خوش آب کیا ہوگا

نظر جھپکتے ہی اونکا جو نور چھپتا ہے
یہ حال ہے تو اولٹ کر نقاب کیا ہوگا

فرشتے جائینگے کیا بارگاہ تک اوسکی
سوا بشر کے کوئی باریاب کیا ہوگا

شرف جب آئیگی آواز لن ترانی کی
یہ تم بتاؤ کہ اوسکا جواب کیا ہوگا

جب دل یہ نظر کی سوے گیسو نظر آیا
کیا قبلہ نما ہے کہ جو یکسو نظر آیا

آیا جو تصور تو ترا رو نظر آیا
فی الفور مجھے پیش نگہ تو نظر آیا

سمجھا ہین اشارے کا تری آنکھ کے انداز
جب جو کڑی پھرتا کوئی آہو نظر آیا

اوس قاتل عالم کو بہت حشر مین ڈھونڈھا
تھی بھیڑ نہ مجھکو وہ ہلاکو نظر آیا

صورت عجب اس آئینۂ دل نے دکھائی
مشتاق تھے جسکے وہ پریرو نظر آیا

کیا دید کی کرتی ہے ہوس نرگس شہلا
اک دن نہ تری آنکھ مین آنسو نظر آیا

دیکھا جو تمہاری نگہ ناز کا لپکا + +
دل کو جو اولٹتا ہے وہ جادو نظر آیا

ہر وقت وہ موجود رہا باغ جہان مین
لیکن نہ کسیکو صفت بو نظر آیا

جسوقت ہم اے یار ترا دم لگے بھرنے
قمری ہی دکھائی دی نہ یاہو نظر آیا

دنیا کا سفید ابتو ہوا ہے لہو ایسا
لالہ بھی برنگ گل شب بو نظر آیا

قاتل کو میرے قتل سے روکا نہ کسی نے
ہان پاؤن پہ گرتے ہوے گیسو نظر آیا

آنکھون مین فقط حسرت دیدار بھری تھی
بینائی عطا کی تو مجھے تو نظر آیا

اے یار ترے جسم کی اتنی ہی صفائی
اس سمت سے اوس سمت کا پہلو نظر آیا

آتش کی شرف روغن گل کھینچ کے مین نے
بلبل کا جو ٹوٹا ہوا بازو نظر آیا

سامنا مرکے ہوا گور کی اندھیاری کا
کوئی پرسان نہین کیا وقت ہے ناچاری کا

حق تعالی سے رہائی کے دعا کرتے ہین
غم حسینون کو بھی ہے میری گرفتاری کا

روئین گے گور کو مردے بھی مری جاتی ہے
داغ عیسی کو رہیگا مری بیماری کا

روز حشر آکے فرشتون نے جگایا تو کیا
تم جو چونکاتے تو پھر لطف تھا بیداری کا

جان جان دولت دیدار ہے قیمت اسکی
دل ہمارا ہے یہ سودا نہین بازاری کا

ایسے ہی ہوتے رہین دنیا مین مروت والے
کبھی شکوہ نہ کیا تمسے دل آزاری کا

دم نکلنے سے زیادہ بھی نہ ایذا ہوگی
کیا برا وقت ہے کیا امر ہے دشواری کا

عشقبازی مین یہ تحلیل ہوا جاتا ہون
ہون دل افسردہ مزا ہے مجھے غمخواری کا

یار کو سلطنت حسن خدا نے دی ہے
حکم عشاق کو ہے جشن کی تیاری کا

دور بنواؤ مری خاک سے تربت دل کی
پاس بارود کے کیا کام ہے چنگاری کا

ہے تو اے یار لقب قاتل عالم تیرا
دلربائی کے لیے نام ہے دلداری کا

اے شرف سوء تنفس مین خدا کا دم بھر
چونک غفلت سے یہی وقت ہے ہشیاری کا

تیر نظر سے چھد کے دل افکار ہی رہا
ناسور اسمین صورت سوفار ہی رہا

دنیا سے ہے نرالی عدالت حسینون کی
فریاد جسنے کی وہ گنہگار ہی رہا

سودائیون کی بیٹھکی دم نہ کم ہوئی
ہر وقت گھر مین یار کے بازار ہی رہا

نرگس جو اوس مسیح کی نظرون سے گر گئی
اچھے نہ پھر ہوئے اوسے آزار ہی رہا

گلزار میں ہمیشہ کیے ہم نے چہچہے
صیاد و باغبان کو سدا خار ہی رہا

آئی نہ دیکھنے میں بھی تصویر یار کی
آئینہ درمیان میں دیوار ہی رہا

سرمے سے طور کے بھی نہ کچھ فائدہ ہوا
آنکھوں کو انتظار کا آزار ہی رہا

مجنون نے میرا داغ جگر سر پہ رکھ لیا
یہ گل وہ ہے جو طرۂ دستار ہی رہا

کچھ بھی نہ مفسدوں کی در اندازیاں چلیں
اک الفت مجھسے اونسے جو تھا پیار ہی رہا

بولے وہ میری قبر چھپر کی جھانک کر
یہ شخص مرکے بھی پس دیوار ہی رہا

ممکن نہ کچھ ہوئی قفس گور سے نجات
جو اسمین پھنس گیا وہ گرفتار ہی رہا

عالم میں حسن و عشق کا افسانہ رہگیا
یوسف ہی رہگئے نہ خریدار ہی رہا

صیاد کو کبھی نہ محبت نے دی نجات
بلبل کے صبر میں یہ گرفتار ہی رہا

کیا جانے اوس غریب کو کسکی نظر ہوئی
ان انکھڑیوں کا شیفتہ بیمار ہی رہا

وہ رہگیا فقط تیرے سودائی رہگئے
یوسف رہے نہ مصر کا بازار ہی رہا

راحت کسی حسین سے بھی پائی نہ اے سحر
چاہا جسے وہ درپئے آزار ہی رہا

جہان میں حسن پرستوں کا کاروان نہ رہا
لٹے ہوؤں کا کہیں منزلوں نشان نہ رہا

تن ضعیف میں گھبرا کے روح کہتی ہے
ہمارے رہنے کے قابل یہ اب مکان نہ رہا

بہار عشق کے لوٹے جو دل یہ گل کھائے
کھلے وہ گل جنھیں اندیشۂ خزان نہ رہا

وہ داغ ہوں کہ جو واقف نہیں حرارت سے
وہ آگ ہو نہیں کہ جسمیں کبھی دھوان نہ رہا

کہیں بھی عالم ارواح سے نہ جاتا میں
تری ہوس نے کشش کی جو میں وہان نہ رہا

زمین میں بھی ہیں امانت ہزار ہا مردے
گھلا میں زیست میں ایسا کہ استخوان نہ رہا

صفای قلب کی بھی انتہا ہوئی مجھپر
ہزار داغ چھپایا مگر نہان نہ رہا

ستا کے ہمکو نہ ٹھہرا شباب کا عالم
کہیں کے جب نہ رہے ہم تو میہمان نہ رہا

بسائیں کونسا صحرا کدھر کو اوٹھ جائیں
کہاں رہیں چمنستان میں آشیان نہ رہا

گلوں کے داغ اوٹھائے ستا کے بلبل کو
چمن میں شاد کسی روز باغبان نہ رہا

کھین کی نبض شین رکھتا ہے یار کا عالم
بیگانہ تال کے کشش کیتی کیے خالی
[illegible] لپیٹے او سدم حقیقت آگئے ہین

بشر کی موت ہی قابو مین دل جہان نہ
خدا کا ڈر بھی او سے کھینچکر گمان نہ
ہمارا حال تو ہی حبیب قابل بیان نہ رہا

قفس مین پائی وہ آسائش اے شرف ہمنے
چمن کو بھول گئے یاد آشیان نہ رہا

کیون حیون اسکو ہوا تھا کسکے دیوانو مین تھا
وقت کا اپنے سلیمان تھا جو دیوانو مین تھا
پر ملا محشر مین کہدونگا جو ہوگی باز پرس
روز محشر سے نہ کم تھا میرے مرنے کا بھی دن
واہ ری تقدیر ہم جب پہونچے بزم یار مین
عشقبازونمین میرے دل کا پتا ملجائیگا
دشت وحشت مین ہمارے خاک ہے جسکے تباہ
جذبہ الفت کا مین ست کش ہونگا عمر بھر
ذکر کرتے تھے سلیمان جب عشق پاک کا
شمع وخاموش تھی بہتے تھے آنسو شمع کے

دل ہمارا کوئی محفل کے پروانون مین تھ
کیا کہون سیر گذرکن کت پریشانون مین تھ
مین نہین کچھ جانتا ہون مین تو دیوانو مین تھ
حشر ونشر اپنو نہین تھا گھرام ہیگا نونمین تھ
شمعین سب گل ہوچکی تھین دم نہ پروانو نمین تھ
بلبلون مین دل کو ہوگا شب کو پروانو نمین تھ
تام بھی یارو بگولونکا نہ ویرانون مین تھ
بالکل اپنا کرلیا اوسکو جو بیگانون مین تھ
بینش میرے دل کا اوس تشبیہ کے دانو نمین تھ
رات کو ماتم ہمارے دل کا پروانون مین تھ

کیا ہی عالی ظرف تھا ساقی ہمارا اے شرف
جام جم پھینکا ہوا اک جسکے پیمانون مین تھا

اللہ رے فروغ رخ لاجواب کا
آخر سیہ لباس ہوا کیون خضاب کا
حسن آئنہ مین دیکھ کے اپنے شباب کا
مشکل وہان یار تبسم نہو سکا
کیا شکل ہوگی طاعت پروردگار کی
شادابی چمن یہی کہتی ہے صبحدم

دوتا ہے مہر و ماہ سے جلوہ نقاب ک
یارب یہ سوگوار ہے کسکے شباب ک
کھل کھیلینگے وہ تام نہ لینگے حجاب ک
رہ رہگیا بسور کے غنچہ گلاب ک
توبہ سے برخلاف ہے عالم شباب ک
شبنم نہین پڑا ہے یہ چھینٹا گلاب ک

دنیا سے ہمکو رنج ضعیفی نے کھودیا
جبتک جئینگے داغ رہیگا شباب کا

حسرت ہی تیرے دامن زین سی جدا نہو
ہوجاؤن سوکھ سوکھ کے تسمہ رکاب کا

محفل مین یار کے جو تڑپتا ہون جاکے مین
پروانے لوٹتے ہین مزا اضطراب کا

دل پر مرے چھڑک کے نمک مرچ یار نے
بھونا ہی کس مزے سے کلیجا کباب کا

چھینٹین پڑی ہین تمپہ جو خون شہید کی
کس کسطرح سے رنگ اوڑا ہی شہاب کا

کس پھول کا درخت لگایا ہی یار نے
مانگا ہے سینچنے کو قرابہ گلاب کا

اک دن جمال اوسکو دکھایا تھا یار نے
اوسدن سے رخ ادھر ہوا آفتاب کا

دل ٹوٹ جاے گا جو یونہین حسرتین رہین
موجوں مین پڑکے کون بھروسا حباب کا

چھوڑو حیا و شرم کو آ بیٹھو میرے پاس
اوٹھوادو درمیان سے پردہ حجاب کا

جسوقت بیٹھتا ہی نہانے وہ رشک گل
بہتا ہی موج مارکے دریا گلاب کا

تم کہہ رہی ہو راتون کو سوتے تھے اونکی ساتھ
یہ سچ ہے اے شرف کہ بیان ہی یہ خواب کا

نہین ہی رنگ گلون کا بہار سے پیدا
ہوا ہے پرتو روے نگار سے پیدا

گلاب گل سے کشیدہ ہوا خجل ہوکر
وہ بو ہوئی عرق روے یار سے پیدا

کہان قیام شباب اوسط جوانی مین
زوال شمس ہی نصف النہار سے پیدا

پھر وگے کیا تمہین ایسا ہی ہمنے چاہا ہی
تمھارے دل مین جگہ کی ہی پیار سے پیدا

کبھی نہ حسرت و رقت سی آنکھین واقف تھین
ہوئے یہ روگ تری انتظار سے پیدا

ملیگا خاک مین اک دن طلسم دنیا کا
یہ کارخانہ ہے مشت غبار سے پیدا

برا یہ رنگ ہی آفت کا شاخسانہ ہے
کیا ہی ربط گلون نے جو خار سے پیدا

دیا جو یار کو بس کرکے غنچۂ دل سے
وفا کی بو ہوئی پھولون کے ہار سے پیدا

اوڑائی خاک جو صحرا مین تیرے وحشی نے
ہزار ہا ہوئین پریان غبار سے پیدا

خدا نے چاہا تو تفریح ہوگی سیت کو
ہوا بہشت کی ہوگی مزار سے پیدا

ہوا خود آئنہ اسیر بھی دید کی صورت
نہو سکی دل بے اختیار سے پیدا

شگفتہ روح کو دل کو بحال کرتی ہے
ہوا وہ ہوتی ہے ابر بہار سے پیدا

چمن مین جاکے جو اوسنے کیا بیان شرف
ہزار رنگ کیے اک نکھار سے پیدا

عالم مین ہرے ہونگے اشجار جو مین رویا
گلچین نہین سینچین گے گلزار جو مین رویا

برسیگا جو ابر آکر کھل جائیگا دم بھر مین
آنسو نہین تھمنے کے اے یار جو مین رویا

روؤ گے حجرے مین تم ہچکیان لے لیکر
آسے یار کبھی زیر دیوار جو مین رویا

زخمی ہون تو ہونے دو کیون یار سپو رو مین
کیا بات رہی کھا کر تلوار جو مین رویا

ہون مستعد رقت فرما دیجے بہلا
لے ڈوبینگے تجھکو بھی کہسار جو مین رویا

مجنون سے کہا جاؤ وحشت اونہین کھلاؤ
بیٹھا ہوا صحرا مین بیکار جو مین رویا

رحم آہی گیا اونکو کٹوا دے میری بیڑی
زندان مین چلا کر اک بار جو مین رویا

کی غش کے مارے پھر اوسنے نہ نگہ سیدھی
آت انکھڑیون کا ہوکر بیمار جو مین رویا

بیتابی و زاری پر میری اونھین رحم جو آیا
دکھلا ہی دیا مجھکو دیدار جو مین رویا

آرام وہ کرتے ہین سلوا نہ مجھے اے دل
اٹھ بیٹھینگے نہ وہ ہوکر بیدار جو مین رویا

آئے تھے بمشکل وہ لائے تھے شرف اونکو
پھر اوٹھ گئے وہ ہوکے بیدار جو مین رویا

تم ہو یکتا ہے جہان کوئی بھی تمسا نہوا
جسم ہے نور خدا جسم کا سایا نہوا

کوئی اسرار خدا کا کبھی اخفا نہوا
یا علی تمسے کسی بات کا پردا نہوا

سایہ انوار لطافت سے ہویدا نہوا
نور کا جامۂ تن تھا کبھی میلا نہوا

زلف شبرنگ کا تیری کسے سودا نہوا
کون ایسا تھا زمانے مین جو رسوا نہوا

سعت جاتی رہی فرہاد کی جان شیرین
کوئی ارمان ہی ناشاد کا پورا نہوا

تیرے کشتون کی نمائش ہوئی گل ہو ہوکر
خون اس خاک سے کس کس کا ہویدا نہوا

بزم خوبان مین ترے دزد حنا کے آگے
روشن اے یار چراغ ید بیضا نہوا

اسقدر رنج ہوا قیس کے مرجانے کا
جان دیدی متحمل دل لیلا نہوا

خاک بلبل کی تو اوڑ اوڑ کے بہت لپٹا کی
دوستی عالم ارواح مین تھی روح من شئے
روشنی شب کو جو اوس شمع لقائی دیکھی
اس لطافت سی مجھے دفن کیا تھا کسنے
درد دل سننے سے پرہیز ہی اوس عیسی کو

پیرہن گل کا وہ ستھرا تھا کہ میلا نہوا
کوئی اس ہستی موہوم مین اپنا نہوا
دل ہی جلوائیے جو محفل مین پتنگا نہوا
تا قیامت جو کفن خاک مین میلا نہوا
چاہتے والون کے حق مین تو یہ اچھا نہوا

لن ترانی ہی سنی تمنے کہ پردا اولٹا
اے شرف یار کا نظارہ ہوا یا نہوا

ان انکھڑیون مین جو سرمہ کبھی دیا جاتا
فروغ حسن نے تیری ہوا وہ یا نہ ہی ہے
پڑا تھا غش مین ترے بو دماغ مین آتی
کہے سنے سی حسینون کو دل جو دیدیتے
خدا گواہ ہے مرنا ہی تھا مجھے منظور
ہمارے ساتھ وہ گلرو نکھر کے آیا تھا
صدا بھی آتی پھرا یدل نہ لن ترانی کی
یہ انفعال ہوا ہے ترے نہ ملنے سے
دکھاتے شکل تو پھر دیکھتے تماشا بھی
نصیب جاگتے آرام کرتے جنت مین
نظر سے یار کی گر جاتے ہم ستم ہوتا
تمھین بتاو جو تمسے لپٹ نہ جاتا مین

پسا ہوا جو نظر مین کوئی سما جاتا
چراغ طور بھی ہوتا تو جھلملا جاتا
ہوا ادھر کی جو ہوتی تو ہوش آجاتا
ہماری جان یہ بنتی کسیکا کیا جاتا
ہلاک تم جو نہ کرتے تو زہر کھا جاتا
چمن کی کیفیت اوٹھتی جو ابر چھا جاتا
کسی طرح سے جو پردہ اولٹ دیا جاتا
زمین شگاف جو ہوتی تو مین سما جاتا
گلاب لا کے چھڑکتے اگر غش آجاتا
ہمین جو گنج شہیدان مین وہ سلا جاتا
کہین جو پاؤن تہ تیغ لڑکھڑا جاتا
تو بوسہ کا ہے کو ملتا مرا مزا جاتا

مرے ہم آج بڑی رات ای شرف آئے
نہ آئے گا جو وہ آتا تو اتبک آجاتا

ہوئے خود رفتہ نقشہ کھینچکر اوس یار جانی کا
ارادہ ہی جو اے ظالم ترا ایذا رسانی کا

بھری سرخی تو رنگ اوڑا اوڑ گیا بہزاد مانی کا
تو بسم اللہ ہمکو بھی مزا ہے جانفشانی کا

مسرت کھینچتا ہے حسینون کی جوانی کا
بنا کر اسکو خود نقشہ بگڑ جائیگا مانی کا

گرا کر کہو ساقی نہ پھر اوٹھنے دیا مجھکو
رہونگا عمر بھر ممنون مین اپنی ناتوانی کا

خوشی کیا خاک ہو کہتا ہے قاصد کل وہ آئینگے
یہان دم بھر نہین ہے ہم بھروسا زندگانی کا

دو روزہ ہے بہار عمر انسان باغ عالم مین
غرض یہ چلتی پھرتی چھاؤن ہے موسم جوانی کا

نہوتا ہوگا یہ معشوق سے بھی چھٹنے کا صدمہ
ضعیفی مین جو یاد آتا ہے عالم نوجوانی کا

دکھا دو شکل عاشق ہون نہین پردہ اوٹھائیگا
وہ موسی تھے جنہین ڈر تھا جواب لن ترانی کا

یہ دل کہتا ہے یون پر گریبان پھاڑ ڈال اپنا
سبب دیتا ہے دیوانہ مجھے عالم جوانی کا

اگر شمہ نزاکت کل مین ہوا ہو رشک گل تجھ
تو کچھ کچھ ہے اثر کس مین میری ناتوانی کا

لب گور اب مین ہون یارو کبھی وہ بھی زمانہ تھا
توانا تھی جوانی تھی مزا تھا زندگانی کا

سلیمان بھی انگوٹھی سے بدلتی تو نہ دیتا مین
جو چھلا ہاتھ آتا اوس پری رو کی نشانی کا

پیا جاتا ہے کیونکر اوس مریض غم سے خون دل
اوترتا بھی نہین جسکے گلے سے گھونٹ پانی کا

بھری برسات مین بھی اسطرح دریا نہین بہتے
جو عالم ہے مری آنکھون سے اشکون کی روانی کا

عیادت کو وہ خود آئے ہین جو نکو کھول دو آنکھین
شرف اوٹھ بیٹھو اب موقع نہین ہے جانفشانی کا

کمر پہ طرہ گیسو سے دلستان پہونچا
ہمارے پاؤن کی حد اد بیڑیان پہونچا

عجیب شعبدہ دیکھا عدم کی منزل مین
کہ جو ضعیف ہوا قتل نوجوان پہونچا

مسافت اپنی کہون یا وری زبان جو کر
کہ بند ہوتے ہی آنکھون کے مین کہان پہونچا

گذر گئے نہین یاران رفتگان کا پتا
خدا ہی جانے کہان جا کے کاروان پہونچا

پرون کو نوچ کے صیاد نے مجھے چھوڑا
نہ اوڑ سکا نہ مین بالا سے آشیان پہونچا

گلون سے ملنے کی جہات نہ پائی بلبل نے
گیا چمن سے جو صیاد باغبان پہونچا

شرف کسیکو شہیدون مین حوصلہ نہوا
سبھی نکل گئے مین وقت امتحان پہونچا

فروغ حسن مرے دل پذیر ہوتا تھا
زہے شرف مجھے روشن ضمیر ہونا تھا

گلون کی شکل بھی ہمنے نہ آنکھ سے دیکھی | بہار آتے ہی ہمکو اسیر ہونا تھا
کبھی خدنگ لگائے ہین یار نے دلمین | کوئی کلیجے کے بھی پار تیر ہونا تھا
تری گلی مین جو میت ہماری دفن ہوئی | اس آب و گل کو یہین کا خمیر ہونا تھا
بیان کیا مین کرون بازپرس مدفن کا | ہوا جو معرکہ دار و گیر ہونا تھا
رما کے دھونی جو بیٹھا ہون مانگ یار و کی | اسی لکیر پہ مجھکو فقیر ہونا تھا
فلک کی زلف مین ای دل نہ چاہیے افسوس | یہ سرنوشت مین تھا ناگزیر ہونا تھا
ہکلین جو نزع مین دیکھا تو رو دیا اوسنے | اک اور صدمہ یہ وقت اخیر ہونا تھا
صلاح یار کو دیتا ہے خود پسندی کی | اس آینہ ہی کو اوسکا مشیر ہونا تھا
یہ کوہ طور جو سرمہ ہوا ہے پس پس کر | تری نگاہ مین اسکو حقیر ہونا تھا
تمہارے دلمین جو بات آتی مجھپہ کھلجاتی | یہ لو لگی ہے کہ روشن ضمیر ہونا تھا
کوئی نہ پہونچیگا اوس بے نیاز تک اے دل | یہان تو روح ساکوئی سفیر ہونا تھا

ارادت اور کسی سے جہان مین کی تو کیا
شرف غلام جناب امیر ہونا تھا

نہ ہی شرف نہ کہین اور جا کے دم نکلا | ہزار شکر ترے در پہ آکے دم نکلا
یہ دھیان تھا کہ وہ کم سن ہے ڈر نہ جائے کہین | بس اسلیے نظر اوسکی بچاکے دم نکلا
دیا نہ تو نے مجھے غسل میت ای قاتل | بھلا ہوا جو لہو مین نہاکے دم نکلا
نہ رونے والا جو کوئی کہین نظر آیا | خود اپنے حال پہ آنسو بہاکے دم نکلا
مزاج اوسنے جو پوچھا ہوا مین شادی مرگ | خوشی کے مارے مرا اسکے آکے دم نکلا
اشارے کرکے مری اوسنے جان نثاری کی | قضا ہی کی تو محبت جتاکے دم نکلا
جھٹکا دے گور گناہون سے ہمنے توبہ کی | نجات کی ہمین راہین بتاکے دم نکلا
شب فراق مین جی بھر کے جانفشانی کی | گجر بجے عجب ایذا اوٹھاکے دم نکلا

نہ چھوڑتی تھی کسی طرح روح قالب کو
شرف جب آگئی دم مین قضا کی دم نکلا

ت مین کچھ نہین جو اسی کوچۂ جانان ہوتا
مغفرت ہوتی مجاور مرا رضوان ہوتا

جا سنجات پھر وہ ہر اورنگ کی شایان ہوتا
تیرے خاتم جیسے ملتے وہ سلیمان ہوتا

زخم دل سے مری کیون خون کی بو نہ نکلے
مسکرا کر کبھی غنچہ نہین گریان ہوتا

صرف شیرازہ جو ہوتی رگ جان بلبل
پھر گلستان کا نہ مجموعہ پریشان ہوتا

دم اوڑ جاتی جہان مین مری جانبازی کی
نام ہوتا دہن زخم جو خندان ہوتا

منت محبوب ہو گرکے کنوئین مین یوسف
آبرو ہوتی اگر چاہ زنخدان ہوتا

توڑتا دم جو مرے ہاتھ مین بندھتا تسمہ
فصد کھلتی تو جنون اور فراوان ہوتا

لیکہ دل دولت دیدار مجھے دیتی تھی
عدل کرتے جو درست آپکا ایمان ہوتا

ذبح کرتا مجھے صیاد جو ویرانے مین
خون کے چھینٹون سے گلزار بیابان ہوتا

خاک مین ملتین نہ شکلین جو تری کشتون کی
لالہ و گل کا مرقع نہ نمایان ہوتا

اسقدر موسم گل مین ہے مجھے ضعف سے حال
دونو ہاتھون سے نہین چاک گریبان ہوتا

بوئے گل ہی سے مری روح کو فرحت ہوتی
باغ ہی متصل گور غریبان ہوتا

تجھکو بربادئی عالم جو نہوتی منظور
کیون ہرا باغ بھرا گھر کوئی ویران ہوتا

درد ہجران جو مسیحا کے جگر مین اوٹھتا
اے شرف وہ بھی نہ جانبر کسی عنوان ہوتا

نہ ہمسے پوچھو کہ کرتے ہین ہم ستم کیسا
تمھین بتاؤ تمھین چاہتے ہین ہم کیسا

سمجھتے ہین ترے کوچے کو غیرت فردوس
کہان کا باغ جنان گلشن ارم کیسا

نہ آئے وعدے پر آخر ہلاک کر ڈالا
مسیح ہوکے دیا تمنے ہمکو دم کیسا

شب وصال مین رویا تو ہنس کر وہ بولے
ذرا حواس مین آؤ خوشی مین غم کیسا

جو اوسنے کہ رنگے رقت تو وہ نہ پوچھینگے
نہین جو روئے تو آنکھون پہ ہے ورم کیسا

نہ پوچھ حال ہمارے جنون کا اے فصاد
ہوا ہے فصد سے سودا دو چند کم کیسا

ہوا کی طرح سے چلتا ہے خنجر قاتل
لہو کو چاٹ کے ہوتا ہے تیز دم کیسا

ہوا ہے گور غریبان پہ ابر کا سایہ
گناہگارون پر اوسنے کیا کرم کیسا

کسی حسین کو دل کی کشش جو لے آئی
امیدوار کیا تھا جواب صاف دیا
کسی کا درد وہ سمجھین تو کچھ دلاسا دین

لپٹ لپٹ کے ادسے پیار کرتے ہم کتنا
یہ آج یار نے مجھپر کیا ستم کیسا
خبر نہین او نہین ہوتا ہے رنج و غم کیسا

کسی کا پڑھتے ہی خط دی تڑپ کے جان اپنی
کھلا نہ حال کہ حال او سکین تھا رقم کیسا

فصل گل مین ہے ارادہ سوی صحرا اپنا
عشق مین ہم جو مٹاتے ہین کسیکو کیا کام
آہ ہم کرتے ہین اے یار کے محفل والو
پوچھتے کیا ہو جدائی مین جو گذری گذری
کوئی مشتاق رہا جلوہ کسی نے دیکھا
زندگی شرط ہے کیا درد جگر سے ہو گا
کام آیا عمل نیک مرا تربت مین +
پوچھتے ہین جو کوئی نام مرا لیتا ہے
تھا مین درد جگر قیس بیان کرتا ہے
شہر سے بھاگ گئے ہین دشت مین گھبرا کے
ایڑیان مجھسے رگڑوائے گی مجنون کی طرح

رنگ کیا دیکھیئے دکھلاتا ہے سودا اپنا
جان اپنی ہے دل اپنا ہے کلیجا اپنا
دونو ہاتھون سے جگر تھام لو اپنا اپنا
تمکو معلوم ہی سب حال کہین کیا اپنا
اسکو کیا کیجیے مقسوم ہے اپنا اپنا
اپنے حق مین تو دم اپنا ہے مسیحا اپنا
للہ الحمد کہ اک دوست تو نکلا اپنا
جانتے ہین وہ مجھے عاشق شیدا اپنا
خوب ہی روئے گی دل تھام کے لیلی اپنا
دل بہلتا ہی نہین اب تو کسی جا اپنا
نام رکھا ہے شب وصل نے لیلا اپنا

اے شرف خیر تو ہے حال ہی کیون سکتے کا
آئینہ لے کے ذرا دیکھو تو چہرا اپنا

مین جان دے رہا ہون پھر اوس شکر کو کیا
کھلتے دو کھل رہے ہین جو گل رنگ رنگ کے
شہرت تمھاری سن کے مین آیا ہون دور سے
چھڑکا ہوا ہے دم تو نفاست پہ یار کی
رخسار ہے کہ پھول کھلا ہے گلاب کا

نخچیر مر ہی جائے تو ناوک فگن کو کیا
نیرنگیون سے یار کی نسبت چمن کو کیا
لوٹا ہے ہو یار غریب الوطن کو کیا
گلشن مین دیکھکر مین کرون یاسمن کو کیا
غنچہ نہ مین کھولے تو کھولے پھر دہن کو کیا

لذت دل او بھنے کا سیر کرو علاج — شعلہ بار رہے ہو زلف شکن در شکن کو کیا
جب یار نے کیا نہ مرا آ کے غم غلط — کھوئیگا پھر کوئی مرے رنج و محن کو کیا
مجھکو تو ساتھ لے نہ گئے کوے یار میں — فردوس میں ہی روح تو مجھ مردہ تن کو کیا
اک بات تھی کہ ہو گئی حاصل مسیح کو — پہونچے کا کوئی آپکے معجز سخن کو کیا

کیا تمنے اپنی شکل بنائی ہے اے شرف
دستار سر کہاں ہی کیا پیرہن کو کیا

تیرے عالم کا یار کیا کہنا — ہر طرف سے ہے پکار کیا کہنا
اُٹھ نہ کی درد ہجر ضبط کیا — اے دل بیقرار کیا کہنا
وعدۂ وصل اونسے لون کیونکر — میرا کیا اختیار کیا کہنا
کیا ہی نیرنگیاں دکھائی ہیں — تیرے باغ و بہار کیا کہنا
کیسے عاشق ہیں اونسے جب پوچھا — بولے بے اختیار کیا کہنا
نشت پر بھی گلوں کے گرد رہے — آفرین اے ہزار کیا کہنا
ترچھی نظریں چھری کٹاری ہیں — چشم بد دور یار کیا کہنا
گلشنوں میں ہیں رنگ روپ کہاں — لاجواب اے نگار کیا کہنا
دم عیسی کو بات کرتی ہے — اے نسیم بہار کیا کہنا
امتحان کر چکے تو وہ بولے — اے مرے جان نثار کیا کہنا
اوسکے کوچہ میں بیٹھ کر شہ اٹھا — واہ میرے غبار کیا کہنا

جانتے ہیں کہ جان دو گے شرف
اسکو تم بار بار کیا کہنا

تیرے اے دل لب معشوق تجھ میں یار کا — لے دہان زخم سے بوسہ لب سوفار کا
باتوں باتوں میں جو آیا ذکر بزم یار کا — گل سے بلبل پھر گئے رنگ اوڑ گیا گلزار کا
حشر کی ہلچل کا قصہ کیا سنو لوں واعظ میں — میں تو مشتاق اوسی پر ہوں تیری رفتار کا
لخت دل بہنے لگے کٹ کی پھوٹکی طرح — داغ ہجر آخر کو پھیلا ہو گیا زنگار کا

لاکھ معشوقون کے ہی ناز و بزانو کا مزا
بے گنہ ہو نہین تو گردن میری کٹنے کی نہین
بھرلے شیشی مین غبار اپنے شہید ناز کا
کیا ہمین دھتکار رہا ہے لی تو قاتل میان سے

ڈھونڈھتا تھا اسلیے پہلو تری دیوار کا
لاکھ رگڑے دو کبھی جو خط پڑے تلوار کا
اے پری رو اسکو غازہ کیجیو رخسار کا
منھ ترا چومین گی قبضہ چوم کر تلوار کا +

لوگ سمجھاتے ہین وہ آتے ہین تم گھبراؤ نہ ہم
چار ناچار اے شرف کرتے ہین کہنا چار کا

جشن تھا عیش و طرب کی انتہا تھی مین نہ تھا
اُسنے کب برخاست اے دل محفل معراج کی
مین تڑپ کر مرگیا دیکھا نہ اوسنے جھانک کر
وعدہ لے لیتا کہ کھلوانا نہ مجھکو ٹھوکرین
صرف کرتا کس خوشی سے جاکر اوسمین اپنی خاک
منھ نہ کھل سکتا نہوتے ہمکلام اوسنے کلیم
لیگئی تھی مجھکو حسرت جانب خود رفتگی
دل اولٹ جاتا مرا یا دم نکل جاتا مرا

یار کے پہلو مین خالی میری جا تھی مین نہ تھا
کس سے پوچھون رات کم تھی یا سوا تھی مین نہ تھا
اوس ستمگر کو عزیز اپنی حیا تھی مین نہ تھا
عالم ارواح مین جس جا قضا آئی تھی مین نہ تھا
کیا کہون جسدن بنائی کربلا تھی مین نہ تھا
عمر بھر حسرت ہی رہتی بات کیا تھی مین نہ تھا
جسطرف کو منزل بیم و رجا تھی مین نہ تھا
شکر ہے جب لن ترانی کی صدا تھی مین نہ تھا

لالہ و گل کو بچا لیتا خزان سے اے شرف
باغ مین جسوقت نازل یہ بلا تھی مین نہ تھا

دم بھر کو جو پھر دم کسی تنجیہ مین آتا
ہو جاتی چھری رکھنے سے جان اور غضب مین
دنیا جو نہ مین چند نفس کے لیے لیتا
موت آہی چکی تھی کبھی زندہ مین نہ چھٹتا
گھبرا کے تم اوٹھ جاتے ملاقات نہوتی
کہتا ہجر زمانہ کہ مین اک خواب عدم ہون
ہو جاتی شبیہ آپکے کشتے کی جو بیرنگ

پر اپنے لگانے کو ترے تیر مین آتا
قاتل کو ذرا رحم جو تکبیر مین آتا
جنت کا علاقہ مری جاگیر مین آتا
قاتل کو جو شک بھی مری تقصیر مین آیا
اے یار مجھے ہوش جو تاخیر مین آیا
پیغام اجل ہی مری تعبیر مین آیا
جلاد لہو بھرنے کو تصویر مین آتا

قصہ ترے شیدائی کا باہر ہے بیان سے
تحریر مین آتا ہے نہ تقریر مین آتا

صحرا سے تری فوج یہ لاتی ہے شرف کو
یا شیر ہے جکڑا ہوا زنجیر مین آتا

ارمان مرا تو نے بھی جز صبر نہ نکالا
صحرا سے مری خاک کو باہر نہ نکالا

صیاد نے سہما کے مرا خون کیا خشک
اک روز دلاسے سے مرا ڈر نہ نکالا

جو باعثِ نظارہ تھا اوسکو نہ سزا دی
آنکھین تو نکالین دل مضطر نہ نکالا

مشتاقوں کے تڑپانے کو پردے مین جو بیٹھے
پھر تمنے قدم بھی کبھی باہر نہ نکالا

کیا پہونچے کا تجھ تک کوئی اقلیم بقا مین
جب ڈھونڈھ کے دنیا مین ترا گھر نہ نکالا

منظور یہی تھا کہ اذیت مین رہون مین
قاتل نے جو دل سے مرے خنجر نہ نکالا

دیدار کی خاطر مجھے تڑپانے کو اوسنے
جھانکا تو جھروکے سے مگر سر نہ نکالا

دنیا مین نہ رہنے کا روادار تھا کوئی
جنت سے کسی نے مرا بستر نہ نکالا

رکھا ہے مجھے زندان کا رہا کرکے بھی پابند
بیڑی کو جو کاٹا بھی تو لنگر نہ نکالا

کیونکر کہون دم بھرتی تھی چاہت کا زلیخا
یوسف کو کنوئین سے بھی تو باہر نہ نکالا

آوارہ کیا دل کو مرے پیچ مین لاکے
بل شانے کا اسے زلف معنبر نہ نکالا

بیدم جو ہوا مین تو کیا مجھکو وہین دفن
زندان سے جنازہ مرا باہر نہ نکالا

کیا کیا چمنستان مین بھبھوکا ہوئے غنچے
رنگ اوس گل رعنا کے برابر نہ نکالا

وحشت مین سب مجھے دیکھنے آئے جو پریزاد
کس کس نے شرف جیب سے پتھر نہ نکالا

نہین معلوم کب جلوہ دکھا کر تمنے یار اپنا
زمانے کو کیا شیدائی اپنا جان نثار اپنا

پڑے صدمے مین ہم ہین حال کیا ہوتا ہے یار اپنا
نہ اپنا دل ہے قابو مین نہ ہے میرا اختیار اپنا

نہ دیکھا اسنے پڑھکر جب امانت دار حسرت کا
تو اوس گل نے مری آنکھون کو سونپا انتظار اپنا

زمانے مین جو حسن یار نے عالم فریبی کے
تعشق مین ہوا دل سب سے پہلے بیقرار اپنا

ہماری روح نے راہ وفا مین ہو گئے آوارہ
نہ اپنے گھر کو گھر جانا نہ پہچانا مزار اپنا

جسے جلوہ دکھائیگی وہ باہر ہوگا جامے سے
عروس گل کو پیراہن پہناتی ہے بہار اپنا

چھڑا کر بستی ہرگز نہ پھر صیاد نے اولٹی
قفس میں مرتے مرتے ہم نے سر پٹکا ہزار اپنا

دکھائی حسن اون لالہ رخون کی مجھکو تقدیرین
مرقع جنکے صدقے مین اوتروائی بہار اپنا

ہمین بھی ناز ہے اوس حرم دل کی کارسازی پر
بگڑ جائے جو بگڑا ہے سنور جائیگا کار اپنا

مٹایا چاہتا ہون رہ کے چوراہے مین الفت کے
جگر اپنا دل اپنا جان اپنی جسم زار اپنا

ہمارے سامنے آؤ تو آرائش کی شہرت ہو
نکھر کر آئینے کو کیا دکھاتے ہو سنگار اپنا

مرے اُستاد کے جو نام سے دنیا مین جلتے ہین
نکالے اونپہ یارب آتش دوزخ بخار اپنا

ہوئے سرسبز جو اے یارو تو آنکھو نہین جگہ پائی
لگا ہون مین سمانے کام آیا انکسار اپنا

فسانہ موہنی کا اونکی آنکھون کا جو لکھ کھینچا
خطاب آیا وہان سے ای شرف جادونگار اپنا

کچھ بھی نہ جھانک تاک کی تدبیر سے ہوا
نظارہ یار کا مری تقدیر سے ہوا

نورانی اس جمال کی تنویر سے ہوا
تصویر آئنہ تری تصویر سے ہوا

اچھا ہوا گلے مین ہمارے پڑی کمند
اک سلسلہ تو زلف گرہ گیر سے ہوا

دیکھا وہ حسن عالم رویا مین یار کا
یوسف کو عشق خواب کی تعبیر سے ہوا

مرتا نہ مین جو آنے مین کرتا نہ دیر تو
میرا تو خاتمہ تری تاخیر سے ہوا

وحشت مین آکے مین نے ہلائی جو ہاتھ پاؤن
یا حافظ کا غل مری زنجیر سے ہوا

پوچھے تو کوئی کونسا اسکا گناہ تھا
صیاد بر خلاف جو نخچیر سے ہوا

بیدم ہوا اچٹا جو ہے چلے مجھکو خاک پاک
نقصان میری جان کا اکسیر سے ہوا

تیار قصر عرش آلہی جو ہو چکا
آراستہ حضور کی تصویر سے ہوا

پہلے کسی نے خون کسیکا کیا نہ تھا
ایجاد قتل کا تری شمشیر سے ہوا

ہر وقت ای شرف در توبہ کھلا رہا
آگاہ بھی نہ قفل نہ زنجیر سے ہوا

شب کو نظارہ دلدار نے سونے نہ دیا
شادئی طالع بیدار نے سونے نہ دیا

آنکھ تربت مین لگی تھی کہ ہلایا شانہ | نیند بھر کے بھی مجھے یار نے سونے نہ دیا
لوگ رویا کیے شب کو مین کراہا ایسا | سارے گھر کو ترے بیمار نے سونے نہ دیا
تو یہ توبہ کا وہ غل شب کو مچایا تا صبح | بیگنا ہون کو گنہگار نے سونے نہ دیا
دور رہکر مین ترے قصر سے شب بھر تڑپا | حسرت پہلوے دلدار نے سونے نہ دیا
نیند یوسف کے اوڑے غل سے خریداران کو | شور ہنگامۂ بازار نے سونے نہ دیا
آگئی نیند جو غفلت کی مجھے تربت مین | صور پھکوا کے مجھے یار نے سونے نہ دیا
غل مچایا کبھی زنجیر کبھی کھٹکائی | تجھکو بھی تیرے گرفتار نے سونے نہ دیا
شام سے جیا ہاتھا صیاد نے مر رہنے کو | نالۂ مرغ گرفتار نے سونے نہ دیا

دم بھر آرام نہ آیا شب تنہائی مین
اے شرف درد دل زار نے سونے نہ دیا

بہرہ ور تیری ہوس مین کوئی دم بھر نہوا | یہ وہ کشتی ہے کہ جسکا کہین لنگر نہوا
یار سے ملنے نہ دینے کی سزا دلواتا | کیا کہون مین مرے قابو مین مقدر نہوا
کون صورت تھی بھلا قبر مین آسائش کی | اتنی سی جا تھی کہ جسمین مرا بستر نہوا
جستجو کی بہت آئینے نے حیران ہوکر | سب نظر آئے نمودار سکندر نہوا
ایسی بیرحمی سے صیاد نے بازو توڑے | عمر بھر قابل پرواز کوئی پر نہوا
قاصدی کی بھی کسی کی مجھے پروا نہ رہی | اوڑ گئی روح میسر جو کبوتر نہوا
مین نے اپنے سر شوریدہ کو ٹکرا ڈالا | جب دماغ آپکی خوشبو سے معطر نہوا
عاجزی کی جو بلا قید اوسے تھی منظور | باب توبہ پہ نگہبان مقرر نہوا
کیا سرشت آپکی پاکیزہ تھی سبحان اللہ | واقف سایہ کبھی جسم منور نہوا
باغ مین پھیلی جو خوشبو تری پیراہن کی | کونسا گل ہے کہ وہ جامے سی باہر نہوا
قصر جنت مین وہ رہتے ہین خدا کی قدرت | چھوپڑا بھی جنھین دنیا مین میسر نہوا
اپنی آنکھون مین جگہ کیتے نہین دی تجھکو | کونسا دل ہو کہ جس دل مین ترا گھر نہوا

اے شرف شوق ہوا یار کو خود بینے کا

چاہنے والوں کے حق میں تو یہ بہتر ہوا

بھولے سے فراموش مری یاد نہ کرنا
بندہ ہوں تمھارا مجھے آزاد نہ کرنا

خوگر ہیں بلا قید کے دیوانے تمھارے
زندان میں انھیں بھیج کے صیاد نہ کرنا

مشکل جو محبت میں پڑی ہے تجھے اے دل
اظہار حسینوں سے یہ افتاد نہ کرنا

امید میں دیدار کے آیا ہوں یہاں تک
ارمان بھرا ہوں مجھے ناشاد نہ کرنا

اوٹھی جو مری خاک تو ہاں الفت نے صدا دی
دنیا میں فراموش یہ بنیاد نہ کرنا

اے دل تجھے ظالم جو ستائیں تو ستا لیں
کچھ صبر کی ہمت ہے تو فریاد نہ کرنا

ممتاز شہادت سے کیا ہے مجھے اے دل
ہے شکر کی جا شکوۂ جلاد نہ کرنا

دم جسم میں تم نے جو نظر بند کیا ہے
اس پیارے گرفتار کو آزاد نہ کرنا

کیا سوز محبت کو کوئی ضبط کریگا
پروانوں یہی پر ختم ہے فریاد نہ کرنا

اے آرزوے یار مرے دل ہی میں رہنا
اس گھر کے سوا اور گھر آباد نہ کرنا

معشوقوں کی الفت ہو مبارک تجھے اے دل
دولت یہ خدا داد ہے برباد نہ کرنا

ظالم کی خوشی کیجیو اے بلبل شیدا
نالہ کبھی بے مرضی صیاد نہ کرنا

کیا کھینچے گا تو حسن خدا داد کا نقشہ
یہ دعوی باطل کبھی بہزاد نہ کرنا

اس چپ کی خدا داد شرف داد دیگی
دم آ گئے لبوں پر بھی تو فریاد نہ کرنا

ہم نہ دیکھینگے ترے در کے سوا در دوسرا
کون ہے دنیا میں تجھسا بندہ پرور دوسرا

واہ وا اے جانجان کیا رعب یکتائی کا ہے
آ نہیں سکتا تمھارے پاس دم بھر دوسرا

رفتگان کی تربتوں کا بھی ہے کیا نازک مقام
چادر گل کے سوا بچھا نہ بستر دوسرا

دولت دیدار کی حسرت نہ تھی روز ازل
یہ خبر ہوتی تو ہم لیتے مقدر دوسرا

میری تربت سے نہ گلچیں و کوہکن محروم جائیں
ایک گلدستے اوٹھا لے گل کی چادر دوسرا

کی ہے کوہ طور پر موسی کی کیا مٹی خراب
عشق سے امید رکھے خاک پتھر دوسرا

دمبدم صیاد و گلچیں کو ہے ایسا ہی [illegible]
ذبح اک بلبل کرے لوٹے گل تر دوسرا

اوسنے لکھا ہے کہ مجھکو ذبح کرنے کا ہی شوق
پھر گئی اسپر چھری بھیجو کبوتر دوسرا

لوٹ کر یہ تو کلیجے مین ہمارے رہگیا
دلمین خود رکھ لین جو تم منگوا دو خنجر دوسرا

عاقبت ایسی ملی ہے اسکو کنج قبر مین
روح نے جھانکا نہ پھر جا کی کوئی گھر دوسرا

چومنے جاتا ہی جو دیوانہ سنگ آستان
سر ٹپکنے کو منگا دیتے ہین پتھر دوسرا

کیا مٹائیگا ہمین محبوب اگر تو ہی تو ہو
کچھ خدا کا تو نہین ہے او ستمگر دوسرا

آئینے کو دیکھکر تم جسطرح بیچین ہو
یون ہین اچھی شکل پر ہوتا ہی مضطر دوسرا

منزل تربت نہین رہنی کی خالی ای شرف
خاک تم ہو جاؤگے اوتریگا آکر دوسرا

ہوئے ایسے بدل ترے شیفتہ ہم دل جان کو ہمیشہ نثار کیا
رہ عشق سے پھر نہ ہٹائے قدم رہے محو تری تجھے پیار کیا
ترے شوق مین دل کی تباہی ہوئی ترے ذوق کی اوسپہ گواہی ہوئی
کوئی دم بھی نہ لینے دیا مجھے دم مجھے دشمن صبر و قرار کیا
گئی جان قفس مین برائے چمن چلی لیکے جہان سے ہوائے چمن
کبھی ابر کرم نے کیا نہ کرم نہ کسی نے بیان بہار کیا
جہان مہکے مہک کیا سارا جہان بھلا عطر کو بو یہ نصیب کہان
بخدا ہی خطا کہین مشک جو ہم تری زلف پہ صدقے نثار کیا
نہ لو عشق کا نام یہ کہتے ہو کیا جو ہو تیغ تلی ہے ہمارا گلا
یہی ہم کہے جائین خدا کی قسم تمھین پیار کیا تمھین پیار کیا
ترے ہاتھ سے مین جو شہید ہوا مری روح کا عشق مرید ہوا
جو حیات رہا تو نہ چھوڑے قدم جو موا تو طواف مزار کیا
ترے شوق نے ہمکو جو خاک کیا ترے ذوق نے خاک سے پاک کیا
ترے رنگ نے مجھہ کیا یہ کرم مجھے تیرے چمن کا غبار کیا
ترے تیر ہدف کی ہوس تھی مجھے بڑی حسرت کنج قفس تھی مجھے

تجھے چاہا تو رنگ یہ بٹ کی جسے ترے باغ مین خاک سے پاک ہوئے
ہے مجھے چوک کیا یہ غضب یہ ستم نہ اسیر کیا نہ شکار کیا

نہ عدم کی جو مجھکو سواری ملی کوئی تخت رواں نہ عماری ملی
مرے تیرے چمن کی ہوس مین جو ہم تو غبار کو ابر بہار کیا

ہمین اوسکی کہین سے خبر نہ ملی ہوئی عمر تمام مگر نہ ملی
کئی دوستون نے میرے ہوکے بہم مجھے دوش پر اپنے سوار کیا

ترے روز ازل سے فریفتہ ہین ترے حسن جمال کے شیفتہ ہین
کبھی اوسنے بھی حال کیا نہ رقم خط شوق روانہ ہزار کیا

ترے بس مین جو آئے تو خاک ہی جو غبار ہوسے ہی تو خاک ہوے
ترے عشق مین ہوگئے کشتہ غم وہی کرگئے قول جو یار کیا

کبھی سیر چمن کا نہ شوق ہوا کسی بزم کا ہمکو نہ ذوق ہوا
رہے بعد فنا بھی نہ چین سے ہم ہمین گردش لیل و نہار کیا

جسے چاہا دل اسپہ نثار کرین کبھی گود مین لین کبھی پیار کرین
ترے کوچے کو جانکے باغ ارم یہین بلبل جان کو نثار کیا

مجھے یار نے آکے جو دیکھا حزین کہا روئے ہو مین دکھا کہ نہین
یہ برائی نصیب کی وائے ستم وہ حریف ہوا جسے پیار کیا

نہ کہے گئے آنکھون یہ کیون ہے ورم شرف اوسنے بہانہ ہزار کیا

سودے مین نہ زنجیر کو زنجیر مین سمجھا
اے یار تری زلف گرہگیر مین سمجھا

آخر کو ہوا حیرت و حسرت کا یہ نقشہ
مٹی کے کھلونے کو بھی تصویر مین سمجھا

بجلی بھی کہین گنج شہیدان مین جو کوندی
اوس شوخ کی تھی بھی شمشیر مین سمجھا

کی بات سبھی مجھسے تو چھری پھر گئی مجھپر
عیسی نفسی کو تری تکبیر مین سمجھا

اک نور کی صورت جو دکھا دی مجھے تونے
اے دل تجھے آئینہ تصویر مین سمجھا

بیتاب ہوا تھا جو کیا مین نے تجھے پیار
مرنا تھا نہ تقصیر کو تقصیر مین سمجھا

کی مجھسے نکیرین نے مرقد مین جو پرسش | سب تیری سکھائی ہوئی تقریر مین سمجھا
دنیا مین جو دیکھا تھا حقیقت مین تھا خواب | تلقین سنی مین نے تو تعبیر مین سمجھا

خاک اوسکے لئے عشق مین شب روز جو چھانی
حق مین شرف اپنے یہی اکسیر مین سمجھا

سوجھا کبھی نہ عشق مین کچھ یار کے سوا | حسرت کوئی نہ کی ترے دیدار کے سوا
آئی ہوئی ہو جوش پہ رحمت جو آپ کی | کون اسکا مستحق ہے گنہگار کے سوا
لرزا لئے آفتاب کو تڑپا لئے برق کو | کسمین چمک یہ ہو تری تلوار کے سوا
معجز سخن کو پہنچے تو عیسی نفس وہ ہو | کسمین یہ بات ہو تری گفتار کے سوا
خلد برین مین بیٹھ رہے جا کے متقی | حاضر رہا نہ کوئی گنہگار کے سوا
کیا چین آئے خانۂ صیاد مین ہمین | دم بھر کہین رہے نہین گلزار کے سوا
دستے لے کے بیچ رہینگے جو حلے بہشت کے | وہ کسکو دیجئے گا گنہگار کے سوا
مرغوب حسن کو جو ہوا بندھو کا رنگ | ہرگز کھلا نہ یار کی دستار کے سوا
یار اجل کو دل پہ اوٹھالے خوشی خوشی | طاقت یہ کسمین ہے ترے بیمار کے سوا
ایسا ہی کوئی تیر جگر مین لگائیے | دکھلائی جو نہ دے لب سوفار کے سوا
آزاد تو کیا مجھے یہ تو بتائیے | جاؤن کہان مین آپ کی سرکار کے سوا

مر جاؤن جاؤن گور غریبان مین اے شرف
تکیہ کرون جو یار کی دیوار کے سوا

دل کو بچاؤن یار کی ترچھی نظر سے کیا | پہلو تہی کرون مین قضا و قدر سے کیا
چھٹنے لگے گا خون کا فوارہ زخم سے | کیا دیکھیے گا ہاتھ اوٹھاؤن جگر سے کیا
دو گز زمین ہی گور غریبان کی منزلت | یہ تو ہے لامکان اسے دیوار و در سے کیا
دل یار کا ہلا دیگی برپا کریگی حشر | لازم ہے ضبط آہ مین کھینچون جگر سے کیا
جوش جنون مین دھیان وطن کا نہ چاہیے | صحرا نشین ہوئے تو سروکار گھر سے کیا
الفت دل و جگر سے گئی جب سے نہ جائیگی | غنچے سے بو پھریگی حلاوت ثمر سے کیا

کیون لشکر و جلوس جنازہ کے ساتھ ہی
بھیجا ہے اوسنے رسم محبت مین داغ عشق
سرمہ ہوئی سما گئے اونکی نگاہ مین +
ہمدرد دل کی ہو ہے پھڑکتا ہے دل مرا
کیونکر نہ یاس ہو مجھے اپنے شباب کی
تقدیر لڑ گئی لب معشوق ہو گیا
روح الامین کیا کہ عطا کی پیمبری
فرہاد و قیس کے وہ فسانے کو کیون سنے
کیا لیگا وہ خبر جسے اپنی خبر نہین
ہو اسطے کی ضد نہ کرو طفل اشک سے
دل پر نہ روکتا جو کبھی چوٹ عشق کی
دھوکا تجھے ہوا ہی یہ نوک مژہ نہین
اسے درد کی چمک نہ مٹا داغ کا فروغ
قسمت مین داغ تجھے سو ملے باغ عشق سے

دم بھر کی اس شکوہ سے کیا کرو فر سے
دل تو کیا ادہر سے یہ آیا اودھر سے
آنکھون مین گھر کیا تو گرینگے نظر سے کیا
اوس گل نے خط لکھا ہی یہ بلبل کے پر سے کیا
احوال آفتاب کا ہے دوپہر سے کیا
تیر مراد ہے اوسے کھینچین جگر سے کیا
تمنے کیا سلوک مرے نامہ بر سے کیا
آشفتہ دل سے کیا اوسے شوریدہ سر سے کیا
خود بیخبر وہ ہے اوسے میری خبر سے کیا
تمکو کسی غریب کے نور نظر سے کیا
ہو جاتا گرد برد یہ رکتی سپر سے کیا
لپٹی ہوئی ہے اک رگ جان نیشتر سے کیا
او مکر چاندنی تجھے میرے قمر سے کیا
پھولون سے کام کیا ہمین مطلب ثمر سے کیا

کیا ٹھہری تمسے اولنسے ملاقات کی شرط
پیغام ادھر سے کیا گئے آئے اودھر سے کیا

دم بھر رہے ہین عیسی اوس شوخ کے دہن کا
جچتا ہے گلگر خون مین دل مجھ نحیف تن کا
چارون طرف جہان مین جو رنگ ہو رہا ہے
داغون نے کی ہین ٹلمین پیدا پری سی شکلین
دامان گل چمن مین اس حسن سے پھٹا ہی
اللہ ری نفاست کب خاک مین ملی تھی
جاری ہوا ہی کب سے داغ وفا جہان مین

افسانہ کہ رہے ہین یوسف چہ ذقن کا +
پھولون مین تل رہا ہے کا نٹا ہے چمن کا
گلزار کھل رہا ہے قاتل کے بانکپن کا
کیا جانے یہ مرقع ہے کس کی انجمن کا
چھایا دکھا رہا ہی یوسف کے پیرہن کا
کافور سے ہی اوجلا رنگ آج تک کفن کا
موجد ہے کون اسکا سکہ ہے کس چلن کا

فارسی فریفتہ ہین جس گل پہ شیفتہ ہون
جبریل باغبان ہین بلبل ہون جس چمن کا

پروانہ بھی تو جاکے پھرتا نہین وہان سے
کیونکر کھلے کسی پر حال اوسکے انجمن کا

جو بات منھ سے نکلی اک وحی ہو گئی وہ
اعجاز سے بھی بڑھکے انداز ہے سخن کا

لیلی سے کوئی کہدے مجنون نے تو قضا کی
اچھی طرح اوٹھائے مردہ ہے بیوطن کا

ہے مثل گل کہون مین یا شب چراغ سمجھون
داغ جگر ہے میرا یا لعل ہے یمن کا

پہنین کی جاکے حلے فردوس کے عدم مین
ارمان لے چلے ہین دنیا سے پیرہن کا

برحق کلام اوسکا اعجاز اے شرف ہی
کیا بات ہے سخن کی کہنا ہے کیا دہن کا

بجھ گیا بزم مین اونکے نہ ہوا دل ٹھنڈا
کیا چراغ آج ہوا ہے سر محفل ٹھنڈا

سوز کیا سوز تھا کیا آگ لگی تھی افسوس
سرد ہم ہو گئے لیکن نہ ہوا دل ٹھنڈا

مرکے بجھتی ہے لگی راہ وفا مین ولیکن
کرتی ہے اپنے مسافر کو یہ منزل ٹھنڈا

دھوپ مین ناقۂ لیلا جو ملا مجنون کو
سرد آہون نے کیا پردۂ محمل ٹھنڈا

کیا قیامت ہی یہ کیون شمع ستی ہوتی ہی
ہوگیا گرتا پروانہ محفل ٹھنڈا

سانس جبتک رہی اوسمین نہ لیا دم اونے
بجھ گیا بزم مین اوسکے تو ہوا دل ٹھنڈا

قہر دالین دل کے تڑپنے کا اوٹھا جاتا ہی
ہاے افسوس ہوا جاتا ہی بسمل ٹھنڈا

یا خدا ہوے سے مجنون کو بلالے لیلی
پنکھا بن بن کے کرے پردۂ محمل ٹھنڈا

دوسرے کا بھی گلا کاٹو کیا جلدی ہے
ایک گھائل کو تو ہو لینے دے قاتل ٹھنڈا

تمسے لپٹیگا اوڑ ایگا لہو کی چھینٹین
پانون رکھے رہو جبتک نہو بسمل ٹھنڈا

دل کو کیا پوچھ رہے ہو اوسے عرصہ گذرا
ہو گیا ہو کے وہ پروانون مین شامل ٹھنڈا

دل جلے آئے جو دریا کی ہوا کھانے کو
کوئی جھونکا بھی نہ آیا لب ساحل ٹھنڈا

پھول دیگا اگر اونکو بھی چراغ امید
تو بھی اسکو نہ کرینگے ترے سائل ٹھنڈا

لیکے اک دن بھی جو بیٹھے ہین جنجالے مین
دل جلون کا نہ کیا یار کبھی دل ٹھنڈا

اے شرف جلد کرو سوز درون کی تدبیر

شعلہ بھڑکے گا تو پھر ہو گا بمشکل ٹھنڈھا

جوش وحشت مین قیامت کی مہم سر سمجھا
مین وہ آفت ہون کہ محشر کو نہ محشر سمجھا

اولٹی سیدھی نہ جنون مین دل مضطر سمجھا
رگ گل کو رگ جان خار کو نشتر سمجھا

قاصد یار کو جبریل سے بڑھکر سمجھا
اوس پریرو کے پیامی کو پیمبر سمجھا

جا بجا مجمع گل دیکھکے گلزارون مین
دلفریبون کا مین اوترا ہوا لشکر سمجھا

بوریا نجد مین دیکھا جو کوئی گرد آلود
تیرے دیوانہ مغفور کا بستر سمجھا

عمر بھر حسرت جو امید نے فہمائش کی
ہوکے برگشتہ نہ سنبھلا نہ مقدر سمجھا

یار کے سامنے حیران مجھے کرتا ہے
اوٹھ کے آئینے کو تربت سے سکندر سمجھا

جم رہین یار زمین پر جو لہو کی چھینٹین
کشتہ ناز ترا پھولون کی چادر سمجھا

کندنی رنگ جو آہن کا کیا پارس نے
مین اوسی تیرے حنا بستے کا پتھر سمجھا

خط افتادہ جو اوس کوچے مین دیکھا اوڑتے
پھر پھڑاتا ہوا اپنا مین کبوتر سمجھا

آنکھ اپنی عوض مہر لگا دی مین نے
خط مین بھی دید کی حسرت یہی بہتر سمجھا

اسقدر نور چھنا یار کے رخسارون کا
لاکھ پردون مین وہ تھا مین اوسے باہر سمجھا

وجہ کیا حسن پرستون کے مٹا دینے کی
مجھکو اس رمز کا مطلب تو ستمگر سمجھا

عمر دو روزہ مری بیم و رجا مین گذری
روح کو یار کی پوسالش کو صرصر سمجھا

گل کی دیکھین جو کہین پنکھڑیان افتادہ
میرے ہوش اوڑ گئے بلبل کے تئین پر سمجھا

خط جو آنے لگے اونکے تو خوشی کے مارے
پر بھی اوڑتے ہوئے دیکھا تو کبوتر سمجھا

حسرت منزل مقصود نے مارا مجھکو
دم مین آکر ملک الموت کو رہبر سمجھا

بڑھکے انبوہ قیامت سے اولو العزمی کی
شوق دیدار مین محشر کو نہ محشر سمجھا

میری رقت نے گنہگار مجھے ٹھہرایا
مین جو رویا تو وہ دامن کو مرے تر سمجھا

روح جانا تری حسرت کو ہمیشہ مین نے
داغ کو مین جگر و دل کے برابر سمجھا

حشر کے دن کوئی نکلا جو شہادت نامہ
مین تیرے کشتہ بیداد کا محضر سمجھا

ضد بھی کی تو نے جو مجھسے تو مشیت جانی
حیات جیان تیرے تلون کو مقدر سمجھا

خط جو اوس شوخ نے شنجرف سے لکھا مجھکو
اوڑ گئے ہوش شرف خون کبوتر سمجھا

کونسا جرم یہ مجھ خستہ جگر پر رکھا
کی ہے صیاد یہ اس گل نے چمن تک کہ
داد چاہی جو تمناے سبکدوشی کی +
دل ہمارا جو ترے لوٹین ہوا پروانہ
چاہیے غمناک کرے چاہی کرے شادی گر
باغ کو باغ چمن کو نہ چمن سمجھے ہم
پڑھ دے اے یار خدا کے لیے بیت کی کان
پر خلافی سے خلاف اوسنے دوا کی میری
فکر ہی مین رہے تقلید ہ دلی کی میری
مفت پر یاد ہوا جاہ کی معشوقون کہ
دفعۃً ملک خموشان کو یہ چلے خالی ہاتھ
کیا لگاوٹ تھی کہ دل کھینچ لیا پہلو سے
آگئے تو عالم ارواح سے آتے لیکن

غم کا پہرا جو فلک نے مرے گھر پر رکھا
بیڑیان ڈالونگا بلبل کا اگر پر رکھا
فیصلہ یار نے شمشیر و سپر پر رکھا
شمع نے تاج سمجھکر اوسے سر پر رکھا
دل کے انصاف کو بھی اوسکی خبر پر رکھا
گل نہ سونگھے کبھی ہاتھ ثمر پر رکھا
اک جنازہ ہے کسیکا ترے در پر رکھا
مار ڈالا مجھے الزام اثر پر رکھا
کوئی پھاہا نہ کبھی زخم جگر پر رکھا
دست شفقت نہ کسی نے مرے سر پر رکھا
کی وہ ہمت نہ سفر زاد سفر پر رکھا
ہاتھ اس ناز سے اوس گل نے کمر پر رکھا
مستعد روح کو ہر وقت سفر پر رکھا

بے بہا سن کے در اشک کو معشوقون نے
اے شرف جانچنے کو میری نظر پر رکھا

اک فسانہ ہی پرستان مین اس افسانے کا
پال رکھے ہین جو صیاد سے بلبل لیکر
مین لپٹ جاؤن وہین دست بقبضہ دل
زلف اولجھیگی تو شانے سے سلجھ جائیگی
ہمارا و تاریکی غم ہجر مین اولجھن دل کی +
کشتۂ ناز کو رخصت کرو خلعت دیکر

عشق پریون کو ہوا ہی تیرے دیوانے کا
مشغلہ ہے دل بیتاب کے بہلانے کا
نام کر جاؤن یہی وقت ہے مر جانے کا
دل جب اولجھیگا تو کوئی نہین سلجھانے کا
غیر ممکن ہے علاج اس مرے گھبرانے کا
قبر تیار ہے سامان ہے نہلانے کا

حال دل پوچھ رہے ہو نہین یارا کہنیکو
یہ تو کہدو تمہین غصہ تو نہین آنے کا

دل مرا لے گئے وہ محبوب دیگا تو دے
بات کیا ہو نہین زبان پر بھی نہین لانے کا

سا منا لالہ رخون کا جو کریگا خورشید
زرد رو ہو کے یہ پھیر منھ نہین دکھلانے کا

ایسے خائف ہوئی ثریا کی یہ پروانون کو
شمع محفل کو مرض ہو گیا تھرانے کا

ساق سیمین سے کسی کے جو کیا دعوی حسن
حکم ہے شمع کو بازار مین لٹکانے کا

حسن اوس شوخ کو طفلی مین ہی کہتا تھا
اسکے ہاتھون سے کوئی جیتے نہین پانے کا

ای شرف بلبل ناشاد کا ہون مین ہمدرد
داغ ہوگا مجھے ہر پھول کے مرجھانے کا

شب کو خفیہ مین بغل مین ترے ای یار رہا
جان تجھ مین رہی قالب پس دیوار رہا

وہ ہوکا آئینہ تصویر کا حیران رہا
ترے رخ کا جو تصور پس دیوار رہا

عشق کا ال جو مین کہتا تھا مرے کام آیا
حشر کو میرے ہی جانب رخ دلدار رہا

یسلبی ہی کبھی تو نے نہ اولٹ دی صیاد
ہمکو کیا کام جو بالائے قفس خار رہا

ہمت عشق وہ کی بندہ ہوئے زر ہو کر
جسکے ہاتھون مین بکا اوسکا خریدار رہا

روز آیا کئے وہ دیکھنے مجھ قیدی کو
اونکی نظرون مین رہا مین جو گرفتار رہا

آنکھون مین سیکڑون معشوقون کو تولا تیرے
رات دن پیش نظر حسن کا بازار رہا

لن ترانی کی صدا آنے لگی پردے سے
کیا قیامت یہ ہوئی آج بھی دیدار رہا

تجربہ شربت دیدار کا اوسنے جو کیا
درد عالم مین رہا کوئی نہ آزار رہا

ای شرف کی جو نکیرین نے پرسش مجھسے
عالم یاس مین اک شبر مددگار رہا +

انکساری مین جو ہمت بلند ہوا
دشمنون مین بھی مرا ماتم ہوا

تھا وہ عالی ظرف میری خاک سے
جو بنا ساغر وہ جام جم ہوا

کھا لیا مین نے جو اوس گل کا اوگالدان
میرے دل کے زخم کا مرہم ہوا

[illegible]
[illegible] دل کا کیا عالم ہوا

آ گئے شادی مرگ مجھکو کر گئے
کس قیامت کا خوشی مین غم ہوا

گلشن عالم سے لوگ اوٹھنے لگے
کیا مرقع درہم و برہم ہوا

خوب چمکا اختر اقبال عشق
حشر کے دن نیر اعظم ہوا

انقلاب دہر نے پیسا تجھے
چار دن جو مین خوش و خرم ہوا

عمر بھر رہ رہ کے اوٹھا دل مین درد
صدمے پر صدمہ مجھے پیہم ہوا

جا بجا صحبت ترے کشتون کی تھی
رات دن ہر بزم مین ماتم ہوا

دن کو بلبل کی طرح تنکے چنے
شام سے ہم گریۂ شبنم ہوا

مجھکو جانا راز دانی کی تری
دل مین گھر کرکے ترا محرم ہوا

جا نخبان یہ کسلیئے برپا ہے حشر
کیون مزاج آج آپ کا برہم ہوا

گور سے پہونچے کہان تم ای شرف
اب بھی وہ سودا ہے یا کچھ کم ہوا

مین وہ گل ہون جو ہم آغوش کبھی تو ہوتا
تجھکو مرغوب جو ہوتی وہی خوشبو ہوتا

کیا کرین یار کی نخچیرون مین اور کر جاتے
ہم بھی ہوتے وہین ٹوٹا جو نہ بازو ہوتا

دل کے بہ جانے کی گنجائش وہ تجھے ملجاتی
آہ کے ساتھ گواہی کو جو آنسو ہوتا

غم نہوتا دل بیتاب کے چل بسنے کا
ترے پیکان سے آباد جو پہلو ہوتا

زندگی اور جوانی کا مزا ملجاتا
جشن کرتے جو کبھی یار پہ قابو ہوتا

تیرا دستکا کوئی جوشن مین جو ہوتا پیوست
اک زبردست مرا قوت بازو ہوتا

تخلیے مین شب معراج کا لطف اوٹھ جاتا
جلوہ فرما مری محفل مین اگر تو ہوتا

طوق اگر شوق اسیری نے پہنایا تو کیا
اس گلے مین کسی محبوب کا گیسو ہوتا

رو کے دریا مین بہاتا جو مین جل تھل بھرتا
سامنا ابر سے جسوقت لب جو ہوتا

یار کرتا مین نمائش جو کسی گلشن مین
بو بھی ہوتا جو چمن مین تو تری بو ہوتا

نور کے تڑکے جو تو سیر کی خاطر جاتا
جان جان صبح بہاری گل شبو ہوتا

کیا خوشی ہوتی ہمین دل کی مرادین آتین
شام سے آکے جو مہمان وہ پریرو ہوتا

نیم باز آنکھون پہ اوسکے جو نہوتے مفتون
اے شرف دل یہ جگایا کوئی جادو ہوتا

لگا کے سرمہ جہان اوسنے اک نظر دیکھا
چھری اوبی ہوئی چلنے لگی جدہر دیکھا

چمن مین جا کے شگوفہ یہ طرفہ تر دیکھا
پھٹا ہوا گل شاداب کا جگر دیکھا

جہان پہ پیش نظر اوسکو جلوہ گر دیکھا
مقام ہو نظر آیا جدہر جدہر دیکھا

خیال دل کی تباہی کا آگیا مجھکو
کسی غریب کا اوجڑا ہوا جو گھر دیکھا

چمن مین روئے کلیجا سمجھ کے بلبل کا
پڑا ہوا جو گل سرخ خاک پر دیکھا

ادائے یار کو ہمنے جگہ جو دل مین دی
ملال و غم نے خبر دی قضا نے گھر دیکھا

تمام عمر اوس اوجڑے ہوے چمن مین رہے
نہ کوئی پھول نہ جسمین کبھی ثمر دیکھا

جہان جہان مین ٹپکا وہان ہوا گلزار
لہو مین تیرے شہیدون کے یہ اثر دیکھا

جو تاج و تخت کو بھی دھیان مین لاتے تھے
برہنہ پا اونھین دیکھا برہنہ سر دیکھا

سفید بال ہزارون شباب مین دیکھے
چراغ شام یہ ہنگامہ سحر دیکھا

ہزار طرح کی روح الامین نے خاطر کی
رہ وفا مین ہمارا جو نامہ بر دیکھا

حواس اوڑ گئے بسمل کی طرح تڑپے ہم
شکستہ جب کسی بلبل کا کوئی پر دیکھا

خوشی تو یہ ہے چمن مین قفس لٹکنے کی
کہ جس شجر پہ نشیمن تھا وہ شجر دیکھا

کبوتر اوسکو بھی سمجھا خیال قاصد مین
ہوا سے بھی کوئی اوڑتی ہوے جو پر دیکھا

ہمین تو غنچہ و گل کا ہے اتفاق پسند
کوئی فساد نہ آپس مین کوئی شر دیکھا

کھلی جو آنکھ تو یوسف نے دی مبارکباد
یہ کسکا خواب مین زانو پر اپنے سر دیکھا

نیاز و راز کی معراج مین سنین باتین
خدا کے بزم مین بھی میہمان بشر دیکھا

نشانہ ہونے کی حسرت مین دل ہی دیوانہ
تمہارے تیر مین یہ کس پری کا پر دیکھا

کبھی نکل جو گئے رہگذر مین قاتل کے
تو ہمنے خون کا دریا کمر کمر دیکھا

نقاب اولٹ کے جو اوسنے دکھادیے رخسار
نہ آفتاب کو دیکھا نہ پھر قمر دیکھا

تمام عمر نہ درد جگر نے فرصت دی
مرے مسیح نے مجھکو نہ اک نظر دیکھا

مسافران عدم کا شرف کوئی ہمنے
شریک حال نہ دیکھا نہ ہمسفر دیکھا

تم جو کہتے ہو کہ کچھ کیجیے چرچا دل کا
منھ کو آتا ہے جگر حال کہین کیا دل کا

درد تنہائی مین ہمدرد جگر کا دل ہے
بیقراری مین ہے غمخوار کلیجا دل کا

تر کیا ہے چمن و دشت کو شبنم ہو کر
آبلہ پھوٹ گیا کرنے دریا دل کا

شوق مین ذوق مین کیا کیا نہ مرادین مانگین
کوئی ارمان محبت مین نہ نکلا دل کا

لاکھ بوسے بھی کوئی دے تو نہ لین بیعانہ
تم دلاسا دو تو ہم کرتے ہین سودا دل کا

داغ ہوتا ہے کبھی گل کبھی ہو جاتا ہے
شعبدہ بیم و رجا کا ہے تماشا دل کا

ہمدمی داغ سے تھی منزل تنہائی مین
بعد سمجھ کر اک دوست تو نکلا دل کا

پانی ہو جانے کو ہے گر وہ لہو ہونے کو
نہ بھروسا ہے جگر کا نہ بھروسا دل کا

عمر رفتہ کی طرح جا کے کبھی پھر نہ پھرا
مر گئے دیکھتے ہی دیکھتے رستا دل کا

لیلۃ القدر کیا قبر کی اندھیاری کو
داغ اس حسن کرامت سے چمکا دل کا

چھوٹ سکتے ہی کیا مجھکو غریق رحمت
آب کوثر سے بھرا تھا یہ پھپھولا دل کا

کوئی غنچہ جو کبھی خاک مین دیکھا ملتے
دفن ہوتے ہوئے سمجھا مین جنازا دل کا

آرزو ہی مین رہا عمر بسر آگاہی کے
لاکھ چاہا نہ کھلا مجھپہ ارادہ دل کا

حق بجانب ہے کلیجا جو پھٹا جاتا ہے
اے شرف اسنے بڑا داغ اوٹھایا دل کا

بیقراری سے جو کی یاس نظر مین پیدا
دل سنبھالا تو ہوا درد جگر مین پیدا

کس مسافر نے کیا کوچ یہ تڑکے تڑکے
کوس رحلت کی صدا ہے جو گجر مین پیدا

دونون عالم مین ہے محبوب الٰہی مشہور
حسن نے کی ہے وہ بو باس البشر مین پیدا

زلف کی جھونک سے سو طرح کے بل کھاتی ہے
وہ لچک کی ہے نزاکت نے کمر مین پیدا

ہون وہ دیوانہ جو صحرا کی طرف جا نکلا
تخت پریون سے ہوے راہگذر مین پیدا

ہوش آنے دے ذرا آنکھ مری کھلنے دے
خود بخود ہوگا ترا نور نظر مین پیدا

سونگھ لینے کی حسینوں کو تمنا ہو گی
بو ہوئی ہے وہ گل داغ جگر میں پیدا

منزل گور میں تو کوچۂ محبوب نہ ڈھونڈھ
اے مسافر نہ وطن ہوگا سفر میں پیدا

صید پر رحم بھی مرے بعد نہ کرنے دیگی
بے پری ہو گی ترے تیر کے پر میں پیدا

دُھن ہوئی حسن کے بازار میں یکجائی کی
بیٹھے بٹھلائے یہ سودا ہوا سر میں پیدا

خاک اکسیر ہوئی جسکو جلایا اوسنے
عمدگی تاؤ دیے سے ہوئی زر میں پیدا

مرے آنسو کی یہ تقصیر جو ہو جاتا ہے
آب اسوجہ سے ہوتی ہے گہر میں پیدا

خاک میں مل کے ہی ہر روح لحد میں آتی
ہو کے ناپید ہوئی کو لئے گھر میں پیدا

درد سوز آہ بکا داغ ہوس یاس قلق
آٹھ ہمدرد کیے چار پہر میں پیدا

اے شرف یار کی مہکی جو شمیم کاکل
بو کبھی پھر نہ ہوئی مشک و اگر میں پیدا

ترا خدنگ کلیجے کے پار ہو جاتا
یہ آرزو تھی کہ تجھپہ نثار ہو جاتا

ترے چمن میں جو گرد و غبار ہو جاتا
فلک پہ جا کے میں ابر بہار ہو جاتا

چمن کی سیر کبھی اسلیے نہ کی میں نے
جو پھول کو بھی میں چھوتا تو خار ہو جاتا

ہمارے خون میں نہانا تو سرخرو ہوتا
ترا بناؤ ہمارا نکھار ہو جاتا

یہ آرزو تھی کہ ہم لاغر اسقدر ہوتے
جگر میں داغ جو تھا آشکار ہو جاتا

میں وہ شہید ہوں پڑتا مرا لہو جسپر
وہ سنگریزہ گل نو بہار ہو جاتا

بھلا ہوا نہ کیے درد ہجر میں نالے
فغانیوں میں ہمارا شمار ہو جاتا

ترے شہید کا چہرہ تھا اسقدر روشن
عجب نہ تھا جو چراغ مزار ہو جاتا

وہ دم بھر اور نہ اوٹھتے جو میری پہلو سے
قرار واقعی دل کو قرار ہو جاتا

جو اونکے بام کی حسرت میں خاک ہو جاتی
اک آسمان ہمارا غبار ہو جاتا

وہ دل کے تاکنے میں کچھ کمی اگر کرتے
پھڑک کے صورت بلبل شکار ہو جاتا

دوئی سے آئینۂ دل کو جو کرتا صاف
پسند خاطر پروردگار ہو جاتا

خوشی کے مارے لپٹ جاتے گل بھی بلبل سے
ہمارے اونکے جو اخلاص بہم ہو جاتا

وہ دیکھتے گل داغ جگر کی شادابی
کسی طرح سے جو سینہ فگار ہو جاتا

چمن میں تم جو مرے ساتھ دو قدم پھرتے
جگر کا داغ گل نو بہار ہو جاتا

کبھی نہ تیری اطاعت سے سر اوٹھاتے ہیں
جو کاف و نون پہ مجھے اختیار ہو جاتا

گناہگار پر اپنے وہ رحم اگر کرتے
شرف بہشت کا طبقہ مزار ہو جاتا

لرزاں رہی زمین جو مرا امتحان رہا
سکتے میں آئینے کی طرح آسمان رہا

روز ازل سے غنچۂ دل میں بسا ہے تو
پھر مجھسے بوئے گل کی طرح کیوں نہاں رہا

حکم فشار ہو کے ہوا حکم باز پرس
کنج مزار میں بھی مرا امتحان رہا

حسرت سرا میں صاحب خانہ ہوا جو دل
معشوق بن کے داغ ترا میہمان رہا

بو ہو گیا میں تو نے بسایا جو باغ کو
اوس جا پہ میری روح رہی تو جہاں رہا

شام و سحر طواف کو آیا کی بوئے گل
اوس نور کے چمن میں مرا آشیان رہا

حسرت میں بزم یار کی پروانہ ہو گیا
دل کو جو اپنے دل میں کہوں دل کہاں رہا

میں وہ چراغ ہوں کہ نہ ٹھنڈا ہوا کبھی
شعلہ وہ نور کا ہوں نہ جسمیں دھواں رہا

لپٹی رہی ترے در دولت سے نعش بھی
سینے پہ لوح ہو کے ترا آستان رہا

ترکش سے میرے غم میں بر آمد نہ تیر ہوا
چھوڑا کمان کو تیر ترا ایسے کمان رہا

کچھ بس نہ میری گردش قسمت سے چل سکا
چکر میں لاکھ طرح آسمان رہا

مفتوں کیا شباب کو اقبال حسن نے
تصویر کی طرح وہ ہمیشہ جوان رہا

خوشبو عروس گل کی ہمیشہ بسی رہی
گلدستۂ مراد مرا آشیان رہا

میری بھی دھوم اوڑی تری شہرت جہاں اوڑی
چرچا ترا رہا تو مرا بھی بیان رہا

قاتل سے گفتگو کو بڑی اک سند رہی
اچھا ہوا جو زخم تو اوسکا نشان رہا

فوراً مری نجات ہوئی ہو کے باز پرس
چھٹی ملے شرف جو سبق بر زبان رہا

پتلی رہا وہ آنکھ میں قالب میں جان رہا
ان پردوں میں ہماری نظر سے نہاں رہا

صیاد نے شکار نہ کھیلا ہمارے بعد
برسوں چمن مین سوگ نشین باغبان رہا

جبتک جگر پھنکا ترے کاجل کے واسطے
کجلہ ٹیون کے سائے مین اسکا دھوان رہا

رہ رہگیا ترے لیے مین دل مسوس کر
تڑپا کیا جو کوئی کہین میہمان رہا

تنکے مری تلاش مین صیاد نے چنے
دیوانہ جستجو مین مرے باغبان رہا

اوس شاہ حسن نے جو کیا مجھکو گرد پڑ
برسون مرے غبار کے گرد آسمان رہا

عمر رواں بھی کر نہ سکی عشق مین ضعیف
وہ ولولے رہے کہ مرا دل جوان رہا

ہستی کو تیرے قہر نے مسمار کر دیا
بستی کہین رہی نہ کسی کا مکان رہا

منھ ڈھانکتا تھا کوئی کوئی دیکھتا تھا سار
شب بھر یہ حال سن کے مری داستان رہا

جوش جنون مین چاک گریبان نہو سکا
مجنون سے بڑھ کے ابکی برس ناتوان رہا

غم نے بھی کی نہ سوئے قفس مین ہمدمی
یہ بھی رہا تو چند نفس میہمان رہا

بکھرا دیے جو یار نے اپنے چمن کے پھول
قبر شرف پہ عالم باغ جنان رہا

رخ دکھایا کبھی غنچہ سا دہن دکھلایا
آج جلوہ ہمین اوسنے ہمہ تن دکھلایا

بعد مدت کہ پھر آئے ترے کوچے مین
جسکی بلبل تھی خدا نے وہ چمن دکھلایا

اوسکی رحمت نے نہ گھبرانے دیا مدفن مین
گھر کا آرام دیا لطف وطن دکھلایا

تھوڑی دور بھی پر جو وہ آئی تو وہ آفت ڈھائی
دو قدم چل کے قیامت کا چلن دکھلایا

منتظر کر کے کبھی آنکھ نہ جھپکانے دی
خوب رستا ہمین اک عہد شکن دکھلایا

روز اس گور مین رہتا تھا جو خاک اڑتی ہے
کسکا گھر لا کے یہ ای اہل وطن دکھلایا

پیار کرتے ہی گریبان کو نہ سلوایا پھر
ہمدموں نے جو ہمین لا کے کفن دکھلایا

تری تصویر نے پیکان جو چھپایا دل مین
پھر کسی کو بھی نہ اسے صید فگن دکھلایا

اسقدر دفن کیا جلد مجھے قاتل نے
گور کا منھ بھی نہ سر کا کے کفن دکھلایا

دوست بہلانے لگے غم مین جو اوس گلرو کے
تنکے چنتے لگے جسوقت چمن دکھلایا

سرخرو ہمنے کیا حشر مین بھی قاتل کو
خون بھرا جا کے خدا کو نہ کفن دکھلایا

مسکرانا جو شرف سیکھ لیا غنچون نے
حُسن نے کولشی ہنس مکھ کا دہن دکھلایا

گلی مین یار کے مین سر بکف جسوقت جا نکلا
مراد آئی اجل کی امتحان کا حوصلا نکلا

جنازے پر جنازہ ہر طرف سے جا بجا نکلا
ہزارون نے گلے کاٹے جدہر قاتل مرا نکلا

یہانتک اوس پری پیکر کے ارمانون نے کثرت کی
کلیجا پس گیا لیکن نہ دل کا حوصلا نکلا

ہمارے خانۂ تن کی جو قصبلی کی تو کیا پایا
فقط ای جانجان اک روح نکلی اور کیا نکلا

رجوع قلب سے جب کی مناجات اوسکے ملنے کی
جگر بیتاب ہو کر مُنھ سے ہمراہ دعا نکلا

علاج درد و غم چاہا محبت مین تو بگڑا دل
گرایا ناتوانی نے جو لانے کو دوا نکلا

تمنا عالم ارواح سے کی تجھپہ مرنے کی
بشر کے بھیس مین مین ڈھونڈھنے اپنی قضا نکلا

ہم اپنے خانۂ دل کو مکان ہو سمجھتے تھے
تلاشی کی جو اِس گھر کی تو اِس گھر مین خدا نکلا

خدائی مین جو ڈھونڈھا ہمنے یکتا سے زمانہ کو
وحید عصر تم نکلے نہ تمسا دوسرا نکلا

ڈبویا جب مجھے دریائے غم مین یاس حسرت نے
نہ کوئی آشنا نکلا نہ کوئی ناخدا نکلا

شرف کس بات پر تم اپنے زخم دل پہ نازان ہو
نہ اک ٹانکا لگا دلمین نہ قطرہ خون کا نکلا

جو نخچیر اوس شہ خوبان کے صدقے مین ہا ہوتا
سعادت دہوم اوڑا دیتی نثار اوسپر ہما ہوتا

تمنا ہے گلستان مین جو میرا دم ہوا ہوتا
لپٹتی بوے گل باغون مین دامان صبا ہوتا

شہید باوفا ہوتے مجھکو پہر پاس وفا ہوتا
بحل کرتا اگر قاتل پہ ثابت خونبہا ہوتا

اگر ٹھوکر لگانے مین ترا سایا پڑا ہوتا
ہمارے استخوان مین جان پڑ جاتی ہما ہوتا

قضا مین کر گیا درد جدائی مین تو وہ بولے
علاج اونکا اگر ممکن نہ تھا ہمسے کہا ہوتا

مزا اچھی طرح ہم لوٹ لیتے جانفشانی کا
ہوا تھا درد اگر دلمین تو درد لا دوا ہوتا

کبھی قرآن لکھوا کر جو تم ہمکو کفن دیتے
قیامت تک ہماری نعش کا حافظ خدا ہوتا

وہ نورانی ترے کشتے کا چہرہ تھا حقیقت مین
خجل ہوتا جو اوسکے سامنے بدر الدجا ہوتا

وفا ایسی تجھ مین اے گلرو اگر بوئے وفا ہوتی
ترے گلزار کا کانٹا کلید دلکشا ہوتا

نہ کرتے تم اگر نخوت سے آئینے مین خودبینی
خدائی مین خدا کے پھر نہ تمسا دوسرا ہوتا

تری دوری کا جتنا غم ہے اتنا غم نہ کرتا مین
اگر دل مجھسے چھٹ جاتا جگر مجھسے جدا ہوتا

خبر ہوتی خدائی مین جو تیرے خود نمائی کی
جہان مین یار ہنگامہ قیامت سے سوا ہوتا

پھر اپنے دم کی بست جستجو کرتے جو اوٹھ سکتے
وہین جاتے جہان اسکے مسافر کا پتا ہوتا

خبر بھی تیرے آمد کی جو ہوتی پھر نہ مرتا مین
مری آنکھین نہ پتھراتین جو تو جلوہ نما ہوتا

ترس کھا کر جو شاید وصل کو راضی بھی وہ ہوتے
ہم آغوشی کو مانع غمزۂ شرم و حیا ہوتا

پری سی صورتین تم جو نہ پیوند زمین کرتے
گلون کا خاک سے ہرگز نہ پھر نشو و نما ہوتا

مہم عشق مین زغہ وہ مجھ بیکس پہ کیا کرتے
خدائی اوسطرف ہوتی میری جانب خدا ہوتا

امید دولت دیدار اوسکے پاس کیا کم تھی
جہان مین کیون کسی سے ملتجی تیرا گدا ہوتا

ہوئی تھی درد ہجران مین وہ نفرت تندرستی سے
منگا کر زہر کھا لیتا اگر ذکر شفا ہوتا

صداے کن ترانی سنکے کیون خاموش ہو رہتے
شرف پردہ اولٹ دیتے جو کچھ بھی حوصلا ہوتا

دل لگی اوسکی نہ تھی خوش اسلیے قاتل نہ تھا
ہاتھ مین ننگی چھری تھی سامنے بسمل نہ تھا

مطمئن مجھکو کیا قابو مین میرا دل نہ تھا
تونے کی [illegible] مین کسی قابل نہ تھا

گلشن عالم مین خونریزی کی بو کسمین نہ تھی
کونسا گل تھا جو تیرے [illegible] شامل نہ تھا

جاکے پوچھونگا خدا سے کیون نہ میری داد کی
تو تو عادل تھا جو دنیا مین کوئی عادل نہ تھا

وجہ شور و غل کے ہنگام قیامت تھی یہی
تیری آمد کے قابو مین کسی کا دل نہ تھا

لکھ دیا تھا نالۂ مجنون نے لیلا کا حجاب
چاک دامان حیا تھا پردۂ محمل نہ تھا

کیون نہ دی گور غریبان مین ترے کوچہ جگہ
مرنیوالون کا قافلہ کیا قابل منزل نہ تھا

خاک سے گل ہوکے اوسکی خوبی کی نمود
کون کہتا تھا شہید ناز گل [illegible] نہ تھا

نعمت دنیا و دین تقسیم ہوتی تھی جہان
اک خدائی تھی [illegible] دیدار کا سائل نہ تھا

[illegible] ہی مین نے جیسا اوسکی حسرت چاہیے
مشکل آمر [illegible] کی سہے مرنا تو [illegible] مشکل نہ تھا

[illegible] لایا عالم بالا سے اوس محبوب کو
جسمین پردہ کا کھٹکا [illegible] منزل نہ تھا

بحث کیا کرتا تڑپنے مین تری تحریر سے
صدمہ پر تیغے کا تھا فطرس کوئی بسمل نہ تھا

تیرے شوق و ذوق مین جبتک مجھکو یاس تھی
اے پری ہیکر مین زندہ دل تھا مردہ دل نہ تھا

خاک کیون اوڑنے لگی سیلاب رقت مین مری
یہ تو وہ دریا تھا جسکی حد نہ تھی ساحل نہ تھا

تو رہے محفوظ اے خونریز چشم زخم سے
وہ گلے کاٹے کہ تیرا سن بھی جس قابل نہ تھا

رہگئی دنیا مین مجھکو حسرت رنج عظیم
سیکڑون جلاد تھے لیکن مرا قاتل نہ تھا

تربت مجنون پہ تھا لیلای محزون کا یہ حال
دھجیان تھین پیرہن کی پردۂ محمل نہ تھا

اسلیے برخاستہ دل بزم دنیا سے ہوئے
جسکے پروانے تھے ہم وہ رونق محفل نہ تھا

بھر رہا تھا مین ترا سودا نفس ہیت بھی دم
غش پہ غش آتے تھے لیکن تجھسے مین غافل نہ تھا

نقش جب بیٹھا ہوا ہی مجھکو جسکا ای شرف
اک ولی اللہ کا پیارا وہ تھا عامل نہ تھا

خدا نخواستہ واقف جو چاہ سے ہوتا
کوئی گھڑی نہ مفر آہ آہ سے ہوتا

لحد مین چین سے سوتے جو چین تم دیتے
خبر نہ کوئی اس آرامگاہ سے ہوتا

بھلا ہوا نہ کن انکھیون سے یار نے دیکھا
ستم کا سامنا ٹیڑھی نگاہ سے ہوتا

تلون اونکا نہ جاتا جو اونپہ غش کرتے
لبون سے معجزہ جادو نگاہ سے ہوتا

تری بہشت یہی ہوتی نہ ضبط ای شداد
جو ربط اشہد ان لا الہ سے ہوتا

بلا کے خواہی نخواہی نوازتا مجھکو
خبر جو وہ مرے حال تباہ سے ہوتا

ترے فقیر کو کس چیز کی تمنا تھی
جو ملتجی وہ کسی بادشاہ سے ہوتا

دکھاتے زخم جگر کے اوسے صف آرائی
مقابلہ جو نگون کی سپاہ سے ہوتا

خدا ہی جانے فرشتے سلوک کیا کرتے
کوئی گناہ جو مجھ بے گناہ سے ہوتا

کراہتا جو مین درد جگر کی شدت مین
تو ایک حشر مری آہ آہ سے ہوتا

بیان کرنے کو جاتا جو میری کیفیت
کلام حق کا مچلکا گواہ سے ہوتا

تلاش کرتے جسے منزل وفا مین شرف
اوسی کا نور عیان گرد راہ سے ہوتا

تڑپے جو مرا دل تو مرے دل سے نہ پھرتا ۔ سینہ چھری پھیر کے بسمل سے نہ پھرتا
پیر جھون سے کہا ہے کوئی آتی ہے قیامت ۔ ہوگا تمھین معلوم یہ باطل سے نہ پھرتا
قادر ہو اگر اپنی مسیحا نفسی پر ۔ بیمار سے بیہوش سے غافل سے نہ پھرتا
جو رنگ کرے شوق سے پرزے وہ اڑا دے ۔ اے چشم مروت کبھی قاتل سے نہ پھرتا
جلجائیو بھن جائیو پروانون مین اے دل ۔ زندہ کبھی اوس شوخ کی محفل سے نہ پھرتا
لیتا ہے محبت مین جو دم راہ عدم مین ۔ منظور مسافر کو ہے منزل سے نہ پھرتا
جاتا ہے جو تو ڈوبنے کو خون مین اے دل ۔ دریا بھی جو بہ جائے تو ساحل سے نہ پھرتا
خوش ہو جیو آجائے محبت کا جو جھوکا ۔ معشوق ہو دیدار کے سائل سے نہ پھرتا

مردان خدا مین شرف افسانہ رہیگا
درپیش جو مشکل ہو تو مشکل سے نہ پھرتا

جبتک کہ نمک زخمون مین قاتل نہین بھرتا ۔ کیا تجھکو مزا ہے کہ مرا دل نہین بھرتا
دم توڑ کے مر جائیگا سمجھائیے چل کر ۔ کیون تجھ مین نہین سوقت آ بکا گھائل نہین بھرتا
جلسے مین رہا تا ہون ترے عشق مین ہو لی ۔ چلا بھی تو اسطرح سے عاقل نہین بھرتا
سینے کو چھیت کرتے ہین ناخن کی خراشین ۔ وہ نقش مین بھرتا ہون جو عاقل نہین بھرتا
بارش کبھی ہوتی ہے تو بھر جاتی ہین جل تھل ۔ لیکن کبھی رونے سے مرا دل نہین بھرتا
رکھتا ہے وہ دل شربت دیدار سے خالی ۔ شیشہ تو یہ ہے بھرنے کے قابل نہین بھرتا
صوفی ہو کہ مجذوب ہو قمری ہو کہ یا ہو ۔ دم کوئی ترا میرے مقابل نہین بھرتا

گرد اوسکے شرف صید تڑپتے ہین ہزارون
دامن بھی لہو سے کوئی بسمل نہین بھرتا

جو ساتھا بھی کبھی یار خوبرو سے ہوا ۔ زمانے بھر کا پرش مجھ پہ چار سو سے ہوا
کہا اشارون سے مین نے کہ تمپہ مرتا ہون ۔ جو نطق بند مرا اونکی گفتگو سے ہوا
کسی کو بھی نہ ہوس تھی حلال ہونے کی ۔ رواج شوق شہادت مرے گلو سے ہوا
جدھر نگاہ کی جلوہ ترا نظر آیا ۔ کمال کشف مجھے تیری آرزو سے ہوا

کھلا نہ حال کسی پر کہ کیا مزاج میں ہے
خدائی میں کوئی واقف نہ اوسکی خو سے ہوا

عجب گھڑی سے گریبان پھٹا تھا مجنون کا
تمام عمر نہ واقف کبھی رفو سے ہوا

بڑے بڑون کو لگا یا نہ منھ کبھی مین نے
وہ ظرف ہون کہ نہ واقف کبھی سبو سے ہوا

وہ خود بھی کر گئے تا بشود ون سے تربت کو
گلی مین یار کی مدفون اسکی رو سے ہوا

بہار باغ کو آئے جو دیکھنے سے یار
دماغ اور پریشان گلون کی بو سے ہوا

چڑھائے گور غریبان پہ گل جو اوس گل نے
چمن بہشت کا پیدا اسقام ہو سے ہوا

حلال ہونے کو صیاد سے محبت کی
قضا جو آئی تو مانوس مین عدو سے ہوا

خدائی کرنے لگا یار بے نیازی سے
بڑا غرور اوسے میری آرزو سے ہوا

جہان سے محفل معراج مین ہوئی طلبی
بشر کا مرتبہ یہ اوسکی جستجو سے ہوا

لگاتے ہین جو سب آنکھون سے آب زمزم کو
شرف یہ فیض کا چشمہ مری وضو سے ہوا

کیجیے ناز خدائی سے خود آرائی کا
آئینہ توڑ لیے دعوی ہے جو یکتائی کا

مار او تار امجھے تڑپا کے جو بے موت اسنے
کیا گنہ مین نے کیا تھا شب تنہائی کا

شاخ گل جھوم کے گلزار مین سیدھی جو ہوئی
پھر گیا آنکھون مین نقشہ تری انگڑائی کا

اوس پری رو کی جھلک جان ہے آرائش کی
نازنینون مین وہ معشوق ہے زیبائی کا

جلوہ گر ہین تجھین ہر دل مین سما کرتا ہو ات
چل رہے ہو یہ چلن کونسی ہر جائی کا

رحم کر رحم سمجھے بندۂ ناچیز سمجھ
کبریائی کے لیے واسطہ یکتائی کا

زندہ در گور ہی بیٹھا ہے کلیجا پکڑے
جسنے دیکھا ہے جنازہ ترے شیدائی کا

بیس ڈالوگے تو اف بھی نہ کرونگا منھ سے
امتحان کرتے ہو کیا میری شکیبائی کا

حسن نیرنگ دو عالم کو جو دیکھا بھی تو کیا
تم نظر آتے تو پھر لطف تھا بینائی کا

مہر تابان اوترآیا ہے سوا نیزے پر
یا کہ جھنڈا یہ گڑا ہے ترے سودائی کا

نونہالان چمن ناز پہ عشق کرتے ہین
سبزہ رنگون مین ہی شہرہ تری رعنائی کا

استقدر یار مرے نے دل کو شکھایا تونے
حوصلہ بھی نہ رہا صبر و شکیبائی کا

بوے وحشت ہے ازل سے تری پیراہن مین — دونون عالم مین ہے شہرہ تری یکتائی کا
سیکڑون جانین تلف ہونگی خدا خیر کرے — آج کرتے ہین وہ سامان خودآرائی کا
بھول کر بھی کوئی دم بھر نہ مرے پاس آیا — عمر بھر داغ رہیگا مجھے تنہائی کا
دھیان مین بھی مرے آئیگا نہ پریون کا بناو — مین نے دیکھا ہے تماشا اوسکی خودآرائی کا

اے شرف غل جو مچاتے ہو پہنکر زنجیر
تمکو ارمان ہے اب کون سی رسوائی کا

اوسکے فرمانون کا قرآن ہو کی اک دفتر ہوا — جو ہوا پیغام بر اوسکا وہ پیغمبر ہوا
بندہ رہنے کی ہوس مین شیفتہ قنبر ہوا — زر بکف گل ہوکے تیرا بندۂ بے زر ہوا
جان لیکر اپنے مظلومون کی اوسنے داد دی — گلشن جنت ملا پر یاد جنکا گھر ہوا
اسقدر تو منزلت ہے خاکساری کے لیئے — پاے آنکھون مین جگہ سرمہ جہان پتھر ہوا
گلشن ایجاد سے کھویا گیا میرا غبار — نکہت گل کی طرح گم کردہ عنصر ہوا
جستے کی دلجوئی اوسکی تشنہ دیدار کی — فی سبیل اللہ اوسکو ساغر کوثر ہوا
پیار آیا اسقدر دونون حریفون پر مجھے — جابجان قاتل ہوا لخت جگر خنجر ہوا
جب اوٹھے میت ترے دیوانۂ مستور کی — اک طرف جنت ہوئی اور اک طرف محشر ہوا
چل بسی وہ بو نکل چلنے مین سبقت جسنے کی — پہلے مرجھایا وہ گل جامے سے جو باہر ہوا
طرفہ نیرنگی دکھائی پان کھاکر یار نے — پیک جس پتھر پہ تھوکی لعل وہ پتھر ہوا
آرزو کی قاصدی کی جسنے راہ عشق مین — حق تعالے نے نبوت دی وہ پیغمبر ہوا

دامن رحمت کے سائے مین اوٹھی ہم اے شرف
حلۂ جنت ہمارے واسطے بستر ہوا

نوجوانی مین وہ عالم اوس ستمگر پر ہوا — چھٹ پڑا جو بن حسینون مین پری پیکر ہوا
شمع رویون نے بنایا آنکھ کا سرمہ اوسے — دل مرا جل کر جو پروانون مین خاکستر ہوا
پاس وا اسن ہوگئی جس وقت تو ہستے کی — قابل رحمت ہوسے جسدم خدا کا ڈر ہوا
خون کرکے کیا کسی حیا در کا رتبہ بڑھا — سرخرو کسدن حنا کو ملیں کر پتھر ہوا

رحم اونکو آگیا مجھکو جو رقت آ گئی — رہو گئے بالکل گلہ جسوقت دامن تر ہوا
فرش پھولون کا بچھایا جاتا تھا جنکے لیے — قبر مین اونکا غبار اوسکے لیے بستر ہوا
آبدیدہ ہوکے لیلی پوچھتی تھی قیس سے — کیون گریبان پھاڑ ڈالا کیون برہنہ سر ہوا
اسقدر کی زیست سے سودای الفت کیلیے خلش — دل مرا میری رگ جان سکے لیے نشتر ہوا
میری ویرانی کا کس گل نے پتا تجھکو دیا — اسطرف آنا ترا باد صبا کیونکر ہوا
آکے تھی باغمین بلبل کو دی تمسیا دسنے لے — باغبان ڈوسکے حاضر پھولونکی جا در ہوا
اسے شرف انعام مین سونیکی دیوارین بنین — پتھریان میری بڑھا کر پارس آنکھ ہوا

ہے عجب دلچسپ افسانہ مری تاثیر کا — بنگیا ہون جب سے آئینہ تری تصویر کا
واہ کیا جلدی گلا کاٹا ہے مجھ نخچیر کا — بدل بالا ہو ترا شہرہ رہے تکبیر کا
لائق تھی دنیا مین حسرت راحت آرام کی — امتحان کرنے کو آئی تھی یہان تقدیر کا
سچ کیون تکبیر مین ہے رکھ کے گردن پر چھری — کام تو جلدی کا ہے باعث ہے کیا تاخیر کا
بیٹھ وہ دیوانہ ہون مجنون گرد پھرتا ہے مرے — کرتی ہے لیلی طواف آکر مری زنجیر کا
بحر عصیان مین جسکے ہو نجات ہے کریم و کارساز — مطمئن ہون بخشنے والا ہے وہ تقصیر کا
قبر مین جسدم ولا تحزن سنا تلقین مین — مژدۂ جان بخش سمجھے خلد کی جاگیر کا
میری حیرانی پہ اکثر ہنس کے کھورا ہے مجھے — مسکرانا مین نے دیکھا ہے تری تصویر کا
لت ترانی کا دیا صدمہ خیال یار نے — خواب بھی دیکھا تو برسون غم رہا تعبیر کا
جان بچتی ہی نہین چھٹکر بھی اوسکے ہاتھ سے — ذبح کرتا ہے وہ بازو توڑ کر نخچیر کا
کی ہے جسدن سے رسائی بارگاہ یار مین — دھوم ہے اقبال کے افسانہ ہے تقدیر کا
کیسلیے میرے جگر سے چھٹ پڑا تعویذ جب — کیون سر اسیمہ ہوا کیا کوچ ہے تاثیر کا
واہ واکس ناز سے تو نے کیا ہے ہمکو ذبح — سانس اگر ہوتی تو دم بھرتے تری تکبیر کا
جل بھی جاؤنگا تو تیرے بزم کا ہونگا چراغ — مین وہ پروانہ ہون تیرے حسن عالمگیر کا
کھینچو جو رنگ اے قاتل مری تصویر کو — دم جو میرے بعد گھبرائے تری شمشیر کا
داد دینے کے لیے اوسنے قیامت ڈھائی ہے — سن لیا ہے نالہ کس مظلوم بے تقصیر کا

تو اگر چاہے تو پھر جائے اجل آئی ہوئی
پاس بجتنے زہر خوردہ کو اثر اکسیر کا

شمع کی لو مین جو اک دھبا سیاہی کا ہے
داغ ہے سرتابی و بے رحمئی گلگیر کا

اوڑ کے آتا ہی کہان سے آکے پڑتا ہی کہان
اُف رے توڑا اللہ ری پلہ قضا کے تیر کا

پڑرہی ہی میرے دل پر چھوٹ اوسکے عکس کی
اے شرف عرش الٰہی گھر ہے جس تصویر کا

اُف نہ کی ظلم کی برداشت مین کامل ایسا
ذبح ہونے مین نہ تڑپا ہو تحمل ایسا

سامنے اونکے تڑپتا ہی مرا دل ایسا
خود وہ کہتے ہین کہ دیکھا نہین بسمل ایسا

گھر کے گھسٹ کے جو گلزار ہی بزم ہستی
کون آیا ہی یہان رونق محفل ایسا

منھ چھپانے کی بھی قدرت نہ رہی لیلی کو
آہ مجنون سے اوڑا پردۂ محمل ایسا

دیکھ رکھ یار گل داغ جگر کو میرے
پھول کھلتا ہی نہین دید کے قابل ایسا

سر پڑا لوٹ ہی چھُری پھینک کے کیون آ بیٹھا
ہوگیا سرد ترا کشتۂ بسمل ایسا

گور مین رہ کے نشان تک نہین ہوتا باقی
خاک کرتی ہے مسافر کو یہ منزل ایسا

آئینہ دیکھ کے حیرت سی ہوئی کیون تصویر
خوبرو کون ہوا تمسے مقابل ایسا

آبپاشی کی نہ حاجت ہوئی مٹی دیکر
قبر پر بیٹھ کے رو دیا مجھے قاتل ایسا

دونون عالم کی نگاہون مین کھپا جاتا ہون
ہوگیا ہون مین ترے رنگ مین شامل ایسا

جانفشانی کی مری داد مجھے ملجائے
کس سے فریاد کرون کون ہے عادل ایسا

رو نمائی کے عوض چشم نمائی جو ہوئی
کیا گنہگار تھا دیدار کا سائل ایسا

ہمدمی تیرے تڑپنے مین کرے کون اے دل
کوئی پروانہ ایسا ہے نہ بسمل ایسا

دم ہی لینے نہین پانے کہ کہین منزل آتی
کوچ درپیش ہوا ہے [illegible] مشکل ایسا

غسل میت کو بھی قابل نہین کہتے افسوس
کشتۂ ناز کو تم کرتے ہو گھائل ایسا

اے شرف ہُد ہُد بلقیس بھی پروا نہ ہو
خط رسانی کو مجھے چاہیے حامل ایسا

دل کو قالب سے نہ رنگ ہوا تجان اپنا ہوگا
صاحب خانہ کو کر پہچان لیجائیگا

جسم سے پیک اجل دم بھر مین جان لیجائیگا
لاش کو مقسوم کیا جانے کہان لیجائیگا

بیقرار دل سے جو ہو جائیگا افشار عشق
سب تو چھٹ جائینگے وہ بہیر کہان لیجائیگا

ہونگا وہ تصویر مین ہی اوسکی صورت دیکھکر
یار سینے کے لیے اپنا مکان لیجائیگا

منزلوں انسان کی صورت نہ آئیگی نظر
ایک دن جوش جنون مجھکو وہان لیجائیگا

حق تعالے کھینچ دیگا میرے یوسف تک مجھے
مجھکو بھی اسمین کوئی کاروان لیجائیگا

کیا کرون دل کو جنون ہی تذکرہ اسکا مگر
قید خانے مین یہ چرچا اے زبان لیجائیگا

عرش قصر یار پر چھائیگا جب میرا غبار
شان رفعت سیکھنے کو آسمان لیجائیگا

حشر تک تربت مین بھی سوئینگے ہم آرام سے
روز پھولون کی مسہری باغبان لیجائیگا

خوش ہوا ہو بلبل مبارک ہو یہ مژدہ شب بخیر
صبح کو دکھلانے صیاد آشیان لیجائیگا

جو پری پیکر مرا دیکھیگا دل چھلکتے ہوے
کاجل آنکھون کا بنانے کو دھوان کھچ جائیگا

کہتے تھے لیلی اوٹھاتا تھا جو بار عشق قیس
کسطرح یہ بوجھ تو اسے ناتوان لیجائیگا

کھینچ دونگا مین جہانگیری مرا وہنین محبت جگر
جب وہان پھولون کی ڈالی باغبان لیجائیگا

نازنین کچھ مول لیتے ہین تو کہتا ہے یہ دل
ہمکو بھی کوئی نہ کوئی قدردان لیجائیگا

سرخرو ہونے کو قاتل سے لپٹ جاونگا مین
سامنے اوسکے جو شوق امتحان لیجائیگا

دل کے ملتے ہی مجھے دہڑکا دیا تہا عشق نے
چھین کر تمسے اسے اک نوجوان لیجائیگا

خوب اسیری کا مزہ زیور لٹے گا میرے بعد
طوق لیلے لیکے مجنون بیڑیان لیجائیگا

مر بھی جاونگا جو کوے یار مین گھل گھل کے مین
خلد مین رضوان اوٹھاکر استخوان کھچ جائیگا

دوش پر کسکے پڑیگا پرچم خورشید حشر
وہ صنعت آراکون ہو جو یہ نشان لیجائیگا

ساری دنیا کی جو ہمراہ میری لاش کے
اسکو تو اس شان و شوکت سے کہان لیجائیگا

جا بجا ٹکرا دنگا سر اونکے آنے کے لیے
جو کسی کو اپنے گہر مین مہمان لیجائیگا

گوش تر ہوگئے یہ جس محفل مین حسن شوق کے
اے شرف لکھولکے میری داستان لیجائیگا

تصور سے عکس آیا سامنا ہوتا تو کیا ہوتا
وہی جانی جو وہ جلوہ نما ہوتا تو کیا ہوتا

کیا ہے خون دل کو دور اندیشی نے رخصت نے
جگر سے یار لپٹا ہے جدا ہوتا تو کیا ہوتا

قریب مرگ پہونچایا ہے تو نے وصل کی شب مین
خوشی مین تو یہ آفت ہے خفا ہوتا تو کیا ہوتا

قیامت پر قیامت ڈہائی جسکی پردہ پوشی نے
جو شستا قران مین وہ جلوہ نما ہوتا تو کیا ہوتا

ذرا سے حسن انسان پہ ہزاروں جان دیتے ہیں
خدائی مین اگر ظاہر خدا ہوتا تو کیا ہوتا

رگ و پے مین لگی ہے آگ ایسا دل تپکتا ہے
معاذ اللہ اگر یہ آبلا ہوتا تو کیا ہوتا

مجھے تصویر حیرت کی بنا کر بیٹھے ہنستے ہو
تمہارے آگے آئینہ لگا ہوتا تو کیا ہوتا

بہار آنے سے خوشدل ہوں قفس مین چہچہاتا ہوں
اسیری مین یہ خوشیاں ہین رہا ہوتا تو کیا ہوتا

لیے رہتا ہوں اوسکو ہر دم آغوش تصور مین
یہ صورت ہجر مین ہی ایک جا ہوتا تو کیا ہوتا

شروع درد الفت مین تو مین مردے سے بدتر ہون
کمی کی تو یہ شدت ہے سوا ہوتا تو کیا ہوتا

دلاسا تو جو دیتا ہے تو شادی مرگ ہوتا ہوں
بتا صیاد تو مجھکو رہا ہوتا تو کیا ہوتا

جسے دیکھو وہ سیر شہر خاموشاں پہ مرتا ہے
خدا جانے یہ ویرانہ بسا ہوتا تو کیا ہوتا

حسینوں نے جو پیسا ہے تو اوسکی یہ شکایت ہے
خدا کا شکر کرا یہ دل حنا ہوتا تو کیا ہوتا

مٹے پر بھی وفا ہی کی مہک ہے غنچۂ دل مین
یہ مرجھانے مین خوشبو ہے کھلا ہوتا تو کیا ہوتا

گذر جاتا ہے جس دل سے خدا ہی یاد آتا ہے
اگر تیر ہدف تیر دعا ہوتا تو کیا ہوتا

خدائی مین خدا کی ہے زیارت تیرے کشتے کی
یہ شہرت مٹ کے ہے نشو و نما ہوتا تو کیا ہوتا

چراغ گور ہے چہرہ شہید ناز کا جسکے
جو اسکو دفن خود اوسنے کیا ہوتا تو کیا ہوتا

مکان گور مین گھبرا گئی ہے روح دم بھر مین
یہ گھر دنیا مین رہنے کو ملا ہوتا تو کیا ہوتا

مری واماندگی کا غم نکر تو شکر کر اے دل
کسی بیمار کا مین نقش پا ہوتا تو کیا ہوتا

مجھے اتنا بتا دو تم اگر دنیا مین جاتا مین
تونگر ہو کے کیا ہوتا گدا ہوتا تو کیا ہوتا

مجھے بیجرم بیدم کر کے جینا آیا ہے مدفن مین
کوئی اونکا گنہ مین نے کیا ہوتا تو کیا ہوتا

سمجھتا ہوں مین جسکی نکہت گیسو کو روح اپنی
جو اوسکی بو مین پیراہن بسا ہوتا تو کیا ہوتا

کسی صیاد سے یہ چھوٹنگا مین شوق اسیری مین
قفس مین رو کے کیا ہوتا رہا ہوتا تو کیا ہوتا

علاج زخم دل ممکن ہے کیون اتنا تڑپتے ہو

شرف دم لو جو درد لا دوا ہوتا تو کیا ہوتا

وہ چراغ آپ کا شباب ہوا — جسکا پروانہ ماہتاب ہوا
ہو گیا ساکتہ آئینہ کی طرح — اس ادا [illegible] حجاب ہوا
ہوش بھی کچھ رہا تو چند نفس — گور مین سو کے وہ بھی خواب ہوا
چودھوین شب ہر ایس اوسپر جو ہوئی — اختر صبح ماہتاب ہوا
ہر نفس مین ہے سوختی کا مزا — کیا کوئی لخت دل کباب ہوا
ذرہ تھا زندگی مین داغ جگر — خاک مین مل کے آفتاب ہوا
کی خدا نے وہ قدر خیر البشر — اشرف الانبیا خطاب ہوا
ایسی بھڑکی چمن مین آتش گل — بلبلون کا جگر کباب ہوا
گل کیا کیون مرا چراغ مراد — کیا گنہ تھا جو یہ عتاب ہوا
ہو گیا چور چور شیشۂ دل — جب شکستہ کوئی حباب ہوا
کیفیت تو مرے غبار نے کی — جب ہوا سے اوڑا سحاب ہوا
آب زہرہ ہوا جو بلبل کا — وہ بھی اے باغبان گلاب ہوا
سلطنت اوسکی ایکسان ہی رہی — ہر زمانے کو انقلاب ہوا
عشقبازی کا کچھ مزا نہ ملا — رائگان مفت مین شباب ہوا
روشنی کسکی یہ خدائی مین ہے — کون معشوق بے نقاب ہوا
قطع دیدار کی امید ہوئی — لن ترانی سنی جو اب ہوا

بجلی کوہ پر برسنے کو
شامیانہ شرف سحاب ہوا

بہار خلد ہو گا سوز خورشید قیامت کا — ہوا دیگا گنہگارون کو دامن اوسکی رحمت کا
سراپا نور ہے جلوہ نظر آتا ہے قدرت کا — ہمارا دل بنا ہے آئینہ کس خوبصورت کا
کریگا سامنا شمشاد کیا اوس سرو قامت کا — نشان فوج گل ہے وہ یہ گلدستہ ہے قدرت کا

قیامت ہو رہی ہی دہوم ہے نفسی نفسی کی
گنہگار روتے ہین شاید یہ امتحان ہی او سکی رحمت کا

ہمارا دل بہی خوش ہو جسے ہم آغوش ہو جاؤ
کبھی تو خوش کرو دل ناز بردار محبت کا

چراغ داغ دل کی روشنی مین وہ تکلف ہی
جو گل ہوگا تو گل ہو جائیگا بلبل کی تربت کا

عجب بوئے وفا پژمردگی مین بھی مہکتی ہے
عجائب پھول ہے جو پھول ہی مجنون کی تربت کا

بیان درد دل سن سنکے ہاتھون سے جگر تھاما
لگی بجلی اونہین جب ذکر آیا میری رقت کا

مرا تحلیل ہونے کا ہی مجھکو تیری حسرت مین
نہ کوثر کا مین پیاسا ہون نہ بھوکا خوان نعمت کا

قیامت تک کہین دھبا نہو ای پاک دامانی
کفن لمعد دلوانا مجھے تو اس نفاست کا

نصیری کی خدا سے عشق کر ہوگا خدا راضی
اطاعت کر پیمبر کی ملیگا اجر طاعت کا

کیا معبود نے پہر ادر مخلوقات کو پیدا
لگایا پہلے بندون کے لیے گلزار جنت کا

برنگ بوے گل پنہان ہی میری روح قالب مین
اوسے ڈر ہی خزان کا اسکو اندیشہ ہی رحلت کا

مرے جاتے ہین لوگ اپنی گلون مین پھانسیان دیکر
پڑھا ہی طوق یا رب کونسی گردن کی منت کا

اوداسی ہی رہیگی حشر تک گور غریبان پر
رہیگا ہو کا عالم ہی یہان یہ گھر ہی حسرت کا

تمہاری یاد حسرت ہی مین گھل گھل کر قضا کی آئی
بھرا ہی مین نے دم سوز تنفس مین بھی الفت کا

نہ دونگا اوسکے رخسار سے آئینے کو نسبت مین
یہ شیشہ ہی سکندر کا وہ پرکالہ ہے قدرت کا

چمن کی سیر سے فردوس کی کیفیت اٹھتی ہے
در گلزار پہ پردہ پڑا ہے ابر رحمت کا

ہماری ہٹ بھی رکھ لو بوسہ دیدو گالی پھر دینا
اوٹھا لو ناز تم بھی ناز بردار محبت کا

قیامت مین کری جو تری مجھکو نوازے گی
گنہ میرا پکاریگا فرشتہ ہون مین رحمت کا

چلے آتے ہین وہ خنجر بکف گنج شہیدان مین
تلاطم عاشقون مین ہے بپی دل ہی زیارت کا

دعائین مانگتا ہون ای شرف اللہ پہونچا دے
ہوس ہی دل کو حج کی عشق مولا کی زیارت کا

چہرہ مری تربت مین جو گلنار ہے میرا
بندہ ہون مین جسکا وہ مددگار ہے میرا

ہون باغ رسالت کا ازل سے مین ہوا خواہ
بلبل ہون اوسی کا وہی گلزار ہے میرا

اوسٹھنے کی ترے در پہ سے حسرت کوئی دیکھی
جاتا ہون مگر منھ سوے دیوار ہے میرا

کہتے ہیں وہ عیسی سے تشفی مجھے دیکر / میں اسکا مسیحا ہوں یہ بیمار ہے میرا
وہ گل نظر آتا نہیں بلبل ہوں میں جسکا / رہتا چمن دہر میں بیکار ہے میرا
درد جگر و دل سے سفر ہی نہیں ہوتا / اک روگ مری جان کو آزار ہے میرا
لیلی نے جو پوچھا یا مرے داغ جگر کو / مجنوں سے کہا طرۂ دستار ہے میرا
کہتے ہیں محبت یہ مری ہو کے وہ نازاں / چاہت ہی عجب میری عجب پیار ہی میرا
پہلو میں سلاتا جو نہیں یار کو لاکر / بیدار یہ کیوں طالع بیدار ہے میرا
لوٹاتا ہے دنیا کو جو افسانۂ محشر / اڑتا سا یہ باندھا ہوا طومار ہے میرا
اک دل تھا تو وہ مجھسے چھٹا اوس سے چھٹا میں / اب کوئی نہ ہمدم ہے نہ غمخوار ہے میرا
جو اوسکی خوشی خاک میں جیتے جی ملا دے / مالک ہی مری جان کا مختار ہے میرا
مجرم کو وہ کہتے ہیں کہ تقدیر اسے کیا دوں / کیا کم یہ سزا ہے کہ گنہگار ہے میرا
وہ گل ہوں کہ کعبے میں مہکتی ہے مری بو / وہ باغ ہوں میں قبلہ نما خار ہے میرا

فرمایا ہے اکثر یہ **شرف** سبط نبی نے / اللہ کو پیارا ہے جو زوار ہے میرا

غم ہے کس بات کا سینچ آٹھ پہر ہی کسکا / دل جو ستا گئے میں ہی اسپہ گذر ہی کسکا
حسن پر ناز جو انسان سے ہی حوروں کو / یہ بھی معلوم ہی معشوق بشر ہے کسکا
میں وہ بیکس ہوں کہ اللہ مرا حامی ہے / واجب الرحم ہوں میں پھر مجھے ڈر ہی کسکا
فیض تیرا کس و ناکس کو غنی کرتا ہے / زر بکف گل جو ہی یہ دست نگر ہے کسکا
طائر روح کا ہو جاتا ہے شہپر اسے یار / یہ وفادار ترے تیر میں پر ہے کسکا
کونسا کشتۂ جانباز یہ تھا دریا دل / کوہی قاتل میں لہوتا یہ کمر ہے کسکا
چاک رہ رہ کے گریبان جو سحر کرتی ہے / کس مسافر کا اسے غم ہی سفر ہے کسکا
خانۂ دل میں جو ہے حسن کی گھما گھمی / جلوہ گر کون ہی اس گھر میں یہ گھر ہی کسکا
مجھسے بیمار کو تیر یہ جو بلواتے ہو / ہی محبت کا اثر اور اثر ہے کسکا
کشتۂ دلمیں جو ہوتے ہیں تیرے تسخیر / ہی کشش کا یہ اثر اور اثر ہے کسکا

وجہ کھلتی نہین کچھ گور کے سناٹے کی
پہلے رہتا تھا یہان کون یہ گھر ہے کسکا

ہاتھ مین تیرے گل سرخ جو ہے اے گلچین
یہ جو بلبل کا نہین ہے تو جگر ہے کسکا

طفل اشک اے شرف اوس شوخ نے دیکھا تو کہا
مجھکو پیار آتا ہے یہ نور نظر ہے کسکا

دنیا تباہ کرکے برباد کیا کریگا +
کچھ اور ظلم تازہ ایجاد کیا کریگا

جسنے مٹا دیا وہ آباد کیا کریگا
جلاد بیکسون کی امداد کیا کریگا

اتنا کوئی بتا دے اسمین جو ہم نہونگے
خالی قفس ہمارا صیاد کیا کریگا

سنتا نہین زمانہ یارو سوا خدا کے
میری طرح سے کوئی فریاد کیا کریگا

منظور ہی ہوگی اسکو مری تباہی
بندے کو بندہ پرور آزاد کیا کریگا

ہم جو بسے قفس مین جان آگئی قفس مین
یون اوجڑے گھر کو کوئی آباد کیا کریگا

رسم وفا کریگا کیا مجھسے وہ پری رو
تحقیق کرکے میری بنیاد کیا کریگا

کیونکر گوارا ہوگی اسکو مری اسیری
فورا رہا کریگا صیاد کیا کریگا

ہر گل کی بلبلون نے بھرلی دماغ مین بو
گلچین نے کرلیا کیا صیاد کیا کریگا

پہلو سے چل بسا دل اے صدمۂ جدائی
قالب سے روح کو بھی آزاد کیا کریگا

ہوگا مرید حسرت دیدار کا جو سائل
او مرشد زمانہ ارشاد کیا کریگا

تڑپا کے مار ڈالا میت نہ دی اوٹھانے
اس سے زیادہ ظالم بیداد کیا کریگا

ہو جائیگا خلاف صبر و شکیب اے دل
تو چپ کی داد لیتا فریاد کیا کریگا

آمد بہار کی ہے اب زمزمی مری سن
صیاد وجد کرلے تو یاد کیا کریگا

اوس گل نے نام رکھا ہے کوزہ پشت اسکا
خوش قامتی کا دعوا شمشاد کیا کریگا

اڑائی ہے جو شیرین تو اوسکی جان لیکر
اسکی بھی کچھ خبر ہے فرہاد کیا کریگا

کنج قفس مین اپنے دم سے چہل پہل ہے
جب ہوگا ہو کا عالم صیاد کیا کریگا

آغاز عاشقی مین اے دل گرا نہ جاتا
اب تو پڑی یہ تجھپر افتاد کیا کریگا

اک دن کریگا تیرے جانبازون پہ نیچا
گنجینہ جوہرون کا فولاد کیا کریگا

مر جائے گا زبان پر دودھ آئیگا چھٹی کا
تو ہو سے شیر لا کر فرہاد کیا کریگا

چنگیز خوانیاں سب غم نے مری بھلا دیں
چورنگ اب کسیکو جلاد کیا کریگا

خفیہ رہا کرے وہ اغوا کی آرزو میں
طاعت کا ہو نہیں بندہ ہمزاد کیا کریگا

تصویر میں تمہاری ہم خون دل بھرینگے
تدبیر رنگ و روغن بہزاد کیا کریگا

انسان کی دل کو مفتون کرتی ہے اچھی صورت
تعلیم عشق کوئی اُستاد کیا کریگا

کیا جان ہے شرف کو روکے جنون میں کوئی
پابند بیڑیوں کا حداد کیا کریگا

خود ہی تو زندہ باغ ریاض جہان کیا
پھر آپ ہی مٹا کے اوسے بے نشان کیا

کیا خوب ناز عشق نے اے جان جان کیا
مردہ کیا مجھے تمہیں روح روان کیا

مین نے وہ عشق اسیری سے اے باغبان کیا
چھوڑا چمن قفس پہ نثار آشیان کیا

نشو و نما جو کرکے مجھے بے نشان کیا
کیا جانے اوسنے میری طرف کیا گمان کیا

جسدم خزان سے غنچہ و گل سہمنے لگے
خوشبو کو بلبلوں کے دلوں مین نہان کیا

سکے کو لوٹنے وہ نازہ ہوسے جنسے پہ نیا
قابو مین کن اداؤن سے تمنے جہان کیا

ثابت ہوئی کسیکو تمہاری نہ بود و باش
دل مین بھی تم رہے تو اوسے لامکان کیا

دل پھٹ گیا حیات سے خون ہو گیا جگر
بیدم جہان اجل نے کوئی نوجوان کیا

اللہ نے بنا کے گلوں کی پری سی شکل
کیا بات اسمین تھی جو انہین بے زبان کیا

غرفہ ہوا سنجات کا اوتھی زمین مین
رگڑی جہان جبین تجھے سجدہ جہان کیا

روز سرشت اوسنے جو ایجاد کی زمین
میرا غبار اوڑا کے اوسے آسمان کیا

اللہ نے ریاض ہلاکت کی داد دی
کافور خلد پاک مرا استخوان کیا

پیکان بھی دل سے مینے نکالا نہین کبھی
رخصت کیا نہ اوسکو جسے میہمان کیا

تنکے بھی جا کے باغون مین ہمنے اگر چنے
تیار ہم قفس کے لیے آشیان کیا

ایسی زمین نے مری مٹی عزیز کی
حسرت زدہ نہ کوئی مرا استخوان کیا

گلگون بہار نے جو چمن کے زمین کی
بلبل کے خون کو شفق آسمان کیا

کاجل جو یار نے کو دیا اوس پری نے حکم	ہمنے دل و جگر کو جلا کر دھوان کیا

اٹھو کر اہنے کی بھی طاقت نہین شرف
ایسا کسی کے غم نے ہمین ناتوان کیا

نشو و نما جو کر کے مجھے بے نشان کیا	کیا جانے اوسنے میری طرف کیا گمان کیا
مایوس پھرتی ہے جو دعا ڈھونڈھتی ہوئی	تمنے مری مراد کو غائب کہان کیا
کی آمدِ بہار کی گلچین سنے جو خوشی	آراستہ گلون سے مرا آشیان کیا
سرکش وہ کونسا ہو کہ جس سے جھکا ہے تو	یہ کیسے سرنگون تجھے اے آسمان کیا
یارے صبا نے لا کے لیائی گلون کی بو	گلدستۂ ہوا و مرا آشیان کیا
چھوڑا جو زندہ بھی تو سسکنے کے واسطے	نخچیر بھی کیا تو مجھے نیمجان کیا
پرسان مری مزار کا ہوتا نہ تھا کوئی	دو پھول تمنے پھینک کے باغ جنان کیا
وحدت سرا مین ایسی رسائی بشر نے کی	اللہ نے حبیب کہا میہمان کیا
باتین جو عشق کی مرے منھ سے نکل گئین	اُسکو تری خدائی نے اک داستان کیا
برپا ہے حشر و نشر یہ کیون ہم بھی تو سنین	کس شیفتہ کا آپ نے آج امتحان کیا
انسان بھی ذبح ہوتے ہین نخچیر کی طرح	شوق شکار نے اونہین چنگیز خان کیا
ہم جا کے بیٹھے تھے دپہ دل اوڑوانے لیے	صیاد نے خدنگ جو سوئے کمان کیا
دنیا سے لیکے جاتے ہین دل مین وطن کا داغ	تقدیر نے چھڑا کے مکان بے مکان کیا
ذہن مین جنون کے خاک اوڑاتا ہون اے خدا	دیوانہ ہونے کو مجھے کیون نوجوان کیا
ملتی کہین تو عمر گذشتہ سے پوچھتا	تونے مری جوانی کو غارت کہان کیا

مجنون کو عشق نے نہ شیخو دیا شرف
اوس بیوطن غریب کو بیدم جوان کیا

گلے سے مل کے جو وہ بے حجاب ہو جاتا	فسانہ غم کا خیال اور خواب ہو جاتا
تری حضوری مین جو باریاب ہو جاتا	صنم یقین ہے خدا رس خطاب ہو جاتا
ترا جو چاند سا رخ بے نقاب ہو جاتا	جھپک جھپک کے غروب آفتاب ہو جاتا

شگون نیک کو جاتا تو ہوتی بد شگنی
مجھے عدم کا سفر پا تراب ہوجاتا

یہ بری سی شکل تم آئینے کو جو دکھلاتے
خلاف شرم و خلاف حجاب ہوجاتا

تمہارے سمت کشتے کی جو ہوتے یہ اسقدر تھی حجاب
نہ کرتے دفن تو وہ آفتاب ہوجاتا

یہ بیکسی نہ پرستی جو تم کرم کرتے
مری لحد کا اندھیرا سحاب ہوجاتا

نہ دیکھ سکتے جو وہ دیکھکر بھی آئینہ
تو اونکو مجھسے سوا اضطراب ہوجاتا

مقابلہ بھی جو ہوتا ترے پسینے سے
خود اپنی بو سے کشیدہ گلاب ہوجاتا

کہیں لگاتے جو وہ عاشقوں کی تصویریں
شبیہ قیس کا میں بھی جواب ہوجاتا

تری رحیمی سے تجھے خوش مزاج کر دیتی
جو مجھ غریب پہ تیرا عتاب ہوجاتا

حلال ہونے کے بعد اسیلئے نہ تڑپا میں
لہو سے یار کا دامن خراب ہوجاتا

ترے محب جو اک الحمد آکے پڑھ دیتے
مری لحد کا مجاور ثواب ہوجاتا

اگر وہ ناز و تلون کسی سے بھی کرتے
زمانے بھر کو ابھی انقلاب ہوجاتا

ہمارے خون کے محضر کو تم جو دھوتے بھی
گواہی دینے کو باقی شہاب ہوجاتا

بہاؤ پر کبھی رقت جو میری آجاتی
سمٹ سمٹ کے سمندر حباب ہوجاتا

محاسبے میں ہمارے لگاتی اتنی دیر
خدائی بھر کا تو اتنک حساب ہوجاتا

بیان جو کرتے ترے حسن استراحت کو
فسانہ یوسف کنعان کا خواب ہوجاتا

بلا کے سامنے اپنے خفا جو تم ہوتے
ہزار رحم سے بڑھکر عتاب ہوجاتا

ہمارے داغ کا پڑتا جو اس پہ سایہ بھی
تو اے شرف آفتاب ہوجاتا

نکل کے جاؤں کدھر تیرے انجمن کے سوا
چمن کی بو ہوں بسوں پھر کہاں چمن کے سوا

کہاں ہے روئے زمین پر بہشت کا طبقہ
دکھا تو دے مجھے کوئی مرے وطن کے سوا

کلام منہ سے جو نکلے تو وحی ہو جائے
سنی نہیں یہ کرامت ترے دہن کے سوا

ہزاروں ہوگئے بسمل تمہاری محفل میں
یہ کشت خون نہیں دیکھا اس انجمن کے سوا

شریک دفن نہ تھا کوئی قبر کیوں ترے ہے
پھر اور کون یہ رویا ہے گورکن کے سوا

کہان سے لاؤن جو پوشاک حشر میت کو
نہین ہے اور کوئی پیرہن کفن کے سوا

دیا تھا دم جو صباحت پہ سبزہ رنگون کی
اوگا نہ کچھ مری تربت پہ یاسمن کے سوا

کہیگا قہر خدا مجمع قیامت مین
کسیکا پاس نہین مجھکو پنجتن کے سوا

نشانے اوسنے اوڑا کر جو تیر ڈھونڈھوائے
کہین پتا نہ لگا تیرے تن بدن کے سوا

چلے ہین لیکے جہان سے لباس عریانی
نہین ہے پاس کچھ اس جامۂ کہن کے سوا

رہا جو ہو جیو اے روح قید غربت سے
بہشت مین بھی نہ تو جائیو وطن کے سوا

قفس مین دیکھیے کیا ہوئے شام ہوتی ہے
کیا نہین ہے بسیرا کہین چمن کے سوا

ہمیشہ ہمنے شرف وجد وحال کو ڈھونڈھا
کہین پتا نہ سنا اوسکی انجمن کے سوا

جسدم لہو مین غرق ترے تیر نے کیا
شکرانہ سرخروئی کا نخچیر نے کیا

نورانی تیرے چہرے کی تنویر نے کیا
تصویر آئینہ تری تصویر نے کیا

اُلفت وہ کی کہ اوسنے نہ چھوڑا مجھے کبھی
تقدیر کا مزا مری تدبیر نے کیا

بسمل بھی ہوکے زندۂ جاوید ہوگئے
روح القدس ہمین تری تکبیر نے کیا

تجویز ہے جو درد جدائی کے واسطے
پرہیز اوس علاج سے تاثیر نے کیا

پروانے بلبلون کی طرح نعرہ زن ہوے
گل شمع کو جو بزم مین گلگیر نے کیا

جلتا تھا خط شوق کے مین جس امید پر
مطلب وہ فوت یار کی تحریر نے کیا

مانی نے دی بتا کے جو سکتے مین رہگئے
تصویر ہمکو بھی تری تصویر نے کیا

باغ جہان سے جاکے وہ خلد آشیان ہوے
بسمل جنہین جنہین تری تکبیر نے کیا

پھیری چھری جو تونے تو جان اس نے بخش دی
ایوب کو خجل تری نخچیر نے کیا

اپنون کی تو برائی نہین جانتا کوئی
برباد کیون مجھے مری تقدیر نے کیا

اوس بے نیاز کا مین ہوا ہون نیازمند
ایسا رسا مجھے مری تقدیر نے کیا

مٹی بھی میری شیشۂ ساعت مین بند کی
اسکا بھی امتحان تری تسخیر نے کیا

افسانۂ مرا دم مرے حق مین ہوگئی
محظوظ اسقدر تری تقریر نے کیا

شیرون نے گاوزوری جو مجھسے جنون مین کی
اونکو بھی سرنگون مری زنجیر نے کیا

ٹھہرا نہ کوئی تیرے تلون کے سامنے
جب سامنا کیا مری تقدیر نے کیا

دوگز زمین گور کی حسرت مین مر مٹے
برباد بے نشان ہمین جاگیر نے کیا

موسی جو ہو رہے ہین سراسیمہ طور پر
یہ حال کسکے نور کی تنویر نے کیا

دیدار کی ہوس مین سنین لن ترانیان
ناشاد مجھکو خواب کی تعبیر نے کیا

ہرگز وطن کی راہ نہ لینے دی ای شرف
پابند نجد کا ہمین زنجیر نے کیا

ای رشک پری اُنس جو انسان مین نہوتا
اُلفت کا مزا عالم امکان مین نہوتا

یون مین تری کشتون کی جو خون کی نہ شکتین
گلزار مین گل لعل بدخشان مین نہوتا

احباب مجھے دفن امانتا جو نہ کرتے
مردہ بھی مرا گور غریبان مین نہوتا

دم بھر کو وہ آتے تو خدائی یہین ہوتی
کوسون کہین ویرانہ بیابان مین نہوتا

گلزار مین یارو جو رسائی ہوئی ہوتی
پھولون کا ذخیرہ مرے دامان مین نہوتا

پرسش جو اسیرون کی نہ کرتا وہ پریرو
زنجیر کا غل خانۂ زندان مین نہوتا

اُلفت مین جو مرجانے کی انشا ہو چپ رہتے
عالم مین کوئی طفل دبستان مین نہوتا

مرجھانے کی پہلے سے خبر اسکو جو ہوتی
غنچہ کبھی شاداب گلستان مین نہوتا

عالم مین جو محبوب خدا پہلے سے آتے
یوسف کا کہین ذکر بھی قرآن مین نہوتا

موتی کی صدف مین کبھی بنیاد نہوتی
قطرہ مری آنسو کا جو نیسان مین نہوتا

سنتے جو کبھی تم مری اُلفت کی حکایت
چرچا گل و بلبل کا گلستان مین نہوتا

سودے کی خرابی تھی جو صحرا مین نہ جاتے
گھٹتا دم اگر چاک گریبان مین نہوتا

مہلت جو غریب الوطنی سے مجھے ملتی
کیون ہند مین ہوتا مین خراسان مین ہوتا

مغرور جو ہم زور جوانی پہ نہوتے
پیری مین یہ رعشہ تن لرزان مین نہوتا

کرتا نہ اگر انکی حفاظت وہ پریرو
دیوانون مین زندہ کوئی زندان مین نہوتا

دیدار دکھاتے تو وہی اسمین سماتے
حسرت کا گذر دیدۂ گریان مین نہوتا

الله نہ کرتا جو کبھی خلق بشر سے
تو سورۂ اخلاص ہی قرآن مین نہوتا

معدوم کیا میرے بگولے کو صبا نے
دنیا مین جو ہوتا تو بیابان مین نہوتا

آنکھین نہ لڑی ہوتین جو رقت سے ہماری
اشکون کا یہ لشکر صف مژگان مین نہوتا

ہنس ہنس کے اگر اسکو ہنسی تم نہ سکہاتے
یہ حسن تبسم گل خندان مین نہوتا

کیون خاک بیابان شرف آتا مین اوڑاتے
دیوانہ نہوتا تو پرستان مین نہوتا

نالان مین اسقدر دل ناشاد سے ہوا
سائل خود اپنے قتل کا جلاد سے ہوا

صد شکر عشق حسن خداداد سے ہوا
مانوس بہی ہوا تو پریزاد سے ہوا

مجنون سے انس رابطہ فرہاد سے ہوا
واقف نہ ہین کسی وطن آباد سے ہوا

کمھلا کے گر پڑا گل شاداب کیلئے
افتادہ خاک پر یہ کس افتاد سے ہوا

بیخود کیے ہوے ہے مجھے خود فراموشی
آخر مرا یہ حال تری یاد سے ہوا

عالم مین کشتہ خون کی دکھائی کو صورتین
ایجاد چار آئینہ فولاد سے ہوا

لی اپنے ذمہ مین مرے عقبی کی بازپرس
قسمت سے کار خیر یہ جلاد سے ہوا

کوئی خطا خزان کی نہ کی تہی بہار نے
ناحق عناد باغ کی بنیاد سے ہوا

آہین جو کین چھٹین رخ گل پر ہوائیان
غنچے کا دل لہو مری فریاد سے ہوا

اے جانستان مزار مرا کھا مقام ہو
طبقۂ بہشت کا تری امداد سے ہوا

چاہا بھتجے ترا کلمہ پڑھ کے جان دی
بیدم خوشی خوشی ترے ارشاد سے ہوا

شوق ارم مین جسم سے نکلی یہ کہکے روح
آج انفراغ قید کی میعاد سے ہوا

رومال اوس پری کا ہوا اٹھیون مین حشر
اوس پر بہی خون بند نہ فصاد سے ہوا

ہوتا کسی سے بھی نہ مرا کار مغفرت
محبوب ذو الجلال کے داماد سے ہوا

دیوانہ مین تو یار کی تنہا رہی کا ہوکن
آگاہ سائے سے نہ وہ ہمزاد سے ہوا

دل ہل گئے حسینون کے شمعین لرز گئین
شب کو وہ تہلکا مری فریاد سے ہوا

آشفتہ نجات نہوتا کبھی نصیب
واللہ جبرئیل کے استاد سے ہوا

طاقت مری نہ تھی جو اوٹھاتا مین بار عشق
یہ زور مجھ مین زور خدا داد سے ہوا

دشمن کے بھی فراق نے مردی کی شکل کی
دل مرگیا جدا جو مین صیاد سے ہوا

سکھلائی اوسکو رحم دلی میرے عجز نے
عادل وہ مجھ غریب کی فریاد سے ہوا

دم کی روا روی کار ہائے تغیر ملال
افسوس ہے کہ اُنس کس آزاد سے ہوا

بہتے تھے اشک آنکھون سے بہنے لگا لہو
شاید جگر جدا دل ناشاد سے ہوا

ہنس ہنس کے اوسکا نام دھرا اونپی گوشہ نشت
یہ ہم اکر ٹلے پر جو وہ شمشاد سے ہوا

کھب کھب گئے زمانے کے دلمین سخن وہ شعر
نیرنگ شاعری مرے اُستاد سے ہوا

خاموش ہو خدا کے لیئے دم لے ای شرف
ٹکڑے مرا جگر تری فریاد سے ہوا

عاشقی مین ہمنے دل سے دوست کو دشمن کیا
رہنما کو منزل مقصود مین رہزن کیا

ابر رحمت نے بہارستان مرا مدفن کیا
بھاگتی بھتی بوے گل جس سے اوسے گلشن کیا

تیرے غم مین جسنے اپنا چاک پیراہن کیا
خاک کا پیوند تو نے اوسکو جان من کیا

غم نے سخت دل جو گوندھے آنسوؤن کی تار میں
ہمنے تیرا نام جپنے کو اوسے سمرن کیا

موجد گلزار نے گلزار کی جو سیر کی
بیکلی بلبل کو دی غنچون کو خندہ زن کیا

داغ اوٹھا کر عشق کا دل پر گرا بیٹھے پہاڑ
بوجھ کو اک پھول کے ہمنے ہزارون من کیا

دستگیری کچھ ہماری تو نے اسیری کی
ہمنے پیکان سے پہلو کو ترے جوشن کیا

گل جو پژمردہ کیا اوس تک بہار آئی نہ دی
جو چراغ اوسنے بجھایا پھر نہ وہ روشن کیا

یار سوتا ہے محل مین دیکھتے ہین ہم اوسے
دید کو خفیہ نگاہ شوق نے روزن کیا

صید حسرت ہو گیا جسپر پڑی چشم سیاہ
کھیل سے قدرت کی آہو کو شکار افگن کیا

سرکشی پابوس ہو کر خار صحرائی نے کی
میرے دامن سے لپٹ کر مجھکو بے دامن کیا

جس سے آزردہ ہوئے بھیجا جہنم مین اوسے
جسکو چاہا اوسکی خاطر آگ کو گلشن کیا

تیرے باعث سے شب قدر اسکی اندھیاری ہوئی
مرحبا اے داغ دل کیا قبر کو روشن کیا

تجھ مرنے کو وہان بھی اک نئی دنیا بسی
جا بجا تو نے خدائی کی جہان مسکن کیا

اسنے ایسا کیا کیا تھا ای صبا تیرا قصور
کیوں طمانچے مار کر نیلا رخ سوسن کیا

اوس در دولت پہ پہنچایا ای شرف تیرا غبار
جسکی شان اوج نے گردون کو خم گردن کیا

غارت ای دست جنون دونون مین پیراہن کیا
کل کیا تھا بے گریبان آج بے دامن کیا

شکر کی جا ہے ہزارون داغ دلمین ہوگئے
کی عنایت عشق نے اک دانے کو خرمن کیا

مردنی دیکھی مرے منھ پر تو یون چھایا رہے
کسنے اس تصویر کو بے رنگ و بے روغن کیا

ایک تاری مین کیا طی منزل معراج کو
شہسوار لوکشف نے خیز جب توسن کیا

رنگ قدرت کے جو دکھلائے تلون نے تری
باغ کو صحرا کیا ویرانی کو گلشن کیا

دونون آنکھون کو برابر ابر و رقت نے دی
ایک کو بھادون کیا اور ایک کو ساون کیا

مجھ پریشان کا جو ناحق دم کیا تنگ قفس مین
زلف پیچان نے تجھے غارت نہ ای الجھن کیا

دل ہزارون توڑ کے سٹکے کھلونون کی طرح
اوسنے طفلی مین کیا بچپن تو یہ بچپن کیا

سینے دل پھکنے کی مجھکو کچھ نہ دکھلائی بہار
آگ مین جھکوا کے تمنے گلفشان آہن کیا

آگ جن پھولون کی رنگت سے لگی تھی باغ مین
گلخن افروزون نے اونکو داخل گلخن کیا

آب زہرہ ہوگیا گھٹ گھٹ کر اسپا روئے ہم
خون ہوکر بہ گیا دل اسقدر شیون کیا

ایک پروانہ جو پہونچا اوسنے اونکی بزم مین
شمع کو گلگیر نے سو بار بے گردن کیا

باندھنے بیٹھے جو شیرازہ کتاب عشق کا
رشتۂ جان کو شرف نے رشتۂ سوزن کیا

چاہیے تھا جو مزا وصل کا اسے یار ملا
دہن زخم سے جسدم لب سوفار ملا

آخر کار ترا خاک مین بیمار ملا
کیا وہ بچتا نہ جسے شربت دیدار ملا

اوس پریرو سے ملاقات ہوئی رویا مین
خواب مین مجھسے مرا طالع بیدار ملا

لن ترانی نہ سنا پردے سے باہر تو نکل
آئے ہین دور سے ہم آنکھ تو اکبار ملا

منزلون پائی نہ راحت تری بربادی نے
بیٹھنے کو نہ کہین سایۂ دیوار ملا

زندے پریون سے ہم مردے ملے حورون سے
پر کسی سے نہ ترا طالب دیدار ملا

اوسکے نقشے سے جو یوسف کی ملائی تصویر
حسن سے حسن نہ رخسار سے رخسار ملا

نجد مین قیس نے ڈھونڈھا جو تبرک کیلیے
پیرہن کا مرے ثابت نہ کوئی تار ملا

گھر سے نکلے جو حسینون کی خریداری کو
بک گئے مفت جہان حسن کا بازار ملا

پوچھتے کیفیت قید محبت کس سے
کوئی زندہ بھی نہ زندان مین گرفتار ملا

ہمنے دل بیچکے اونہین داغ ہزارون پائے
ایک غنچے کے عوض مین ہمین گلزار ملا

دیکھکر اوسکی چھبین دلکو مسوسا پھرون
آگیا پیار جو معشوق طرحدار ملا

مسکراتے ہین گل زخم نمک پاشی پر
کاٹتا ہے جگر و دل کو تو زنگار ملا

آج بلواکے مری اوسنے بڑی خاطر کی
خود بغلگیر ہوا عطر ملا پان ملا

ذبح کر ڈالے گا صیاد تجھے ای بلبل
پیار غنچے کو نہ کر گل سے نہ منقار ملا

مین تو کہتا تھا نہ اب تمسے ملونگا ہرگز
بیقراری نے ملایا تو مین ناچار ملا

کھالیا زہر کسی نے جو غم ہجران مین
دیکھو انصاف خطاب اوسکو گنہگار ملا

اوس ستمگار نے چھریون سے گریبان برسون
دلمین گم ہوکے نہ پیکان نہ سوفار ملا

مین وہ مجنون ہون کہ سمجھا اوسی کو تاج مراد
وادی راہ وفا کا جو کوئی خار ملا

اوسطرف گلشن بخشش کی ہوا پلٹا دی
جسطرف تیری رحیمی کو گنہگار ملا

پاک دامن ہو شرف جسمین کفن مین ہو نکھا
پیرہن پھونک بھی دی خاک مین دستار ملا

گرد پروانے جو تھے وہ کر و فر کیا ہو گیا
رات کا سامان اے شمع سحر کیا ہو گیا

کیون اندھیری قبر ہے داغ جگر کیا ہو گیا
کس گھٹا مین گھر گیا میرا قمر کیا ہو گیا

بلبلون مین مرمٹا یا جان پروانون مین دی
دل ہمارا ہوکے مفقود الخبر کیا ہو گیا

مانگتا تھا جب دعا فی الفور آتی تھی مراد
بے اثر کیون ہو گئی اسکا اثر کیا ہو گیا

رو برو ہو دل بتا دامن مین آنسو کا نہین
آنکھ کا تارا مرا نور نظر کیا ہو گیا

وحی آیا کی اوسے اوسطے گیا جسکو سفیر
وہ پیمبر ہو گیا پیغام بر کیا ہو گیا

بھاگے اے دل دیکھ تو رنگ مہم حسن وعشق
ہے ادھر شور سیار کیا ادھر کیا ہو گیا

نکہت گل کسلئے غم مین جل بسی گلزار سے
بے حلاوت ہوگیا کیون ہر ثمر کیا ہوگیا

خون گھل کر ہوگیا یا کھالیا غم نے اوسے
بے کلیجے ہوگیا میرا جگر کیا ہوگیا

ہو رہا ہی بیگنہ چورنگ تیغ عشق سے
کیون جگر ہوتا نہین دل کی سپر کیا ہوگیا

تاب لاسکتی نہین برق جمال یار کی
کیون جھپکتی ہے یہ تجلوا ہی نظر کیا ہوگیا

کی ہی کیون ظالم شہید ناز کی مٹی خراب
دفن بے سر ہورہی ہی لاش سر کیا ہوگیا

کیون کیا ہی چاک تکیہ اوسنے قبر قیس پر
کیا ہوئی لیلا کی محمل اوسکا گھر کیا ہوگیا

کونسی کشتے کے غم مین کشت خون موقوف ہی
نیمچہ ہوتا جو تھا زیب کمر کیا ہوگیا

مرگیا ہی کونسا شب زندہ دار و صبح خیز
کیون گریبان پھاڑتی ہی ای سحر کیا ہوگیا

پاسداری پہلے کیون کی تھی جواب ملتے نہین
کونسا جب فائدہ تھا اب ضرر کیا ہوگیا

پوچھتی ہی مجمع محشر سے بربادی مری
کیا قیامت ہی جہان زیر و زبر کیا ہوگیا

کیون پڑے ہو ایک کروٹ ای شرف تم گور مین
چین سے سوتے تھے جس گھر مین وہ گھر کیا ہوگیا

پر جو بلبل نے قفس کے چاک سی باہر کیا
دونون بازو توڑکر صیاد نے بے پر کیا

کار مردانہ یہ قاتل ہمنے مرنے پر کیا
روح کو اپنی ترے شمشیر کا جوہر کیا

انتقال الفت مین تیری ای پری پیکر کیا
بھاگتی تھی روح جس سے اوس جسم کو گھر کیا

کیا ہی نیرنگی تری اللہ رے ایجاد رنگ
بیس دی جسپر حنا یا قوت وہ پتھر کیا

پاسداری کی ملائک سے سوا انسان کی
انتہا کی سرفرازی کی کہ پیغمبر کیا

پاک دامانی ہی کو اوڑھا اور بچھایا عمر بھر
تیرے کوچے مین کبھی بستر کبھی چادر کیا

باغبان کے ظلم سے تنکے گلستان مین چنے
بازوون کو توڑ کر صیاد نے بے پر کیا

حشر مین لرزان تھا میرے نامۂ اعمال سے
حق تعالی نے معافی کا اوسے دفتر کیا

کوئی پھرتا تو خبر ہم رفتگان کی پوچھتے
کونسی منزل پر اوترے ہین کہان لشکر کیا

جب کیا اوس شمع رو نے نازسے پابی خست
پہلے پروانون سے میرے دل کو خاکستر کیا

کونسا پا آبرو دریا تھا نیسان کیطرح
حق تعالی نے یہ کسلئے اشک کو گوہر کیا

دلمین آمد آمد اوس پردہ نشین کی جب ہوئی
دم کو جلدی جلدی مین لے جسم سے باہر گیا

آئینہ اسمین لگا تا تھا کہ تھا مین صاف دل
نصب میری قبر پہ یاردن نے کیون پتھر کیا

شور و غل پر اپنے دیوانون کے رحم آیا اوسے
رستگاری ہر طرف کی بر طرف محشر کیا

کچھ حقیقت ہی مرے اعمال نامہ کی نہ تھی
اے کراما کاتبین تمنے اسے دفتر کیا

گور مین پہونچانے کو بھی ساری دنیا ساتھ تھی
میرے مُردے کو بھی تو نے صاحب لشکر کیا

آنکھین حسرت نے بچھائین چادر گل کی عوض
بیکسی نے آکے تربت پر مری بستر کیا

میرے آنسو کی شباہت پائی جسمین یار نے
دیکھکر اوسنے نظر انداز دہ گوہر کیا

میرے قالب مین تری بو روح ہوکر بس رہی
عود ہوکر دل مین تیرے آرزو نے گھر کیا

کونسا گلچین کمی کرتا تھا میری تاک مین
جس لیے صیاد نے گلزار مین بستر کیا

قطرۂ شبنم کو اوس گل نے جو بخشی آبرو
میرے آنسو کے مقابل کا شرف گوہر کیا

فروغ خوبیٔ داغ جگر لکھا تو کیا لکھا
چراغ طور لکھنا تھا قمر لکھا تو کیا لکھا

لکھا محبوب اوسے اپنا کہ اپنی جان نثار ہو تمہین
خدا نے عشق و اخلاص بشر لکھا تو کیا لکھا

نہ لکھنے پائے جلدی مین حقیقت بیقراری کی
مسیحا کو فقط درد جگر لکھا تو کیا لکھا

یہ لکھنا تھا کہ دل بھر کی ہمین دیدار دکھلاؤ
کسی کے دیکھنے کو اک نظر لکھا تو کیا لکھا

مٹا دیگی رحیمی اے کراما کاتبین اوسکی
گناہون کا مرے دفتر اگر لکھا تو کیا لکھا

دعاے مغفرت ہی یا کلام اللہ کی آیت
یہ تمنے آکے میری قبر پر لکھا تو کیا لکھا

بسانا تھا کوئی فرمان لکھکے اپنے کوچے مین
اوجڑ جانے کو مجھ شیدا کا گھر لکھا تو کیا لکھا

وصیت کی ہی لیلی کو کہ نقش حب براے مجنون
یہ تو نے خاک پہ ٹکڑا کے سر لکھا تو کیا لکھا

ہوا بیکار اک دفتر نہ پوچھا اوسنے اتنا بھی
حساب عشقبازی عمر بھر لکھا تو کیا لکھا

نگاہ یار مین جچتا وہ اسکی آبرو بڑھتی
مرے آنسو کو یارون نے گہر لکھا تو کیا لکھا

حنا کے ساتھ لیس جاتے ہمین کہتو جو پسنے کو
ملانے کو فقط خون جگر لکھا تو کیا لکھا

مریضان محبت کی حقیقت اوسنے پوچھو اے
دوا لکھی تو کیا لکھی اثر لکھا تو کیا لکھا

شہید ناز کو لکھ دی سند کیا بیقراری کی
بتاؤ تو شہادت نامے پر لکھا تو کیا لکھا

لکھی سودے کی کیفیت حقیقت اسکی لکھنی تھی
نہ لکھا درد دل کا درد سر لکھا تو کیا لکھا

ہمارا پڑھ کے خط شوق آخر اوس پہ پر رونے
زبانی کیا کہا اے نامہ بر لکھا تو کیا لکھا

لکھا ہوتا کہ تیغ یار روکینگے کلیجے پر
حجاب آتا ہے سینے کو سپر لکھا تو کیا لکھا

خط آتا نزع میں تیرا تو اسکو حرز جان کرتے
ہمارے بعد کچھ او بے خبر لکھا تو کیا لکھا

دو طرفہ تمنے خط میں اے شرف تحریر کیا کیا کی
ادھر لکھا تو کیا لکھا اودھر لکھا تو کیا لکھا

تمہیں جو چاہ کی ہیں سب یہ چھری حلال ہوا
یہ سیر کوشے کردار کا مآل ہوا

مراد حسن گل آئی تو پھر زوال ہوا
مٹادیا اوسے تمنے جیسے کمال ہوا

سسکتے مجھسے نہ دیکھا گیا جو بسمل کو
تڑپ تڑپ کے میں اسکا شریک حال ہوا

تمام عمر دل اولجھا جو زلف سلجھائی
کسیکی مانگ سنواری تو غیر حال ہوا

خدا کے فضل سے ایسا دیا جواب انہیں
کہ لاجواب نکیرین کا سوال ہوا

کوئی رحیمی کو اوسکی چراغ سے پوچھے
کہ گل سحر کو ہوا شام کو بحال ہوا

یہانتک اوسکی کہیں خوش نگاہیاں دلمیں
کہ داغ ہجر جو تھا دیدۂ غزال ہوا

وہ گل جو آئے تھے بیمار دل کی عیادت کو
کہیں جلا گئے کس کس کا انتقال ہوا

بشر کے حسن پہ غش کرکے قدسی کہتے ہیں
ترے نثار کہ محبوب ذو الجلال ہوا

شہید ناز کی تربت پہ گل چڑھائینگے
ہمارے زخم جگر کا جو اندمال ہوا

تمام عمر نہ پوچھا کسی نے درد مرا
سوا خدا کے نہ کوئی شریک حال ہوا

اوڑے جو سجدہ میں ہوش ایسے جو کڑی کہو
کہ آ [illegible] مرے حال پر غزال ہوا

شہید ناز ہوا مرکے زندہ جاوید
زوال ہو کے اسے اوج لازوال ہوا

تری رحیمی ترے سامنے مجھے لیجاسے
اس آرزو میں گنہگار پائمال ہوا

جہاں کسی لے رہ عشق میں جبیں رگڑی
شرف کو شکر کے سجدے کا احتمال ہوا

جگر کا درد جو معشوق دلربا سے کہا
کوئی بتائے کہ بیجا کہا کہ جا سے کہا

ہماری سیتی لینے کو جان اوسنے ہنس ادا سے کہا
کہ قبض روح کو خوش ہو کے خود قضا سے کہا

قیامت آئی ہے مریخ تھرتھراتا ہے
تمہارے زخمی نے کیا جانے کیا خدا سے کہا

دوبارہ مرنے کو پھر ہم لحد مین اوٹھ بیٹھے
ملائکہ نے جو قم قم تری صدا سے کہا

عجب طرح کی خدائی کی خود بدولت نے
نہ بادشاہ کو پوچھا نہ کچھ گدا سے کہا

کسی کو دوست نہ سمجھے نہ کچھ وصیت کی
جو نزع مین ہمین کہنا تھا وہ خدا سے کہا

جہان کی آکے جو اوس گل نے روشنی دیکھی
مرا چراغ بجھا دینے کو ہوا سے کہا

یہ سوچتا ہون کہ مین نے یہ کیا قیامت کی
کہ درد عشق کہا بھی تو کبریا سے کہا

کبھی کسی سے سفارش ستی نہ بلبل کی
ہزار بار گلون سے کہا صبا سے کہا

ستا رہی ہے جو مسکینون کو غریبون کو
کسی حریف نے کیا جانے کیا جفا سے کہا

لرز لرز کے مرے استخوان اوگلتا ہے
ہما کے دل نے خدا جانے کیا ہما سے کہا

دیا جو حکم کبھی اوسنے نقاب اولٹنے کو
تو رعب حسن سے لی جان اس ادا سے کہا

کبھی نہ ہمنے حقیقت مسیح کی سمجھی
تمام عمر نہ درد جگر خدا سے کہا

کہا جو بیٹھنے کو اوسنے اپنے پہلو مین
تو روح کھینچ لی ہٹ ہٹ کی اس حیا سے کہا

مری طرح سے کلیجا پکڑ لیا اوسنے
فسانہ درد جگر کا جس آشنا سے کہا

خدا کے آگے جو بو خون کی لگی دینے
کسی شہید نے کیا جانے کیا حنا سے کہا

نہ آئی پھر کے جو بہر بارگاہ سے تیری
مری مراد نے کیا کیا مری دعا سے کہا

نکل پڑے مرے آنسو لو آبرو ڈوبی
ہنسا وہ مجھپہ غم اپنا جس آشنا سے کہا

ہوے فریفتہ یہ جو ترے تلون کے
یہ تونے کیا مری تقدیر نارسا سے کہا

بتاؤ تو اسے بھیجا ہے ای شرف کسنے
یہ مسکرا کے اشارون سے کیا قضا سے کہا

سبے سرمہ ہوے آنکھون مین گھر ہو نہین سکتا
اوس شوخ کی منظور نظر ہو نہین سکتا

تنہائی سے کے قابو سے سفر ہو نہین سکتا
دل کا بھی تو پہلو مین گذر ہو نہین سکتا

بے حکم تمہارے کوئی بھی نہیں ہلتا
ذرہ بھی ادہر سے تو ادہر ہو نہیں سکتا

کیا کرتے ہو اسکو مرے آنسو سے مقابل
لور نظر اے یار گہر ہو نہیں سکتا

چھایا ہے ترے حسن کا رعب اسقدر اسپر
آئینے کو سکتے سے مفر ہو نہیں سکتا

معلوم نہیں رشتۂ جان ہے کہ رگ گل
جو چاہیے اثبات کمر ہو نہیں سکتا

ممکن ہی نہیں عود کرے حسن جوانی
پھر چودھوین کا چاند قمر ہو نہیں سکتا

صیاد کی رہتی ہے وہ بلبل پہ سیاست
پرواز کے قابل کوئی پر ہو نہیں سکتا

کرتے ہیں ہزاروں کے کلیجوں کو وہ چھلنی
مجھسا کوئی تفتیدہ جگر ہو نہیں سکتا

دنیا سے بسانے کے پھر جاتے ہیں اسکو
بستی سے بھی آباد جو گھر ہو نہیں سکتا

بس ہمنے کرامات تری دیکھ لی اے دل
اتنی سی محبت میں اثر ہو نہیں سکتا

کیجے گا گنہگاروں کو کسطرح سے ماخوذ
توبہ کا تو بند آپ سے در ہو نہیں سکتا

مردوں ہی سے ہے ناز مسیحائی تمہارا
موقوف مرا درد جگر ہو نہیں سکتا

تم اپنی طرف یار لوا دیجیے کروٹ
مرتا ہوں سسکتا ہوں ادہر ہو نہیں سکتا

اللہ نے دی رہنے کو اسکی وہ بلندی
خود اوج بھی ہم اوج بشر ہو نہیں سکتا

پھولوں کی آجائے کرین جھپٹے بلبل
گلشن کبھی صیاد کا گھر ہو نہیں سکتا

زندہ بھی نہ مجھ زخمی افتادہ کو چھوڑو
جو رنگ کرو سینہ سپر ہو نہیں سکتا

کیا کیجیے اس معرکۂ عشق میں اے دل
ارمانوں کے لشکر سے تو سر ہو نہیں سکتا

مرتا ہوں میں جیسے وہی کرتا ہے تشفی
اب حال مرا نوع دگر ہو نہیں سکتا

نرگس تری آنکھوں کو لگائے گی نظر کیا
اعجاز پہ جادو کا اثر ہو نہیں سکتا

جسطرح سے جاتے ہیں ضعیف اوٹھکے عدم کو
ایسا تو جوانوں سے سفر ہو نہیں سکتا

تربت پہ تڑپتی ہے مرے غم میں مری روح
بے بس ہوں میں ایسا کہ خبر ہو نہیں سکتا

جاتا ہوں جدھر خاک اوڑانے کے لیے میں
ہنگامہ قیامت کا ادھر ہو نہیں سکتا

رقت ہی نہیں تھمتی نکل پڑتے ہیں آنسو
کرتا ہوں شرف ضبط مگر ہو نہیں سکتا

ہمارا دل اونہین کے پاس نکلا ہمنے پہچانا
گواہی دی خدائی بہر نے اک عالم نے پہچانا

رہا پیش نظر لیکن نہ اک عالم نے پہچانا
خدائی کا وہ ہی معشوق اوسکو ہمنے پہچانا

نگاہین لڑ گئین اوس شوخ سے انبوہ محشر مین
اوسے ہمنے یہین اوس قاتل عالم نے پہچانا

یہان تک کسطرح آیا جو پھر اسمین سمایا ہی
مری میت کو گورستان مین کیونکر دم نے پہچانا

نہ شادان ہون نہ غمگین ہون خدا جانے مین کیا ہون
نہ خوشدل نے مجھے جانا نہ اہل غم نے پہچانا

سحر تک ساتھ تیرے غمزدہ کی شام سے روی
یہ ہمگریہ جو تھا اوسکا اسے شبنم نے پہچانا

چڑہائی لاکے پہولون کی مسہری اوسکی تربت پر
شہید ناز کو جس صاحب ماتم نے پہچانا

یہ صورت عاشقی نے کی مری شور تنفس مین
کہ جو دمساز تھا مجھکو نہ اوس ہمدم نے پہچانا

پڑے تھے اسقدر بیہوش ہم درد جدائی مین
عیادت کو جو آئے تھے نہ اونکو ہمنے پہچانا

مریض عشق ہوکر وہ بھی دم بھرنے لگا اوسکا
مرے عیسی کو جیسے دم عیسی مریم نے پہچانا

ہمیشہ گرد آلودہ ہی رکھا عشقبازون کو
نہ اپنے ذرون کو اوس نیر اعظم نے پہچانا

پڑہا فی الفور کلمہ تیری شان بے نیازی کا
ہوا بندہ ترا ایسا تجھے آدم نے پہچانا

دعاے مغفرت کی اوسکو لپٹا کے کلیجے سے
تمہارے کشتے کو جس صاحب ماتم نے پہچانا

قیامت ہوگئی پیدا جو پردہ الٹا مین دل تڑپا
مگر تیری نہ بزم درہم و برہم نے پہچانا

کر آئے جا کے اونکے سامنا انبوہ محشر مین
شرف وہ قاتل عالم ہین بیشک ہمنے پہچانا

جب سے ہوا ہے عشق ترے اسم ذات کا
آنکھوں مین پھر رہا ہے مرقع نجات کا

مالک ہی کے سخن مین تلون جو پائیے
کیجیے یقین لائیے پھر کسکی بات کا

دفتر ہماری عمر کا دیکھو گے جب کبھی
فورا اوسے کروگے مرقع نجات کا

الفت مین مرمٹے ہین تو پوچھے ہی جائینگے
اک روز لطف اوٹھائینگے اس واردات کا

سرخی کی خط شوق مین حاجت جہان ہوئی
خون جگر مین سوفت ڈبویا دوات کا

موجد جو نور کا ہے وہ میرا چراغ ہے
پروانہ ہو نہین انجمن کائنات کا

اے شمع بزم یار وہ پروانہ کون تھا
لو مین تری یہ داغ ہے جسکی وفات کا

مجھسے تو لن ترانیاں اوسنے کبھی نہ کین | موسی جواب دے نہ سکے جسکی بات کا
اس بیخودی کا دینگے خدا کو وہ کیا جواب | دم بھرتے ہین جو چند نفس کے حباب کا
قدسی ہوے مطیع وہ طاعت بشر نے کی | کل اختیار حق نے دیا کائنات کا
ایسا عتاب نامہ تو دیکھا سنا نہین | آیا ہے کسکے واسطے سورہ برات کا
ذی روح مجھکو تونے کیا مشت خاک سے | بندہ رہونگا مین ترے اس التفات کا
نا چیز ہون مگر بڑن ہون اونکا فسانہ گو | قرآن حمد نامہ ہے جنکی صفات کا
رویا ہے میرا دیدۂ تر کس شہید کو | مشہور ہوگیا ہے جو چشمہ فرات کا
آئے تو آئے عالم ارواح سے وہان | دم بھر جہان نہین ہے بھروسا ثبات کا

دہوم اوسکے حسن کی ہے دو عالم مین اے شرف
خورشید روز کا ہے وہ مہتاب رات کا

پر نور جسکے حسن سے مدفن تھا کون تھا | چہرہ یہ کس شہید کا روشن تھا کون تھا
ٹھہرا گیا ہے لاکے جو منزل مین عشق کی | کیا جانے رہنما تھا کہ رہزن تھا کون تھا
توڑا تھا کسکے دل کو کھلونے کی طرح سے | عاشق تمھارا جسکہ لڑکپن تھا کون تھا
کس دل سے ہے خدائی مین ایجاد درد عشق | روز ازل جو موجد شیون تھا کون تھا
ہوگا مقام تھا مجھے روتی تھی بیکسی | کوئی نہ تھا جہان مرا مدفن تھا کون تھا
جھک جھک کے دیکھتا تھا وہ کسکی جگر کا گھاؤ | تر جسکے خون مین یار کا دامن تھا کون تھا
ہم مسکراتے تھے وہ دکھاتا تھا سیر باغ | دم کسپہ شگفتہ دم مردن تھا کون تھا

السنان تھا کہ کوئی پریزاد تھا شرف
دل میرا جسکے نور سے روشن تھا کون تھا

دل کو پہلو سے اوڑا کے خون پیکان مین نہ تھا | صاحبخانہ کے غم مین دم بھی مہمان مین نہ تھا
مجھ مین رعب حسن سے دم بزم جانان مین نہ تھا | خون دل تھا خشک آنسو چشم گریان مین نہ تھا
مرنے مٹنے کا نہ تھا غم عالم ارواح مین | عاشقی و عشق کا جھگڑا ازل جان مین نہ تھا
تیرا دیوانہ بسا تھا جاکے جس ویرانے مین | کونسا عالم وہ تھا جو اس بیابان مین نہ تھا

کھینچے میت دونون کو کھینچا تھا تری تصویر نے
خلوت معراج مین اللہ سے کی گفتگو

کی اوٹھانے کی جو ہمت ترے بار عشق کی
حشر کے دن بھی وفا کی پاسداری تھی مجھے

بیکسی روتی تھی دم نکلا تھا جبدم قیس کا
کیا کہون ای ہمدم احوال برزخ کی خبر

میرے مرتے ہی کیا پاک اونکو میرے خون نے
جنے باندھی تھی کمر جبدم مہم حشر مین

موت کو بھیجا تھا جب نازکون لے ترے
کاٹ کر گردن پہ گردن لوٹتا تھا وہ تراپ

اک نشانی سے داغ دل کی تھی رکھی ہوئی
اسقدر مین نے کیا تھا اوسکو پروانون سے تھا

ای گلہ ہم بھی کبھی اوسکے چمن کے پھول تھے
چل بسا تھا عشق مین دل دم ٹھہرتا کسطرح

مجھسے طفلی مین بھی ایسی ضد تھی ناز حسین کو
مسکرا کے اوسنے جبدم دل سے کھینچی تھی چھری

چشم حسرت تھی صدف موتی کی پیدا کشش نہ تھی
سانس تھی میری سنک یا دبہاری کی نہ تھی

صبر بلبل لے رہا تھا خوت بلبل کا عوض
شام سے تڑپے اسیران محبت اسقدر

کون دیتا پھر گل داغ جگر کی مجھکو داد

حسن گلشن مین نہ تھا جو بن پرستان مین تھا
وہ کیا انسان نے جو اسکے امکان مین تھا

کولنا وہ زور تھا جو زور انسان مین تھا
ہاتھ تھا قاتل کی ٹھوڑی مین گریبان مین تھا

جان لیلی دیر رہی تھی دم حدی خوان مین تھا
ہوگیا تھا خاک مین گو رغریبان مین نہ تھا

دم نکلتے ہی کہین دھبا بھی دامان مین تھا
تھا فقط فضل الٰہی کوئی میدان مین نہ تھا

ہوش بلقیس اوڑ گئے تھے دم سلیمان مین تھا
دوسرا شغل اورا وسکو عید قربان مین تھا

اسکے پیرو وہ پیر طاؤس قرآن مین تھا
نور کی لو تھی وہ ضوات شمع شبستان مین تھا

داغ لالے کے جگر مین جیسے گلستان مین تھا
صاحب خانہ ہی مہمانی مہمان مین نہ تھا

سورۂ یوسف مرے پڑھنے کو قرآن مین تھا
کولنا حسن تبسم زخم خندان مین نہ تھا

میرے آنسو کا جو مروارید ابر نیسان مین تھا
تھا مرا الحنت جگر لالہ گلستان مین تھا

ہاتھ کس گلچین کا کس گل کے گریبان مین تھا
صبح ہوتے ہوتے زندہ کوئی زندان مین تھا

ایک دم بلبل کا تھا وہ بھی گلستان مین تھا

کس سے کہتے خاک مین ملنے کی اپنی سرگذشت
ای شرف ہمدم کوئی شہر خموشان مین نہ تھا

کلیجا کاہے کو تیر نظر سے اوڑجاتا — کسی طرف کو جو مین پشتر سے اوڑجاتا
ہوس تھی سر بتری تیغ دو سر سے اوڑجاتا — جگر مرا ترے تیر نظر سے اوڑجاتا
ذرا بھی ہوتی جو پرواز روح کی تائید — مین اونکے گھر مین ابھی اپنے گھر سے اوڑجاتا
خدا نخواستہ رہتا جو تاک مین صیاد — چمن مین شام کو جاتا سحر سے اوڑجاتا
وہ شمع و کبھی کہتا جو دیکھنے کے لیے — یہ داغ ہو کے پتنگا جگر سے اوڑجاتا
بھلا ہوا نہ سنی اونکی قصر کی آمد — عدم کو جسم سے دم اس خبر سے اوڑجاتا
قفس مین چاک بھی صیاد نے نہ رکھا تھا — کوئی بتائے کہ پھر مین کدھر سے اوڑجاتا
دیے تھے جھولی مین صیاد نے کئی چھیدے — کمر نہ تھی جو تڑپ کر کمر سے اوڑجاتا
زیادہ کرتی پریشان جو حسرت گیسو — دھوان مین ہو کے اگر مین اگر سے اوڑجاتا
ہلاک کا ہیکو صیاد و باغبان کرتے — بسیرا لے کے جو پہلے گجر سے اوڑجاتا
تباہ اسکو قیامت کی آندھیان کرتین — مرا غبار اگر تیرے در سے اوڑجاتا
خزان رسیدہ سنگھاتے جو پھول بلبل کو — رہا سہا بھی جو تھا ہوش اثر سے اوڑجاتا
برائے قوت دل جسکو جلتے ہم بے یار — تو پر لگا کے مزا اوس ثمر سے اوڑجاتا

کبھی وہ حکم جو دیتے عدم کے جانے کا
شرف کا دم بھی تو خوف سفر سے اوڑجاتا

دکھائے رنگ تمنے قدرتی ایجاد سے کیا کیا
تباہ و یار و پوچھے گا وہ مجھ ناشاد سے کیا کیا
ہزارون بستیان اوجڑین ہزارون سے وطن چھوٹے
غش آنے کا نہ کچھ غم ہے نہ ہشیاری کی پروا ہے
چھری مجھپر اسیری سے جو پہلے تیز کرتا ہے
خود آرائی سے کچھ مطلب نہ رکھا ترک دنیا کی
کوئی گلگون قبا ہر خون مین کوئی نہاتا ہے
زمین پر وحی بھیجی عرش پر بلوا کے کرسی دی

تماشہ کی گلون کی خاک کی بنیاد سے کیا کیا
ہزارون آرزوئین ہین کہون جلاد سے کیا کیا
ابھی ہونا ہے کیا جانے تری بیداد سے کیا کیا
ہوئی ہے خود فراموشی تمہاری یاد سے کیا کیا
خدا معلوم گلچین نے جڑی صیاد سے کیا کیا
مٹے تیری محبت مین ترے ارشاد سے کیا کیا
دکھاتے ہو طلسم آئینہ فولاد سے کیا کیا
خدا نے بھی محبت کی ہے آدم زاد سے کیا کیا

بہا ہی آنسو نہین خون ہی ہلاکر رو رہا ہون
ہوا ہے دل مرا تحلیل تیری یاد سے کیا کیا

کرینگے شاخ گل سے خاک پر جب پھول مرجھا کر
تو ہوگا حال دل بلبل کو اس افتاد سے کیا کیا

رولا دیتا ہی حسرت سے کبھی مجھکو ہنساتا ہی
ترا غم کر رہا ہے ناز مجھ ناشاد سے کیا کیا

جو رحم آیا تو قہر آیا غضب ڈھایا تلون نے
عنایت کے عوض تمنے لیئے شداد سے کیا کیا

اسیر گور ہو کر کیسی کیسی روح تڑپی ہے
قیامت پر قیامت گذری ہی بیداد سے کیا کیا

اوہنہین آغوش مین لینے کی حسرت جب مین کرتا ہون
لپٹتی ہی تمنا آکے مجھ ناشاد سے کیا کیا

اسیران قفس حسرت سے منقارین جو کھولے ہین
خدا جانے کہین گے درد دل صیاد سے کیا کیا

دم رحلت کوئی پوچھے عدم کے جانے والون سے
دیا کیا کیا لیا اس عالم ایجاد سے کیا کیا

چھری پھیری مگر پٹی نہ کھولی میری آنکھون سے
سوال دید حسرت سے کیئے جلاد سے کیا کیا

تلاطم ہو رہا ہے غل ہے آمد ہی قیامت کی
خدا معلوم ہوتا ہی مری فریاد سے کیا کیا

سرشت حسن سے انکے لہو کا رنگ پیدا ہی
شگوفے پھولینگے ان پھولون کی بنیاد سے کیا کیا

تجھے صد آفرین صد مرحبا صد مرحبا اے دل
کیا ہی امتحان مین سرخرو جلاد سے کیا کیا

نہ آئے پاس میرے وہ گرا کر مجھکو نظرون سے
خدا جانے اونہین ہم آئے اس افتاد سے کیا کیا

وہ دیوانون کے بلوانے کی تیاری جو کرتے ہین
چمن کتنے اوجڑوائے لیا حداد سے کیا کیا

تری تصویر مجھکو کھینچ دینے کی جو صورت کی
حواس و ہوش لی کی بیرخی بہزاد سے کیا کیا

ولی اللہ کا بھی علم کیا علم لدنی ہے
دو عالم کو ہوا ہی فیض اوس استاد سے کیا کیا

کبھی جو شاخ گل لاکر قفس کے پاس کہہ دی ہے
تو بلبل نے کیئے ہین چوچلے صیاد سے کیا کیا

درانداز دل نے جا مین لین جو کوہستان مین دو دن کی
دیئے شیرین کو دم کیا کیا کہا فرہاد سے کیا کیا

ہوا وارستہ دل مایوس دم کی آمد و شد سے
کیئے رخصت کے ناز آزاد نے آزاد سے کیا کیا

کبھی اسکو بلا ڈالا کبھی بھیجا شرف ناحق
قصاص اوسنے لیئے میرے دل ناشاد سے کیا کیا

کیا رعب حسن آئینہ و انجمن مین تھا
سکتے مین سب تھے دم کسی کے بدن مین تھا

خونریزیون کا غل جو تری انجمن مین تھا
برہم بہار گل کا مرقع چمن مین تھا

باغ مراد گو نہ تھی مجھ خاکسار کی
جنت کا تھا وہ پھول جو دھبا کفن میں تھا

فرہاد و قیس کی نہ اڑی تھیں یہ دھجیاں
وحشت میں جو جو چاک مرے پیرہن میں تھا

گلکاریاں یہ داغوں سے بد تر قفس کی ہیں
مفتاح دلکشا تھا جو کانٹا چمن میں تھا

اعمال نامہ لیکے نکیرین پھر گئے
ایسا جواب نامہ ہمارے کفن میں تھا

اللہ رے رہنے کی ترے دیوانوں میں خوشی
خندان میں گل کیطرح پھٹے پیرہن میں تھا

بیچین روح ہے قفس گور میں ہوں بند
دم بھر کی بات ہے کہ میں زندہ چمن میں تھا

میت اوٹھی جو حشر کے دن مجھ نفیس کی
جھُرّی نہ تھی بدن میں نہ دھبا کفن میں تھا

روز ازل سے غش ہوں تیری اوس کلام پر
اے یار کاف و نون کا اثر جس سخن میں تھا

فردوس میں بھی ڈھونڈھ رہی ہے اوسی کو روح
تھا کونسا وہ باغ میں جسکے چمن میں تھا

شامل کسی کا رنگ نہ تھا میرے رنگ میں
خوشبو تری بسی تھی میں جس پیرہن میں تھا

میرے جنوں کو دیکھ کے سہمے تھے اسقدر
دم تھا نہ قیس میں نہ لہو کوہکن میں تھا

کیونکر زبان کھولتے اوس گل کے سامنے
کیا بولتے کہ قفل خموشی دہن میں تھا

خوش خوش جو خاک اوڑاتے ہیں صحرای عشق میں
ارمان اس تباہی کا ہمکو وطن میں تھا

سہمی ہوئی بہار تھی اوس گل کے سامنے
جو غنچہ تھا وہ نیم شگفتہ چمن میں تھا

در دحنا حسینوں میں کیونکر ہو لقب
مخفی یہ جوہر تو مرے زخم کہن میں تھا

تاکا تھا موت نے ترے بیمار عشق کو
جب سے مریض تھا نظر گورکن میں تھا

دیکھی نہ میرے دل کی تڑپ صید گاہ میں
افسوس ہے کہ دھیان تمہارا ہرن میں تھا

پھیلا دیا جو یار نے صحرا میں دام زلف
نافہ جو تھا چرائے ہوئے دم ختن میں تھا

جس سے مزار میں تری میت نکھر گئی
کیوں اے شرت وہ کونسا حلہ کفن میں تھا

دم دلاسے سے نہ آیا نہ بمشکل آیا
سالہا سال سے پہلو میں نہیں دل آیا

جاکے اوس شوخ کی محفل سے نہ خوشدل آیا
نیمجان ہو کے تڑپتا ہوا بسمل آیا

قبر پر پھول چڑھانے کو وہ قاتل آیا
باغ حسرت کی ریاضت کا ماحصل آیا

رنگ خوش رنگ یہ مہندی مین جو قاتل آیا — شاید اسمین ترے کشتے کا لہو مل آیا
تیرے پروانون مین جلنے جو مرا دل آیا — اُسنے کی منھ سے یہ ایسا متحمل آیا
زخمیون مین جو تڑپنے کو مرا دل آیا — دھیان مین بھی کوئی نخچیر نہ بسمل آیا
واہ رے حوصلہ اللہ ری خوشی مرنے کی — سجدۂ شکر کیا مین نے جو قاتل آیا
بیٹھے کوئی بھی اوٹھا نہ تری محفل سے — صاحب دل بھی جو آیا تو وہ بیدل آیا
تیری محفل مین تصور کی طرح پہونچا مین — حاجبان چشم زدن مین کئی منزل آیا
جلد مرنے کو چھری اوسنے دوبارہ پھیری — پاس اونکے جو تڑپتا ہوا بسمل آیا
تربت قیس پہ وہ ہوگئی زندہ درگور — کوئی لیلی کے لیے لیکے نہ محمل آیا
دھوم ہے گنبدون مین کہ بہار آپہونچی — شور ہے موسم فریاد عنادل آیا
لیے تکلف وہ رہا جسکو نہ جیا جبتک — پھر نہ آیا وہ کبھی جسپہ مرا دل آیا
نقش جب لکھنے پڑا اوسنے یہ فسون سازی کی — ہاتھ باندھے ہوے رومال سے عامل آیا
دولت حسن لٹانے ہی لگے پردے سے — آگیا رحم جو دیدار کا سائل آیا
دیا ہنسنے والون کی فریاد سنی جاتی ہے — کونسا محکمۂ عشق مین عادل آیا
لے چلے حسن پرستی کی ہوس دنیا سے — سامنے بھی نہ کوئی پیار کے قابل آیا
دونون ہاتھون سے کلیجا جو سیا مین نے — ہوکے بیتاب سفارش کو لیئے دل آیا
پڑے گل گور غریبان مین بکھری جاتی ہے — کون لیسوانے یہ اوجڑی ہوئی محفل آیا
ہوش تک بھی شب ہجران مین نہ آیا افسوس — دم بھی دم بھر کو جو آیا تو بمشکل آیا
دل نہ قابو مین رہا دیکھ کے میرا تابوت — گور تک خاک اوڑاتا ہوا قاتل آیا
ہو رہی ہے جو یہ گھبرائی ہوئی خود بینی — کون آئینے مین ہونے کو مقابل آیا
ہے ازل سے مجھے حسرت نظر رحمت کی — اسلیئے مین بھی گنہگارون مین شامل آیا
ہجر تنہا مین وہ زخم رسیدہ ترے بیتابون مین — دھیان مین کوئی نہ نخچیر نہ بسمل آیا
تھک کے مر جاؤنگا مین راہ وفا مین بیدل — دم تو لینے دے کہین سیکڑون منزل آیا
بزم ہستی تھی نگاہون مین ہماری اندھیر — روشنی آئی جو وہ رونق محفل آیا

حاصل طلک لعشق نہ کسی نے پوچھا
اس علاقے کی نہ تحصیل کو عامل آیا

سجدۂ شکر کی حسرت لئے کشش کی جیدم
آستان در محبوب ادھر رل آیا

مجھ سے بیکار ہے مرجانے کی قربانی کی
کام درپیش جو آیا بھی تو مشکل آیا

بام پر اوسنے بلایا ہے مجھے معراج ہوئی
جاکے اوس شوخ سے مین آج شرف ل آیا

خوب ہی نام نکالوگے مری جان اپنا
لوٹ کر مجھکو جتاتے ہو جو احسان اپنا

لاکے مجنون کو دکھایا جو بیابان اپنا
پھاڑ کر پھینک دیا اوسنے گریبان اپنا

روح رخصت ہی جگر خون ہی دل ہی پرزے
آج شیرازۂ ہستی ہے پریشان اپنا

کی جو خواہش تری دیوانون نے گنجائش کی
خاک اوڑانے کو دیا حشر نے میدان اپنا

خاک ہو جائینگے تجھ بین ہی نہین جینے کی
ہمکو مہمان سمجھ اے گور غریبان اپنا

تیری حسرت کا جو ہر دم کلمہ پڑھتا ہون
اس وظیفے کو سمجھتا ہون مین ایمان اپنا

گھٹ کی جب روتی ہین ہو جاتی ہو فرصت ہمکو
دلکشا ہمتو سمجھتے ہین یہ زندان اپنا

اے دل آزردہ نہو آمد و شد سے دم کی
اسکی خاطر سے تجھے چاہیے مہمان اپنا

تیری حسرت نے کیا ہو ہمین ایسا نابود
عالم لہو مین ممکن نہیں اسکان اپنا

اسقدر خوش تھے تری ہاتھ سے گھائل ہوکر
دم بھی نکلا ہو تو ہر زخم ہے خندان اپنا

لیٹے ہین ساری خدائی کے گنہگار آکر
تیری رحمت نے بڑھایا ہے وہ دامان اپنا

داغ دل کو میرے برباد نکرنا مرے بعد
کیجیو اسکو چراغ اے شب ہجران اپنا

استخوانون کو مرے لیکے امانت رکھ چھوڑ
تو دفینہ سمجھ اے گور غریبان اپنا

پیرہن وقف کیا راہ جنون مین ہمنے
قبر مجنون پہ چڑھا آئے گریبان اپنا

کر گیا آپکا دنیا سے دعا کو رحلت
قبر پر رکھنے کو بھیجا اسنے قرآن اپنا

بیس ڈالے تو نہ کر اوسکی شکایت بلبل
بات وہ کر کہ نہو دوست پشیمان اپنا

دم نکلتا ہے تو مرتے ہی خدا رس ہو جائے
چاہیے نزع مین انسان کو سامان اپنا

ہمنے دل بھر کے گل داغ محبت لوٹے
اوس پہ پروانے لٹایا جو گلستان اپنا

سا منا ہوتا ہے اک روز خدا کا ایدل
کیا دکہائینگے اوسے روسے پشیمان اپنا

اوس پر یروسے شرف یاد کیا ہے تمکو
تخت لیجاتے کو لائے ہین سلیمان اپنا

ارادہ اوس سے کرے کیا کوئی لڑائی کا
کہ جیسکے تیرون کو دعوا ہے دلربائی کا

کیا ارادہ جو اوس گل نے رونمائی کا
تو کا رخانہ دگرگون ہوا خدائی کا

سیاہی آنکھون کی حل آنسو وُنمین کرتا ہو
فسانہ ہوگا مرے خط کی روشنائی کا

گناہگار کی بیت جہان سے اوٹھتی ہے
ہوا ہے حکم رحیمی کو پیشوائی کا

پہونچ کے بارگہ خاص تک پہرے مایوس
رسائی کرکے لیا داغ نارسائی کا

نظر لگی نہ کہین نازکی کو نرگس کی
نہ شاخ گل سے ارادہ کرو کلائی کا

ہوس ہی رہگئی پہونچے نہ اوس پریرو تک
جہان سے لیکے چلے داغ نارسائی کا

نیاز مند سے جانے دو بے نیازی کو
غریب سے نہ کرو ناز کبریائی کا

یہانتک وہ سے کہ مراستہ دکہائی دیتا ہی
یہ عالم اپنے رخسار کے صفائی کا

اسیر تھا تو مین کرھتا تہا چہوٹنے کیلیے
رہا ہوا تو مجھے غم ہوا رہائی کا

اسی مین ہوگئی خرچ آرزو کی گنجائش
کہ خاتمہ ہے مرے دل پر اس سمائی کا

کسی نے جا در گل بہی نہ بھیجی تربت پر
بڑا بھروسا تھا یارون کی آشنائی کا

شرف حسینون کو تم ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر چاہو
نہ بہولو جامہ جوانی مین پارسائی کا

اگر تم پیستے مجھکو تو مین شکر خدا کرتا
کہ سرمہ بھی جو ہو جاتا تو ان آنکھون مین جا کرتا

تجھے چاہا تھا عاشق تھا ترا شکوہ مین کیا کرتا
کیا تھا پیار اس منھ سے اسی منھ سے گلا کرتا

تمہارا ہجر کے دم سو ہر تنفس مین قضا کرتا
یہ حسرت تھی کہ جو شرط محبت تھی ادا کرتا

بچا تا ڈوبنے سے کون میری چشم گریان کو
مین اس کشتی طوفانی کا کسکو ناخدا کرتا

نہ دیتا کسطرح دنیا مین نقد جان کو وعدے پر
خدا کا قرض تھا مجہپر نہ کیونکر مین ادا کرتا

کلیجے سے لپٹ جاتے جو تم آغوش مین آکر
تو ہمسے برخلافی کیون جوانی کا مزا کرتا

خدا دیتا جو مجھے قدرت اگر ہیئت بدلنے کی
ترا دل ہو کے ہر دم تیرے پہلو مین رہا کرتا

نہ منظور اوسکو ہوتی خانہ بربادی گلشن کی
چمن سے رنگ کیون غنچون سے کیون خوشبو جدا کرتا

نحس مین ہوے خلد آتی تری رحمت جو ہو جاتی
مقام ہو کو بھی تو چاہتا تو دلکشا کرتا

مزا گوشہ نشینی کا وہ لوٹا ہے جو چھٹتا ہی
گلون کو جا کے دیکھ آتا قفس ہی مین پڑا کرتا

وہ بیکس ہون اگر تربت مری مسمار ہو جاتی
تو مشت استخوان کی جو کسی پرسون ہما کرتا

ہزار دن روگ صدہا دکھ تھے آزاد محبت مین
دوا کرتا تو کس کس درد کی یارو دوا کرتا

شگفتہ کسطرح ہوتا گل شاداب مرجھا کر
مٹا یا تھا جسے تمنے وہ کیا نشوونما کرتا

قفس مین ہوے گل کے واسطے ایسا ترستا ہون
جو بس چلتا تو اپنی سانس کو باد صبا کرتا

کیا تھا بندۂ احسان مجھے دیدار دکھلا کر
سوا مرجانے کے تجھپر عوض اسکا مین کیا کرتا

قفس کے حبس سے چھٹ کی جو ہم تفریح کو جاتے
تو وہ گل ہو کے پر ہم بند گلشن کی ہوا کرتا

کریمی اوسکی پھر دیتی شرف دامن کا دونون سے
رجوع قلب سے جو بندۂ عاجز دعا کرتا

دل کبھی ہوے بہاری نے خوش اسکا نکیا
کوٹ لئے پھول کو بلبل نے کلیجا نہ کیا

دم نکلتے ہی گیا پھول تری رحمت سے
دوش احباب پہ بھاری مرا مردا نہ کیا

مٹنے والون کی نمائش نہ کبھی کی اوسنے
جنکو ناپید کیا پھر اونہین پیدا نہ کیا

خاک برسون چمنستان مین اڑی بلبل کی
پیرہن غنچہ و گل کا کبھی میلا نہ کیا

مرے اشکون نے زمانہ سے نہ کھویا کسکو
آبرو کسکی نہ ڈوبی کسے رسوا نہ کیا

سوز رقت کی جو لو میرے جگر مین بھڑکی
شمع سنت کی سمجھ کے اوسے ٹھنڈا نہ کیا

جیسے انسان ہے محبوب الٰہی مشہور
نام ایسا کسی قدسی نے بھی پیدا نہ کیا

اس رحیمی و کریمی کے تصدق جاؤن
دھیان بھی میرے گناہون کا کچھ اصلا نہ کیا

شاد ہین گل کی طرح جامۂ عریانی مین
دل نفاست نے ہمارا کبھی میلا نہ کیا

ہم وہ برباد ہین اوڑتی تھی جہان سے مٹی
دفن قاتل نے ہمارے ہی کہین اوسجا نہ کیا

بت ترا اتی پہ اگر ناز کیا تھا تمنے
وجہ پھر کیا تھی جو آئینے سے پردا نہ کیا

گل کسی سے نہوئی آگ مرے دل کی لگی
کون کون آکے شرف اسکو بجھایا نہ کیا

لبون پر دم ہے وہ عیسی شمائل کیون نہین آتا
فلک غم کا گرا کر مجھپر ایدل کیون نہین آتا

ازل سے جو چھری جسکا ہو دل بسمل کیون نہین آتا
مری آسان کرنے کو وہ مشکل کیون نہین آتا

زمانہ تمسے لیجاتا ہے نعمت دین و دنیا کی
جو ہو دیدار کا بھوکا وہ سائل کیون نہین آتا

چلی آتی ہے خلقت میری تربت کی زیارت کو
شہید ناز ہون جسکا وہ قاتل کیون نہین آتا

مسافر تھک کر مرجاتا ہے کیون شہر خموشان کا
غریب آفت زدہ منزل بمنزل کیون نہین آتا

پری سی صورتون سے جسنے یہ دنیا بسائی ہے
پھر اس محفل مین وہ بانی محفل کیون نہین آتا

طرفداری مری کرتا ہے جھگڑے مین قیامت کے
یہ جسکا رحم آیا ہے وہ عادل کیون نہین آتا

جنازہ دھوم سے لیلی نے اوٹھوایا ہے مجنون کا
جلوداری کو ناقہ لیکے محمل کیون نہین آتا

پھر آئے چند پروانے بھی زندہ اوسکی محفل سے
نہین معلوم کیا گذری مرا دل کیون نہین آتا

مکان صیاد کا باہر ہے کیا گلزار عالم سے
یہان پیک صبا طے کرکے منزل کیون نہین آتا

تمہاری بزم مین ساری خدائی جمع رہتی ہے
لیا ہے جسکا تمنے دل وہ بیدل کیون نہین آتا

بتاؤ تو ہمین کیا تمنے خونریزی سے توبہ کی
چھری کھاکے کوئی مرنے کو بسمل کیون نہین آتا

مسافر ہون عدم کا دیکھ لون اوسکو تو رخصت ہون
ہوئی جاتی ہے کھوٹی میری منزل کیون نہین آتا

غشی موت مین مجھسے وہ کہتے ہین ہم آئی ہین
تجھے اب ہوش آیا ہے بیہوش غافل کیون نہین آتا

اوجڑ جائیگا ایدل چھوڑتا ہے تو جو پہلو کو
یہ بیتابی ہے جسکے واسطے دل کیون نہین آتا

ہزارون غنچہ و گل منتظر ہین جسکی خوشبو کے
شرف مشتاق ہے جسکی یہ محفل کیون نہین آتا

گلزار حسن و عشق مین ہے کہ زبان سے کیا
یہان نشین گل ہین ہمین آسمان سے کیا

کہنے کو کیا تھے ہمنے کہا جانجان سے کیا
کیا جانے ہیچ اسی مین نکلا زبان سے کیا

ہین جان بلب قفس مین ہمین آشیان سے کیا
قصہ بیان تمام ہے مطلب وہان سے کیا

بلبل سے ہو گیا ہے جو اسکو دلی عناد
کیا جانے فصل گل نے جڑی باغبان سے کیا

اپنی ہی خاک اوڑ کے کریگی طواف عرش
ہوگا بلند اور غبار آسمان سے کیا

کیا ہی مہک رہا ہی جو بلبل کا آشیان
دو پھول بھیک مانگ لیے باغبان سے کیا

بھیکا سے بیکسی نے جو باہر مزار کے
یارب گنہ ہوا ہے مری استخوان سے کیا

خود رفتہ ہو کے عشق مین جاہے جہان رہے
دیوانے کو مکان سے کیا لامکان سے کیا

کی ہی جو قدسیون نے حضوری کی آرزو
انسان کو خدا نے کہا ہی زبان سے کیا

پوچھا فرشتون سے جو سنا ہمنے شور حشر
یوسف کوئی چھٹا ہے کسی کاروان سے کیا

دیگا مرے تڑپنے کا پروانہ کیا جواب
بیتابیون کی بحث کرون بے زبان سے کیا

مرتے ہین تمیہ کیون ہوس سلطنت کرین
تابوت چاہیے ہمین تخت روان سے کیا

بھرتے ہین دم کلام کرامات کا مسیح
کیا جانے سن لیا ہی کسی کے دہان سے کیا

چھٹتا نہین ہی خون مرا تیری تیغ سے
اور امتحان ہوگا اب اس امتحان سے کیا

بیکار ہی ضعیفی مین حسرت شباب کی
جو تیر چھٹ گیا وہ ملیگا کمان سے کیا

بلوا کے باتین کی ہین تو پردہ اولٹ بھی دو
بیٹھے ہو منھ چھپائے ہوئی میہمان سے کیا

جبرئیل کہکے بلبل سدرہ جو ہو گئے
یارب اوڑا لیا ہے مری داستان سے کیا

چھائی ہے سوی قبلہ گھٹا کی طرح شفق
برسے گا تیرے کشتون کا خون آسمان سے کیا

برسون ریاض کرکے ہوا ہی قفس نصیب
صیاد سے ہی عشق ہمین بوستان سے کیا

خوش ہو رہے ہو آپ ہی تم پڑھکی ای شرف
ہم بھی سنین جواب خط آیا وہان سے کیا

جلا وطن کو وطن کی خبر سے کیا مطلب
خدا نے گھر سے نکالا تو گھر سے کیا مطلب

صبا کو بند لحد مین گذر سے کیا مطلب
اسیر گور کو دیوار و در سے کیا مطلب

رسائی ہوگی نہ انسان کی اوس پر پروتک
وہ بے نیاز ہی او سکو بشر سے کیا مطلب

اوڑا دو شوق سے دل کو نہ جوڑو تیر اپنا
اوسی نے تاکا ہی تمکو جگر سے کیا مطلب

لحد مین روشنی چاہی تو بولی تاریکی
شب مزار کو نور سحر سے کیا مطلب

گلو سے فرق بریدہ کرو یہ چسپیدہ
شہید ناز کی میت کو سر سے کیا مطلب

نہ لینگے ساتھ کوئی شی عدم کی منزل مین — خدا کی راہ مین زاد سفر سے کیا مطلب
لگا نہ بلبل کشتہ کو تیرا اے صیاد — شکار کھیل چکا شست پر سے کیا مطلب
اثر جو آہ مین ڈھونڈھا تو چل کے بولی آہ — کوئی دوا نہین تجھ مین اثر سے کیا مطلب
زوال عمر ہوا جب تو حسن زیست کہان — ڈھلا جو دن تو اوسے دوپہر سے کیا مطلب
یہان تو ملتی ہے دولت اسی مرادون کی — ترے گدا کو کسی اور در سے کیا مطلب
محبت اوسکی سمجھتا ہون مین یہ اکسیر — کسی کو بے اثری و اثر سے کیا مطلب
حبیب کہکے جو معراج مین بلایا ہے — یہ رمز کیا ہے خدا کو بشر سے کیا مطلب
ستم کرو نہ کسی پر کریم کہلا کر — کہ تم تو خیر کے موجد ہو شر سے کیا مطلب
قضا کی آپکے آنکھین بچھانے والی نے — اب اس غریب سے ترچھی نظر سے کیا مطلب
کسی سے ہمنے جو اونکا مزاج پچھوایا — کہا وہ کون ہین میری خبر سے کیا مطلب
لکھا ہے نامہ تمہین نے کرو مرے پرزے — گنہگار ہون مین نامہ بر سے کیا مطلب
مزا نہ ڈھونڈھو حلاوت مین ترک لذت کی — کہ فقر فاقے مین شیر و شکر سے کیا مطلب
شب فراق مین کیا چاندنی کی سیر کرین — اک آسمان پھٹا ہے قمر سے کیا مطلب
تمام عمر نہ بیٹھے کبھی جو سائے مین — مرے پڑا اوسکو لحد کے شجر سے کیا مطلب
نظر مین رکھتے ہین صیاد و باغبان ہمکو — گلون کی بو سے ہمین کیا ثمر سے کیا مطلب
گھڑی گھڑی جو لپٹتا ہے طرۂ گیسو — یہ اسکو ہے تری نازک کمر سے کیا مطلب

شرف وصیت آرائش لحد نہ کرو
فنا کے بعد تمہین کروفر سے کیا مطلب

دیکھکر مجھکو وہ بولے اپنی محفل کے قریب — یہ مسافر ہو گا شادی مرگ منزل کے قریب
رحم بھی صیاد کو آیا تو سمجھایا مجھے — پر بریدہ کرکے چھوڑا ہی تو بسمل کے قریب
تیغ ابرو سیان سے واقف کبھی ہوتی نہین — یہ وہ لیلی ہے نہین جاتی جو محمل کے قریب
جان دونون مین تھی تم جو نہ تھے آغوش مین — دل جگر کے پاس بیدم تھا جگر دل کے قریب
اوس ستمگر سے جدائی دل کے ناسورون کی داد — رکھ دے اک تصویر چھلنی کی مرے دل کے قریب

چاہنا ظالم نہ دنیا چاہنا دنیا مراد
جان کو اپنی لڑا کر اوسکے دل مین کی ہی جا

اوسکی ترکش سے کیا تیرون کی دستون نے جو کوچ
یاس نے بٹھلا دیا تھوڑی رہی جب راہ عشق

چودھوین شب جل بسی وہ داغ حسرت ہو گیا
لخت دل یون آکے تڑپا ڈبڈبائی آنکھ مین

شوق عشق آغاز ہے انجام ہے اے دل بخیر
دیکھکر آئینہ کیا عالم ہے دل کا سچ کہو

سن تو لے اسکی ٹھہر تو اپنی سائل کے قریب
معرکے مین لی ہے جا پہلوی قاتل کے قریب

کچھ جگر کے پاس او تیر کچھ مرے دل کے قریب
نارسائی نے کیا وا ماندہ منزل کے قریب

جب تری تقدیر پر رکھ دی ماہ کامل کے قریب
جیسے کشتی ڈگمگا جاتی ہے ساحل کے قریب

مو سلم حق اب کہان دن آئی باطل کے قریب
کیسے چپ بیٹھے ہو تم اپنے مقابل کے قریب

ای شرف اک بھول سے بھی ہم تو کم سمجھے اسے
کوئی دیوانہ نہ آیا جبس سلاسل کے قریب

بے نیازی تجھکو زیبا تیری باتین لاجواب
عشق مین بیمثل ہون مین حسن مین یکتا ہو تم

لن ترانی سنکے مین نے بھی دیا پردہ اولٹ
حضرت موسی کے منھ سے پھر نہ نکلی بات بھی

شاد ہو اے دل مبارک ہو مبارک ہو تجھے
تیغ چمکانے کو وہ کہتے جو میرے سامنے

راستی پر ہم بھی ہین تم بھی نہ ہمسے بل کرو
ہو رہے تیرے کرم سے دم بخود منکر نکیر

اے پری رو کیون نہو شہرت تری یکتائی کی
خط نہ لکھنے کو اونھون نے نامہ لکھا ہے مجھے

جانجان کرتا ہو نہیں تسکینی دل کا سوال
کچھ نہ پوچھو دوستو مجھسے جواب خط کا حال

سچ بتادو آج بھی آؤگے شب کو یا نہین
لن ترانی کا تجھے وہ دن ہے پر پر وکیا جواب

کوئی دنیا مین مجھسا ہے نہ تمسا لاجواب
لاجواب اوسنے کیا تھا خوب ہی سوچا جواب

ہوش بھی جاتے رہے اوسنے دیا ایسا جواب
شکر ہے آئی مراد ایا مرے خط کا جواب

بھول جاتے بانکپن ایسا اونہین دیتا جواب
سیدھی سیدھی بات کا دیتے ہو کیا ٹھہرا جواب

سر جھکا کر رہگئے اونکو دیا ایسا جواب
حق تعالی نے نہین پیدا کیا تیرا جواب

ہو چکی اونسے صفائی صاف صاف آیا جواب
مطمئن ہو جاؤن مین ایسا مجھے دینا جواب

نامہ بر کی جان کو روتا ہون کیسا جواب
کیا تمہین منظور ہے دیتے ہو مجھکو کیا جواب

خط شوق اونکو تو پہونچا میری دکھبی نہین
نامہ بر کہتا ہے آئیگا پس فردا جواب

اے شرف روتے ہو کیون قاصد کی صورت دیکھکر
تمنے کیا لکھا تھا اوسکو اوسنے کیا لکھا جواب

فرصت ملیگی بات کی اوس نازنین سے کب
چھوٹیگی جان قصۂ دنیا و دین سے کب

بے یار ہوگا صبر مجھے اندوہگین سے کب
زندہ رہونگا چھوٹ کے مین اوس نازنین سے کب

رلواکے ہمین آپ کو کب رحم آئیگا
آنسو ہمارے پونچھیگا آستین سے کب

دنیا مین کوئی یار ہے طبقہ بہشت کا
اتنی زمین اوٹھ آئی تھی خلد برین سے کب

سونپی ہین تمنے خاک مین میری چوڑیان
یہ تو کہو یہ لوگے امانت زمین سے کب

دیدار کے سوال کو ہم آپ جائینگے
ہوگا سوا ہمارے یہ روح الامین سے کب

لیکا ہماری آنکھون کو ہے جھانک تاک کا
ہوگی موافقت کسی پردہ نشین سے کب

مجھ بیکس کی حشر مین دینگی گواہیان
چھینٹین چھٹینگی خون کی تری آستین سے کب

قالب سے نکلے تو تو ملے دولت وصال
اے دل کمائی ہوتی ہے خانہ نشین سے کب

دست حنائی چوم لیے ہین چھری تلے
آنکھین ملی ہین یار تری آستین سے کب

تربت وہین بنے گی جہان گر پڑونگا مین
نقش قدم کی طرح اوٹھونگا زمین سے کب

یکتائی کا تری کلمہ کب پڑھونگا مین
گویا زبان ہوگی تری آفرین سے کب

کسطرح دیکھون چشم تصور سے قصر یار
آئیگا لامکان نظر اس دوربین سے کب

کہنے لگے اوٹھاکے وہ لخت جگر مرا +
یہ لعل کھل پڑا تھا مرے آستین سے کب

تربت مین میری روح کو کب ہوگی تازگی +
دو پھول پھینک جاؤگے لاکر کہین سے کب

الفت جتا جتا کے لپٹتی ہے مجھسے قبر
اوٹھی تھی مشت خاک مری اس زمین سے کب

بیتاب ہون سنونگا نہ مین لن ترانیان
گستاخ ہون ڈرونگا تمہاری نہین سے کب

برباد کی صبا نے جو اے شوخ شہسوار
جھٹکا تھا میری خاک کو دامان زین سے کب

گلشن مین آگ چار طرف ہے لگی ہوئی
پھول اسمین جا پڑا تھا رخ آتشین سے کب

دم ضیق مین ہے سوء نفس سے اے شرف

چھٹکارا ہوئیگا قفس و اسپین سے کب

قفس پیشا دہون ہین نالہ و شیون سے کیا مطلب
پلا ہون خانۂ صیاد مین گلشن سے کیا مطلب

اگر تم پیرہن کی دھجیان کرتے تو سی لیتا
مرا دل پہاڑ ڈالا ہی مجھے سوزن سے کیا مطلب

پڑا رہنے دو کشتون کو تم اپنے اپنی کوچے مین
شہیدان ادا و ناز کو مدفن سے کیا مطلب

ہوس ہی مجھکو تیری تیغ سے جو زنگ ہونے کی
مجھے چار آئینون سے کام کیا جوشن سے کیا مطلب

وہ کہتے ہین نکالو میری محفل سے ضعیفون کو
جو گل پژمردہ ہوجائین اونہین گلشن سے کیا مطلب

نہ آئیگا دہان تک خون کیون تو سر کا جاتا ہے
الگ ہین تو تڑپتا ہون ترے دامن سے کیا مطلب

عزیز اہل وفا کو ہرتی ہی مٹی شہیدون کی
ستمگارون کو خاک پاک کی سمرن سے کیا مطلب

ارادہ ہی کبھی ہرگز نہ قتل عام کا کرنا +
رہو تم نازنینون مین تمہین ان کہن سے کیا مطلب

لگاوٹ دمبدم ہی ناز معشوقانہ کرتی ہے
تری تیغ دودم کو ہے مری گردن سے کیا مطلب

جنون مین تنگ ملبوس تکلف کو سمجھتا ہون
بہت زیبا یہ عریانی ہے پیراہن سے کیا مطلب

کسی کی مجلس حیران کی حسرت مین ہون آوارہ
گل نرگس سے مطلب کیا مجھے سوسن سے کیا مطلب

عدم کی راہ مین لوٹے کوئی گیا جان کہتا ہے
خدا ہے حافظ و ناصر مجھے رہزن سے کیا مطلب

اوباش و بیر کو کہتا ہون تو برہم ہوکے کہتے ہین
تمہین میری نقاب چہرۂ روشن سے کیا مطلب

ہزارون گل جو نیرنگ جہان نے اسمین جھونکے ہین
خدا جانے کہ ہی سرتابی گلخن سے کیا مطلب

جہان جاتی رہی خوشبوی گل لب پر نہین آئی
مرے پیراے شرف روح روان کو تن سے کیا مطلب

تیری اوج حسن سے ہی پست جاہ آفتاب
کیا ہی وہ ناچیز تو ہے بادشاہ آفتاب

داغ پر اسکے ہوا جب اشتباہ آفتاب
خانۂ دل کو مین سمجھا جلوہ گاہ آفتاب

سیل ہستی کو ہی یون تاکے ہوے ہنگام حشر
جسطرح شبنم پہ پڑتی ہے نگاہ آفتاب

بندۂ بے زر ازل سے ہی جمال یار کا
دونون عالم آج تک تو ہین گواہ آفتاب

نور کا کیا ہی لباس اوس نوجوان کا ہوئیگا
جسنے پیرو چرخ کو دی ہے کلاہ آفتاب

تفرقہ شام و سحر مین کس سبب سے پڑ گیا
ماہ سے موقوف ہی کیون رسم و راہ آفتاب

حشر تک بھی منھ نہین کرنے کا دنیا کی طرف
عاشقون کے نام سے پھک جاتے ہین آتش پرست
غنچہ و گل کو جو تولتا ہی دن بھر دھوپ مین
حسن کی تو جان ہی معشوقون کا ہی
رعب روی آتشین سی جب یہ روگردان ہوا
تو جو سرگردان اسے رکھتا ہی رد ہر سے آسمان
روشنی کس شی کی اسمین ہی جو ہون رو شنفیمیر

اک پری پیکر سے جھپکی ہے نگاہِ آفتاب
یہ ترے پروانے ہین وہ خیرخواہ آفتاب
کوئی پوچھے تو کیا ہی کیا گناہ آفتاب
آفتاب ماہ تو ہے اور ماہِ آفتاب
نور تیرا ہوگیا لیشت و پناہ آفتاب
بالا بالا یہ نہین جالے کی آہِ آفتاب
ماہ و پروین کا نہ رستا ہی نہ راہ آفتاب

جاہ بابل سکے اوس نہرہ جبین نے ای شرف
نام رکھا ہے ذقن کا اپنے جاہ آفتاب

باغ مین روتا ہون خون این گل دیگر شگفت
پوت ہین تیری بزم ہی باغ و بہار ای پری
تازہ شگوفہ سوا آتی ہے فصل بہار
پر پوت نے دی دیکے دم قصدین لو آئین میری
ہا ہو نزاکت تیری بوسے کا دیکھا جو خواب
ور لقا نازنین شکل پری نوجوان +
زر ہو ہوے سیکڑون خاک مین صد ہا ملے
بوی چمن شام تک گل بچھے خوش آئی تھی
جان جہان روح من عشوہ گر و شوخ چشم
قیس تو ہی ہمنشین جوش جنون ہے تو ہو

موسم گل مین جنون این گل دیگر شگفت
اوسپہ ہوا اکشت خون این گل دیگر شگفت
کھل گئے داغ جنون این گل دیگر شگفت
ہوگیا سودا فزون این گل دیگر شگفت
چہرہ ہوا نیلگون این گل دیگر شگفت
ایسے یہ عاشق نہون این گل دیگر شگفت
پھول جو تھے لالہ گون این گل دیگر شگفت
آج مین صحرا مین ہون این گل دیگر شگفت
پیار نہ اوسکو کرون این گل دیگر شگفت
اس سے جدا مین ہون این گل دیگر شگفت

غنچہ دہن گلبدن سرو سہی سبزہ رنگ
اوسکو شرف دل نہ دون این گل دیگر شگفت

اوسکے دیدار کی بھی بہنے آگ کی صورت
دل کی بھٹے بھٹے کی ہوئی ہے جو جگر کی صورت

ہوگی بینائی مین کیا تاب نظر کی صورت
غنچہ بھا ہو گیا کھل کر گل تر کی صورت

میرے خون مین جو نہا کر یہ کبھی نکھریگا
اوسکے جاتے ہی نہ قالب مین ہا دم باقی
غنچے سے بھی دہن یار سوا ہے خوشرو
کیا تصور تھا رہی پیش نظر جیتے جی
نظر آتی ہین دوئی مین مجھے دو تصویرین
حسن کیا حسن ہے کیا نور ہے اللہ اللہ
ناتوانی مجھے بیدم ہی پڑا رہنے دے
یار کا مانی نے مرقعے کے جو نقشہ کھینچا
جلوہ گر چار طرف ہے تری تصویر ای یار
خط بیان سے کوئی پہونچا نہ وہان سے آیا
اوسکے ابرو مین اگر تیغ دودم کی تصویر
کرلیا اسلیے سامان عدم پہلے سے
شکل وہ پائی کہ محبوب خدا کہلایا
غم مین پروانون کے یہ حال ہوا کھل کھل کر
کس مسیحا نے یہ لکھا ہے مرقع نسخہ
تری رحمت سے ہوا باغ ارم کی تصویر

اک پری ہو گی ترے تیر کے پر کی صورت
ہوگئی گور سے بدتر مرے گھر کی صورت
خوبصورت ہے رگ گل سے کمر کی صورت
سامنے سے نہ کبھی یار کے سر کی صورت
دیکھون دل بھر کے ادھر کی کہ اودھر کی صورت
غش کرے حور بھی دیکھے جو بشر کی صورت
سانس آئیگی تو اوڑ جائیگا پر کی صورت
ہوش گم ہوگئے نکلی نہ کمر کی صورت
دل کسے نذر دون دیکھو نہین کدہر کی صورت
آرزو رہگئی نکلی نہ خبر کی صورت
سرفروشون کا جگر بھی ہے سپر کی صورت
دفعتہ ہوتی نہ اسباب سفر کی صورت
خود بدولت کو پسند آئی بشر کی صورت
ہمسے دیکھی نہ گئی شمع سحر کی صورت
ہر دوا مین نظر آتی ہے اثر کی صورت
نور کی ہوگئی مدفن مین بشر کی صورت

یاد گیسو مین شرف نالۂ سوزان جو کیا
ہڈیان ہوگئین جل جل کے اگر کی صورت

خلعت فاخرہ دونگا اوسی جاگیر سمیت
جو میرے حق مین وہ چاہیگا وہی ہووےگا
اوس شہ حسن کو ہم دیکھتے ہین رویا مین
لیلی و قیس کو اوسنے جو کسی نے پوچھا
داد دیجائیگی شاید کسی پروانے کی

نامہ بر یار کا آئیگا جو تحریر سمیت
اوسنے قالب مین کیا ہے مجھے تقدیر سمیت
عرضیان لکھتے ہین یوسف ہمین تعبیر سمیت
اپنی تصویر دکھادے مری تصویر سمیت
شمع محفل مین طلب ہوتی ہے گلگیر سمیت

جان دیکر ترے دیوانے کا زیور اوترا
بیڑیان آج بڑہائی گئین زنجیر سمیت

خون ناحق کا سبب اس سے خدا پوچھے گا
سر طلب ہوگا ہمارا تری شمشیر سمیت

تیری حسرت مین فرستادہ تجھکر تیرا
دلمین پیکان کو دتیا ہون جگہ تیر سمیت

اوسکی رحمت نے نوازا جو گنہگارون کو
باغ جنت کی معافی ہوئی تقصیر سمیت

دوڑ بھجوائی ہے صیاد پر اوس گلرو نے
حکم ہی جلد اوسے حاضر کرو نخچیر سمیت

خاک ملجائے اگر اوسکے در دولت کی
کیمیا کو مین بنہا دو کردون اکسیر سمیت

ناحق وحق کی اگر بحث خدا پوچھے گا
عاجزی اپنی کہون کا تری تقریر سمیت

یار دیوانہ ہشیار مجھے سمجھا ہے
بدّھی پھولون کی جو بھجوائی ہو زنجیر سمیت

لاکھ حکمت کی مگر یار پہ قابو نہوا
عقل آرائی دہری رہگئی تدبیر سمیت

مین نے اس پاس سے قاتل کی چھری کو دیکھا
نیت ذبح بھلا دی اوسی تکبیر سمیت

تم مجھے لکھتے ہو کیا مین تمھین کیا لکھتا ہون
اپنی تحریر کو دیکھو مری تحریر سمیت

تنگ ہے زندان مین تنگ آکے ترے قیدی نے
کاٹ ڈالا ہے گلا طوق گلوگیر سمیت

درد دوری نے کیا میری دوا کو بیکار
بے اثر ہوکے تھکی آئی تہی تاثیر سمیت

خال خط مصحف رخ کا جو بیان کرتا ہون
حفظ کرتا ہون مین قرآن کو تفسیر سمیت

تحفہ ترا جرم سے چومونگا تری ابرو کو
تجھکو قبضے مین کرونگا تری شمشیر سمیت

باب زندان کی حقیقت نہ شرف ذی جانی
قفل کو پھینک دیا توڑ کے زنجیر سمیت

ہو رہے ہین زخم دل صد چاک زخم تن سمیت
گل گریبان پھاڑتے ہین باغ مین دامن سمیت

کاجل آنکھون مین دیا اوس شوخ نے مسی ملی
آج تو نرگس کو لوٹا یار نے سوسن سمیت

ذبح کر اچھی طرح سے نیمجان مجھکو نہ چھوڑ
میری شہرگ کاٹ دے میری رگ گردن سمیت

عشقبازون پر ہوا ہے ساحرون کا شک اونہین
نام جپنے والے پکڑے جاتے ہین سمرن سمیت

کس ستم کی تیغ تھی وہ کس غضب کا کاٹ تھا
پیکر مرحب کو دو ٹکڑے کیا جوشن سمیت

اے فرشتو مین نہ چھوڑونگا ریاست ہی مری
لیچلو فردوس مین مجھکو مرے مدفن سمیت

بجھ گیا دل جب چراغ نوجوانی گل ہوا
منھ پہ چھائی مردنی رنگ اوڑ گیا روغن سمیت

پلکیں ٹکنے مین چھٹتا ہون ہاتھ سے صیاد کے
آنکھ مین ڈورا ابھی موجود ہے سوزن سمیت

لے چل اے بخت رسا آرام گاہ یار مین
دولت دیدار اوسکی لوٹ لون جوبن سمیت

مین شہید بیگنہ ہون ہے یہی میرا کفن
دفن کر دو مجھکو خون آلودہ پیراہن سمیت

تیر مارا ہی تو اسکے زخم مین بھر دو ادگال
بند کرتے جاؤ خون دل مرا روزن سمیت

دم خفا ہی زندگی سے اشتیاق زلف مین
دفن کر دے کوئی جیتے جی مجھے الجھن سمیت

لالہ و گل کو جلاتے ہین جو میر البس چلے
گلخن افروزون کو پھکوا دون ابھی گلخن سمیت

تنگ وحشت ہو تمھین زیبا نہین ہے اے شرف
پیرہن پھیکو گریبان پھاڑ کر دامن سمیت

پروانون مین تڑپتے رہے ہم تمام رات
بیتابی نے نہ لینے دیا دم تمام رات

رقت نے دی نجات نہ اک دم تمام رات
رومال آنسوؤن سے رہا نم تمام رات

دھڑکت رہی ہی شب کو جو پیہم تمام رات
دل نے مرے کیا ہی یہ ماتم تمام رات

کسوقت اوسنے جاکے کرے کوئی عرض حال
ناخوش وہ دن کو رہتے ہین برہم تمام رات

تا صبح شمع بزم کے آنسو بہا کیے
پروانون کو جلاکے کیا غم تمام رات

کل سے زوال حسن ہی اے چودھوین کے چاند
مہمان ہے یہ نور کا عالم تمام رات

اک دشت مین بٹھاکے ہمارے ہی غیار کو
کیا کیا لپٹ کی روئی ہے شبنم تمام رات

یون اتو رات کٹتی ہی تیرے مریض کی
اوٹھ اوٹھ کے لوگ دیکھتے ہین دم تمام رات

ہوتا ہی شب کو ذوق ذقن مین جو اضطراب
کرنے کو ڈھونڈھتا ہون مین زمزم تمام رات

دن بھر وہان تو عید ہی شب بھر شب برات
غم شام تک یہان ہے محرم تمام رات

باہر نہ نکلے آج کوئی ہوگا قتل عام
دیکھا ہے اوسنے تیغ کا دم خم تمام رات

اے یار تیرے ذوق مین شب زندہ دار نے
لوٹا ہی کیا مذاق کا عالم تمام رات

شمعین بھی جھلملاتی ہین پروانے مر چکے
ہوتی ہے بزم درہم و برہم تمام رات

گھبرا ہے جب سے آ کے ہمین درد و یاس نے
بیتاب دن کو رہتے ہین بیدم تمام رات

دن بھر جہان مین خاک اڑاتی ہی کیون صبا
روتی ہے کسکے واسطے شبنم تمام رات

زخمی کیا ہے تمنے ہمین دن بھر اسقدر
مہلت نہو لگاو جو مرہم تمام رات

حسرت ہی سو بھی جاؤن جو شب کیے تو ای مسیح
ڈہونڈھے نکل نکل کے تجھے دم تمام رات

لو دوسری سحر ہوئی درد جدائی کو
دن بھر نہ کل تھا نہ ہوا کم تمام رات

سمجھا بھی اے شرف کوئی بے خانمان نہین
دن بھر تو دھوپ پڑتی ہے شبنم تمام رات

یہان پھول سونگھنے کو نہین باغبان نہ لوٹ
برسون کا ہے ریاض مرا آشیان نہ لوٹ

غارتگری گلشن عالم سے درگذر
زندہ چمن یہ ہی اسے تو اے خزان نہ لوٹ

رہزن کہین کے لوگ د رستے مین لکو چہین
لے چل کے گھر یہ لوٹ لے ظالم یہان نہ لوٹ

خود جان بلب ہون اپنے کھلا ای غم فراق
ظالم رہی سہی مری تاب و توان نہ لوٹ

پژمردہ اے خزان گل شاداب کو نہ کر
اے موت لطف زندگی نوجوان نہ لوٹ

بہر خدا مسیح کو پوشیدہ اب نہ رکھ
بیمار دل کی حیات کو اے آسمان نہ لوٹ

چکھ چکھ کے چاشنی محبت نہ ہونٹ چاٹ
ہی زہر اس ہوس کا مزا اے زبان نہ لوٹ

تدبیر عشقبازون کی بربادی کی نہ کر
لشکر یہ لٹا ہوا اب کاروان نہ لوٹ

ناآشنا نہو نہ کلیجا نکال لے
اے جانجان بلا کے مجھے میہمان نہ لوٹ

جانے دے قصر یار مین مجھکو نہ روک ٹوک
دولت مری رسائی کی اے پاسبان نہ لوٹ

اتنا نہ بر خلاف ہو للہ رحم کر
اے انقلاب حشر بپا رجہان نہ لوٹ

اے گردش زمانہ نہ عشاق کو مٹا
یوسف کی ہی تلاش مین یہ کاروان نہ لوٹ

تاراجیون سے ہوگا تلاطم جہان مین
مرضی تمھاری ہوگی تو ہوگی کہان نہ لوٹ

اے یاس حوصلہ نہ مرے دل کا تو مٹا
مظلوم دردمند ہے بے خانمان نہ لوٹ

دل چھین چکا شرف کا لب آنکھین نہ اب نکال
اتنا بھی آدمی کو دم امتحان نہ لوٹ

دے رہے ہو سب مجھے ایذا دم تکبیر عبث
کام جلدی کا یہ ہو کرتے ہو تاخیر عبث

مجھسے دیوانے کو پہناتے ہو زنجیر عبث
واجب الرحم ہون تم دیتے ہو تعزیر عبث

ہون مین بیجرم کبھی خط بھی نہین پڑہنے کا
رگڑے جاتے ہو گلے پر مرے شمشیر عبث

مشکل آسان کوئی دم مین ہوئی جاتی ہے
پھڑپھڑاتا ہے چھری دیکھ کے نخچیر عبث

اوڑگئی روح مری تاک رہے ہو کسکو
مرگیا سہم کے مین چھوڑتے ہو تیر عبث

شربت وصل کی ہوگی نہ حلاوت ممکن
خلط صحبت مین پڑے ہین شکر و شیر عبث

ہوش اوڑجائینگے صیاد جو آجائیگا
نا پرواز یہ کرتے ہین عصافیر عبث

دلمین پیوست ہے لپٹی ہے رگ جان اسکی
تمسے کھنچنے کا نہین کھینچتے ہو تیر عبث

واجب القتل کسی طرح نہین ہو سکتا
دل دیا ہے تمہین ٹھہراتے ہو تقصیر عبث

مرکے بھی ہوگی نہ اے یار رسائی اوسٹک
بن پڑیگی نہ تمہین کرتے ہو تدبیر عبث

پھاڑکر نامہ جو قاصد کے اوڑاتے پرزے
ایسے بیرحم کو ہے شوق کی تحریر عبث

موسم گل کے بہت روز ابھی باقی ہین
تنگ کرتا ہے ابھی طوق گلوگیر عبث

گرد اوسکی در دولت کی نہ حاصل ہوگی
خاک اوڑاتے ہین مہوس پئے اکسیر عبث

پنڈلیان سوجی ہین کڑیان ہین گو ملین سستیو
پانوُن کٹجائینگے کٹواتے ہو زنجیر عبث

حوصلہ دل کا نکالو بے مجھے جو رنگ کرو
برق دم کھینچ کے رہجاتے ہو شمشیر عبث

اب کہان عالم رویا ہین جسے دیکھا تھا
اسے شرق کرتے ہو تم حسرت تعبیر عبث

لٹا ہے باغ گل و لالہ زار کے باعث
چمن پہ آئی یہ آفت بہار کے باعث

جدہر نگاہ کی آئی پری سی شکل نظر
یہ ذوق شوق بڑھا عشق یار کے باعث

بھلا ہوا کہ احبا مین کی قضا مین نے
جنازہ اوٹھ گیا دنیا سے چار کے باعث

بسورے دیتے ہین غنچے پڑا ہے سناٹا
چہل پہل تھی چمن مین ہزار کے باعث

کیا تمہین قدر انداز بلبل دل سے
ہوئی تمہاری نہ نقش نگار کے باعث

سجھائی بھی نہین دیتا اولٹ گئین آنکھین
ہوا یہ روگ ترے انتظار کے باعث

فرشتے آئے تھے ہنگامہ کرکے تربت مین
چھٹا مین رحمت پروردگار کے باعث

کوئی نہ مرنے کو آتا نہ مجھ پہ بندھتا
یہ طمطراق ہی مجھ جان نثار کے باعث

خزان کا ہول سنو تا گلون کو اے صرصر
یہ تہلکا ہے ترے انتشار کے باعث

وہی زمین یہ ہی جس مین ہُو کا عالم تھا
بہشت ہو گئی میرے مزار کے باعث

بنا چکے جو وہ قدرت سے گلشن ایجاد
ہوا طلسم یہ نقش و نگار کے باعث

قریب پردے کے پہونچا ملی مجھے معراج
بڑھی یہ قدر مری اعتبار کے باعث

ہماری خاک جنون خیز ہے شریک اسمین
بگولے اوڑتے ہین اپنے غبار کے باعث

اوس آفتاب نے دی ہی جگہ جو پہلو مین
شرف ہوا ہے شرف انکسار کے باعث

کھا لینگے زہر تو جو نہ آئیگا یار آج
بس اور شام تک ہی ترا انتظار آج

گلشن مین دیکھنے تجھے آئیگا یار آج
کھلتے ہین تیرے پھول عروس بہار آج

بیتاب ہون کرونگا مین دل بھر کے پیار آج
باہین گلے مین ڈال کے لپٹونگا یار آج

ہوتے ہین عشقباز شہادت سے سرفراز
سینے تنے ہین سرفروشون کو زخمون کی ہار آج

شاید جہان سے لالہ و گل کوچ کر گئے
آئی نہین چمن سے نسیم بہار آج

کیون مجھ قریب مرگ کو آتی ہین ہچکیان
کرتا ہے یاد کیا مجھے پروردگار آج

اس انقلاب دہر سے عبرت ہی چاہیے
کل باد شہ تھے ہو گئے مشت غبار آج

برسا تھا جنکے باغ مین گل جھوم جھوم کر
روتا ہی اونکی قبر پر ابر بہار آج

شب کو شگفتہ دل تھے سویرے ہوے شہید
کل پھول تھے گلاب کی ہین لالہ زار آج

اے دل خدنگ ناز سے تجھکو اوڑائینگے
تاکا تھا گل جنھین وہ کرینگے شکار آج

در کی طرف نگاہ ہے آنکھون مین روح ہی
کس زور شور پر ہے ترا انتظار آج

کل تک تو لوگ رو کے چلے جاتے تھے یہان
تمنے ہلا دیا ہے ہمارا مزار آج

الجھن ہی یاد زلف مین گل سے بڑھی ہوئی
دم گھٹ رہا ہے روح کو ہے انتشار آج

محشر بپا ہے اوٹھ رہے ہین دہوئین آسمان کے
صحرا سے اوٹھ رہا ہے ہمارا غبار آج

خوش رنگ ہی شفق سے سوا آسمان پہ
کس باغ سے اوٹھا ہی ہمارا غبار آج

کل تک تو تھا طواف شرف قصر یار کا
پھر پھر کے گرد ہونگے ہم او سیر تار رج

کردار عاشقی کا اگر ہے مآل رنج
کاہے کو ہونے دیگا کسیکو بحال رنج

دونا ہر اوس بہار سے داغ اس بہار کا
ہر اگلے سال سے بھی سوا اگلی سال رنج

کہتا خدا کے ساتھ انھین لیجاکے پیس ڈال
کرتا دل و جگر کا جو مجھسے سوال رنج

نازک مزاج ہو نہین رگڑوا نہ ایڑیان
تڑپا نہ مجھکو جلد مجھے مار ڈال رنج

بیدم ہی کردے یا غم ہجران سے دے نجات
جھگڑا نہ طول ہو جو کرے انفصال رنج

دل کو ہمارے گلشن ایجاد مین لوٹ
سیرانی مین نہ دے ہمین اے نونہال رنج

بیتاب ہوکے ہجر مین کھا جاؤنگا جو زہر
اتنا کہونگا اونکو بھی ہوگا کمال رنج

پہلوے گل کے واسطے تڑپین کے باغ مین
صیاد کی طرح سے کریگا حلال رنج

یارو کرو معاف ہمارا کہا سنا
دل مین نہ رکھو ہمسے دم انتقال رنج

باغ ارم مین بھی مرے دل کو نہین قرار
رہ رہ کے دے رہا ہے تمہارا خیال رنج

دل مین جگہ جو دی ہے غم ہجر کو شرف
لخت جگر کھلا اوسے اور جان پال رنج

خونریزیون کو چھوڑ دے جلاد کسطرح
توبہ کرے شکار سے صیاد کسطرح

دھیان اوسکا ہوگا سیر و تماشاے حشر مین
اے دل مری سنیگا وہ فریاد کسطرح

کیونکر ہوا جہان مین رواج انقلاب کا
دنیا کی بستیان ہوئین برباد کسطرح

کنج لحد سے ہوتی ہے کس روز مخلصی
اس قید کی گذرتی ہے میعاد کسطرح

ایجاد ہے یہ کونسے رنگین مزاج کا
گل کی ہوئی ہے خاک سے بنیاد کسطرح

مانا کہ تونے کھینچ دی تصویر یار کی
روح اسمین تجھسے آئیگی بہزاد کسطرح

اے دل جھلک جہرہ کے سوا اوسنے دکھا تو دی
معشوق اور کرتے ہین امداد کسطرح

کیونکر بحال کیجیے دل کس سے پوچھیے
اوجڑے ہوئے کو کرتے ہین آباد کسطرح

اک بھیدا کر جو قید ہون یہ اوسکے مین گر پڑا
پوچھو نہ کچھ پڑی ہے یہ افتاد کسطرح

کیون چوکے وہ جو آئے دل اوسکی گرفت مین
بلبل ملے تو چھوڑ دے صیاد کسطرح

تونے کیا ہے قید جو قالب مین روح کو
اتنا بتا دو گذریگی صیاد کسطرح

زیر زمین جو شہر خموشان مین قید ہین
بندہ نواز ہونگے یہ آزاد کسطرح

کیا دل مین آگئی جو عدالت پر آگئے
سننے لگے غریبون کی فریاد کسطرح

جھنجھلا کے بولے وہ کبھی مین نے جو ہنس دیا
ناشاد و نامراد ہوا شاد کسطرح

سنتا نہین وہ شوخ کسی مستغیث کی
فریاد ہے ملیگی مری داد کسطرح

تقریب کسنے کی شرف اوس شاہ حسن سے
کسطرح پہونچے اوسنے کیا یاد کسطرح

ہوا لحد مین بھی ہمکو فروغ گھر کی طرح
جگر کے داغ نے کی روشنی قمر کی طرح

پڑا وہ حیرت محبت کا کوے جانان مین
تمام عمر مسافت رہی سفر کی طرح

یہ جلد جائے کہ یارب جنون کی ہوش اڑین
ہوا بھی چل نہ سکے میری نامہ بر کی طرح

تزک عروس بہاری کا جا کے دیکھ لے
نہین ہے جاہ و حشم تیرے کروفر کی طرح

بہانہ کر کے جو تم تڑپ کے جاتے ہو
رولاؤ گے مجھے دن بھر یہی رات بھر کی طرح

خدا نے سلطنت حسن دی ہے نام کرو
لٹاؤ دولت دیدار مال و زر کی طرح

کہونگا مین یہی تو چاہے ذبح کر ڈالے
چھری بھی پھرتی نہوگی تری نظر کی طرح

اسے بہار سے پہونچا ہے کونسا صدمہ
پھٹا جو ہے دل غنچہ مرے جگر کی طرح

ہزار زلف کو لیلی نے اپنے لٹکایا
نہ بل کیا نہ وہ لچکی تری کمر کی طرح

یہ محو ہوگئے ہم قصر یار مین جا کر
کھڑے ہی رہگئے اک جا ستون در کی طرح

کہا جو مین نے کہ صدقے کرو مجھے تو کہا
نہ جانور ہو باتین کرو بشر کی طرح

یہ بھیڑ ہوگی قیامت مین ہم نہ مانینگے
وہان بھی ہوگا نہ حشر اوسکی رہگذر کی طرح

چلی جو باد خزانی گلون کی پنکھڑیان
چمن سے اوڑنے لگین میری مشت پر کی طرح

روانہ ہونے کو گھبرا کے یار اوٹھ بیٹھا
فغان جو کی دل شوریدہ نے گجر کی طرح

مہم عشق مین دیکھی ہماری جانبازی
جگر پہ آپ کی شمشیر لی سپر کی طرح

جو مرتے دم کوئی پڑھ دیتا سورۂ یوسف
تو دل لگا کے مین سنتا تری خبر کی طرح

شب وصال مین کیا تم سے اے شرف گذری
پھٹا ہوا ہے گریبان کیون سحر کی طرح

غم نے گھلا دیا ہے مجھے آزار کی طرح
مایوس زندگی سے ہون بیمار کی طرح

تیر نگاہ توڑ چکا تھا دل و جگر
آئینہ آڑ سے آ گیا دیوار کی طرح

کیونکر کلام بلبل ناشاد سے کرین
غنچون کے لب تو بند ہین منقار کی طرح

کیا کیا گلون کی پنکھڑیان خاک مین ملین
بکھرین نہ تیری لٹ پٹی دستار کی طرح

بوسہ جو ہمنے اونکی سروہی کا لے لیا
ٹیڑھے ہوئے وہ ابروی خمدار کی طرح

تاکا ہے آ کے کونسے صیاد نے سے
دل کیون پھڑک رہا ہے گرفتار کی طرح

پہونچے ترے جان بیچ کے محفل مین یار کی
سودائیون کی بھیڑ ہے بازار کی طرح

بیتاب ہو کے اونسے جو لپٹے تو بولے وہ
گھبرا نہ جاؤ پیار کرو پیار کی طرح

ڈالین ہین تیغ یار نے زخمون کی بدھیان
کیا کیا گلے پڑی ہین مرے ہار کی طرح

لینا ہے دل جو مول تو پھر گھڑکیان نہ دو
قیمت کرو چکاؤ خریدار کی طرح

اے دل بتا تو عارضہ ہے تجھکو کونسا
ہر دم کراہتا ہے جو بیمار کی طرح

رہ رہ گئی ہمیشہ سر اپنا پٹک کے برق
چمکی نہ دیکھی یار کی تلوار کی طرح

شب کو جو ہم اونسے اپنی کہانی کہا کیے
جاگا کیے وہ طالع بیدار کی طرح

اے بیوفا بلا لے شرف کو بھی بزم مین
باہر کھڑے ہوئے ہین گنہگار کی طرح

کیا کرون بیتاب بجلی ہے جو بسمل کی طرح
اوس سے بھی تڑپا نہ جائیگا مرے دل کیطرح

عشق مین ہستی نہین کچھ دین و دنیا کی خبر
خود غلط ہشیار ہو جاتے ہین غافل کیطرح

جب سے تم چپ ہو رہے ہو سنکے بوسے کا سوال
یاس کی عالم مین ہون مایوس سائل کیطرح

کیا رسائی کی ہے میرے اشک کے سیلاب نے
زیر قصر یار حد کر لی ہے ساحل کیطرح

کوی جانان دور ہے بیٹھو اوٹھو دم لو چلو
طے کرو منزل کو رفتہ رفتہ منزل کی طرح

رحم دل جسکو سمجھ کر درد دل کہتا ہون مین
وائے قسمت وہ عقب ہوتا ہی قاتل کیطرح

تو سہی تسے پڑہاؤن اسقدر کا اتحاد
اپنے پہلو مین جگہ دینے لگو دل کی طرح

قنعت کے مارے مری اب آنکھ کھل سکتی نہین
ہوش مین بیخود پڑا رہتا ہون غافل کیطرح

بادشاہ حسن تم ہوا ور فریادی ہون مین
ایک دن تو داد کو پہونچا و عادل کی طرح

کی گلون نے انجمن اپنی ہزار آراستہ
ہو سکے یا ہم نہ سنبھلے تیری محفل کی طرح

حسرت لیلا نہ لیلا پر بھی ظاہر ہو سکی
پردہ پوشی کی دل مجنون نے محمل کی طرح

دم نہ لینے دیگی دم بھر بھی کہین راہ وفا
مار ڈالیگی تھکا کر پہلی منزل کی طرح

دیکھکر اوسکی لپک بجلی تڑپ کر گر پڑی
کیا چمکتی وہ بھلا شمشیر قاتل کی طرح

کو نسے سفاک نے ایدل کیا ہے نیمجان
کسنے یہ تجہپر چھری پھیری ہے بسمل کیطرح

یاس کے عالم مین ہر دل کے سویدا کا یہ حال
ای شرف حسرت زدہ ہی چشم بسمل کی طرح

عرش کا تارا ہوا پھر درخشان کی طرح
قدسیون نے بھی نہ پایا اوج انسان کی طرح

تا قیامت جب مزار و ترشہادت آئیگا
سنگ ریزے سرخ ہو جاینگے مرجان کی طرح

جب جتایا عشق مجنون سے تو لیلی نے کہا
قیس دیوانہ نہو باتین کر انسان کی طرح

اسقدر دلمین ہمارے حسرتین کشتہ ہوئین
ہو کا عالم ہو گیا گور غریبان کی طرح

جب قدم رکھا ہی مین نے بعد یاس عشق پر
لے اوڑا ہی مجھکو اورنگ سلیمان کیطرح

دلمین ہوگا خانہ باغ ادھمین ہزارون ہونگے داغ
یہ وہ غنچہ ہے جو پھولے گا گلستان کی طرح

اے پری رو دیکھکے جنون ترے تصویر کی
رہگئی حسرت مین نرگس چشم حیران کی طرح

اسے سحر صد سہر کسلئے وصل کی شب کاٹتے
کیون گریبان چاک ہی میرے گریبان کیطرح

تیری حسرت نے یہین دنیا سے بھی رخصت کیا
رہ چلے کچھ دن یہان بھی آگے مہمان کیطرح

کیا خدا داد آدمیت اوس پری پیکر مین ہی
الفت کرتا ہی ہوا خواہون کر انسان کی طرح

کسکے غم مین نرگس شہلا کی آنکھین بھر گئین
کیون یہ ہی حسرت زدہ بیمار ہجران کی طرح

باغ عالم مین وہ ریحان تنا ہون شرف

زلف پیچیدہ ہی جسپر عشق پیچان کی طرح

تڑپ تڑپ کے نکلتی ہے ہجر یار مین روح — کوئی گھڑی کی ہے مہمان جسم زار مین روح
ادا و ناز پہ جاتی ہے جان پریون کی — خدا نے حور کی ڈالی ہے جسم یار مین روح
جگا جگا کے نکیرین خاک اوڑانے لگے — نہ آئی گور مین بھی مجھ نحیف و زار مین روح
تصور گل رخسار مین اجل آئی — نکل گئی میرے قالب سے کس بہار مین روح
ہوا کے جھونکے طمانچے اجل کے مجھکو ہوے — خزان رسیدہ ہوئی موسم بہار مین روح
چمن دکھا اسے صبا و اب یہ بیدم ہے — گلون کو سونگھ کے آجائیگی ہزار مین روح
بگولہ ڈھونڈھتی ہے اپنے جسم خاک کا — بھٹکتی پھرتی ہے ایک ایک کے غبار مین روح
پھکائیگی طپش عشق خانۂ دل کو — دھوین کیطرح نکل جائیگی بخار مین روح
جلائے لاکھ مسیحا تمہارے کشتے کو — کبھی جو عود کرے جسم جان نثار مین روح
دھوان جگر سے جو ہر سانس مین نکلتا ہے — سلگ رہی ہے مری عشق زلف یار مین روح
شب فراق مین رو کون کسی دم دوش — نہ میرا دل پہ ہے قابو نہ اختیار مین روح
چمن کی سیر ہوئی خار سحر گلرو مین — نہ باغ باغ ہوئی موسم بہار مین روح

شرف مین یار کے آئینے مین جسم لیتا
دکھاتا صورت اگر ہوتی اختیار مین روح

دم مسیحا جسکا بھرتے ہین مری جان ہے وہ شوخ — مین نے چاہا ہے جسے محبوب یزدان ہے وہ شوخ
حسن قدرت عالم ایجاد مین ہے وہ نگار — جسکی خوشبو ہے خدائی وہ گلستان ہے وہ شوخ
جشن ہے خود بینیان ہین خلوت آئینہ سے — تخلیہ ہے اپنی ہمصورت کا مہمان ہے وہ شوخ
ایسی صورت ہے کہ محبوب الٰہی ہے خطاب — انس کرتا ہے خدا جس سے وہ انسان ہے وہ شوخ
جلوہ فرما دلمین کوئی اور ہو سکتا نہین — صاحب خانہ ہے خود ہی خود ہی مہمان ہے وہ شوخ
سب حسینان جہان ایدل اوسپر کرتے ہین پیار — کم سنی سے اوسکی ثابت ہے پریزاد ہے وہ شوخ
مردون مین ناز مسیحائی سے جانین آئینگی — جلوہ فرما جانب گور غریبان وہ ہے شوخ
واہ ری تقریر اوسکی واہ رے حسن کلام — ہوگیا قرآن ناطق وہ سخندان ہے وہ شوخ

جب بگڑتا ہے کسی سے پھر لگی رکھتا نہیں
معرکہ آرائی مین شمشیر عریان ہے وہ شوخ

کرتے ہین اے سپر پریزاد اپنی جانون کو نثار
روح ہے بلقیس کی جان سلیمان ہے وہ شوخ

حسن و خوبی وہ ہے یوسف ہین اک ادنی غلام
تاج بخش مصر و شاہنشاہ کنعان ہے وہ شوخ

کیا عجب ہے وصل کی شب مین جو شادی مرگ ہون
اے شرف مین صاحب خانہ ہون مہمان ہے وہ شوخ

ہے قدرتی جلوس عروس بہار سرخ
کوسون جلو مین گل ہین ہزاران ہزار سرخ

عالم سے زرد ہو کے اوڑا ہے گلون کا رنگ
غصے سے جب ہوا ہے کبھی روے یار سرخ

اتنی مری شہیدون مین اوسنے نمود کی
معمار سے کہا کہ بنا دے مزار سرخ

داد اپنے خون کی ہے خدا سے یہ مانگتا
یارو شفق نہین ہے مرا ہے غبار سرخ

سینچتی اگر نہ یہ ترے کشتون کے خون سے
ہوتا کبھی نہ رنگ حنا و بہار سرخ

نہلاؤگے لہو مین تو منھ سے ملونگا منھ
رخسار مین کرونگا تمہین کرکے پیار سرخ

گلرو بھڑک گئے لب سوفار پر ترے
ایسا ہوا یہ چاٹ کے خون شکار سرخ

ہم وہ شہید ہین کہ جب آتا ہے روز قتل
ہوتا ہے خود بخود یہ ہمارا مزار سرخ

رنگین مزاج سٹ کے بھی لاتے ہین ایک رنگ
مرجھا کے بھی تو ہوتے ہین پھولون کے ہار سرخ

آنکھون سے میری ہین جو گل لالہ گون خجل
رکھتا ہے کس پری کا انہین انتظار سرخ

شوخی دہان یار کی اوسکو کہان نصیب
لعل یمن تو سنگ ہے ہووے ہزار سرخ

کس سینے پر پڑا ہے جو کوڑی کا ہو گیا
کسکے لہو مین تمنے کیا ہے کٹار سرخ

غصہ یہ آرہا ہے تمہین کس غریب پر
ہوتا ہے رنگ چہرے کا کیون بار بار سرخ

تڑپو نہ اے شرف در دندان یار پر
اس سے تو ہیرا پیس کے کھا جاؤ چار سرخ

کسقدر تونے کیا ہے اسے قاتل گستاخ
ہوگیا شوق اجل سے جو مرا دل گستاخ

ہے یہ پیشانی ہمدوشی سے مرا دل گستاخ
یا کہ ہے شمع سے پروانہ محفل گستاخ

گرد پھر پھر کے اوڑائیگا لہو کی چھینٹین
تمنے پھیری ہے چھری ہوگا یہ بسمل گستاخ

لن ترانی کوئی مشتاق نہین سننے کا
جا بجان رعب مین آئیگا بمشکل گستاخ

قبر رہ رہ کے لپٹتی ہے ترے کشتے سے
نازبردار رسا قسمت سے ہے منزل گستاخ

دلبرون کو جو دل چاہنے والون نے دیا
حق پرستون سے ہوا فرقہ باطل گستاخ

گھونٹتا ہے کوئی دم کوئی دل اوچھا تا ہے
مجھ گرفتار سے ہین طوق و سلاسل گستاخ

نقش جب لکھ کے ترا نام چبا کرتے ہین
تیرے طالب ہین اب ایسے ہوے عامل گستاخ

بارہا جا کے لپٹ جاتا ہے اوسکے دل سے
پہلوے یار سے ایسا ہے مرا دل گستاخ

مر کے اے قیس کریگی تری مٹی بھی عزیز
تجھسے ہو جائیگی جب لیلی محمل گستاخ

نازبرداری سے ناز کیا جاتا ہے
جاننے والے سے ہوتا ہے وہ جاہل گستاخ

دیکھ لیگا تمہین آئیگا جو مجھسا بیتاب
پردہ اولٹیگا جو ہوگا کوئی نازل گستاخ

لپٹے ہی جاتے ہین یہ مانگ کر بوسہ ہے یار
کسقدر تجھسے ہوے ہین ترے سائل گستاخ

عشقبازون ہی کے دل کو وہ دکھا دیتے ہین
قدردانون سے ہوا کرتے ہین عاقل گستاخ

لپٹے رہتے ہین وہ انصاف کی امیدون سے
دادخواہون کو شرف کرتی ہین عادل گستاخ

قفس مین جان سے دق ہو نہین ناتوان صیاد
چمن سے لائی ہے مجھکو قضا یہان صیاد

جہان مین کہنے کو اوس گل کی داستان صیاد
ہزار شکر کہ گویا ہوئی زبان صیاد

وہانکی خاک سے پیدا ہزارون گل ہونگے
جہان مین ذبح کریگا مجھے جہان صیاد

ہزار مردہ دلون مین ہون پر وہ بلبل ہون
قفس بسائون تو پڑ جاے اوسمین جان صیاد

مرا دماغ بسا ہے قفس معطر ہے
مہک رہی ہے یہ کس گل کی بو یہان صیاد

رہیگا شوق انہین سے ہون شکار بلبل کا
کہ باغبان ابھی کم سن ہے نوجوان صیاد

جگر مین درد اوٹھا ہے دکھا کے دل میرا
کراہتا ہے جو رہ رہ کے باغبان صیاد

یہ کس نحیف کی خاطر قفس بناتا ہے
لگا رہا ہے جو مجنون کے استخوان صیاد

دہن مین قفل خموشی ہر دم لبون پر ہے
زبان بند ہے اب پوچھے کہان صیاد

کہان سے لاؤن وہ نہین ڈھونڈھتا ہے دل جنکو
نہ وہ چمن یہان ہین نہ وہ مکان صیاد

کریگا میری طرح کیا کوئی نوحہ الحانی
مری تو گھٹی مین بلبل کی ہی زبان صیاد

لیسی ہوئی ہے وہ بو مجھ مین غنچۂ گل کی
کہ ہو رہا ہے معطر ترا مکان صیاد

کسی طرف کو تم اے ہمصفیر و اوڑ جاؤ
کریگا آکے مرا آج امتحان صیاد

نہ تاب لائیگا سننے کی دل پکڑ لے گا
کہونگا آج وہ یہ درد داستان صیاد

وہ لطف گوشہ نشینی کا ہمین اوٹھا ہی
ترے قفس نے بھلایا ہی آشیان صیاد

گلون کو سونگھ چکے رہ چکے گلستان مین
قفس مین چند نفس اب ہین میہمان صیاد

خدا کے فضل سے ہین اوس چمن کا بلبل ہو
کہ باغبان ہی ہوا خواہ قدردان صیاد

قفس مین کونسی صورت ہی چہچہانے کی
نہ ہمصفیر ہے کوئی نہ بوستان صیاد

اوڑا کے خاک ترے دام مین جو پھنس جاؤ
حلال ہون تو لہو روئے آسمان صیاد

ترے مکان مین اسیرون کا اژدہام جو تھا
ہوا کدہر کو روانہ وہ کاروان صیاد

گلے سے مجھکو لگانے دے ہمصفیرون کو
مرے قفس مین یہ آئے ہین میہمان صیاد

الٰہی آندھی وہ آئے ہماری آہون کی
کہ مارے ہول کے دینے لگے اذان صیاد

شرف سے پوچھ لے سدرہ تنکے چنتا ہون
بنا رہا ہے جنت مین بلبل کا آشیان صیاد

عذر مرنے مین کرین کیا خط تقدیر کے بعد
بات جاتی رہے پھر جائین جو تحریر کے بعد

دل بھر آئے جو ترا عاشق دلگیر کے بعد
روئیو جان جہان دفن کی تدبیر کے بعد

آپ مین آئے نہ ہم جامے سے باہر ہوکر
گھر مین رکھا نہ قدم خانۂ زنجیر کے بعد

ایسی اس ہستی مین آنے کی سزا ملتی ہے
دم بھی انسان مین رہتا نہین تقصیر کے بعد

چہرہ پرداز خدائی نے قلم کو توڑا
پھر نہ تصویر بنائی تری تصویر کے بعد

کسکے پر توڑ کے صیاد نے توبہ کر لی
دام کو پھونک دیا کونسی نخچیر کے بعد

سنکے افسانۂ دنیا کو قضا کی مین نے
نیند آئی مجھے اس خواب کی تعبیر کے بعد

باغ فردوس ملا حلے ملے خلعت مین
اوسنے کیا کچھ نہ دیا قبر کی جاگیر کے بعد

کیمیا سے بھی ہوس کا نہین دل بھرتا
خاک پارس کے لیے چھنتی ہے اکسیر کی بعد

کھینچنے دو نگا کلیجے سے نہ اس ناوک کو
لب معشوق ہوا ہے یہ کبھی تیر کے بعد

ایسے بیتاب ہوے وہ مجھے بسمل کر کے
ٹانکے گردن مین لگانے لگے تکبیر کے بعد

پھر کسیکو نہ ہوئی دولت معراج نصیب
کوئی تقدیر نہ چمکی تری تقدیر کے بعد

چین لوہے مین جگر کو بھی نہین پڑنے کا
کاٹ مین پاؤن پڑیگا ابھی زنجیر کے بعد

چھوڑ کر اسکو بہے جائینگے موتی اوسمین
مانگ سنورے گی ابھی زلف گرہگیر کے بعد

نزع کے وقت کوئی پاس نہین ٹھہریگا
سانس آئیگی جو دم بھر کو تو تاخیر کے بعد

من و سلوی مرے معبود نے مجھکو بھیجا
جب کیا منھ کو سلونا شکر و شیر کے بعد

اے شرف تمکو اسیری یہ مبارک ہوگی
بڑھیان پھولون کی تم پہنوگے زنجیر کے بعد

ہزار شکر کرون ذبح کر جو تو صیاد
کہ ہوگا شاہد گل سے مین سرخرو صیاد

گھڑی گھڑی جو اسے سونگھتا ہے تو صیاد
تری چھری مین ہے کسکے لہو کی بو صیاد

کیا ہے خشک مرا بیگنہ لہو صیاد
خدا کرے مرے سائے کو سمجھے تو صیاد

نہ آئیگی جو مرے بعد میری بو صیاد
قفس جگر سے لگایا کریگا تو صیاد

کیا ہے گوش بلبل کے صدمون نے بے چین
کراہتا ہے جگر تھام کر جو تو صیاد

بھلا دی اسنے تو داؤد کی خوش الحانی
عجب طرح کا یہ بلبل ہے خوش گلو صیاد

ہماری اک ورق گل پہ داستان لکھ کر
نہ پھر سنیگا یہ دلچسپ گفتگو صیاد

نہائیگا کہ چھڑکوائیگا گلستان مین
بھرے ہین خون عنادل سے کیون سبو صیاد

چہل پہل ترے گھر مین ہمارے دم تک ہے
جو ہم نہونگے تو ہوگا مقام ہو صیاد

ہمارے آنسوؤن مین ہے گلاب کی خوشبو
دماغ مین وہ بھری ہے گلون کی بو صیاد

خدا کے قہر سے ڈر روک بھی چھری ظالم
کہ بلبلون کا لہو ہے گلو گلو صیاد

چھپا لون ایک جگر مین تو دوسرا دل مین
قفس مین لاکے جو دو پھول رکھ دے تو صیاد

شگاف و چاک کیا ہے جگر جو بلبل کا
کریگا کیا رگ گل سے اسے رفو صیاد

ہوس یہ ہے کہ دم ذبح دم نہ مارون مین
چھری تلے مری رہجاے آبرو صیاد

پھڑک رہا ہے مرا دم جو گل کی سرخی پر
ازل سے اسمین ہی شامل مرا لہو صیاد

چھری پھری ہے برابر ہماری آنکھون میں
کبھی جو بھولے سے بیٹھا ہے قبلہ رو صیاد

چمن سے ساتھ نسیم بہار کو لیکر
کریگی نکہت گل میری جستجو صیاد

سمجھ کے درد جگر کہیو انسے اے بلبل
تنک مزاج تو گلچین ہے تند خو صیاد

کمال شوق ہے مجھے تھا قفس میں رہنے کا
اسیر ہونے کی تھی دل کو آرزو صیاد

نہ تشنے دے مجھے ریحان و عشق پیچان کے
یہ اوچھی اوچھی نہ کر مجھسے گفتگو صیاد

چمن میں لاکے مجھے تو جو ذبح کرتا ہے
یہی تھی مجھکو تمنا و آرزو صیاد

بڑی خوشی تو یہ ہے مجھکو ذبح ہونے کی
کہ ہوگیا گل لالہ مرا لہو صیاد

نہال کرکے تجھے مجھکو دینگے وہ چھڑوا
چمن سے جلد بلا لے شرف کو تو صیاد

چمن کے گرد لیے پھر مرا قفس صیاد
طواف گل کی ہمیشہ سے ہی ہوس صیاد

چٹک رہے ہیں جو غنچے مقام عبرت ہی
یہی بہار کی ہے کوچ کا جرس صیاد

قفس میں بند کریگا کتر کے پر سکو
مرا تو ٹوٹ چکا رشتۂ نفس صیاد

چڑھا رہا ہے مسہری گلون کی تربت پر
نکالتا ہے مری روح کی ہوس صیاد

خدا کو مان کے اب آشیانہ دکھلا دے
گذر گئے ہیں قفس میں کئی برس صیاد

تمام عمر ترے جعل میں نہ آئینگے
یہ دل کی دل ہی میں رہجائیگی ہوس صیاد

جو مر بھی جائینگے تو بھی نہ اس سے نکلینگے
ہمارا مقبرہ ہوگا ترا قفس صیاد

چمن میں رہتے نہ نام و نشان ترا باقی
مزا چکھاتے جو چلتا ہمارا بس صیاد

گلون سے رنگ چھپانے دیا نہ تونے ہمین
گھٹا بھی جل بسے منھ بھی گیا برس صیاد

پھڑک کی جان نکل جائیگی تو تنگ نہ کر
خزان کا ہول نہ دے میرے دل کو بس صیاد

حنا کے ساتھ وہ سب انگلیون سے ملتے ہیں دل
ستم ہے ایک تو بلبل ہے اور دس صیاد

عدم کو بلبل جان شرف سے کی پرواز
لے اب تو چین پڑا ترے دل کو بس صیاد

رخصت کریگی سب کو سحر دو گھڑی کے بعد — ہوگا مقامیون کا سفر دو گھڑی کے بعد
روئینگے خون دیدۂ تر دو گھڑی کے بعد — نکلیگی لاش لخت جگر دو گھڑی کے بعد
دم بھر مین عضو عضو مین ہوگی مفارقت — دل سے مرے چھٹیگا جگر دو گھڑی کے بعد
آنکھون پر اوسکے حسن کی کیا کیا پڑیگی چھوٹ — ممتاز ہوگی تاب نظر دو گھڑی کے بعد
ساعت کی ساعت آکے شب وصل چل بسی — اس رات کی ہوئی ہے سحر دو گھڑی کے بعد
کیا اطلاع ہوگی اونہین میرے ضعف کی — جاتی ہے اک قدم یہ خبر دو گھڑی کے بعد
قدغن ہے خلوت شب معراج کیلئے — مہمان ہوگا کوئی بشر دو گھڑی کے بعد
رقت نہ دیگی حسرت دیدار مین جو چین — آنکھون کو چھوڑ دیگی نظر دو گھڑی کے بعد
تیغ خوش آب تیز جو ہوتی ہے شام سے — شبخون پہ اب بندھیگی کمر دو گھڑی کے بعد
بینائی کو کریگا نظر بند انتظار — بیکار ہونگے دیدۂ تر دو گھڑی کے بعد
اے مکر چاندنی نہ مرے دل کو دے فریب — خود جانتا ہون ہوگی سحر دو گھڑی کے بعد
پہونچا ہون اب تو خلوت آرامگاہ مین — زانو پہ ہوگا یار کے سر دو گھڑی کے بعد
ثابت نہوگا دم بھی نکلتے ہوئے مرا — آئیگی یون ہی سانس اگر دو گھڑی کے بعد
صیاد ابھی تو گھونٹ رہا ہے مرا گلا — پھینکیگا نوچ نوچ کے پر دو گھڑی کے بعد
دم بھر مین تری بزم کا پروانہ اور ہون — ہو جائیگا چراغ سحر دو گھڑی کے بعد
بیفائدہ علاج ہو دم بھر مین ہون تمام — کیا ہوگا کسکو ہوگا اثر دو گھڑی کے بعد
دنیا تمام ہوگی قیامت وہ ڈھائینگے — ہوگا زمانہ زیر و زبر دو گھڑی کے بعد
نازان جو ہو رہی ہے لچکنے پہ ناز کی — زلفون سے بل کریگی کمر دو گھڑی کے بعد
دم بھر رہیگی اور جو پیکان کی خلش — اک گھاو ہوگا زخم جگر دو گھڑی کے بعد

ملتے ہین دونون وقت اوٹھو غسل سے اے شرف
آرام کیجیے چار پہر دو گھڑی کے بعد

ہو جائینگے آخر قفس گور مین ہم بند — بیٹھو رکھا ہے ملک الموت نے دم بند
مشغول گناہون مین رہا کرتے ہین بندے — او سپہر نہین ہوتا ہے ترا باب کرم بند

شکوہ نہین اونکا ہیرے مقسوم کا لکھا
برسون ہوے ہمنے کبھی کھلتے نہین دیکھا
روتا تو یہ ہر کہو لے سے کا ہیکو کھلینگی
گولگتی ہے پر دوسرے دن ہوتی ہین دو لی
اللہ ری حسرت ترے دیدار کی اے یار
سر کہول کے کرتے ہین دعا جلد جواب لئے
اشکون کی لڑی سلک گہر سے بہی ہے نادر
دشوار ہے جان اپنی مسیحا کو بچیا نا
کرتے ہین کفن پہاڑ کے فریاد خدا سے
چو رنگ کو ترسے گی نہ چمکیگی مرے بعد
صیاد قفس مین ترے کتنے مرے بلبل
صیاد چہکنے دے نہ ہوش اسکے اوڑا تو
چو رنگ ہمارا کوئی دم مین شدنی ہے

بیوجہ جو وہ گالیان دیتے ہین قلمبند
مدت سے ہے قفل در زندان ستم بند
آنکھون کو کیے دیتا ہے آنکھونکا ورم بند
کر دیکھے کوئی دولت دیدار قلمبند
ہم مر گئے لیکن نہوئے دیدۂ نم بند
کر چلتے ہین جسوقت خط شوق کو ہم بند
اے چشم پر آشوب کہان تہی یہ رقم بند
بے طرح کیا ہے ترے بیمار نے دم بند
اس مجلس مدفن مین نہین رہنے کے ہم بند
رکھوگے غلافون مین یہ شمشیر دو دم بند
کل آنکھین بہت بند تھے آج آنکھین ہین کم بند
بلبل کو نہ سمہا کے کرا سے سبز قدم بند
تمکو نہ تامل ہے نہ ہین مرنے مین ہم بند

وہ نزع مین کہتے ہین شرف سوئے نہ جاؤ
آنکھین نہ کرو تمکو مرے سر کی قسم بند

بیکسی کا مرے صدمہ جو ہوا میرے بعد
اسقدر او سکو مرا صدمہ ہوا میرے بعد
کیا اسیران چمن پر قفسوں مین گذری
بے نیازی پر او نہین ناز مرے دم تک تھا
سر مرا کاٹ کے جلاد نے افسوس کیا
قدردان مجھسا نہ پائیگی جو بوے گل کا
قبر کو تکیہ آغوش بنا کر بیٹھا
نازبردار تمہین کون ملیگا مجھسا +

ہالمی ضعف نے نہ چھوڑی مری جا میرے بعد
غم بھی تربت پہ مری بیٹھ رہا میرے بعد
مر گیا کون ہوا کون رہا میرے بعد
لن ترانی کی نہ پھر آئی صدا میرے بعد
جان لیکر مری پچھتائی قضا میرے بعد
سر کو گلزار مین پٹکیگی صبا میرے بعد
میرے قاتل کا کہین دل نہ لگا میرے بعد
بھول جاؤگے یہ شوخی و ادا میرے بعد

نجد مین یاد مجھے کرکے لہو رویگا
آبلے توڑیگا جو آبلہ پا میرے بعد

مجھسے ملنے کو تڑپتے ہین جو قیس و فرہاد
چومتے پھرتے ہین نقش کف پا میرے بعد

کسکی طاقت ہے کہ جو نجد مین کھڑکائیگا
پھر نہ زنجیر کی آئیگی صدا میرے بعد

دست بردار ہوے وہ بھی مسیحائی سے
پھینک دی یار نے جب میری دوا میرے بعد

منزلون خون سے سیراب کیا کانٹون کو
مجھسا کیا ہوگا کوئی آبلہ پا میرے بعد

اسقدر اوسکو ہوا رنج میرے مرنے کا
رہگئی غم سے دوتا زلف دوتا میرے بعد

اسقدر میرے لیے وہ ستم ایجاد گڑھا
پھر کسی پر نہ کبھی ظلم کیا میرے بعد

خاک بھی ہوکے ہوئی جسمین سے غائب میری خاک
کون اوس قبر مین پھر آکے رہا میرے بعد

ای شرف نام کا تمنے [illegible] پاس کیا
قیس سے تمنے نہ لی [illegible] میرے بعد

مرسکیگا یار کی محفل کو تو اے دل نہ ڈھونڈھ
سیکڑون ہی کوس کی منزل ہے وہ منزل نہ ڈھونڈھ

محکمے مین عشق کے ہوتے ہین فریادی اسیر
یہ خلافت ہے حسینون کی یہان عادل نہ ڈھونڈھ

جستجو سے مجمع خوبان کے اے دل باز آ
ہو نہ دیوانہ پریزادون کی تو محفل نہ ڈھونڈھ

عمر رفتہ کو کہان سے لائیگا رنگ خضاب
تو جوانی چل بسی اب اوسکو ای غافل نہ ڈھونڈھ

اوٹھ گیا دنیا سے وہ خالی ہوا صحرا ترا
چل بسا قیس اب وسوا اے لیلی محمل نہ ڈھونڈھ

بیشک ای دل ہے وہ یکتا ہے زمانہ لاشریک
ڈھونڈھ اوسے تنہا کسیکو کرکے تو شامل نہ ڈھونڈھ

گلشن جنت مین پہونچے خانہ سبکا ہوا
روح اپنی اب کسی کشتی مین اے قاتل نہ ڈھونڈھ

زندۂ جاوید دنیا مین نہ کر آسکے تلاش
صید گاہ یار سے زندہ یہان بسمل نہ ڈھونڈھ

جنکو ملنی تھی اونہین دولت شہادت کی ملی
اب نہین ملنے کی دنیا مین تجھے سائل نہ ڈھونڈھ

گور کی منزل ہے ای دل ہے یہ عبرت کا مقام
استراحت کی جگہ طے کرکے یہ منزل نہ ڈھونڈھ

دولت دیدار کی ہرگز نہ کرنا جستجو
یہ نہین ملتی کسیکو اسکو تو ای دل نہ ڈھونڈھ

روح لیلا کی بھٹکنے پر یہ بولی روح قیس
میری تربت اب تری محمل ہے وہ محمل نہ ڈھونڈھ

قید سے قالب مین تو ہرجائی ہے وہ بیوفا
وہ نہین ملنے کا تجھکو اوسکو تو ای دل نہ ڈھونڈھ

جا بجا ہم عشق پر کہتا شرف کا مان لے
ای دل بیتاب آسائش دم مشکل نہ ڈھونڈ

پردہ ہے روز وعدۂ دیدار شاذ شاذ	انکار دمبدم ہے تو اقرار شاذ شاذ
پوچھا جو ہمنے چھٹتے بہی ہین عشق کی اسیر	آنسو بہا کے بولے گرفتار شاذ شاذ
آزاریون کی تیری شفا دل لگی نہین	بچتے ہین درد عشق کے بیمار شاذ شاذ
ہر وقت میرے دم کے لیے رہتی ہی کہنچی	چمکیگی میرے بعد یہ تلوار شاذ شاذ
چہپ چہپ کے دیکھتے ہین جہروکے مین یار کو	جا بیٹھتے ہین ہم پس دیوار شاذ شاذ
عالم مین روز فتنۂ قیامت نہ ڈہائیے	ہر دم نہ چلیئے چلیئے یہ رفتار شاذ شاذ
دل مین خدنگ ہین لب معشوق سیکڑون	دکہلائی بہی دیے ہین تو سوفار شاذ شاذ
فرصت نہین بناو سے اوس شاہ حسن کو	خلوت تو آئینے سے ہی دربار شاذ شاذ
صیاد و باغبان نے کیے اسقدر اسیر	گلزار مین ہین بلبل گلزار شاذ شاذ
سب ہین گناہگار بہت کم ہین بے قصور	غفلت زدہ ہزارون ہین ہشیار شاذ شاذ
صیاد کے قفس مین یہ ہی بلبلون کا حال	صدہا تو پر بریدہ ہین پردار شاذ شاذ
کیون بد مزاج ہو گئے تھے تم تو خوش مزاج	غصہ نہین تو آتا تہا اے یار شاذ شاذ
مردے کی طرح پڑتے ہین منہہ کو لپیٹ کر	راتون کو سانس آتی ہے ای یار شاذ شاذ
وو دن بہی خواب مین متواتر نہ آئیے تم	رویا مین بہی دکہاتے ہو دیدار شاذ شاذ
شب کو ترے نہ آنے سے سوتے ہی رہ گئے	چونک اوٹھتے تہے جو طالع بیدار شاذ شاذ
سودا بنے گا دل کا نہ بازار حسن مین	نا قدر سیکڑون ہین خریدار شاذ شاذ

ساری خدائی اوسکی خریدار ہے شرف
کہلتا ہے ایسے حسن کا بازار شاذ شاذ

دل نکلجائے جو دیوانۂ گیسو ہو کر	مشک و عنبر مین مری روح رہی بو ہو کر
روکتا تیر ترا سینے پہ آہ ہو کر ؟	میرے صحرا ہی مین نکلا نہ کبہی تو ہو کر
سوز ہجران سے دل ایسا ہوا پانی پانی	بہ گیا آہ حسرت کا آنکہ سے آنسو ہو کر

اپنے ہمسر پہ کبھی آپکی تیوری نہ چڑھی
جانبجان حسن کی میزان مین جو تم تل بیٹھے
دیکھیے کو سنے گلشن مین برس پڑتا ہے
اوسکی تلوار سے کیونکر نہ گلا کٹوادون
خلق مین عشق کے طوفان سے نہ بچا کوئی
کسقدر آتا ہے بہروپ بدلنا اونکو
جسم کو چھوڑ کے جاتی ہے عدم کو اے روح
خاک مین مجھکو ملاؤ تو حقیقت کھلجاے
شیشۂ دل بھی کم اندر کے اکھاڑے سے نہین
آرزو رو ترشت آکے تری لے گلرو
ہمسری کی جو ترے حسن سے ہمو ترنی مین
کیا فقیرون کا ترے رتبہ ہے اللہ اللہ

آئینے کو کبھی دیکھا نہ ترش رو ہوکر
آئے یوسف بھی تو پا سنگ ترازو ہوکر
ابر کیا جھومتا جاتا ہے لب جو ہوکر
میرے منھ چڑھتی ہے ہمصورت ابرو ہوکر
اسکو روکا ہے مری خاک نے ٹاپو ہوکر
ہوش انسان کے اوڑتے ہین پریرو ہوکر
گل سے بیزار ہوئی جاتی ہے خوشبو ہوکر
قبر پر بیٹھ رہو تکیہ بزانو ہوکر
آسمین معشوق اوترتے ہین پریرو ہوکر
غنچہ ہمدل مین مرے بسی ہی خوشبو ہوکر
رہگئے شمس و قمر سنگ ترازو ہوکر
بادشہ سامنے بیٹھے تو دوزانو ہوکر

ای شرف یار کو کہتے ہو نہین آنے کا
دل مرا توڑتے ہو قوت بازو ہوکر

ہم الفت مین دیکھ لے تو ہمین بھی اے یار آزما کر
ترا پسینا جہان گریگا مٹین گے اپنا لہو بہا کر
ہزار راحت سے بڑھ کے جانون لہو بھی رُلواو تم جو آکر
خوشی ہو ایسی کہ مرتے مرتے جو دم بھی نکلے تو مسکرا کر
بشر ہو اسشت خاک سے تو نماز شکر یہ تو ادا کر
خدا کو ہے منھ بتجھے دکھانا خدا خدا کر خدا خدا کر
خفا نہو تم تو کہدون تمسے مین وجہ اپنے کراہنے کی
اوٹھے ہو پہلو سے تم جو میرے جگر مسوسا ہے تلملا کے
شب جدائی سے ہوگیا ہے یہ سوز داغ جگر کا عالم

که شام کو لوگ آ کے اس سے چراغ لیجاتے ہین جلا کر
ہزارون پریون کی جان غش ہے نگاہ حورون کی پڑ رہی ہے
نکھر رہے ہین تمھارے کشتے لہو مین اپنے نہا نہا کر
بتاؤ تو کیون فروغ پا کر چراغ حسرت مرا ہوا گل
کیا تھا کیون آ کے اسکو روشن چلا ہو کسواسطے بجھا کر
بسورتے تھے چمن مین غنچے شگفتہ ہونا نہ جانتے تھے
سکھا دیا انکو مسکرانا ہمارے زخمون نے مسکرا کر
فرشتے تربت کے پوچھتے ہین که رحم آیا ہے کسکو تمپر
یہ لاتخف کون کہہ رہا ہے لحد مین شانہ ہلا ہلا کر
گلو بریدہ تو ہو نہین لیکن کیا ہے اسوقت پیار ہمکو
تڑپ تڑپ کر رسائی کی ہے جگر سے لپٹا لیا ہے آ کر
وہ عالم اوسپر فریفتہ ہین وہ باتین اوسکی ہین پیاری پیاری
خدائی بھر کو کیا ہے عاشق رجھا رجھا کر رجھا رجھا کر
گلون کو ہے وجد جھومتے ہین گلون کو صیاد چومتے ہین
کیا ہے سفتون مخالفون کو چمن مین بلبل نے چہچہا کر
جسے بنایا اوسے بگاڑا تلون ایسا اونہین خوش آیا
ہزارون زندہ چمن اوجاڑے بسا بسا کر بسا بسا کر
مرادوسے شرم رکھ لے میری یہ ہاتھ پھیلے ہین تیرے آگے
کریم ہے تو رحیم ہے تو قبول ناچیز کی دعا کر
وہ آتے ہین اونکو دیکھ لین یہ که اونپہ جاتی ہے جان انکی
شرف کو بیدم ابھی نہ کر تو تامل اک لحظہ اے قضا کر

روانہ ہوکے شادیگی روح تن کی بہار	نہ ہوئیگی نہ ہوئی ہے کسی چمن کی بہار
درود پڑھتی ہین گھاسے زخم پر حورین	فرشتے دیکھ کے غش ہین مرے کفن کی بہار

نظر مین کھبتی ہی غنچون کے دلمین چبھتی ہے
جواب ہی نہین رکھتی ترے دہن کی بہار

ہوس ہی گور کی منزل مین کوی جانان کی
مسافرت مین دکھادے خدا وطن کی بہار

عجیب گل ہین جوانان سبزہ رنگ ادیل
ستم کی بو ہے قیامت ہی ان چمن کی بہار

دکھاتے ہین انہین گلہای زخم سیر بہشت
شہید لوٹتے ہین تیرے بانکپن کی بہار

مٹا دی مشک کی بو باس اسقدر مہکی
تمہارے گیسوؤن نے لوٹ لی ختن کی بہار

نہ لائے جامۂ گل کو خیال مین بلبل
جو دیکھ لے ترے زخمی کے پیرہن کی بہار

ملا ریاض کا پھل اوسنے کشت خون جو کیا
نہال ہو گئے لوٹی جو ہمنے رن کی بہار

تمام عمر کرے وجد بلبل شیراز
وہ رنگ او سکو دکھادے مری سخن کی بہار

گرے جو شمع سے جل جل کے اوسمین پروانے
گل مزار یہ طرہ ہوئی لگن کی بہار

ہزار رنگ سے سنبل سنے پیچ و تاب کیا
نصیب بہی نہ ہوئی زلف پر شکن کی بہار

ہوا کرین جو جہو کا ہیت پھول گلشن کے
کہان سے لائینگی اوس گل کے پیرہن کی بہار

پہاڑ پر جو نمائش ہوئی ہی لالے کی
سما گئی ہے بیان خون کوہکن کی بہار

بہت تلاش کی باغ بہشت مین بہی شرف
کہین نظر نہ پڑی اوسکے انجمن کی بہار

مسکراؤ تو نہ عشاق کی فریادون پر
جاے افسوس ہے کیا ہنستے ہو ناشادون پر

جانچان تیرے طلسمات کی ایجادون پر
لوٹے پڑتے ہین پریزاد پریزادون پر

دل سے قربان ہین غش ہین ستم ایجادون پر
جان پر کھیلے ہین مرتے ہین پریزادون پر

مستعد ہے وہ شہ حسن جو بیدادون پر
نامرادون کے گلے کٹتے ہین فریادون پر

چمن دہر مین ہر رنگ کا موجد تو ہے
مرتے ہین سیکڑون گلرو تری ایجادون پر

چار دن مین نہ رہا نام و نشان بہی باقی
اسقدر پہولے تھے گل کونسی بنیادون پر

عاشقی مین جو مجھے ٹھوکرین کھاتے دیکھا
گر پڑے یار کے آنسو مری افتادون پر

تیری جو مرضی ہے ہوتا ہی وہی عالم مین
سارے دنیا کا عمل ہے ترے ارشادون پر

مر گئے یا ابھی زندہ ہین تمہارے بیمار
یہ تو پوچھو او کہ کیا گذری ہے ناشادون پر

مرہی جائینگے اسیران قفس اے صیاد
چہوڑنا جلد نہ رکھنا انہین صیادون پہ

حکم ہونے کو ہے دنیا کے مٹا دینے کا
دستک آنے کو ہی بربادی کی آبادون پہ

عشقبازون کو نہ پوچہا نہ خبرلی اونسنے
رحم آیا نہ کبہی یار کو بربادون پر

خون ناحق سے جو معشوق نہین بازآتی
اسکو کیا کیجیئے کیا زور ہے جلادون پر

روح کو تانستی ہین پیستے ہین دل سیدا
کیا قیامت ہی کہ بیداد ہے آزادون پہ

تنگدستی انہین برباد شرف رکہتی ہی
صبر پڑتا ہی عنادل کا یہ صیادون پہ

اُمید معراج کی ہے اونکو جہکے ہین تیرے جو آستان پہ
پڑے ہوئے ہین جو اس زمین پر دماغ اونکے ہین آسمان پہ
عجیب کیفیتین اوٹہی ہین فسانہ گو نے جہما دیا ہے
کیا ہے اے یار وجد کیا کیا تمہاری دلچسپ داستان پہ
سدا رہیگا وہ خوبصورت کبہی نہ کم ہوگا حسن اوسکا
شباب اوسپر فریفتہ ہے ہوا ہون مفتون مین حسین جوان پہ
خدا کے بندون مین کون بندہ بتانے جاتا ہے اونکو رستا
مسافران عدم عدم کو روانہ ہوتے ہین کس نشان پہ
چمن کے سایہ سے بہاگتا ہون اسے بہی صیاد چاہتا ہون
بہار نے دل اولٹ دیا ہی گمان قفس کا ہے آشیان پہ
وہ آزماتے ہین ظلم اپنا ہم آزماتے ہین اپنے دل کو
ہوا ہے مرنے کا شوق ہمکو وہ ناز کرتے ہین امتحان پہ
نہ کر تو عشق مجازی اے دل جو کر تو عشق حقیقی اے دل
نمود ہوتی ہے مٹ کے اوسکی جو کوئی مٹتا ہے قدردان پہ
کیا ہے ممتاز بندہ یہ دور بلا کے معراج مین جہتے
دکہادو جلوہ بہی اسکو اپنا کرم کیا ہے جو میہمان پہ

شفق کے گلرنگ پھولنے سے ہوا شہادت کا اوج ظاہر
اوٹھا کے لیجاتے ہین فرشتے لہو شہیدون کا آسمان پہ

ہلاک کر دیگی کوئی دم مین تلاش نادیدہ آشنا کی
محبت اوسکی جو ہوگئی ہے قضا یہ نازل ہوئی ہی جان پہ

کیا ہے تکیہ جو ہمنے اسیر ہنین مرینگے ہنین مرینگے
خوشی خوشی تو بہشت دیگا مٹین کے تیرے جو آستان پہ

شکار ہونے کی آرزو مین کہونگا اوس سے مین صید گہ مین
اوڑا دے دل کا جو تو نشانہ چڑھاؤن چلہ تری کمان پہ

فلک کا جور و ستم بھلایا مسافرت کا مزا چکھایا
مرے پر ایسا لحد نے پیسا چھٹی کا دودھ آگیا زبان پہ

طواف گل کے لیے کہان سے چمن پہ آکے پرش کیا ہی
یہ پر عنادل کے اوڑ رہے ہین کہ ٹڈی چھائی ہی بوستان پہ

مزاج اونکا ہوا ہے برہم اوٹھاؤ بستر یہان سے بھاگو
قیامت آنے کو اے شرف ہی عتاب ہونے کو ہی جہان پہ

خوب رسوائی ہوئی عشق جنون زا ہوکر
ہوش تک بھی نہ ٹھکانے رہی سودا ہوکر

چلیے خلوت مین پھر آ بیٹھیے گا محفل مین
میری دو باتین بھی سن لیجیے تنہا ہوکر

لیلی و قیس کی اس شوق مین و چلین نکلین
استراحت کا مزا لوٹیے اک جا ہوکر

آڑے آجاتی ہے قربان تری رحمت کی
عیب پوشی یہ کیا کرتی ہے پردا ہوکر

کام ہنگامۂ محشر مین ہمارا کیا تھا
ہم فقط آئے تھے مشتاق تماشا ہوکر

بیٹھے بیٹھے جو خداوند کو غصہ آیا
خاک مین ملگئی دنیا تہ و بالا ہوکر

کیا مین جمعیت محشر مین پہنکر جاؤن
اک کفن تھا سو وہ بھی ہوا میلا ہوکر

دل ہمارا جو لیا اوسنے کف روشن مین
رنگیا ہاتھ مین اوسکے ید بیضا ہوکر

دفن کو آئی جو میت ترے دیوانے کی
خاک گلزار اوڑانے لگی صحرا ہوکر

کوزہ پشت تون کی طرح جھک گئی سرو شمشاد
یون مٹایا قد بالا نے دو بالا ہو کر

ساحل وا بکی جانب جو نظر کی بے یار
مرے اشکون نے ڈبویا مجھے دریا ہو کر

چاہنے والون کو دیدار سے ترساتے ہو
منھ چھپاتے ہو مریضون سے مسیحا ہو کر

زیر شمشیر نہ ہوتے جو نہ الفت کرتے
واجب القتل ہوئے ہم ترے شیدا ہو کر

اہل شرف انس جو کرتے ہین پریزادون سے
آدمیت سے گذر جاتے ہین سودا ہو کر

ضبط کیا تو نے کیا ہے متحمل ہو کر
واہ رے دل کہ تڑپتا نہین بسمل ہو کر

عشقبازی کا مزہ لوٹیے کامل ہو کر
چاہیے یار کو اپنے ہمہ تن دل ہو کر

کی رسائی تو وہ کی عشق مین کامل ہو کر
عمر بھر یار کے پہلو مین رہا دل ہو کر

یار نے دولت دیدار کا انکار کیا
منھ دکھانے گئے نہ قابل رہی سائل ہو کر

کر دیا اسکو بھی تصویر تری صورت نے
رہ گیا سکتے مین آئینہ مقابل ہو کر

واجب الرحم ہون رحمت سی نہین پیش آتے
حق تلف کرتے ہو حقدار کا عادل ہو کر

مل گئے مٹی مین اوٹھی بھی جہان سے مٹی
خاک تھی خاک ہوئی خاک مین شامل ہو کر

بیجے ہر تخم مین تصویر کا عالم دیکھا
لالہ و گل کا مرقع ہوئے گھائل ہو کر

دیکھ ہی لینگے ہمین وہ نظر رحمت سے
اب تو آئے ہین گنہگارون مین شامل ہو کر

خاک لیلی کی جو تھک جاتی ہے اوڑتی اوڑتے
تربت قیس بٹھا لیتی ہے محمل ہو کر

ناتوان ہین کوئی کیا گور سے بڑھکر ہوگا
تنگ رکھتی ہے مسافر کو یہ منزل ہو کر

شانہ ہلواکے وہ تربت مین مرا کہتے ہین
انکو چونکا دو یہ کیون سو رہی غافل ہو کر

بے خبر دولت دیدار کے محتاجون کی
کسکے دروازے پہ جائین تری سائل ہو کر

پھیر لینگے نظر اپنی وہ پیا کر دینا
صفت اولٹ جائیگی آراستہ محفل ہو کر

کب تک آنکھون کو رہیگا یہ مرض رقت کا
اب تو بینائی بھی رخصت ہوئی زائل ہو کر

کشتۂ ناز کی تربت کی زیارت ہوگی
گھیر لیگی اوسے رحمت تری نازل ہو کر

بندۂ عشق اوسی اللہ کی رحمت جانے
سہل ہو جائے کوئی کام جو مشکل ہو کر

جان لیتے ہو مری قدر اگر کرتے ہو
حق کبھی دل میں جو آتا ہے تو باطل ہوکر

تم نے بلوا کے بھی ہمکو نہ دکھایا جلوہ
داغ ہم لیکے چلے آئے تھے شامل ہوکر

نوجوانوں کی جوانی پہ خدا رحم کرے
گل نہ مرجھائے کوئی دید کے قابل ہوکر

یار تکبیر کا شکریہ ادا کرتا ہوں
لوٹتا ہوں ترے قدموں پہ جو بسمل ہوکر

پاؤں مجھپر سے اوٹھالے کہ تڑپ لوں ظالم
ڈر نہ تو مجھسے میں کیا لپٹونگا بسمل ہوکر

خون بہا یار پہ ثابت نہیں ہوتا میرا
حق محبت میں مٹا جاتا ہے باطل ہوکر

جلوہ گر ہونے لگی پیش نظر شکل اونکی
صورت وصل ہوئی ذوق میں کامل ہوکر

زندہ درگور ہوے ہوکے جدا ہم تجھسے
زندگانی کا مزا لٹ گیا حاصل ہوکر

اسقدر سہم گئی روح چھری پھرتے ہی
مارے ڈر کے ترے تڑپا نہ میں بسمل ہوکر

ای شرف بہتے ہیں آنسو جو مری آنکھوں سے
یار کے دل کو یہ لہرائیں گے ساحل ہوکر

دیا اوسنے جو جگر کا میرے دل پر نوجوان ہوکر
مہم عشقبازی میں نے سر کی نیم جان ہوکر

وہ مشتاقوں میں جب آئی تو آئے جانجہان ہوکر
چھپی آنکھوں کے پردوں میں ہر دل میں نہاں ہوکر

خدائی کی جو نکلا سیر کو وہ نوجوان ہوکر
جہاں کو زندہ باغ اوسنے کیا جان جہان ہوکر

برنگ بوے گل آئی چلے روح روان ہوکر
دہائی ہے دہائی مار ڈالا مہربان ہوکر

ترے صدقے کی بلبل جھٹ کی آتی ہیں جو گلشن میں
بساتے ہیں وہ نہیں پھولوں کے غنچے آشیان ہوکر

میں بسمل ہوکے تڑپونگا تو سر صیاد ٹیکیں گے
لہو روئینگی چھریاں میری گردن پر رواں ہوکر

اوٹھائیں حسرتیں تیرے لب معشوق سے نے دل کی
دعا کی صاحب خانہ کو لوٹا میہمان ہوکر

نہ پہونچا یہ تمہاری آستانے کی بلندی تک
تمنا میں رہا پھیرا بگولہ آسمان ہوکر

یہی جو چاہے جیسے یار نے آئینہ دیکھا ہے
لے ہیں دو پری پیکر وہ قالب یکجان ہوکر

بہار جاودانی لوٹ لی تیرے شہید دل نے
مرقع ہو گئی گلزار جنت کا خزان ہوکر

اوڑائی خاک دنیا ترک کی ساری خدائی نے
قیامت ہو گئی تیرے تلون کا بیان ہوکر

کہاں سے لاؤں میں وہ قصر جسمیں یار رہتا ہے
میری آنکھوں سے غائب ہو گیا ہے لامکان ہوکر

ترے پالے ہوئے بلبل جو رہجاتے ہین گلشن مین — خوشامد کرتے ہین گلچین نثار آشیان ہوکر
کبھی آنے نہ دیگا دہوپ گور غریبان پر — ترا ابر کرم سایہ کریگا سائبان ہوکر
ترے محفل کا مجمع سانس بھی تو لے نہین سکتا — اسی منزل پہ مٹتا ہی فروکش کاروان ہوکر
یہ کیونکر اسے پری پیکر ترے مجنون نے دم توڑا — کہان سے آگئی اوسمین یہ طاقت ناتوان ہوکر
ہزارون صیدگاہ عشق مین دل تمسے اوڑوائے — مژہ نے ہوکے تیر ناز ابرو نے کمان ہوکر
دراندازون کا دم گھٹ جائیگا رستہ نہ سوجھیگا — مری آہین بھی وہ اندھیر ڈھائینگی دھوان ہوکر

چھری پھرنے کی حسرت ہی مزا ہے اضطرابی کا
شرف مجھکو تمنا ہے کہ تڑپون نیمجان ہوکر

ہوا جو حسن پر نازان وہ گلرو نوجوان ہوکر — جوانی ہو گئی سفتون بہار جاودان ہوکر
کیا برباد انہین بھی غنچہ و گل نے خزان ہوکر — جہان مین خاک اوڑاتے ہین پریشان باغبان ہوکر
تڑپتا ہون کہ پھر دیکھون جو عالم مین نے دیکھا ہے — وہ صورت ہو کہ شرماتے ہین یوسف نوجوان ہوکر
بدل کر بھیس اوسکی انجمن مین غل مچاتا ہون — فغان میری زبان کرتی ہے بلبل کی زبان ہوکر
تم اپنی انکھڑیون کے واسطے کاجل جو پاروگے — تمنا مین ہماری روح نکلیگی دھوان ہوکر
ہمیشہ خاک اوڑاتی ہے زمین گور غریبان کی — ترے کشتے کو روتا ہی سیہ پوش آسمان ہوکر
تمنا ہے کرون الہام کی باتین حسینون سے — بتاؤن غیب کا احوال تیرا راز دان ہوکر
کسی بیکس کی میت جب مری تربت کے پاس آئی — شریک اوسکے ہوے کافور میری استخوان ہوکر
ترے کوچے مین ایسی شان رفعت نے دکھلائی — جھکا میرے بگولے سے پشیمان آسمان ہوکر
پھڑکتا ہون تو گل ہنستے ہین غنچے مسکراتے ہین — پشیمان ہون کہ تنکے کیون چنے بے آشیان ہوکر
کہین سے باغ مین آتا ہی بہ کر خون بلبل کا — چھڑکتا ہے گلون پر آبدیدہ باغبان ہوکر
تم اپنے زخمیون کا حسن سامان آکے دیکھو تو — جہان سے کوچ کرتے ہین گلون کا کاروان ہوکر
لحد مین نزع مین محشر مین مجھکو آزمایا ہے — میری بخشش ہوئی ہے امتحان پر امتحان ہوکر
ہوس دل کی نکالینگے بہار اسسال آئی تو — ہزارون پھول چن لائینگے ہم بھی باغبان ہوکر
نہ خاطر ہے نہ دلجوئی نہ پرسش ہی نہ صحبت ہی — ہوئی مایوس ہر صورت سے تیرے میہمان ہوکر

ستانے اب نہ پائیگا کسیکو غم تعشق کا + | رگ جان نے مری جکڑا ہی اسکو پیچان ہوکر
ہمین اے ہمصفیرو لے چلا صیاد گلشن سے | بسانے جاتے ہین کنج قفس بے آشیان ہوکر
چمن مین اوس پری پیکر نے جب مسی لگائی ہی | ہوئی ہو زرد اوڑا ہی رنگ سوسن کا [illegible] ہوکر
ترا دیوانہ اپنے پاؤن جب توڑے ہی مروڑیگا | برابر گر پڑینگی ٹکڑے ٹکڑے بیڑیان ہوکر

مریض عشق کے دلمین شرف طاقت نہین باقی
کراہا بھی نہین جاتا ہی اوس سے ناتوان ہوکر

گیا تہا لانے کو اوس شوخ فتنہ گر کی خبر | سنائی آ کے سنگائی جو نامہ بر کی خبر
پتا ہی صبح شب وصل سے نہین ملتا | نہ مجھکو دل کی خبر ہے نہ ہی جگر کی خبر
کسی پہ آنکھ پڑیگی تو برق کوندے گی | اوڑیگی چشم زدن مین تری نظر کی خبر
پیام بھیجا ہے اوسنے مزاج پوچھو اکر | ارمانتا ہے خبر دار اس خبر کی خبر
سنا کسی سے رگ گل کسی سے رشتۂ جان | مگر کھلی نہ مفصل تری کمر کی خبر
گلون کے گرد مین برباد گو ہین صرصر سے | سنے ہی اوڑتی ہوئی اپنے مشت پر کی خبر
صبا نے دہوم اوڑائی جو بوے گیسو کی | جہان مین پھر نہ سنی عنبر و اگر کی خبر
اخیر وقت تم آئے تو کیا ہوا اے یار | بشر ہی لیتے ہین اسوقت [illegible] بشر کی خبر
پڑا ہے بیخبر ایسا شہید ناز ترا | نہ سر کو تن کی خبر ہے نہ تن کو سر کی خبر
کہانتک اسنے کہون سرگذشت دنیا کی | فرشتے پوچھتے ہین مجھسے عمر بھر کی خبر
جہان مین عالم ارواح سے نہ آتا مین | وہان جو ہوتی عدم کی مجھے سفر کی خبر
غش آگیا جو کبھی آنکھ کھل گئی میری | گھٹنے ہائی پی تو نہ مجھکو رہی اثر کی خبر
خدائی مین وہ پریرو خدائی کرتا ہے | ہو بہو ہے اوسے ایک اک بشر کی خبر
تری سواری نکلنے کا راستہ نہ ملا | کسی کو بھی نہوئی تیرے رہگذر کی خبر
وہ ضعف ہی جو مسیحا بھی آکے پوچھیگا | کبھی نہ جائیگی درد دل و جگر کی خبر

ہر اک طرف سے شرف مجنون کا زمزمہ ہے
دماغ اوڑیگا سنون مین کدہر کدہر کی خبر

رجوع ہوتے ہین یارب یہ خوبرو کیونکر
کسی کی اسنے نکلتی ہے آرزو کیونکر

کیا ہے کولیا اوس سے فریب مشاطہ
ہوئی ہے یار کی آئینہ دار تو کیونکر

کسی پہ وار کرے وہ اولٹ کر مجھ پہ پڑکر
چٹا دون یار کی تلوار کو لہو کیونکر

جنون کی داب سے واقف نہین ہین اے مجنون
جہان مین خاک اوڑاتے ہین چارسو کیونکر

گناہگار ہون اوسنے مجھے بلایا ہے
غضب ہے جاؤنگا مین اوسکے روبرو کیونکر

لہو لگا کے شہیدون مین مین بہی ملجاؤن
رگڑ دون یار کی تلوار پہ گلو کیونکر *

زبان بند ہوئی وقت نزع ہے اے دل
وہ شاید آئے تو اب ہوگی گفتگو کیونکر

بٹھا دیا ہمین اک جا پہ ناتوانی نے
کرینگے یار کی افسوس جستجو کیونکر

لباس چاک جو ہوتا تو کرتے ہم بخیہ
پھٹا ہوا ہے کلیجا کرین رفو کیونکر

ہوس مین دید کی آنکھین جو تھی پہوڑوا دین
ہمارے دل سے نکالوگے آرزو کیونکر

نماز شکر جو ہاتی ہے اونکے آنے کی
خوشی کے مارے کیا جائیگا وضو کیونکر

ہمارے دل کی اوڑائی ہین حسرتین کسنے
کیا ہے یاس نے اسکو مکان ہو کیونکر

بنا تھا حسن کے جامے سے پیرہن گل کا
ہوا ہے چاک یہ کیونکر کرون رفو کیونکر

جو ضبط ہو نسکے کی جدائی مین رقت
ہنسینگے لوگ رہیگی پھر آبرو کیونکر

تمھین بتاؤ نہ مُنھ پر جو روکتا شمشیر
تمہارے سامنے ہوتا مین سرخرو کیونکر

شرف تمام ہوئے انتظار مین آخر
اب آنکھین پہاڑ کے دیکھوگے چارسو کیونکر

چھڑکتا ہون مین بلبل کی طرح اوس روے رنگین پر
کہ جسکی سادہ لوحی طرہ ہے ہرگل کے تزئین پر
تعشق دل کو شہباز نظر سے اوس پری کے ہے
یہ وہ جانباز طائر ہے جو پروانہ ہے شاہین پر
تصور مجھکو اوس پیشانی کی افشان کا رہتا ہے
قیامت توڑتی ہے چھوٹ جسکے ماہ و پروین پر

ترے شبدیز سے یہ کونسا مجروح لپٹا تھا
یہ کسکے خون کے دھبے پڑے ہین دامن زین پر
یہ خوشبو اس ستم کی بھینی بھینی کسکی آتی ہے
ہوائی چھوٹتی ہے جو نسترن پر اور نسرین پر
کیا ہے تمنے جاری یہ جو سکہ بے نیازی کا +
چلے ہو بادشاہ حسن ہوکر کسکے آئین پر +
سمجھتے ہین یہ کیا تفسیر تیرے مصحف رو کے
جو اکثر نزع والے جان دیدیتے ہین یٰسین پر
جنون کا دل سے مجنون کے مزا ہرگز نہ جائیگا
کیا ہے وجد میری داستان وحشت آگین پر
دلاسا تم جو دیتے ہو تو شادی مرگ ہوتا ہے
غضب مین جان پڑتی ہے جو رحم آتا ہے غمگین پر
سر اپنا وہ پریرو میرے زانو پر جو رکھدیگا +
ہزارون شکر کے سجدے کرونگا خشت بالین پر
اسیر دل کی بر لانے مین اسنے بھی نہ کوشش کی
دعا کس یاس سے مانگی تھی نازان ہوکے آمین پر
جنون بلقیس لائی ہے مگس رانی کی حسرت مین
تمھین بیٹھے ہوئے دیکھا ہے جب سے تخت زرین پر
جگر پکڑے ہوئے بیتاب کیون عالم مین پھرتے ہو
شرف تم تو بہت نازان تھے معشوقون کی تسکین پر

روح غائب ہوگئی افسوس تن سے چھوٹکر	چل بسی یوسف کی خوشبو پیرہن سے چھوٹکر
داغ دل چمکا ہے زلف پرشکن سے چھوٹکر	آفتاب حشر نکلا ہے گہن سے چھوٹکر
بجد مین کس سے لپٹا پھر ہرن سے چھوٹکر	ای جنون مجنون پہ کیا گذری وطن سے چھوٹکر

جان دی ہی گلرخون کی انجمن سے چھوٹ کر
سیکڑون صیاد سونا ردن کی خاطر لے گئے
پاک دامن خون کے دھبّون نے قاتل کو کیا
گل کو پژمردہ کیا بلبل کو افسردہ کیا
دیکھے دم دنیا سے گورستان مین لے آئی اجل
دیکھکر گنج شہیدان کی زمین بھر آگیا
اک تلاطم مین رہینگی مارے غم کے جوئے شیر
میری تربت کے گلون مین ہو گئی پژمردگی
توڑکر پھانسی حرے وحشی کو آیا ہی جلال
مخلصی کا چاہ کنعان پر چڑھاونگا چراغ
اوس پری کی بزم مین ملتا ہی جسکو جسکو عطر
جیسے آدم کو ہوا تھا غم نکل کر خلد سے
جا نجات تیری کریمی بھیجتی حلہ کے ساتھ
ہو گئیٔ تصویر غم کی پھر نہ بولے عمر بھر
غم ہے معشوقون کو اوجھل ہو کر چشم یار سے
کھلے رنگ اوس گل نے جو پھوا یا گلال
رحم کر مجھکو بچا لے اے خداوند کریم
جامۂ جسم اسقدر آخر کو بوسیدہ ہوا
ڈھونڈھتے جاتی ہے میت عالم نابود مین
کسکے مژگان کی چمک نے اسقدر لرزا دیا
جامۂ گل مین لپٹی ہی یہ جو بوے ولفریب
سیکڑون صیاد آتے ہین طواف قبر کو
اسلیے مین سونگھتا پھرتا ہون ہر پھول کی

شہر خاموشان بسایا ہی چمن سے چھوٹ کر
خون ہم روئے جو اوس ناوک فگن سے چھوٹ کر
خود بخود غائب ہوئے سب پیرہن سے چھوٹ کر
ہو گیا افسون شگوفہ بھی دہن سے چھوٹ کر
آئی کس ویرانے مین کس انجمن سے چھوٹ کر
گر پڑے اوزار دست گورکن سے چھوٹ کر
کوہ کا دل خون ہوگا کوہکن سے چھوٹ کر
غم جو حسرت کو ہوا داغ کہن سے چھوٹ کر
شور ہے اک شیر بپھرا ہے ہرن سے چھوٹ کر
یوسف دل آئیگا جسدن ذقن سے چھوٹ کر
فتنہ ہو جاتا ہی میل اوسکے بدن سے چھوٹ کر
مجھکو وہ صدمہ وطن کا ہی وطن سے چھوٹ کر
پاکدامانی جو رہجاتی کفن سے چھوٹ کر
ہم تو ایسے چپ ہوے اوس کم سخن سے چھوٹ کر
چوکڑی صیاد بھولے ہین ہرن سے چھوٹ کر
سرخی اوسمین آگئی لعل یمن سے چھوٹ کر
مین بیابان مرگ ہوتا ہون وطن سے چھوٹ کر
مرگئی بوے حیات اس پیرہن سے چھوٹ کر
رات کو گم ہو گئی ہے روح تن سے چھوٹ کر
گر پڑی کیون چھوٹ سورج کی کرن سے چھوٹ کر
ہو گئی مفقود الخبر اس پیرہن سے چھوٹ کر
مرگیا ہون کوئی نے ناوک فگن سے چھوٹ کر
اک قفس مین جاکے لپٹا ہی چمن سے چھوٹ کر

منزل راہِ وفا مین ہون فنائی اسلیئے
کھو گیا ہے دل مرا مجھ لغزہ زن سی چھوٹ کر

جاکے قبر قیس پر لیلا نے اپنی جان دی
چل بسی دنیا سے شیرین کوہکن سی چھوٹ کر

میری بیتابی پہ نخچیرون کے آنسو گر پڑے
اسقدر پھڑکا مین اوس ناوک فگن سی چھوٹ کر

جان لیگی اوسکی محفل کی بلا قید ای شرف
ہونگے شادی مرگ ہم رنج و محن سی چھوٹ کر

مجھکو بھی دم تو نے دی دم ابھی بسمل نہ توڑ
ہوں ترا ہمدرد صدمہ دیکے میرا دل نہ توڑ

ایک بوسے کے لیے للہ ظالم منھ نہ پھیر
صدمہ بے اعتنائی سے دل سائل نہ توڑ

دل مرا ہے تیری تصویر خیالی کا جواب
ایسے آئینے کا ملنا ہوگا پھر مشکل نہ توڑ

مشکل آسان کر ہماری بگیناہی پر نہ جا
شوق سے چورنگ کر شمشیر سے قاتل نہ توڑ

تیری معشوقہ ہی لیلی رنج لیلی کو نہ دے
دل سنبھال اپنا دم اسے مجنون لیس محمل نہ توڑ

منع کر آنے کو تو لے چل کے خلوت مین مجھے
رشتۂ امید کو میری سر محفل نہ توڑ

بادشاہِ حسن ہی دے نامرادون کی مراد
دردمندون کی دعائین لے کسی کا دل نہ توڑ

دم تو لینے دے کہین راہ العشق مین مجھے
پاؤن مجھ خود رفتہ کے ای حسرت منزل نہ توڑ

نا امید امیدوارون کو نہ رکھ دیدار سے
سلسلہ الفت کا ای شاہنشہ عادل نہ توڑ

غنچۂ وابستہ ہی کھل لے تو دل کو توڑ لے
ناشگفتہ ہے یہ غنچہ اسکو اے نااہل نہ توڑ

نامراد آیا ہون جاؤن تیرے در سی بامراد
جلوہ دکھلانے مین حجت کرکے میرا دل نہ توڑ

ہون شکستہ دل نہ دی صدمہ مجھے ای بحر حسن
سامنے میرے حبابون کو لب ساحل نہ توڑ

داغ تو اسکو نہ دے اس سے ترقی ہی تری
چودھوین شب سے مروت ای مہ کامل نہ توڑ

زندگی ہے لاکھ نعمت ای شرف ہوشیار ہو
رشتۂ تار نفس کو ہو کے تو غافل نہ توڑ

جان غش ہے مرض عشق پر اے یار عزیز
تندرستی سے زیادہ ہے یہ آزار عزیز

ہو گی ناقدر کو کیا قدر پریزادون کی
باغبان کو نہین ہوتی گل گلزار عزیز

بعد مردن بھی نہ چھوڑا کبھی اسکا پہلو
حد جنت سے سوا کی تیری دیوار عزیز

روز ہنگامہ قیامت کا رہیگا برپا
شوخی و نازنے کی ہی تری رفتار عزیز

ہر طرف حشر مین بشاش پڑے پھرتے ہین
کسکی رحمت کو ہوے ہین یہ گنہگار عزیز

تم مسیحا ہو نہین چاہیے تمکو پرہیز
جان بلب سی نہ کرو شربت دیدار عزیز

عطر کھچوا کے لگاؤ گے بدن مین اپنے
ہوگی ایسی مری مٹی تمہین اے یار عزیز

ہر نفس ناز کریگا نفس عیسی سے
اوس پہ پروگے جو ہونگے لب گفتار عزیز

اسے پر پر و لب معشوق ہمیشہ سمجھا
اسقدر دل نے کیا بوسۂ سوفار عزیز

ہر دم اے یار عیادت کے لیے آتا ہے
کیا مسیحا کو ہوئے ہین ترے بیمار عزیز

ہون وہ جانباز مرا خون جو بہہ جاتا ہی
جو ہرون سے ہی سوا کرتی ہے تلوار عزیز

ناتوانان محبت کو ہے غفلت کا مزا
یہ غشی وہ ہی جسے کرتے ہین ہشیار عزیز

وقت کے بعد کبھی کوئی نہ پرسان ہوگا
قبر تک اور سب ساتھ ہین دو چار عزیز

رحم کر رحم خطاوار ہون توبہ توبہ
اب گنہ کو نہ کرونگا مین گنہگار عزیز

خوش کیا ہے تجھے ہوکر لب معشوق اسنے
ہے پری سے بھی سوا مجھکو یہ سوفار عزیز

جان بلب ہون جگر و دلمین ہین پیکان بہوت
انکو کھینچنے نہ لگا رحم کر اے یار عزیز

کسکو ہے روح کے قالب سے رہائی منظور
کون ہے جسکو نہین ہے یہ گرفتار عزیز

ای شرف ترک کرون عشق مین اوسکا کیونکر
جان سے بڑھکے ہی وہ شوخ طرحدار عزیز

گوش زد وقت سحر ہو جو گجر کی آواز
غافلو جانو اوسے کوس سفر کی آواز

ہو گئی صبح دم اے شوق فغان لینی دے
ہی تھکی ماندی مری چار پہر کی آواز

اوڑ گئی اے قدرانداز مری سہم کے روح
سن سے آئی جو ترے تیر کے پر کی آواز

درد دل کہہ نہ سکا رعب مین آکر اوسکے
منھ سے نکلی بھی نہ مجھ خستہ جگر کی آواز

میرا نالہ نہ کسی اہل محلہ نے سنا
ناتوانی سے رہی گھر ہی مین گھر کی آواز

نامۂ شوق لیے کسکا اوڑے جاتے تھے
آرہی تھی ابھی جبریل کے پر کی آواز

اوڑ گئے ہوش گلستان مین جو پتا کھڑکا
مر گئے آئی جو افتادہ ثمر کی آواز

جب پریزاد نے جھنکار سنی رحم آیا
میری زنجیر کی ہے کیسی اثر کی آواز

سُنکے فریاد مری اوس شہ خوبان نے کہا
کوئی لا لے تو خبر ہے یہ کدہر کی آواز

روز کٹتے ہین گلے اوسکی خوش الحانی پر
کیا خوش آہنگ ہی اوس خنک قمر کی آواز

اے گلو فصل خزان آنے دو کیا ہوسکے ہو
کھڑکھڑا ویگی تمہین برگ شجر کی آواز

جو بہادر ہین وہ صدمے سے نہین اُف کرتے
کون سنتا ہی گرہ جنے مین گہُر کی آواز

اے جنون نجد سے زندان مین مجھے پہونچا دے
دل تو بہلے کا سنونگا جو بشر کی آواز

دفعۃً آنکھین بچھاتا ہوا مین پہونچا ہون
جب سنی ہی کسی منظور نظر کی آواز

دم کسی مین بھی نہ اے شوخ رہا کھینچے ہی
شب سے آئی جو تری تیغ کمر کی آواز

ای شرف آ کے وہ جیتا تمہین چھوڑیگا
یار سن لیگا جو ٹکرانے مین سر کی آواز

ہوا ہے گریۂ مجنون سے سبزہ کیا سرسبز
زمین دشت کی ہے منزلون برابر سبز

بہار مین مری تربت رہو سدا سرسبز
چڑھا دو چادر گل کے جو ساتھ چادر سبز

خدا سے ڈر مجھے کھلوا کے زہر سبز نہ کر
گواہی شاہدی کو ہو نہ جا بے خنجر سبز

ریاض ابر سے نرگس ہری نہیں ہوگی
کرینگے روکے اسے میرے دیدۂ تر سبز

کہان سے لا پینگے اوس سبزہ رنگ کی رنگت
ہوا کرین جو بہت شمشاد اور صنوبر سبز

عجیب رنگ ہی قصر زمردی کا ترے
ہزار باغ ہون اس سے نہونگے بہتر سبز

ہرا نہ تربت بلبل کا سبزہ ہوویگا
گلاب سے اسے سینچین تو ہو مقرر سبز

کرون نثار زمرد کو مین ترے خط پر
کہان یہ نور کا سبزہ کہان یہ پتھر سبز

حنا سے بڑھ کے دو رنگی کسی مین کیا ہوگی
کہ اندرون تو ہے سرخ اور باہر سبز

نہین وہ باندھے ہین تعویذ دھانی اطلس کے
لگا لیے ہین زمرد کے قدرتی پر سبز

بہار مین ہمین مارا ہے سبزہ رنگون نے
ہمارے خون کا یارو بنا و محضر سبز

قبا بنائیگا فصل بہار مین مجنون
اسی کو دیدو مری قبر پر کی چادر سبز

شرف کا قول یہی ہے کہ جو سنا وہ لکھا

ہوئے نہین کبھی گلبرگ زرد ہو کر سبز

یون ہجوم داغ حسرت ہی ہمارے دل کے پاس — جیسے لختے خون کے جم جاتے ہین بسمل کے پاس
سیکڑون قبرین بنی ہین کوچہ قاتل کے پاس — عاشقون کا قافلہ تھا مر مٹا منزل کے پاس
لوٹ کر پیکان جو رسینے مین رہگیا اچھا ہوا — دوسرا دل ہو گیا اک اور میرے دل کے پاس
اس ادا سے تمنے پھیری اوسکی گردن پر چھری — دو گھڑی تک دل مرا پھڑکا کیا بسمل کے پاس
آئی ہین گلزار جنت سے عیادت کے لیئے — جمع ہین روحین شہیدون کی ترے گھائل کے پاس
اوسطرف ہوگا پرستان مرنے والے اسطرف — ہم بھی اک محفل کرینگے یار کی محفل کے پاس
طرۂ گیسو نہین لرزان ہے روئے یار پر — وجد کرتا ہے چکورا یک مہ کامل کے پاس
اور ہی چاہت ہوئی لیلی کا پردا کھل گیا — دیکھتے ہی قیس کو بلوا لیا محمل کے پاس
خوب سمجھایا تہی صورت سے تڑپایا مجھے — رکھ دیا صیاد نے میرا قفس بسمل کے پاس
اک خدنگ ناز سے دونون اوڑ جائینگے — دل کلیجے پاس تڑپے گا کلیجا دل کے پاس
اوسکو کیا پروا ہے کیون نکلے گدائی کے لیئے — دولت امید کیا کم ہے ترے سائل کے پاس
قبر پر میری بنائی جائینگی دو تربتین — قیس کا دل ہو گیا ہے دفن میرے دل کے پاس
یار کی محفل مین جس کشتے کو پوچھا تو کہا — اک مسافر تھا بیچارہ مر گیا منزل کے پاس
پھڑپھڑاتا عندلیب پرشکستہ کی طرح — خلد سے رضوان اگر آتا تری محفل کے پاس
اسقدر بیخود کیا جوش جنون نے قیس کو — جانور وحشت زدہ رہنے لگے محمل کے پاس
خال مشکین کا مین جب جانون کہ نظارہ کیا — دونون آنکھون کے اگر رہجائین تل اوس تل کے پاس

دوسرا دریا بہایا میری آنکھون نے شرف
روتے روتے جان دی تربت بنی ساحل کے پاس

حسرت افزا ہو کی اوسنے خوب حاصل کی ہوس — میری آنکھون نے جو نرگس سے مقابل کی ہوس
لائی تھی دنیا مین ہمکو تیری محفل کی ہوس — نارسا تھے چل بسے دلمین ہی دل کی ہوس
عمر کم ہونے لگی اور آرزو بڑھنے لگی — اشتیاق یار نے دلمین جو نازل کی ہوس
روح جب تک جسم مین تھی ولولہ تھا قیس کو — اب نہ لیلی کی تمنا ہے نہ محمل کی ہوس

اوسکا نظارہ مہم عشق سر کرکے گیا
خوب ذوق و شوق نے کی سہل مشکل کی ہوس

اشتیاق یار کی ہونے لگی جسدم سرشت
عاشقی نے سیرے آب گل مین شامل کی ہوس

معرکہ آراے جانبازی ہون راہ عشق مین
امتحان کی آرزو ہی تیغ قاتل کی ہوس

خون ہموکا عمر بھر حسرت سے ہو کر ضیق مین
درد دکھ مین خوب ہی نکلی دق وصل کی ہوس

عالم ارواح سے نکلے ہین اوسکو ڈہونڈہنے
وہ مسافر ہین کہ روح و جان ہی منزل کی ہوس

خانۂ صیاد تک لیجا اوڑاکے بوسے گل
اے صبا تائید کر نکلے عنادل کی ہوس

آرزو ہے تو یہ ہی خلوت ہو اوس محبوب سے
دل کو حورون کی نہ ہی پریون کی محفل کی ہوس

مر رہا ہے تم نوازو دولت دیدار سے
شاہ خوبان ہونگا تو اپنے سائل کی ہوس

آرزوے حسرت دیدار مین کامل ہوئے
حضرت موسی نے ایسی ہی سے حاصل کی ہوس

نیمجان حسرت زدہ کچھ منھ سے کہ سکتا نہین
دل کی دل ہی مین رہی جاتی ہی بسمل کی ہوس

جسکے ہم شیدا ہین وہ رہنے لگا پیش نظر
اے شرف جوش تعشق مین وہ کامل کی ہوس

رت کے پہر جانے سے گلہاے چمن ہین مایوس
تنکے چننے سے بہی بلبل ہمہ تن ہین مایوس

حق تعالے ہی کرے رحم ترے کشتون پر
روح مین بیچین ہین لیے گور و کفن ہین مایوس

تم بازلی بہی سنینگے تو ہو گی تسکین
ابتو ایسے ترے شیدا اے دہن ہین مایوس

ہر طرح ہم اونھین صیاد سے چھڑوا دینگے
کیون رہائی سے اسیران چمن ہین مایوس

اوس جگہ مجھکو غریب الوطنی لائی ہے
زندگی سے مرے یاران وطن ہین مایوس

سب نے لوٹی تری دولت قدر اندازی کی
کچھ ادہر بہی کہ ہم اے تیر فگن ہین مایوس

ساتھ اپنے انہین اے شمع سحر لیتی جا
لاکھون پروانے تری گرد لگن ہین مایوس

حسن تقریر سے لازم ہے تشفی انکی
اے پری رو ترے مشتاق سخن ہین مایوس

یاس دیدار سے ہے جبسے تجھے چاہا ہے
ہم اوسی وقت سے اے عہد شکن ہین مایوس

بے چھری ذبح کیا ہے تری خوش چشمی نے
زیست سے اپنی غزالان ختن ہین مایوس

روز تم اونکو کوئین سیکڑون جھنکواتے ہو
اسلیے شیفتۂ چاہ ذقن ہین مایوس

خاک چھنوائیگا خوش باشون سے نیرنگ اسکا
سُن کے سب تیری زمانے کا چلن ہین مایوس

عالم یاس نہ کیونکر ہو تمہین منفعت ہو
آبلے سیر ہو گئے ہین زخم کہن ہین مایوس

کوچۂ یار مین امید نہین جانے کی
جسکے بلبل ہین چھٹا ہے وہ چمن ہین مایوس

ای شرف جسم سے اب روح کی رخصت ہے قریب
تندرستی سے سب اعضای بدن ہین مایوس

مرنے کے بعد بھی نہ گئی یار کی تلاش
پرسش جو کی فرشتون نے اظہار کی تلاش

اے یار کوہ طور کہان اور مین کہان
لائی ہے مجھے یہان ترے دیدار کی تلاش

جلوہ دکھاکے حال کسیکا نہ پوچھیے
بیخود ہین سب نہ کیجیے ہشیار کی تلاش

مدفن سے پچھلے ہین مجھے کیون ملائکہ
کس بادشاہ کو ہے گرفتار کی تلاش

زخمون کی بدھیان مری گردن مین ڈالدین
قاتل کے گھر مین جاکے جو کی یار کی تلاش

ڈھونڈھو لکے دردمندون کا اپنے کرو علاج
عیسی ہو چاہیے تمہین بیمار کی تلاش

نکلے چمن مین ڈھونڈھنے جو بلبل سے گشت پر
کرتی تھی گل کو پیار جو منقار کی تلاش

آئینہ ہوکے صاف دکھادی پری سی شکل
تھی اسلیے مجھے تری دیوار کی تلاش

بلبل کیطرح جاتے ہین گلرو کو ڈھونڈھنے
کرتے ہین عشقباز بھی کس پیار کی تلاش

زندان مین دیکھتے ہین وہ غصے سے ہر طرف
کیا جانے کونسی ہے گرفتار کی تلاش

فضل خدا سے مین بھی وہ بلبل جہان ہون
روح القدس کو ہے مرے گلزار کی تلاش

دن رات تجھکو چاہیے اے دل شباب مین
معشوق نازنین وطرحدار کی تلاش

راہ وفا نے دل کو دکھایا عجب سمان
غربت مین کی جو بارگہ یار کی تلاش

ڈھونڈھا جو آکے ہوش مین پایا نہ پیرہن
کانٹون مین دھجیان تھین جو دستار کی تلاش

دن رات کوی یار کی رہتی ہے جستجو
جویا ختن کے ہین نہ ہی تاتار کی تلاش

نکلا نہ پھر جو تیری گلی سے نے کی نجات
محشر مین بھی ہوئی جو گنہگار کی تلاش

ہمنے تمام عمر کچھ اور آرزو نہ کی ✣
جبتک جیے رہی ترے دیدار کی تلاش

سودائی ہو گئے لعت مین بلجاوئے گے شرف

ناحق ہے تمکو حسن کے بازار کی تلاش

حاضر ہے جان لے لو کیون ہو رہے ہو ناخوش
جسمین خوشی تمہاری مین خوش مرا خدا خوش

ہر وقت دل شگفتہ ہین گلشن جہان مین
کرتی ہے ہمکو کیا کیا اس باغ کی ہوا خوش

دل ہلگیا لحد کی منزل جو تنگ دیکھی
اسمین مسافر آکے ہوگا غریب کیا خوش

اے یار دشمن جان کھاتا ہون زہر تجھپر
جان اپنی دے رہا ہون کرتا ہون دل ترا خوش

دل خوش کیا ہے جسنے جلوہ دکھا کے اپنا
پروردگار عالم رکھے اوسے سدا خوش

کہتا ہے یار مجھسے جا یہان سے سرکو
پہلو دبا کے میرا کیا خوش ہوے ہو کیا خوش

برسون بہار لوٹی مین نے موافقت کی
اوس گل سے مین رہا خوش مجھسے وہ گل رہا خوش

لیکر مری مرادین آئیگی ناز کرتی
تیرے کرم سے کیا کیا ہوگی مری دعا خوش

سائل کا بھر دیا دل دولت وہ اوسکو بخشی
مایوس جسکو دیکھا فی الفور اوسے کیا خوش

بے یار کیون کیا تھا درمان درد دل کا
تاثیر زہر بخشی پی کر ہوے دوا خوش

نکھرا ہے اک زمانہ آمد سنی ہے کسکی
عالم مین جسکو دیکھو پھرتا ہے جابجا خوش

مرتے ہین جان بلب ہین اوسیر ہین شکستہ
کنج قفس سے ہونگے ہم ہوکے کیا رہا خوش

راہ وفا سے آکر لیجائیگا وہ مجھکو
محنت وصول ہوگی جس روز وہ ہوا خوش

لائی ہے نکہت گل صیاد کے مکان مین
کیا کیا کیا ہے دل کو بلبل کے اے صبا خوش

تسپر فریفتہ ہون دل دیکے تمکو اپنا
اتنا تو کہدو مجھسے ناراض تم ہو یا خوش

ہوتا ہے دل روانہ الفت کے عارضی مین
دیکھو تو کیا ہوا ہے رہزن سے رہنما خوش

مکھڑا دکھا دو اپنا تم مسکرا کے مجھکو
ہو جاؤن مین بھی خوش دل کہئے تمھین خدا خوش

کیونکر نہ پھر عطا ہو باغ ارم شرف کو
اللہ خوش نبی خوش حسنینؑ مرتضیٰ خوش

دیکھتے ہی اوس پری کو ایسے اوڑ جاتے ہین ہوش
غش جو آتا ہے تو دو دو دن نہین آتے ہین ہوش

یار آتا ہے تو ہم دل بھر کے دیکھین کسطرح
بیخودی چھا جاتی ہے تشریف لیجاتے ہین ہوش

عالم وحشت مین ملتا ہی نہین انکا پتا
کونسے صحرا مین کس جانب نکلجاتے ہین ہوش

چہرۂ پر نور دکھلانے کو جب آتا ہے یار
اوس گھڑی آفت عشق کی جان پڑ جاتی ہین ہوش

دیکھکر اوس گل کو ہو جاتے ہین ایسے باختہ
پہر ٹھہرتے ہی نہین ہم لاکھ ٹھہراتے ہین ہوش

غش جو آتا ہی تو ہو جاتی ہے پہر ایسی غشی
دفعتًا تاک عدم کی راہ دکھلاتے ہین ہوش

کیسا کیسا چاہتا ہون مین جنون سے انفراغ
آپ مین آنے کو کیا کیا مجھکو ترساتے ہین ہوش

او مسیحا آکے تو جلدی خبر لے نزع مین
پہر گئین آنکھین ہماری گم ہوئی جاتے ہین ہوش

ایسی فصل گل مین ہو جاتی ہی گھبراہٹ نہین
مفت مین جوش جنون کی ہاتھ بکجاتے ہین ہوش

منفعل ہین مجھسے تاب دل نہ لا کر دید کی
اسلیے آتے ہوئے اب مجھ مین شرماتی ہین ہوش

مجھکو بسمل کرکے اوڑجاتی ہین اونکے سامنے
ماہئ بے آب کی مانند تڑپاتے ہین ہوش

سیر کرتا ہون عدم کی مین کبھی فردوس کی
بیخودی مین رنگ کیا کیا مجھکو دکھلاتے ہین ہوش

بیخودی ہو جاتی ہی جسوقت اونکو دیکھکر
پہر تو پہروں اڑیاں مجھسے رگڑواتی ہین ہوش

نزع مین غش کر گیا ہون اوسکی صورت دیکھکر
اے شرف بے یار اب مجھ مین نہین آتی ہین ہوش

جسوقت ہوی جاکے ہم اوس گل سے ہم آغوش
گل مارے خوشی کے ہوی بلبل سے ہم آغوش

ہم جشن کرین مسند شاہانہ بچھا مین
راضی ہو تو ہم تم ہون تجمل سے ہم آغوش

جسوقت قدم چومے گلے مجھکو لگا یا
جنت مین ہوا صاحب دلدل سے ہم آغوش

لپٹے ہین جو غنچے چمنستان مین گلون سے
آپس مین ہوے ہین یہ توسل سے ہم آغوش

چلاکے جو لپٹا تو خفا ہوکے وہ بولے
ہوتے نہین اس شور سے اس غل سے ہم آغوش

حسرت کسی معشوق سے ملنے کی نہ رہجاتی
ہو آئی حسینون مین جزو کل سے ہم آغوش

سرتابی کا پہر تمکو کبھی بل کبھی نہ رہتا
ہوتے جو کسی عاشق کا کل سے ہم آغوش

آئے ہو تو اے یار نہ شرماؤ نہ گھبراو
کیا جلدی ہی مین ہونگا تامل سے ہم آغوش

پہر نعمت دنیا کا کبھی نام نہ لیتا
ہوتا جو کسی اہل توکل سے ہم آغوش

غل ہوگا اسیران قفس مین کہ مبارک
صیاد کبھی ہوگا جو بلبل سے ہم آغوش

اے یار سنوارونگا ترے گیسوے پیچان
رویا مین ہوا ہون جو مین سنبل سے ہم آغوش

چھوڑا ہے گلستان مین شگوفہ وہ کسی نے	غنچے کبھی ہوتے نہین بلبل سے ہم آغوش
ہوگا گل شاداب مرا داغ جگر کا	قسمت جو کرے گی مجھے اوس گل سے ہم آغوش
سنتا ہون وہ اوس روز گلے مجھسے ملین گے	گل ہوونگے جسدن کسی بلبل سے ہم آغوش

جامے سے جو باہر ہو شرف مارے خوشی کے
ہو آج کہو کس اہل تغافل سے ہم آغوش

کس حسن سے وہ صاحب توقیر ہے خاموش	بیٹھا ہے وہ خاموش کہ تصویر ہے خاموش
نالہ نہ کر اے دل وہ پریزاد نہ سن لے	تجویز ترے واسطے تعزیر ہے خاموش
گردش کا جو تجھسے کبھی شکوہ نہین کرتی	مرضی یہ تمھاری مری تقدیر ہے خاموش
برسون سے ہی چپ چاپ ہی کھڑکائیے چلکر	سنتا ہی زندان مین جو زنجیر ہے خاموش
سنتا نہین چلتے ہوئے آواز بھی کوئی	جادو کی طرح یار ترا تیر ہے خاموش
اے یار کراہا نہین اُف بھی نہین کرتا	کیا ہے جو ترا زخمی شمشیر ہی خاموش
کس بات کی ہے دیر جو روکا ہی چھری کو	اب کیا ہی جو ظالم دم تکبیر ہے خاموش
اے جانجہان جلد جواب اسکا مجھے دے	کسواسطے پڑھکر مری تحریر ہے خاموش
محفل مین تری منھ سے نہین بات نکلتی	دیکھو جسے وہ صورت تصویر ہے خاموش
حسرت مین رہا ہی جو ترے تیر سے محروم	سناٹے مین افتادہ وہ نخچیر ہے خاموش
دیکھا ہے جو شانہ دل صد چاک کا اوسنے	سودائی گیسوے گرہگیر ہے خاموش
کردی ہی زبان بند کہ گھر کی اوسی دی ہے	کیا ہی جو ترا عاشق دلگیر ہے خاموش
دیوانہ ترا شور مچاتا تھا یہ کیسا	پہنے ہوی اب طوق گلوگیر ہے خاموش

رویا مین جو دیکھا شرف اوس غنچہ دہن کو
یوسف نے کہا کچھ نہین تعبیر ہے خاموش

جانجان سنتے ترا دہر مین افسانۂ خاص	آپ مین ہم نہ رہے ہوگئے دیوانۂ خاص
جان بلب ہو نہین کوئی سورہ یوسف پڑھ دے	گر مروت بھی تو مردون سنتے مین افسانۂ خاص
ای پری دیدہ اوس کسکو عنایت ہوگا	نشہ دارو سے جو لبریز ہے پیمانۂ خاص

کیون نہ شہرت ہو خود آرائی و آرائش کی
خلوت آئینے سے ہے شانے سے یارانۂ خاص

مول لو گے جنھین بھیجو گے گلوری اونکو
خاص لوگون کے لیئے جائیگا بیعانہ خاص

مال و زر بخش دیا حرص و ہوس اون کو
جانجان جان و جگر ہین تری نذرانۂ خاص

عشق کے نشے مین مخمور رہا کرتے ہین
تیرے متوالے ہین مشہور رہین مستانۂ خاص

کچھ حقیقت ہی نہ جانین گر وہ پروانون کی
آگ مین کود پڑینگے ترے دیوانۂ خاص

بند رہتی ہے ہوا رہتے ہین جس صحرا مین
ہو کا عالم ہے ہمارا جو ہے ویرانۂ خاص

خال عارض سے بھلا مشک کو نسبت کیا ہے
تل سے آنکھون کے بھی بہتر ہے سیہ دانۂ خاص

کیون نہ مین دل کو کلیجے سے لگائے رکھون
اوس پری رو کا یہ مشہور ہے کاشانۂ خاص

امتحان کیجے تو دیکھو کبھی میرے دل کا
شیر سے بھی تو نہ جھجکے گا یہ فرزانۂ خاص

ہر طرف مجمع محشر مین تجھی کو ڈھونڈھا
حشر کو حشر نہ سمجھا ترا دیوانۂ خاص

کیونکر اوٹھکر تری محفل مین مرا دل جائے
بے پر و بال ہوا افسوس یہ پروانۂ خاص

جگر و دل کا مرے بھی ہے خدا ہی حافظ
مجرم عشق ہون ہونے کو ہے جرمانۂ خاص

دوڑ کر اب نہ چلو پاؤن ادب سے رکھو
ای شرف وہ نظر آتا ہے جلوخانۂ خاص

مطلب ارم سے گلشن شداد سے غرض
فانی ہون مجھکو کیا ابد آباد سے غرض

آ نکلے تھے ہم اوس گل خوبی کو ڈھونڈنے
کچھ اور تھی نہ گلشن ایجاد سے غرض

دشمن کسیکا ہون نہ مرا ہے کوئی حریف
مطلب نہ داد سے ہے نہ بیداد سے غرض

مجھکو گذر یہ عمر رواں سے ہے کام کیا
رکھتا ہون زندگانی کی میعاد سے غرض

سنگو لگے جو جوئے شیر کریگی اوسے ہلاک
شیرین کو اور کچھ نہین فرہاد سے غرض

پروا نہین کسیکی ہے اوس شاہ حسن کو
آباد سے غرض ہے نہ برباد سے غرض

وہ خود غرض ہے مجھکو رہائی کی آرزو
کل ہی کو نکلیگی مری صیاد سے غرض

جانے کا اسکے کوئی ٹھکانا ہی دو بتا
رکھتے نہین جو بندۂ آزاد سے غرض

ادھر طبیعت آئی جو دشمن ہے جان کا
لاحق ہوئی ہے کس ستم ایجاد سے غرض

دل پریشش سے کھینچینگی تصویر یار کی
مانی سے واسطہ ہے نہ بہزاد سے غرض

کیونکر بھلا دون وعدہ فراموش مین نہین
مجھکو تو دمبدم ہے تری یاد سے غرض

کیون عشق و عاشقی کا سبق مین کسی سے لون
لا علم مین نہین مجھے استاد سے غرض

جان اونپر اپنی جاتی ہے ظالم وہ ہین تو ہون
بیداد سے غرض ہے نہ کچھ داد سے غرض

کیون اپنی جان کھوتی ہے شوق خدنگ مین
اے عندلیب کیا تجھے صیاد سے غرض

پوچھینگے آکے مجھسے نکیرین کیا شرف
رکھتا نہین مین عالم ایجاد سے غرض

ہو نہین سکتا جو کرتے ہین ترے بیمار ضبط
صدمۂ درد جگر کا ہی بہت دشوار ضبط

کسقدر زخمی وہ ہین جنپر یہ چھڑکا جائیگا
ہو رہا ہے یار کی سرکار مین زنگار ضبط

درد تنہائی مین کیا ہوتا ہی میرے دلکا حال
صبر ہے آزردہ خاطر اور ہے بیزار ضبط

کر چکی زلف معنبر مشک کی بستی اوجاڑ
آچکی ضبطی ختن کی ہو چکا تاتار ضبط

آفرین صد آفرین صد آفرین ای عندلیب
واہ کیا نالہ کیا ہی کھول کر منقار ضبط

جانجان لوٹا تو لوٹا اس دل پر داغ کو
اب نکرنا یون کسی مظلوم کا گھربار ضبط

دولت حسرت کی کثرت سے ہے میرا دل غنی
کیا کروگے ضبط اسے ہوگی نہ یہ زنہار ضبط

کیا گنہ مین نے کیا ہی اس شب تنہائی کا
کیون کیے ہین اسنے میرے طالع بیدار ضبط

اہل حرفہ کو جو آیا رحم مجھ سودائی پر
کرلیا اوس بادشاہ حسن نے بازار ضبط

دیکھ لی قاتل ہماری تو نے جانبازی کی شان
چھین لی تجھسے لپٹ کر کی تری تلوار ضبط

لوٹتے ہو تم جسے پھر جان تک چھٹتی نہین
دولت امید تک کرتے ہو تم اے یار ضبط

برہمی نے موسم گل کا عمل اوٹھوا دیا
کی خزان نے دفعتہ کیفیت گلزار ضبط

ہمت مردانگی کا دل مرا ہے بادشاہ
کرلیا تیر لب معشوق کا سوفار ضبط

اس نمک پاشی سے تیری اف بھی کرنیکا نہین
میرے زخمون پر چھڑکا دیکھ لے ای یار ضبط

سوز غم کے واسطے ہی ای شرف رقت مفید
گھٹ کے مرجاؤگے یہ اچھا نہین ہر بار ضبط

کس ستم کی تیز دم ہے اوسکی شمشیر الحفیظ
اور اوڑتی پھرتے ہین چارون طرف تیر الحفیظ

پھیر دی مجھپر چھُری کچھ بھی نہ قاتل نے سُنا
لاکھ مین کہتا رہا ہنگام تکبیر الحفیظ

آمد آمد ہے جو زندان مین تری سودائی کی
طوق غل کرتا ہے چلاتی ہے زنجیر الحفیظ

کشت و خون و قتل ہر فقرے سے ثابت ہے مرا
کس قیامت کی مجھے بھیجی ہے تحریر الحفیظ

اوڑ رہی ہین سبکی جانین اس قیامت سے تاک
تیر سے سہمے ہوے کہتے ہین نخچیر الحفیظ

ترچھی نظرون سے جو سفاکون نے تاکا ہے مجھے
ہر طرف سے پڑ رہے ہین سیکڑون تیر الحفیظ

اسقدر مجروح دل دیکھا ہے اپنا خواب مین
سُنکے یوسف بھی کہینگے وقت تعبیر الحفیظ

پُرزے ہوتا ہے جگر دل ہو رہا ہے پاش پاش
تیغ بران ہے تری اے شوخ تقریر الحفیظ

کیا پریشان ہے معاذ اللہ کیا آوارہ ہے
کہہ رہے ہین عاشق زلف گرہگیر الحفیظ

نجد مین دیکھا نہین جاتا کسی سے حال قیس
کسقدر غم نے کیا ہے اسکو دلگیر الحفیظ

کسقدر تم غیظ مین ہو ذبح کرنے مین مجھے
مارے غصے کے نہین سنتے ہو تکبیر الحفیظ

عاشق و معشوق سے پڑتا ہے ایسا معرکہ
جسمین بن پڑتی نہین کوئی بھی تدبیر الحفیظ

جان لیجاتی ہے اوسکی دل جو دیتا ہے اوسے
کسقدر انسان کو ملتی ہے تعذیر الحفیظ

اے نکیرین آکے میری پاسداری چاہیے
کس غضب کی مجھسے تم کرتے ہو تقریر الحفیظ

لیچلی ہے اے شرف گنج شہیدان مین مجھے
کسقدر دشمن ہوئی ہے میری تقدیر الحفیظ

آرزو ہے یار کا پیغام لائے وقت نزع
نامہ بر یارب فرشتہ بن کے آئے وقت نزع

کوئی دم مین ہم نہونگے ہوگا رونا پیٹنا
دیکھنا ہو جسکو ہمکو دیکھ جائے وقت نزع

راہ لی جنت کی آخر دم مین آکر موت نے
ایسے ایسے سبز باغ اسنے دکھائے وقت نزع

جسطرف کو یار ہوگا میرا رخ ہوگا اودھر
لاکھ کوئی قبلہ رو مجھکو لٹائے وقت نزع

جان لینے مین شتابی اسقدر کی موت نے
درد دل بھی یار سے کہنے نہ پائے وقت نزع

جانجان آؤ خدارا تم بھی دم بھر کے لیے
جمع ہوتے جاتے ہین اپنے پرائے وقت نزع

دم لبون پر ہوگا مین کلمہ پڑھونگا یار کا
جسکا جی چاہے وہ یہ بات آزمائے وقت نزع

قبض کین روحین شہیدون کی جو عزرائیل نے
پھول اون نازک دماغون کو سنگھائے وقت نزع

جسنے دیکھی جھلک کچھ مین سانس اوسنے رو دیا
آنسوؤنمین دوستون کے ہم بہائے وقت نزع

مرتے مرتے آمد آمد سُنکے اوس محبوب کی
کیسے ہم اوٹھ بیٹھنے کو تلملائے وقت نزع

دم نکل کر رہگیا پتھرا کے آنکھین رہگئین
حال پر اپنے جو دو آنسو بہائے وقت نزع

مر رہے ہین جسپر اوسنے بند کردی ہے زبان
کیا کہین ناگفتنی ہے ماجرائے وقت نزع

جان دیدی عشق مین جنکی رگڑ کر ایڑیان
دیکھنے کو واسطے بھی وہ نہ آئے وقت نزع

صورت اوس غنچہ دہن کی آگئی پیش نظر
ہمسے وہ ہنسنے لگا ہم مسکرائے وقت نزع

آئین جو حورین ہماری پیشوائی کے لیے
پیرہن مین پھر نہ ہم پھولے سمائے وقت نزع

کس پری پیکر کا نظارہ کیا ہے اے شرف
ناز کسکا دیکھکر تم مسکرائے وقت نزع

دیکھے جو کبھی بزم مین پروانۂ دل شمع
معشوقون سے کہنے لگے افسانۂ دل شمع

بجھتی ہے کوئی دم مین لرزتی ہے سحر سے
چھپ جائے مرا پاس جو کاشانۂ دل شمع

روشن وہ کرے آکے جو اسکا ہو یگانہ
تربت پہ نہ لائے کوئی بیگانۂ دل شمع

ہر صبح شب وصل تو لیتی ہے اسی سوال
اک داغ دیے جاتی ہے بیعانۂ دل شمع

خاطر سے تمہاری وہ جلا دیگی اسے بھی
پروانے سے دیکھے گی جو ویرانۂ دل شمع

شب کو جو بڑھی داغ تمنا کے تجلی
ہم سمجھے ہوئی طرۂ شاہانۂ دل شمع

لو اسنے جو تیرے رخ روشن سے لگائی
لائی ہے شب وصل مین نذرانۂ دل شمع

اک حسن کا شیدا ہے تو اک درد کا معشوق
پروانۂ دل سوز ہے جانانۂ دل شمع

فی الفور جلایا اسے پروانون سے پہلے
محفل مین تری ہو گئی بیگانۂ دل شمع

معشوقون جو چراغ رخ روشن کا یہ ہوگا
ہر بزم مین ہو جائیگی پروانۂ دل شمع

سب داغ شب ہجر مین ہین شام سے روشن
دکھلائے مین مجھکو سرے دیوانۂ دل شمع

پروانون کی کیا اصل ہے ان داغون کے آگے
لے دیکھ جلوہ دار ہے شاہانۂ دل شمع

پروانہ تمہارے رخ روشن کا سمجھتی
سنتی جو کسی بزم مین افسانۂ دل شمع

اوس گل کی شرف ہو ویگی کب روشنی اسمین
اندھیرے اک چاہتا ہے خانۂ دل شمع

درد دل کہہ لون جو آئے یار جانی وقت نزع
اتنی مہلت دے مجھے ای جانفشانی وقت نزع

دیر تک تڑپا ہون مین ای یار جانی وقت نزع
بیرخی تھی مجھکو تیری آزمانی وقت نزع

مرتے مرتے جا پڑا اوسکے در دولت پہ مین
ایڑیان رگڑین مگر کی پاسبانی وقت نزع

نبض رخصت ہو گئی ہے چلتی ہو رگ رگ کی سنان
مجھکو پلسے ڈالتی ہے ناتوانی وقت نزع

نیند آئی جاتی ہی آنکھین ہوئی جاتی ہین بند
ہو گئی یسین شب خوانی کہانی وقت نزع

مر رہا ہون کیون رگڑواتی ہی مجھسے ایڑیان
اے اجل کرتی ہے کیا چنگیز خانی وقت نزع

کیسے پہر اوٹھ بیٹھے ٹلجاتی موت آئی ہوئی
سنتے ہم یسین اگر اونکی زبانی وقت نزع

جان بجان دم گھٹ رہا ہی کھنچتی ہی رگ رگ سے روح
کس کشاکش مین پڑی ہی زندگانی وقت نزع

ای اجل مرتے تو ہین اچھی طرح دم توڑ لین
جانفشانی کی یہی کر لین مہمانی وقت نزع

کس ذقن پر مر رہا ہون مین جو حورین خلد سے
دمبدم لالا کے ٹپکاتی ہین پانی وقت نزع

آنکھ کھل سکتی نہین ہوتا ہی ایسا ناتوان
کچھ نہین چلتا ہی زور نوجوانی وقت نزع

زرد ہو جاتا ہے کیسا جسم نازک پھول سا
آدمی ہو جاتا ہی برگ خزانی وقت نزع

موت کی ہاتھون سے تو ایذا نہ دلوانا مجھے
جلد رخصت ہو جیو ای زندگانی وقت نزع

ہو گئے آگاہ ناز بے نیازی سے ترے
کیفیت سن لی فرشتون کی زبانی وقت نزع

روح و دل تحلیل ہین آنکھین ہین پتھرائی ہوئی
کسقدر چھایا ہی رعب لن ترانی وقت نزع

لا کے یہ کیسی مجھے انگشتری پہنائی ہے
کس پری پیکر نے بھیجی ہے نشانی وقت نزع

سانس ہو جاتی ہے گل کرنے کو آندہی ای شرف
جھلملاتی ہے جو شمع زندگانی وقت نزع

فروغ طور سے بڑھکر فروغ پائے چراغ
جگر کے داغ سے میرے جو لو لگائے چراغ

تمہاری بزم کے پروانون کو جو پائے چراغ
جلو مین ساتھ رہے روشنی دکھائے چراغ

اندھیری گور مین جسدم ہوی ہوا ای چراغ
جگر کا داغ مرا ہو گیا بجائے چراغ

قیامت شب تنہائی سے لرزتا ہے
زبان ہو تو دہائی دے غل مچائے چراغ

کسی کی بزم کی حسرت مین تلملاتا ہے
کہین یہ صورت پروانہ اوڑ نہ جائے چراغ

ضعیف ہونے سے دل ہے بجھا بجھا میرا
سحر کا وقت ہی کیونکر نہ جھلملائے چراغ

ادب سے آئے مری شمعرو کی محفل مین
جلو مین بھی کسی پروانے کو نہ لائے چراغ

یہ حال دل ہے تصور مین اوسکے گیسو کے
کہ جیسے سانپ کالے کے جھلملائے چراغ

کیا تھا کس سے سحردم یہ ناز سرتابی
نسیم صبح سعین جو ہے برائے چراغ

چڑھائے لیلی و شیرین نے پھول تربت پر
ہمیشہ کوہکن و قیس نے جلائے چراغ

دکھا دون شعلۂ داغ جگر جو مین اونکو
نہ پھر نگاہ مین پروانون کی سمائے چراغ

نہ فوق ہوگا مرے دل کی بیقراری پر
ہزار الفت پروانہ آزمائے چراغ

شب فراق کی عبرت سے ہو نہین ناواقف
لرز لرز کے نہ دل کو مرے ہلائے چراغ

ازل کے دن سے ہی روشن اسی کے شعلے سے
ہوئی ہے داغ جگر سے مرے بنائے چراغ

ہوئے شوق سے گل ہو گیا کنول دل کا
یہ آندھی وہ ہے کہ صد ہا شرف بجھائے چراغ

کھینچے ہوئے اجل لیے جاتی ہے سوئے تیغ
حسرت ہے سرخرو مین رہون روبروئے تیغ

عالم مین کرتی ہے حق و ناحق جو قتل عام
ابرو کے دم مین آکے یہ بگڑی ہے خوئے تیغ

اے دل لپٹ لپٹ کی جہان زخم کھائے ہین
باہین بھی ڈال دون جو مین دیکھون گلوئے تیغ

مجھ باوفا کا اسمین بھرا ہے نہ دے لہو
کیون یار دھوئے ڈالتا ہے آبروئے تیغ

جو ہی وہ کشتہ ہی تری شمشیر ناز کا
پھر ہو رہی ہے کسکے لیے جستجوئے تیغ

سر کاٹتے ہو تم تو نہ تسمہ لگا رہے
ایسا نہو کہ ہوئے کہین پست روئے تیغ

ہم سے گناہگارون کو چورنگ کیجیے
دل کی ہوس نکالیے اور آرزوئے تیغ

دیتی ہین روحین گنج شہیدان مین یہ صدا
پھر جا اجل رسیدہ ادھر ہے یہ کوئے تیغ

ایسی نہا کے نکھری ہے یہ میرے خون مین
عطر حنا سے بڑھ کے مہکتی ہے بوئے تیغ

آجائے رحم ہاتھ نہ مجھپر کبھی اوٹھے
حسرت مری جو دیکھو تو دیکھو نہ سوئے تیغ

گرتے ہو جلتی ہے مجھے سرکاٹ کر مرا
دنیا میں سرخرو ہو رہے آبروے تیغ

اے یار اوسکو پیرہن گل میں جانتا
ہوتا جو میرے جامۂ تن پر اڑے تیغ

قبضے کو چوم چوم کے لیتے ہیں منھ پہ زخم
مشہور ہیں جہان میں ہم سرخروے تیغ

دریا لہو کا دیکھ کے پوچھا تو بولے وہ
سیل فنا یہ ہے اسے کہتے ہیں جوے تیغ

اے شاد باش اے شرف اللہ رے حوصلہ
قاتل کے منھ کو چوم لیا روبروے تیغ

خوں بہا ثابت نہیں ہوتا ہے قاتل کی طرف
اور سنی حق ہوا جاتا ہے باطل کی طرف

ڈر نہیں مجھکو جو ہے شمشیر قاتل کی طرف
حوصلہ فضل خدا سے ہے مرے دل کی طرف

ہے کوئی ایسا محیط اے دل عدم کی راہ میں
سر کے بل جاتے ہیں انسان پہلی منزل کی طرف

دیکھکر صیاد کو عبرت سے ہوش اوڑ جائینگے
کیا کرینگے ہو کے مشت پر عنادل کی طرف

مانگتا ہے جب دعا آمین کی آتی ہے صدا
خاص بندے تیرے ہوجاتے ہیں سائل کی طرف

صیدگاہ عشق پر پھڑکا ہوا اے دل جو ہے
سب طرف جانا نہ جانا اوسکی بسمل کی طرف

مستعد مرنے پہ ہم ہیں جان تم لینے کو ہو
تم ہو آسانی کی جانب ہم ہیں مشکل کی طرف

جانجان جسنے تری اکبار صورت دیکھ لی
آنکھ اوٹھاکر پھر نہ دیکھا ماہ کامل کی طرف

کوئی بھی اسکا طرفدار اور الفت میں نہیں
اک فقط میرا کلیجا ہے مرے دل کی طرف

حشر کیوں برپا ہے کی بیداد کس جلاد نے
ہو رہی ہے کیوں رجوع خلق عادل کی طرف

آب زہرہ ہوگیا آنسو کبھی تھمتے نہیں
اک نظر دیکھا تھا اوس ظالم نے بسمل کی طرف

فوج ولشکر کی حقیقت کیا ہے اوسکے سامنے
حسن عالم گیر ہے اوس شوخ جاہل کی طرف

مٹ ہی جائینگے رسائی کی جو خاطر عشقباز
شان بے پروائی ہوگی اوسکی محفل کی طرف

رحم آ ہی جائیگا گر ڈھ جائیگا لیلی کا دل
قیس نے اس یاس سے دیکھا ہے محمل کی طرف

متفق ہے دل سے دل لیلی و مجنون کا شرف
ہیں یہ دو پردے برائے نام محمل کی طرف

آئینہ ہوگئے جو ہے طالب دیدار ہے صاف
تری تصویر نظر آتی ہے دیوار سے صاف

دشمن جان ہے اسیران قفس کا صیاد
پر بریدہ ہی ہے ہر صاف نہ پر دار سے صاف

اس قیامت کی چلے چال وہ رفتہ رفتہ
بستیاں ہونے لگیں یار کی رفتار سے صاف

جان لوگے مری یا زہر کا تم رکھو گے سوف
زخم دل کو جو مرے کرتے ہو زنگار سے صاف

صفۂ گلشن فردوس دلا کر چھوڑا *
جوش رحمت نے کیا اسکو گنہگار سے صاف

لاش بلبل کو قفس سے نہ نکالا صیاد
جان بھی لیکے ہوا تو نہ گرفتار سے صاف

اسقدر پڑتے ہیں داغ انمیں ہمارے خون کے
گھڑیوں کانٹوں کو کیا کرتے ہیں دستار سے صاف

زندہ رکھتا نہیں صیاد پھر اوس بلبل کو
پر جو کرتا ہے کوئی پہول کے منقار سے صاف

بانکپن نے ترے عالم میں کیا ہے ستہراؤ
گھر کے گھر ہو گئے ظالم تری تلوار سے صاف

کیا اوسے شربت دیدار کو ترساتے ہو
تم مسیحا ہو رہو صاحب آزار سے صاف

کیا کدورت ہو کہ نفرت اوسے اخلاص سے ہے
منہ ہے کسکا جو ترے دل کو کرے پیار سے صاف

حسرت دید کا آزار نہیں جانے کا
خود مسیحا ہی نہیں عشق کے بیمار سے صاف

میرے دلمیں لب معشوق ہوا ہے آکے
دم لبوں پر ہے مگر ہوں ترے سوفار سے صاف

بغض لللہ ہوا ہے شب تنہائی کو
ہو گی کاہے کو مرے طالع بیدار سے صاف

پردہ پوش دل سے جو منظور ہے صیاد ونکو
روز کرتے ہیں اسیروں کے قفس ہار سے صاف

ای شرف ہمنے کدورت کبھی دشمن سے نہ کی
عمر بھر صورت آئینہ رہے یار سے صاف

عمر رفتہ نے جو میری نوجوانی کی تلف
میں نے غم کہا کہا کے اپنی زندگانی کی تلف

جشن کا سامان تہا تیرے آنے کی خوشی
اوسنے کی ساری ریاضت میہمانی کی تلف

تیری محفل میں تری باتوں سے ہمکو وجد تھا
دولت شادی سنا کر لن ترانی کی تلف

گل تو تو سرسبز تھا آج اے چمن کیوں زرد ہے
کس پر پیرونے تری پوشاک دھانی کی تلف

اب کسی پر ہاتھ اے قاتل ترا اوٹھتا نہیں
سب کمائی ہو گئی چنگیز خانی کی تلف

مٹ گیا جو داغ تھا دل خون ہو کر بہگیا
تیرے پیکاں نے سب الفت کی نشانی کی تلف

میری صورت دیکھکر پھینکا مرقع پھاڑ کر
مفت بخشی محنت بہزاد و مانی کی تلف

مین جو تم تک آکے پہونچا تنے میری جان کی / دولت امید وقت قدردانی کی تلف
منزل مقصود مین گر کے نہ پھر مین اٹھ سکا / خوب ہی طاقت مری اے ناتوانی کی تلف
انجمن مین آب زہرہ میرے آنسو کا کیا / آبرو موتی کی تمنے کر کے پانی کی تلف
واہ ری تیر افگنی کھیلے تو دو اک کا شکار / سیکڑون کی زیست وقت شہ کمانی کی تلف
تیری فرقت مین ہوا مجھکو تڑپنے کا جو شوق / موت نے کی آکے حسرت جانفشانی کی تلف
دل کی تڑپن کو کبھی پوچھا نہ اوس بیرحم نے / سب ریاضت ہو گئی درد نہانی کی تلف

سورۂ یوسف کو پڑھکر ای شرف ہم مر گئے
مفت اپنی زیست کہکر یہ کہانی کی تلف

ہم ہین اے یار چڑھائے ہوی پیمانۂ عشق / ترے متوالے ہین مشہور ہین مستانۂ عشق
دشمنون مین بھی رہا ربط محبت پر سون / ہوش نہ آیا کسی معشوق کو یارانۂ عشق
مجھکو جو چاہ محبت کی ہے مجنون کو کہان / اوسکو لیلی ہی کا سودا ہی مین دیوانۂ عشق
جان لینگے کہ وہ دل لینگے جنھین چاہا ہے / دیکھئے کرتے ہین کیا آکے وہ جرمانۂ عشق
جا بجا چاہنے والون کا جو مجمع دیکھا / کوچۂ یار کو سمجھا مین جلوخانۂ عشق
سالہا سال سے خوش باش جو ہون صحرائین / عالم ہو کو سمجھتا ہون مین ویرانۂ عشق
دل پسا چاہتا ہے جا کے حنا پر اوسکی / خرمن حسن ہوا چاہتا ہے دانۂ عشق
دل کا ہے قصد تری بزم مین اوڑکر جاؤن / کیا ہی بے پر کی اوڑاتا ہی یہ پروانۂ عشق
ہر پریزاد کی ہے جلوہ نما اک تصویر / شیشۂ دل ہے ہمارا کہ پریخانۂ عشق
دل مرا خاص مکان ہے جو تری الفت کا / کہتی ہے ساری خدائی اسے کاشانۂ عشق
کیون کہا شب معراج مین ہو گا معشوق / کی ہے کس شوخ نے یہ محفل شاہانۂ عشق
وہ کرے ناز تجھے یار نہ مانا چاہے / تا ابد یہ رہے آباد ترا خانۂ عشق
اوس پریرو نے جو دیکھا مری دلکو صدچاک / اپنی زلفون مین کیا نام ہوا شانۂ عشق
عالم نور تری شکل کا پروانہ ہے / حسن کی جان ہے تو اور ہی جانانۂ عشق
سر بکف گنج شہیدان مین چلے جاتے ہین / امتحان سے نہین ڈرتے ترے فرزانۂ عشق

شرع مین سورۂ یوسف کوئی لاکھ پڑھے | دم بھی نکلے تو مرون سنتے ہین افسانۂ عشق
ڈبڈبائین مری آنکھین تو وہ کہتے ہین | دیکھو لبریز ہین چھلکین گے یہ پیمانۂ عشق

اے شرف کون مرے دل کے مقابل ہوگا
اک ہی ساری خدائی مین ہے مردانۂ عشق

خاطر مین کسیکو بھی نہین لاتے ہین معشوق | کیا حسن خداداد پر اتراتے ہین معشوق
ہم عشق مین بیمثل ہین وہ حسن مین یکتا | ہم چاہنے والے ہین وہ کہلاتے ہین معشوق
اللہ کی قدرت نظر آجاتی ہے مجھکو | جب شان خودآرائی کی دکھلاتے ہین معشوق
کرتے ہین ہمارے دل بیتاب کو بیچین | اس شوخی و انداز سے شرماتے ہین معشوق
شیدا ہون کسیکا مین گنہگار نہین ہون | بیواسطے کسواسطے دھمکاتے ہین معشوق
دیوانہ تمھارا نہین سنتا ہے کسیکی | خود نجد مین جاکر اوسے سمجھاتے ہین معشوق
اے یار تری آگے چراغون کو ہے لرزا | کیا حسن کا ہے رعب کہ تھراتے ہین معشوق
خاطر سے مری آتے ہین صحرا کو بسانے | رہنے کو بیابان چھاونیان چھاتے ہین معشوق
چھریان بھی لگاتے ہین جو دل پر تو وہ اوچھی | بسمل کی طرح سے مجھے تڑپاتے ہین معشوق
کرتے ہین ہمیشہ مرے مرنے کا تاسف | کیا ہاتھ سے کھوکر مجھے پچھتاتے ہین معشوق
مرتا ہون تو کہتے ہین نہ صدمے تمھین دینگے | اب دل کے دکھانے کی قسم کھاتے ہین معشوق
دیتے نہین دم بھر کبھی پہلو مین اسے جا | کیا کیا دل بیتاب کو ترساتے ہین معشوق
ہم محفل خوبان مین نہین جاتے ہین جب تک | بیچین رہا کرتے ہین گھبراتے ہین معشوق
شاید وہ سمجھتے ہین کسی شمع کو شعلہ | دل کو مرے محفل مین جو لرزاتے ہین معشوق

ہوتا ہون شرف وقت کا اپنے مین سلیمان
محفل مین جو اپنی مجھے بلواتے ہین معشوق

دم آگیا لبون پر آیا نہ یار اب تک | ہوتی ہین بند آنکھین تھا انتظار اب تک
دو تین دن سے ترکش خالی کیے ہین یون | جو رنگ بھی لگاؤ کھیلے شکار اب تک
کہنے لگے وہ رو کر نکلا جو دم ہمارا | اب چین انکو آیا تھے بیقرار اب تک

تم پھر رہا ہون تیر لگو ہے سوء قفس ۔ اس بیخودی مین بھی ہون ہشیار یار اب تک
کیا نازکی ہی شب بھر سوئے ہین وہ لپٹکر ۔ شاداب اوسی طرح ہین پھولون کے ہار اب تک
سرکٹ کی بھی جو قاتل تجھسے لپٹ رہا ہون ۔ باقی ہی آرزوے بوس و کنار اب تک
برسون ہوے لحد مین تڑپا تھا ایکدن مین ۔ اوس دن سے ہل رہا ہی میرا مزار اب تک
ٹکڑے کے سر جو تیرے قدمون سے ہو نہین لپٹا ۔ ظالم مین چاہتا ہون اخلاص پیار اب تک
روز ازل ہوا تھا خاک اوس پری کی خاطر ۔ شیشے مین ہے مقید میرا غبار اب تک
کیا پھیری طرح کوئی دیکھیگا تیرا رستا ۔ پتھرا گئین ہین آنکھین ہی انتظار اب تک
برسون مین جانکنی کی مشکل ہوئی ہی آسان ۔ نکلا ہے دم ابھی تو تھا احتضار اب تک
کنج قفس مین ہم تو مردہ پڑے ہین لیکن ۔ لپٹے ہین بستنی سے پھولون کے ہار اب تک

دم اسے شرف اوکھڑ کر سو دہر کے ہجر ہی مین
نکلا تو دل چکا ہے سر سے یار اب تک

نہ جیگا زلف معنبر سے کیا دانہ مشک ۔ تتار و چین و ختن مین ڈھلینگے شانہ مشک
سنوارے زلف جو اونکی ختن مین مشاطہ ۔ تو سارا شہر بچھاور کرے خزانہ مشک
یہ فرق حلقۂ گیسو مین اور نافے مین ہے ۔ وہ مرغ دل کا نشیمن یہ آشیانہ مشک
شمیم زلف جو سونگھے تو ہوکے آوارہ ۔ لٹا دے خسرو تاتار کارخانہ مشک
تمہارے خال سیہ سے مناسبت کیا ہی ۔ ہمیشہ پھکتے ہین اسپند ہوکے دانہ مشک
بڑھیگی شانے سے کیا قدر نافہ آہو ۔ کجا مقرب گیسو کجا یگانہ مشک
چڑھاے زلف کا چلا کمان ابرو پر ۔ اوڑا دے نافے سے تیر نظر نشانہ مشک
تمہاری زلف کی خوشبو جو آگئی اوسمین ۔ ازل سے نافے نے چھوڑا نہ آستانہ مشک
کسی کی زلف کی بو نے ختن کو لوٹا ہی ۔ ہٹا کے نافے کو غارت کیا ہی خانہ مشک
تمہارے خال کی خوشبو کا جب ہوا شہرہ ۔ سنا کسی سے جہان مین نہ پھر فسانہ مشک

شرف جو حسرت گیسو مین خون روتے ہین
وہ پوچھتے ہین تو ہم کرتے ہین بہانہ مشک

ہمکو دہمکائیگا ای قاتل کہانتک کب تلک
آزمائیگا ہمارا دل کہانتک کب تلک

صدمے سے صدمے دیے ہین اوسنے کیونکر ضبط ہو
حق بجانب ہی ترا ای دل کہانتک کب تلک

دیکھے اک رگ رہ گئی گلے پر روک لی تونے جو تیغ
یہ رکاوٹ آخر ای قاتل کہانتک کب تلک

تھک گیا راہِ وفا مین اے مرے پروردگار
پھیر دیگی مجھکو یہ منزل کہانتک کب تلک

چودہوین رات آج ہی کل شب کو یہ جوبن کہان
بحث اوس سے ای مہ کامل کہانتک کب تلک

چل بسے احباب دنیا سے کسی کی کچھ چلی
پانون پھیلائینگے ہم ای دل کہانتک کب تلک

روئے ہین رونا سا رونا ہم شب تنہائی مین
ہو نہ جائے زندگی مشکل کہانتک کب تلک

لاکھ آہستہ چلے احباب لیکر سوے قبر
ہو گئی دم بھر مین طے منزل کہانتک کب تلک

ہاتھ پھیلا کر دعا جب کی ہی آواز آئی ہے
لے لیے جائیگا ای سائل کہانتک کب تلک

اشتیاق قیس مین برسون رہی لیلی کو شرم
نوچ ڈالے پردۂ محمل کہانتک کب تلک

یار گھبراتا ہے بس دم توڑکر بیدم ہی ہو
پھیر پھیر آئیگا تو ای بسمل کہانتک کب تلک

عاشق دلسوز ہون مین رحم مجھپر کیجیے
مجرمون مین رکھئیگا شامل کہانتک کب تلک

خونبہا قاتل سے اپنا حشر کے دن لینگے ہم
حق کیے جائیگا وہ باطل کہانتک کب تلک

دیر جانے مین نہ کر برخاست ہو گی بزم یاس
راستا دیکھیگا وہ ای دل کہانتک کب تلک

ہو گئی کب راہ وفا کے پھیر سے مجھکو نجات
رکھیگی واماندہ یہ منزل کہانتک کب تلک

چل دیے وہ چھوڑکر تم بھی چلو گھر ای شرف
رو کے کب بیٹھے لب ساحل کہانتک کب تلک

لاتی ہے تیغ یار بھی کیا تازہ چل کے رنگ
دکھلاتی ہے بہار گلستان او گل کے رنگ

منصف جو ہو تو دیکھے ہماری غزل کے رنگ
بھر بھر دیے ہین شعروں مین کس کس بہل کے رنگ

یارب وہ برق طور بھلا دے کلیم کو
ایسا جگر جگر کرے اوسکا بغل کے رنگ

بخشا جو حسن صانع قدرت نے یار کو
کس کس ہماہمی سے لیا ہے مجل کے رنگ

یاد آگیا ہے کونسا اسدم شہید ناز
مہندی کا تم جو دیکھتے ہو ہاتھ مل کے رنگ

آیا گلون کو جوش جو فصل بہار مین
بہنے لگا زمین چمن مین ابل کے رنگ

نیرنگیٔ مزاج سے اونکے نہ چل سکا — تھک تھک گیا ہمیشہ زمانہ بدل کے رنگ
طفلی مین گو مزاج مین نیرنگی اونکے تھی — اب ہی شباب دیکھیے کوئی آج کل کے رنگ
پوچھینگے اپنے یار کے دامن سے اشک سرخ — عاشق ہین ہم جائینگے بے زوریل کے رنگ
اللہ ری صفائی کف دست یار کی — اکثر تو گر پڑا ہے حنا کا پھسل کے رنگ
نازک مزاجیون پہ تری سٹ رہے ہین گل — کیا کیا کھلے ہین یار تجھے ہلکے ہلکے رنگ
اللہ ری نازکی کہ وہ لیتے ہین کروٹین — اوس پر گلون کا کم نہین ہوتا کچل کے رنگ
پھر رنگ ہو کے تو جو تڑپتا ہے خون مین — دامن تو اپنے یار کا اے دل اوچھل کے رنگ
کھا آئے ہین جو زہر ہم اوس سبزہ رنگ پر — دم توڑتے ہین مثل زمرد بدل کے رنگ

ٹھہرے ہو دور کنج شہیدان سے کیا شرف
اس سرزمین کا دیکھو ذرا آگے چل کے رنگ

کسطرح دل ہو ابروے خمدار سے الگ — جوہر کبھی ہوئے نہین تلوار سے الگ
کہتے ہین وہ جھروکے سے دیدے کے گھر کیات — اوٹھ جائو جیان دوسری دیوار سے الگ
کوثر کا جام بھی مجھے حورین جو لاکے دین — رکھ دون اوٹھا کے شربت دیدار سے الگ
ہنگام حشر و نشر جو نکلے گا سیر کو — ہوگی قیامت اک تری رفتار سے الگ
صیاد کو بھی رحم پڑے کٹنے پر آ گیا — رکھ دی چھری چھپا کے گرفتار سے الگ
کس سے شب فراق کی فریاد کیجیے — رکھتی ہے ہمکو چار پہر یار سے الگ
ممکن نہین کہین مرض الموت کا علاج — یارو یہ عارضہ ہے ہر آزار سے الگ
تنہائی مین وہ دیکھینگے اوسمین پری سی شکل — آئینہ لے گئے ہین جو اس پیار سے الگ
کھینچو جگر کا تیر چھری سے کرید کے — چٹکی تمھاری پڑتی ہے سوفار سے الگ
صیاد کے جو سامنے لٹکا قفس مین ہار — سرکا کے رکھ دیا اوسے منقار سے الگ
تاب و توان و صحت و امید زندگی + — کوسون یہ جا رہے ترے بیمار سے الگ
ایسا شگوفہ یار نے چھوڑا بہار مین — بلبل گلون سے گل ہوئی گلزار سے الگ
چھوڑا اسے خدائی نے اسنے خدائی کو — رحمت تری ہوئی نہ گنہگار سے الگ

روکا ہے نارسائی نے اسے بادشاہ حسن
افتادہ ہون جو پہلوے دیوار سے الگ

رونا چھٹے خدا کرے غسل شفا کرے
سب روگ دھوگ ہون تری بیمار سے الگ

منظور اے شرف ہی جو یوسف کی گاہکی
گفت و شنید کیجیے بازار سے الگ

معشوق بے نیاز کا گھر ہے مکان دل
کیا منزلت ہی شان الٰہی ہے شان دل

پیکان دل کا دل ہی پری ہے زبان دل
سوفار سے ثبوت ہوا ہے دہان دل

قصہ ہے درد خیز بڑی سرگذشت ہے
اے یار ہی بیان سے باہر بیان دل

ذ دل کے بوجھ اوٹھالین ترے شوق و ذوق کا
اسواسطے جگر سے ہوا ہی قران دل

ہر گل فریفتہ ہے یہ وہ عندلیب ہے
جو غنچہ ہے چمن مین وہ ہی آشیان دل

بیتابی فراق نے وہ روک ٹوک کی
صبر و شکیب آنے نہ پائے میان دل

دیکھے جو جھلملاتے شب وصل کا چراغ
فوراً سسک سسک کے نکل جائے جان دل

کشتہ ہو کشت خون کے نشیب و فراز کا
گلگون زمین دل ہے شفق آسمان دل

شاید پناہ مانگے تو تلوار پھینک دو
آنسو نکل پڑین جو سنو الامان دل

فریاد کی جو یوسف کنعان نے چاہ مین
ہم اوس ذقن کے عشق مین سمجھے فغان دل

بکتے ہین تیرے بزم کی پروانے جس جگہ
جب وہ زمین کھدیگی تو نکلیگی کان دل

بازار حسن مین جو ستین تجھکو مشتری
زہرہ بھی دل نکال کے رکھے دکان دل

اے یار بے نیاز وہ وحدت سرا یہ ہے
سجدہ کرین ملک جو ملے آستان دل

اوس بے وفا نے سنکے کلیجا پکڑ لیا
مجھ درد مند نے جو کہی داستان دل

وہ تربتین جو گور غریبان مین ہین شرف
اک ہی مرے جگر کا نشان اک نشان دل

داغون کا ہو رہا ہے جو مجمع میان دل
جائیگا دل کو لیکے کدھر کاروان دل

رتبہ دیا تھا اسکو اگر لامکان کا یار +
پھر قدسیون کو کیون نہ کیا پاسبان دل

تنہائی مین ہوا نہ کوئی بھی شریک حال
دم ہی رہا تو چند نفس میہمان دل

اک اک سے سرگذشت کہی اسکی عمر بھر
اوسپر بھی نا تمام رہی داستان دل

الفت تو اسمین اور تری آرزو مین وہ
دل اوسکا رازدان ہو وہ ہو رازدان دل

داغ اسمین جسقدر ہین وہ قدرت کے پھول ہین
جسکا چمن یہ ہے وہی ہے باغبان دل

دونون کو زندہ رکھتی ہے تیری ہوا شوق
اے یار میری روح یہ ہو اور جان دل

دل پکڑے پھرتے ہین جو نکلجاتے ہین جیسے
خود رو رہے ہین کرتے جو تھے امتحان دل

حسرت ہی تو چکھاے محبت کی چاشنی
برسون سے اس ہوس مین کھلا ہو دہان دل

حسرت کو میری دیکھتے داغون کے بجائے ہین
قدسی ہوئے ہین آکے یہ باشندگان دل

قدرت خدا کی رنگ ہو داغون کا اے شرف
ہو اک عجائبات چمن بوستان دل

شمیم گل ہے جو ہو وے مزار کے قابل
دماغ چاہیے خوشبوے یار کے قابل

فروغ جو نہ کرتے تو رنگ کب جمتا
حنا ایسی تو ہوئی ہے سنگار کے قابل

مجھے بلا یا ہے اوسنے کہ ہر کروٹ سیپارہ
خدا نے مجھکو کیا وصل یار کے قابل

یہانتک آپکا ہمنے تو راستا دیکھا
کہ آنکھین بھی نہ رہین انتظار کے قابل

ہمارے دل پہ بھی اک تیر وہ لگا بیٹھے
الٰہی شکر اسے سمجھے شکار کے قابل

تمہاری شکل جو دیکھی تو دل نے مجھسے کہا
حقیقتاً مین یہ صورت ہو پیار کے قابل

شہید ناز ہون ہوگی ارے غبار کی قدر
کہ غازہ ہوگا یہ روے نگار کے قابل

کسی حریف نے ایسا اٹھا دیا مجھکو
کہ میری خاک نہ رکھی غبار کے قابل

خدنگ ناز کیا ہے جو لیں قاتل سے
یہ تیر ہے مرے دل کے شکار کے قابل

جہان مین ہو ہم نہ کیونکر ہو دل کے داغون کی
کہ پھول ہوگئے کھل کھل کے ہار کے قابل

بھلا ہوا کہ ہوا دفن کوے قاتل مین
یہی زمین تھی میرے مزار کے قابل

مراد آئی مبارک ہو داغ عشق اے دل
خدا کرے تجھے صبر و قرار کے قابل

جزا ہے خیر کے میرے ان گنا ہون کو
کیا ہے رحمت پروردگار کے قابل

رسین اونکا ہمنے جو پوچھا تو بولی ہشاط
سلامتی سے رہین بوس و کنار کے قابل

قصاص عشق وعنایات وصل اے شہ حسن
یہ دار و گیر ہے مجھ جان نثار کے قابل

اشارہ ضبط کا پائے تو جان اے دل و جگر
کہ دل نہیں ہے مرا اختیار کے قابل

چمن سے کر ان خطا دہر گل کو اے شرف پہنچا
یہ قاصدی ہے نسیم بہار کے قابل

نہ مجھ میں ہے نہ بتاتا ہے یار میرا دل
پتہ بتا دے مرے پروردگار میرا دل

کسی چمن میں نہیں اے ہزار میرا دل
اڑا کے لے گئی باد بہار میرا دل

شب فراق میں تڑپا کے مار ڈالے گا
قرار دو کہ ہے بیقرار میرا دل

بھلا یہ کونسی صورت ہے صبح ہونے کی
ہوا ہے شام سے بے اختیار میرا دل

وہ شیفتہ ہوں سمجھتا ہوں دست شفقت ہیں
ٹھوکریں جو اونکی کھائے میرا دل

یہ کیا ہے جان تو اضع کرونگا اے غم عشق
گر امتحان نہ لے بار بار میرا دل

کیا ہے اپنو سراسیمہ بیقراری نے
کسی زمانے میں تھا برقرار میرا دل

مری خوشی جو میں مرتا ہوں اوس ستمگر پر
کسیکا مجھ پہ ہے کیا اختیار میرا دل

اوسی کے رنگ حنا نے لہو رلایا ہے
پسا ہے دیکھ کے جسکا سنگار میرا دل

ہوا نہ ضبط تو بیتاب ہو کے لے بیٹھا
خبر بھی ہے تمہیں کرتا ہے پیار میرا دل

جہان سے داغ جگر مجھکو لیکے جانے دو
تمہارے پاس رہے یادگار میرا دل

چھڑا دیا مرے پہلو سے بیقراری نے
خدا ہی ہے کہ جو ہو برقرار میرا دل

اسے لیا تو ہزاروں نے آکے جانیں دین
برا ہے یار کو کیا سازوار میرا دل

چلا ہوں رونے کو یاران رفتگان کے لیئے
ہلا نہ ڈالے کسیکا مزار میرا دل

یقین جان تو شرف میں وہ صاف باطن ہوں
عدو سے بھی نہیں رکھتا غبار میرا دل

باغ ارم کی مجھکو دکھا دیں بہار پھول
تربت پہ میری پھینک جاؤ جو تم چند چار پھول

اللہ رے انقلاب و دورنگی زمانے کی
گلشن میں جونکے جلتے ہیں بلبل فہنار پھول

شبنم تجھے بٹھائیگی شب کو زمین پر
رکھتا ہون اتنی حسن پرستی سے آرزو
دیکھی بہار داغ جگر کی نہ ایک مین
ہر چند حسن و رنگ و خود آرائی ختم ہے
وہ لالہ رو نکھر کے جو نکلا بہار مین
گلشن مین کون آئیگا لینے کو جائزہ
کیونکہ نہ اوس پہ بلبل جان ہو فریفتہ
مرجھا کے تیرے عشق مین پژمردہ ہو گئے
بلبل ہزار ورت لوٹ پڑے آ کے دام مین
اس گلشن خدائی مین وہ گل ہے کونسا
سمجھے ہین کیا یہ گریۂ شبنم کو دل لگی
فصل بہار آئی خدا نے کیا کرم
نایاب ہین مرے گل داغ جگر کا رنگ
گرد جبین جھلکتی جو ہے لو سے دلفریب

اتنا فلک پہ چڑھ کے بہشت غبار پھول
محفل کرون حسینون کی پاؤن مین ہار پھول
گلشن مین پھول پھول کے نکھرے ہزار پھول
لیکن ہین تیری دید کے امیدوار پھول
بلبل سے بھی زیادہ ہوئے بیقرار پھول
کوسون جا رہے ہین جو ہر سو قطار پھول
گلزار حسن کا ہے وہ روے نگار پھول
آخر تری ہوس مین ہوے جان نثار پھول
صیاد نے بچھائے جو وقت شکار پھول
جکے لیے ہوئے ہین پہ سینہ فگار پھول
سنتے ہین کھلکھلا کے جو بے اختیار پھول
گلزار مین بچھڑ کے ہوئے بیقرار پھول
لے دیکھ دیکھنے کے یہ قابل ہے یار پھول
ارواح کش پہ باندہ رہے ہین حصار پھول

کیونکر یہ عشق گلشن ایجاد ہو شرف
کس کس طرح سے ہوئے ہین باغ و بہار پھول

نامہ وہ میرا پڑھے تحریر سے کیا حاصل
جانبازی کا کیا مجھکو نا قدر صلہ دیگا +
سونے کو جو چہرون مین ہو جائے ابھی مٹی
۴ ذلت ہون بہت اسیر مین اوسکی خدائی مین
تربت کے فرشتون سے دنیا کو مین کیون پوچھون
گردن پہ چھری رکھکر کیون ہاتھ کو روکا ہے
دل تیغ تہ تمہنے ہو تم پردہ مین اولٹ دونگا

ممکن جو نہوا وسکی تدبیر سے کیا حاصل
لپٹون جو مین قاتل کی شمشیر سے کیا حاصل
پھر مجھکو بھلا ہوگا اکسیر سے کیا حاصل
دیکھون مجھے ہوتا ہے تقدیر سے کیا حاصل
اوس خواب پریشان کی تعبیر سے کیا حاصل
یہ کام ہی جلدی کا تاخیر سے کیا حاصل
کچھ بھی نہ سنونگا مین تقریر سے کیا حاصل

بے جرم و خطا ہوں میں خط بھی نہیں پڑھنے کا — رد کو بھی چھری ناحق تکبیر سے کیا حاصل
خود قیدی الفت ہوں لو ہی پیغ جکڑ دو تم — دل بستۂ کاکل ہوں زنجیر سے کیا حاصل
کیا جاہ و حشم چاہوں ملتی ہے زمین دو گز — مسند پہ جو بیٹھوں میں توقیر سے کیا حاصل
بسمل نہ کیا تو نے بے موت کیا بیدم — صیاد ہوا خون نخچیر سے کیا حاصل
ہے کسکا فرستادہ اس سے جو لپٹتا ہے — اے دل مجھے ہونا ہے اس تیر سے کیا حاصل
مشتاق ہوں میں جسکا وہ شکل کہاں ممکن — ہوگا مجھے یوسف کی تصویر سے کیا حاصل
لازم ہے کرم تمکو الفت کے اسیروں پر — تم اپنی طرف دیکھو تقصیر سے کیا حاصل

میت سے شرف کی تم ناشاد نہ برہم ہو
مٹی اسے دلوا دو تشہیر سے کیا حاصل

ہمدرد اسکو جانتے شور و فغان سے ہم — کرتے ہیں غم غلط جرس کاروان سے ہم
صیاد کے عناد سے بے خانمان رہے — آگاہ بھی ہوئے نہ کبھی آشیان سے ہم
پھر پھر کے دن کو گرد محل تھک کے رات کو — پڑ رہتے ہیں لپٹ کر ترے آستان سے ہم
گلزار میں گزند جو ہوگا بہار میں — دو پھول مانگ لیں گے کسی باغبان سے ہم
خلق خدا ہمارے جنازے کے ساتھ ہے — کس دھوم سے عدم کو چلے ہیں جہان سے ہم
پہونچا دے جلد شہر خموشان میں اے اجل — بچھڑے ہوئے ہیں جا کے ملیں رفتگان سے ہم
لپٹو گے تم گلے سے رگڑوا کے ایڑیاں — دل کی مراد پائینگے اس امتحان سے ہم
کیوں ہمکو رفتہ رفتہ لب گور کر گئی — ملتی کہیں تو پوچھتے عمر رواں سے ہم
دھونی رمائینگے ترے کوچے میں عمر بھر — مٹی یہیں کے ہیں نہ اوٹھینگے یہاں سے ہم
اس شد و مد سے دوڑ کے روکا جگر پہ تیر — چلا اوٹھا رلائے تمہاری کمان سے ہم
ہستی کو چھوڑ آئینگے جب تم بلاؤ گے — وعدہ یہ کر کے آئے ہیں اک بیجان سے ہم
آئیگا جسجگہ سے نظر قصر یار کا — سمجھینگے اس زمین کو بلند آسمان سے
پائیں کہاں اوسے کہ جو روکے شباب کو — عمر رواں کو ڈھونڈھ کے لائیں کہاں سے ہم
سمجھے ہیں تیغ ناز کو معشوقۂ حیات — ہر دم اس امتحان کو حاضر ہیں جان سے ہم

ہم بھی ہنوز گے ہوگی جو رخصت شباب کی
رحمت خدا کی لائی ہے ہمکو مزار میں
جسنے کیا ہے قتل اوسے بھیا [illegible]
بنیاد وصل رہی ہے چمن میں بہار کی
رہتے ہیں گرد [illegible]
اک دھوم ہے خدائی میں جسکے شباب کی
صیاد تو کریگا ہماری جو کچھ بھی قدر
دل پر پڑا ہے تیر ضعیفی کے سنج کا

[illegible] چھٹینگے جو اس مہمان سے ہم
اونچے ہیں حشر تک نہ کبھی اس مکان سے ہم
پہچانینگے اپنے خون کا نشان کس نشان سے ہم
کیونکر بچائیں غنچہ و گل کو خزان سے ہم
صحرا کی سیر کرتے ہیں کس عظم و شان سے ہم
عالم میں عشق کرتے ہیں اس نوجوان سے ہم
سمجھیں گے اس قفس کو سوا آشیان سے ہم
[illegible] جہاں سے چلتے ہیں خمیدہ کمان سے ہم

[illegible] ہے عشق میں غم ہجران سے اے شرف
شعلہ سے دل و جگر کو لگ گئے ہیں کیا لٹنے ہم

شمع سان رکھ کے ترے کوچے میں آیا ہر قدم
چلنے پھر [illegible] رہتے ہیں [illegible]
جسنے [illegible] آیا [illegible] قدم
ہمکو [illegible] کیا مطلب تمھا
مرتے ہیں مرکز عشق کے واسطے وا سے
دست شفقت ہے سر افراز نہ جتاب ہوگا
[illegible] کا ہے گہبان [illegible]
تنگ پوشاک تو جاؤ جو گریبان پھاڑ لنے
کسطرح [illegible] آئیں تیرے کوچے
پہلے [illegible] زمین [illegible]
نور کا عکس [illegible]
آرزو ہے [illegible] سے لگا لینے کی
اوس پہ پروکی تجھسے [illegible]

[illegible] کا [illegible] رقدم
[illegible] رقدم
[illegible] رقدم
[illegible] اے یار قدم
[illegible] دکھلانے ہٹنا ہے وفادار قدم
[illegible] قدموں پہ نہ چھوڑیگا گنہگار قدم
تاب و طاقت ہی جو رکھے کوئی بیمار قدم
[illegible] دوران سر سے تو ٹھکے [illegible] دستار قدم
[illegible] وطن آوارہ گرفتار قدم
تیرے کوچے میں ہوئے دشمن رفتار قدم
تھک کے آئے ہیں ادھر جانب دیوار قدم
میرے گھر میں تیرے کب آئینگے اے یار قدم
بیڑیوں میں کیو وحشت نے گرفتار قدم

ابھی رحمت کے سزاوار کیا قاتل نے / اب جہنم میں نہ رکھیگا گنہگار قدم
طور پر اوس شہ خوبان نے منادی کی ہے / رکھنے پائے نہ یہاں طالب دیدار قدم
کوچے کو اوسکے وہ جنون [illegible] / قید خانے سے نکالے جو گرفتار قدم
یار کی جلوے سکونت کے قریب آ پہنچے / شکر ہے منزل مقصود پہ [illegible] قدم
رو کے جاتا ہوں جب [illegible] تیری گلی / اسکے پر پیر مرے ہو جاتے ہیں پردار قدم
خون ہر دم جو ٹپکتا ہے مرے تلووں کے / کیوں لٹاتے ہیں یہ آب و خورش خار قدم

ای شرف یار کی جویائی میں رفتہ رفتہ
چلتے پھرنے سے بھی ہو جاتے ہیں بیکار قدم

ازل [illegible] کو کیا معلوم / خزان گلوں کو کدھر لیگئی خدا معلوم
نیا ہے [illegible] / نہ کہیئے ہونیگا معلوم ہوگا کیا معلوم
غم فراق [illegible] دل جدا [illegible] / اوٹھا وہ درد کہ جس درد کی دوا معلوم
[illegible] تیری غفلت کا / جہان کی خاک ہوں مجھکو نہیں مرا جا معلوم
[illegible] تری خبر کے لیئے / کسیکو بھی ترے گھر کا نہیں پتا معلوم
[illegible] پروا / ترا فسانہ ہے مجھکو ہوا ہوا معلوم
[illegible] تمہاری تحصیل کو / چہار سمت ہوئی قدرت خدا معلوم
ازل سے ہوا [illegible] پردہ نشین کا ادارہ / مرض بھی وہ ہے کہ جسکی نہیں دوا معلوم
مجازت [illegible] حقیقت کی جانب آئے ہم / حقیقتًا ہوئی سب شان کبریا معلوم
جو مجھپہ گذری ہے حاجت نہیں ہے کہنے کی / ذرا ذرا تمہیں سب حال ہے مرا معلوم
پھرائی [illegible] آئی / کھلی جو آنکھ ہوے شاہ لافتا معلوم
عجب طرح کا [illegible] غفلت تے / جہان میں اپنی کسی کو نہیں قضا معلوم
جہان میں آئے ہیں نادیدہ آشنا کے لیئے / یہاں وہ آئینگے کس وقت ہمکو کیا معلوم

جنون کا جوش ہوا تھا پتا نہیں ملتا
کدھر چلے گئے گھر سے شرف خدا معلوم

اللہ رے ناز حسن ہوا اک جہان تمام
باقی ہے امتحان ہوا امتحان تمام

ہستی مین ملگئی تھی جو دولت شباب کی
دم دیکھے لوٹ لیگئی عمر روان تمام

رحم آئیگا خدا کو فرشتے کرینگے دفن
راہ وفا مین ہونگا مین گرکے جہان تمام

بلبل کا خون کرکے نہ پھول اے بہار باغ
اترا نہ جا کریگی تجھے بہی خزان تمام

اوس شوخ کی ہوس نے ستایا جہان کو
یوسف کی آرزو مین ہوا کاروان تمام

سن لیتی مری زبان کی شیرین بیانیان
طوطی کہا کیے اسے اہل زبان تمام

اللہ رے ضعف سانس بہی علتو سے رہ گئی
بدلی جگہ تو ہوگئے ہم ناتوان تمام

تاثیر مجھ مریض کو سیین کی ہوئی
افسانہ گوش نے کی جو تری داستان تمام

اللہ جادو سے سیحے میرے ریاض کی
خوشبوے گل بسائے مرا آشیان تمام

پژمردہ ہوگئے گل شاداب سیکڑون
نیرنگ نے کیے ترے کیا کیا جوان تمام

دیکھا جب اوسنے جہانک کی جھکو مین مرگیا
افسوس اجل نے کام کیا ہے کہان تمام

مرجہار ہے ہین پہول چٹکتی ہے سرنسیم
عمر بہار ہولی ہے اے باغبان تمام

لیلی یہ روکے کہتی ہے دم توڑتا ہی قیس
برسون کا ہو رہا ہے مرا قدردان تمام

ظالم کے انجمن مین نہ زندہ رہا کوئی
مہمانی ہی رہ گئی کہ ہوئے میہمان تمام

وحشت جنون مین لاش کا پرسان کوئی نہین
افسوس ہے کہ آکے ہوا ہون کہان تمام

آیا قریب روز قیامت خبر بھی ہے
عمر دراز ہے تری اے آسمان تمام

شعلہ اوٹھا بھبھک کے جگر سے جو عشق کا
مانند شمع جلنے لگے استخوان تمام

ظالم نے میرے درد کو پوچھا نہ اے شرف
سرکٹ کے مین نے مفت مین کی اپنی جان تمام

شکوہ جبیں کو راضی برضا سے کیا کام
سانس لینے کو نہیں حکم ہوا سے کیا کام

بوے گل خانۂ صیاد مین پہونچائی ہے
سالہا سال مین نکلا ہی صبا سے کیا کام

شاہ وہ ہے جو کوئی مرتو چھین گیا مطلب
سلطنت ہے جو کسیکو تو گدا سے کیا کام

دم ہم آگہ سارے خدائی مین تری چاہت کی
پہر مری جان تجھے جور و جفا سے کیا کام

اپنا اکسیر کی ایدل نہ ہوس کرتا تو
چاشنی موت کی چکھ لی تو دوا سے کیا کام

حشر کا روز ہے پرسش ہے گنہگاروں کی
آج اے متقیو تمکو خدا سے کیا کام

تو کریگا رحم مری روح پڑی ہو تحلیل
چاہیے خوف ترا خوف قضا سے کیا کام

تندرستی سے غرض کیا ہی خوشی مالک کی
ہو چکا وعدہ برابر تو شفا سے کیا کام

تیرے بندے ہین طرفدار ہی رحمت تیری
سطوتین ہین ہمین تعذیر و سزا سے کیا کام

صحن گلشن سے غرض کیا ہے مجھے صحرائی ہوں
ہو کے عالم مین رہا ہوں تو قضا سے کیا کام

کیوں او نہین یاد کروں ملک عدم مین ایدل
چھوڑ آئے تو عزیز و رفقا سے کیا کام

جلد یارو مجھے پہونچا دو مرے مدفن مین
شوق فردوس ہین دنیا کی ہوا سے کیا کام

شرم جانے دو کلیجے سے لپٹ کبھی جاوٴ
جاں بجاں ہوئے ہم آغوش حیا سے کیا کام

دھوم سے مردۂ عاشق جو اوٹھایا ہی تو کیا
مٹنے والے کو ترے نشو و نما سے کیا کام

خاص محفل کا ترے یار مین ہوں پروانہ
مجھکو پھر اور کسی شمع لقا سے کیا کام

ای شرف بخد مین آگر جو رہا ہے مجنوں
کون ہوتا ہے یہ اسکو مری جا سے کیا کام

خبر ہوئے نہ کبھی رنگ بوی یار سے ہم
وہ پھول ہین کہ نہ واقف ہوی بہار سے ہم

جدا سا باختہ ہین چھٹ گئے ہین یار سے ہم
نہین ہین آپ مین باہر ہین اختیار سے ہم

نہ دیکھ لیتے او نہین اک نظر جو پیار سے ہم
تو اپنی آنکھین نہ پھوڑ و اتے انتظار سے ہم

رحیم ہو کے یہی آپکی عدالت ہے
کہ بیگناہ ہین بدتر گنہگار سے ہم

وہ خاک ہین کہ جو رخصت بہار ہوتی ہے
تو لپٹے جاتے ہین گلزار سے غبار سے ہم

پہونچ گئے بزم مین اونکے وداع روح ہوئی
جو گل ہو سکے تو جدا ہو گئے بہار سے ہم

اوڑائے دست جنوں دھجیاں گریباں کی
چلین جو بخد مین دامن بچا کے خار سے ہم

وہ ہجر ہے کہ نہ گذر نیند کا ہو آنکھوں مین
کبھی نہ غافل انہین پائین انتظار سے ہم

شکستہ دل کسی بلبل کو ہم جو سنتے ہین
تو جا کے کرتے ہین بندش گلوں کی بار سے ہم

پسند آئی جو الفت مین ہمکو بیتابی
عدو سے صبر ہوئے پھر گئے قرار سے ہم

زینت سے ہمکو لیا کہول کہول کر آغوش
لیٹینگے ہم بہی شہیدا دا کی تربت پر
روانہ ہوگیا وہ بہی کنارہ کش ہو کر +
یہ وجہ ہے کہ جو ہمکو خوشی ہے محشر کی

ترے کرم سے نہ واقف ہوئی فشار سے ہم
کہ عشق رکہتے تہے اس تیرے جان نثار سے ہم
غبار ہو کے جو لپٹے کسی غبار سے ہم
خدا کے سامنے جانے کو ہین مزار سے ہم

اک اور حشر قیامت مین ہوئی شرف ہوگا
کفن کو پہاڑ کے نکلینگے جب مزار سے ہم

کیا ہنستے ہو تمکو مری فریاد سے کیا کام
جلنے مین بہی پروانے تری اُف نہین کرتے
کیون ساتھ وہ اپنے کسی برعکس کو لیتین
دم بہر مین تری بزم سے اوٹھ جائینگے ہم سے
رحم آہی گیا اونکو کیا اسنے جو نالا +
ظالم کا گذر کبہی ادہر سے گلشن مین نہوگا
رنشا کی صحبت کو پڑہوات کیون ہین کسی سے
اے ہمنفسو خوش ہو رہائی ہو مبارک
کہینچینگے کشش سے تری تصویر خیالی
کیا پوچہتے ہو کیون مرے گر پڑتے ہین آنسو
جب چاہتے ہین جا کے چمن لیتے ہین بخیر
جب تنگ ہو وہ جیا غم کے پہاڑ اوسپہ گر اٹہے
اے جان جہان بیت عاشق کو نہ پوچہ
تسکین جگر قوت دل ہوتی ہے پیدا
کیا پوچہتے ہو قصۂ فرہاد کو سب سے مجہسے +
جھگڑا کوئی کرتا ہے بہلاتا ہے کوئی
ظالم ہے جو تجہ پر تو نہین شاک ہی ناحق

آباد رہو تم تمہین ناشاد سے کیا کام
ہین ضبط یہ نازان او نہین فریاد سے کیا کام
سایہ نہین جنکا اونہین ہمزاد سے کیا کام
فانی ہین ہمین اس ابد آباد سے کیا کام
نکلا ہے ہمارا دل ناشاد سے کیا کام
ہون بلبل سدرہ مجہے صیاد سے کیا کام
الہام ہوا ہے مجہے استاد سے کیا کام
کیون کڑہتے ہو تمکو مری بیداد سے کیا کام
مانی سے غرض کیا ہمین بہزاد سے کیا کام
تم خوش ہو تمہین عشق کی افتاد سے کیا کام
زندان مین بلا قید ہی صیاد سے کیا کام
پہر جان دی شیرین نے تو فرہاد سے کیا کام
آزاد کیا جسکو اوسے آزاد سے کیا کام
اے یار نکلتے ہین تری یاد سے کیا کام
تمکو کسی سودائی کی روداد سے کیا کام
لیتا ہون مین خلات پریزاد سے کیا کام
یوسف کو ترے حسن خداداد سے کیا کام

آئے ہین تماشا سے جنون کو مری ورنہ
اس بخد سے طفلان پریزاد سے کیا کام

فریاد کرے کوئی تو وہ کہتے ہین ہنسکر
ہون موجد بیداد مجھے داد سے کیا کام

دم بھر مین قضا کر ہی گئی ساتھ ہی اوسکے
شیرین تو کہا کرتی تھی نشتر ہا دسے کیا کام

نہ جرم شرف کون گلا کاٹیگا میرا
خونی مین نہین ہون مجھے جلاد سے کیا کام

وہ جھروکے سے جو جھانکے تو کہین یار سے ہم
سر کو ٹکراتے ہین پھرون تری دیوار سے ہم

گل کی بنیاد نہ تھی جب سے قفس مین ہین اسیر
نام تو سنتے ہین واقف نہین گلزار سے ہم

قید ہی عشق کی ہوتی ہے رہائی کیونکر
پوچھتے پھرتے ہین اک ایک گرفتار سے ہم

ساتھ لیجاکے وہ کہتے ہین مجھے محفل مین
ایک سودائی پکڑ لائے ہین بازار سے ہم

لقمۂ لخت لہو دل کا ہمارے چاٹا +
سرخرو ہوگئے ظالم لب سوفار سے ہم

ترچھی چتون کبھی اوسکی نہین ہوتی سیدھی
خوبرویون مین جسے دیکھتے ہین پیار سے ہم

محو ایسے ہین کہ محبوبۂ عالم سمجھے
ہو کے بیتاب جو لپٹے تری تلوار سے ہم

خوب ہی داغ جگر عشق مین ہنستے پائے
لے چلے پھول عجائب ترے گلزار سے ہم

جسکی باتون مین مزا ہے نفس عیسیٰ کا
ہم سخن ہوتے ہین اوسکے لب گفتار سے ہم

پاسداری جو ہوئی خواب عدم کی ہمکو
پھر خبر ہی نہوئے طالع بیدار سے ہم

آج تو دولت دیدار لٹادے اے یار
آکے محروم نہ جائین تری سرکار سے ہم

مرکے بھی اوس شہ خوبان کی نہ صورت دیکھی
خواب مین بھی نہ مشرف ہوے دیدار سے ہم

نیند اوس شوخ ستمگر کی اوڑا دیتے ہین
حشر ڈھا دیتے ہین زنجیر کی جھنکار سے ہم

کسقدر رہتے ہمین ایذا کے اوٹھانے کا مزا
زخم دل صاف کیا کرتے ہین زنگار سے ہم

وجہ کیا اسم تعلق مین جدا کرنے کی
دل چھدیگا تو چھڑانے کی نہین خار سے ہم

آگ دل مین نہ لگادے کہین رفتہ رفتہ
اے شرف ڈرتے ہین اس آہ شرربار سے ہم

ترے واسطے جان پہ کھیلینگے ہم یہ سمائی ہے دلمین خدا کی قسم

رہ عشق سے اب نہ ہٹینگے قدم ہمین اپنے ہی صدق و صفا کی قسم
مرے پرزے اگرچہ اوڑائیگا تو گل زخم سے جھلکے گی عشق کی بو
کھینچے تیغ تری تو رگڑ دون گلو بجھے تیرے ہی جور و جفا کی قسم
مرا نام جو یار ہے پوچھ رہا مین بتا دون تجھے جو لقب ہے مرا
مجھے کہتے ہین کشتۂ ناز و ادا ترے غمزۂ ہوش ربا کی قسم
لب گور اگرچہ جدائی مین ہون مگر آئینہ دل کی صفائی مین ہون
ترا محو خدا کی خدائی مین ہون مجھے اپنے ہی عشق و وفا کی قسم
کیے تمنے جو ظلم رہ مین نے سہے مری آنکھون سے برسون ہی اشک بہے
کوئی غمزہ و عشوہ اب اوٹھا نہ رہی تمہین اپنے ہی ناز و ادا کی قسم
شب ہجر مین آنکھ جو بند ہوئی تری زلف کی یاد دوچند ہوئی
مرے سانس اولجھ کے کمند ہوئی مجھے تیری ہی زلف دوتا کی قسم
تری چال سے حشر بپا جو کیا ترے ذوق سے حال مرا یہ ہوا
ہوئی جاتی تھی روح بدن مین فنا مجھے آمد روز جزا کی قسم
مرا ہاتھون مین خون ملو تو ذرا تمہین دیکھو تو رنگ دکھاتا ہے کیا
کرو آج نمود شہید ادا تمہین شوخی رنگ حنا کی قسم
کہا لیلی نے ہے مجھے قیس کا غم مرے دل کو ہے اوسکے جنون کا الم
نہین چین جدائی مین اب کوئی دم اوسی وحشی بے سر و پا کی قسم
ترے بزم کا مثل ہی یار نہین کہ جہان مین یہ نقش و نگار نہین
کہین تیرے چمن سی بہار نہین مجھے باغ ارم کی فضا کی قسم
غم دولت وصل مین ہو کے حزین رہ عشق و وفا مین ہین خاک نشین
ہوس اب ہمین جاہ و حشم کی نہین ہمین تیرے ہی نشو و نما کی قسم
یہ دعا ہے قفس مین برائے چمن کہ گلون سے خدا نہ چھڑائے چمن
مجھے رکھتی ہے زندہ ہوائے چمن گل و غنچہ و باد صبا کی قسم

ترا شیفتہ ہون مری تجھمین ہے جان تہ تیغ نہ کر مجھے جان جہان
مرا غصے مین آ کے مٹا نہ نشان تجھے جاہ و جلال خدا کی قسم

یہ ہوس ہے کہ درد جگر مین مرے جو مسیح بھی آئے تو دم نہ بہرون
کبھی تیرے سوا نہ علاج کرون مجھے تیرے ہی دست شفا کی قسم

شرف اوسنے دیے ہمین سیکڑون دم رہی طینت صاف سے پاک ہم
کہی بات اگر تو سچ ہی کہی کبھی جھوٹ نہ بولے خدا کی قسم

مر جائینگے نکل کے تری انجمن سے ہم
بلبل نہین چمن سے کے جو نکلین چمن سے ہم

جاتے ہین اوس رحیم کے پاس اک کفن سے ہم
جلنے کا لطف اوٹھائینگے اس پیرہن سے ہم

قاتل کا ظلم و جور فرشتون پہ کھل نہ جاے
زخم اسلیے چھپائے ہوے ہین کفن سے ہم

حسرت جو ہوگی حشر کے دن وصل یار کی
تصویر بن کے نکلینگے اپنے کفن سے ہم

زنجیر سے نہ رکتے تھے باہم وہ سیر تھے
پا ہل سکے نہ بندش تار کفن سے ہم

برسون سے جسپہ مرتے تھے آج اوسکے نام پر
کرتے ہین اپنی روح کو آزاد تن سے ہم

بیخود کیا تھا سوز نہانی نے اسقدر
نکلے سکے گھر مین آگ لگا کر وطن سے ہم

الفت مین جان دینگے جو منہ سے کہا کہا
مر جائینگے پھرینگے نہ اپنے سخن سے ہم

پھول اسمین بھر دے قبر کی مٹی نکال کے
روح آئے جسم مین تو نکلین گورکن سے ہم

چشم سیہ کسی کی جنون مین جو آئی یاد
صحرا مین خوب روئے لپٹ کر ہرن سے ہم

حسرت تھی مر کے دفن وہین ہوتے ای شرف
مجبور ہو کے نکلے ہین اپنے وطن سے ہم

ناحق و حق کا اونہین خوف و خطر کچھ بھی نہین
بیخبر ہین وہ زمانے کی خبر کچھ بھی نہین

دہوم ہی دہوم تھی مدفن کی مگر کچھ بھی نہین
خاک اس گھر مین بسر ہوگی یہ گھر کچھ بھی نہین

ہاے افسوس ہوئی کونسی صحبت برخاست
شب کو معراج مین تھی وقت سحر کچھ بھی نہین

کہہ رہی ہے یہ مرے دل سے محبت اوسکی
ہون تو اکسیر مگر مجھ مین اثر کچھ بھی نہین

آ رہی ہے یہ صدا گور کے سناٹے سے
مین وہ عالم ہون جہان شام و سحر کچھ بھی نہین

اس نزاکت سے تو مین کاہیکو بسمل ہونگا
تم چھری پھیرتے ہو مجھکو خبر کچھ بھی نہین

ہاتف عشق تو کہتا ہے ادہر سب کچھ ہے
عالم یاس یہ کہتا ہے اودہر کچھ بھی نہین

آنکھ پھر جاتی ہے معشوقون کی مایوسون سے
غمزدہ کچھ نہین حسرت کی نظر کچھ بھی نہین

تربت قیس سے کہتی ہے لپٹ کر لیلی
ہم تڑپتے ہین پڑے تمکو خبر کچھ بھی نہین

منزل گور مین کیا جانئے کیا گذرے گی
تازہ وارد ہین ابھی ہمکو خبر کچھ بھی نہین

بیتابی کی جو تاکید ہو اے دل یہ کھلا
تاب دیدار مین منظور نظر کچھ بھی نہین

خواب دیکھا تھا کہ تھا وصل کی شب کا ساماں
جشن تھا رات کو ہنگام سحر کچھ بھی نہین

اوسکو گہری اسے یہ اوچھی چھری ماری
زخم دل گہاؤ ہوا زخم جگر کچھ بھی نہین

رشتہ جان سے بھی نازک ہے وہ باریکی مین
گل کی رگ پھر ہے گداز اوسکی کمر کچھ بھی نہین

قبر مین حورون کے آنے کا اوٹھائین کیا لطف
دیدہ و جسم و دل و جان و جگر کچھ بھی نہین

راس آجائیگی جسکو وہ اوسے چاہیئے
پھر محبت مین سبھی کچھ ہے اگر کچھ بھی نہین

مطمئن ہون رہ عصیان مین تری رحمت سے
وہ مسافر ہون کہ تشویش سفر کچھ بھی نہین

اے شرف ہے گل مقصود کے ہر سو بوچھار
واہ اے خوبئ قسمت کہ ادہر کچھ بھی نہین

پایا ترے کشتون نے جو میدان بیابان
شان چمن خلد ہوئی شان بیابان

دیوانہ ترا مر کے ہوا زندہ جاوید
روح اوسکی جو نکلی تو ہوئی جان بیابان

مجھسا بھی جہان مین کوئی سودائی ہوگا
سمجھا لحد قیس کو ایوان بیابان

ویرانہ نشینی ہے ازل سے مری جاگیر
قسمت نے دیا ہے مجھے فرمان بیابان

وحشت پہ مری آہوؤن کے بہتے ہین آنسو
حیرت پہ مری روتے ہین حیوان بیابان

ہے عالم ہو تربت مجنون کا مجاور
سناٹے کا عالم ہے نگہبان بیابان

جب جب روئے مرے ہوش کے ہمراہ اوڑینگے
دم توڑ کے مر جائینگے مرغان بیابان

اک دن بھی نہ موقوف ہوا خاک کا اوڑنا
کیا کیا نہ کیا قیس نے سامان بیابان

بھولا تھا نہ بستی کی نہ تھی یاد وطن کی
اللہ ری مدہوشی و نسیان بیابان

رہتے ہیں مرے گرد پریزاد ہزاروں
ہوں عالم وحشت میں سلیمان بیابان

لیلی یہ جو عالم ہے تو مجنون بھی ہے خوشرو
وہ حور بیابان ہے وہ غلمان بیابان

اس طبقے کی منظور ہوئی تمنے تباہی
بربادی ہوئی دست و گریبان بیابان

افسوس ہے اوس نجد کو مجنون سے نے بسایا
لیلی جسے کہتی ہے بیابان بیابان

دل کھول کے جی چاہتا ہے خاک اڑا دوں
پھرنے کو ملا ہے مجھے میدان بیابان

جسدن سے بنی ہے ترے دیوانے کی تربت
ہوتے ہیں پریزاد بھی قربان بیابان

شیروں کے ہلا ڈالے ہیں دل اسکی جنون نے
مجنون ہے کہ ہے رستم دستان بیابان

جسوقت شرف لیلی و مجنون نے قضا کی
اک غل ہوا رخصت ہوئے مہمان بیابان

رہا کرتے ہیں یوں عشاق تیری یاد حسرت میں
بسے رہتے ہیں جیسے پھول اپنی اپنی نکہت میں

کھچا حسن وفا ہوکر جو یہ تصویر وحدت میں
خدا کا نور شامل ہو گیا انسان کی صورت میں

نہیں ہے لذت دنیا و ما فیہا جو قسمت میں
خدا معلوم حصہ ہے مرا کس خوان نعمت میں

صفائی رخ بڑہی ایسی ہوا آئینہ حیرت میں
جوانی میں نظر آنے لگا منھ اوسکی صورت میں

پھلوں پھولوں کا میں دنیا سے جاکر باغ جنت میں
ازل سے پرورش ہوتا ہوں میں گلزار رحمت میں

محل عشق میں جو خون مشتاقوں کا بہتا ہے
ہوا کرتی ہیں رنگ آمیزیاں اوسکی عمارت میں

کرو ایسی ادا یعنی ہمسے ہم تصویر ہو جائیں
رہیں ہم اور تم اک جان دو قالب ہو کے خلوت میں

ملی ہے میری قسمت سے مجھے نعمت توکل کی
جو مرغوب خدا ہیں وہ مزے ہیں اسکی لذت میں

خدائی وجد کرتی ہے جہان میں چہچہاتا ہوں
ہزاروں میں ہوں اک بلبل ترے گلزار قدرت میں

زمانہ سمجھیگا نہ میں بھی ہرجا ذکر اوسی کا ہے
تشہد میں اذان میں سجدے میں نیت میں رکعت میں

مچل جانے پر اس نافہم کے رحم اوسکو آیا ہے
لیا ہے میرے طفل اشک کو دامان رحمت میں

دل آزاری کا بصورت سے اپنے مشورہ لینگے
الٰہی خیر آئینہ طلب ہوتا ہے خلوت میں

مرے پر بھی شرف کی دونوں آنکھیں ڈبڈبائی ہیں
خدا جانے کہ دم نکلا ہے انکا کسکی حسرت میں

ہوا جاتا ہون خود رفتہ وطن جانے کی حسرت مین
یہ منزل ہوگی طے کیونکر پڑا ہے پھیر قسمت مین

روانہ روح قالب سے ہوئی جاتی ہے فرقت مین
خبر لے او مسیحا مردنی پھرتی ہے رنگت مین

نہ کہجاے زبان فریاد اوسکی بزم عشرت مین
کوئی آواز طوطی کی نہین سنتا ہے نوبت مین

تصور مین کسی کے سطر حکا سوچ رہتا ہے
کہ جیسے ہوتی ہے حسرت زدہ تصویر حیرت مین

جب اونکی بارگاہ خاص مین جاتا ہون مین جاکے
تو آنسو ڈبڈباتے ہین نگاہ خود بدولت مین

چلی آتی ہین حورین سونگھنے کو باغ جنت سے
ترے گلشن کے پھولون کی جو بو آتی ہے تربت مین

لرزتا ہون جو ڈر ڈر کے نگاہ قہر سے اونکی
اشارے سے وہ کہتے ہین کہ بچ نکلیگا رحمت مین

مری میت اوٹھا کر تیرے کوچے مین جلائی ہین
خدا دے اجر انہین اسکا یہ جنت پائین اجرت مین

سلا کر گور مین مجھکو خبر تو میری لی ہوتی
کہ اک کروٹ پڑا ہون مدتون سے ایک حالت مین

یہ دونون یا الٰہی کس نگین دل کے ٹکڑے ہین
جو اک مہر نبوت مین ہے اک مہر امامت مین

حقیقت مین اگر اوس سے رجوع قلب ہو جائے
تو دن الہام مین گذرین شبین گذرین بشارت مین

شروع درد دل مین سانس رہ رہ کر اٹکتی ہے
کمی مین تو یہ ہچکی ہے کیا ہوتا ہے شدت مین

خدا کو مان لے او منزل مقصود نزدیک آ
سکے دیتی ہے تیری جستجو ہردم مسافت مین

تمہاری بارگہ مین قید ہو غیبت ہو ہوش دیوانہ
اسیری مین بھی رکھتے ہو مجھے اپنی حفاظت مین

نہ ہونے پائے بوسیدہ کفن ایسی ہے پاک دامانی
یہی پہنے ہوئے جانا ہے ہمکو قیامت مین

ہوئے جاتے ہین کیون موم استخوان کیون دل پگھلتا ہے
ڈرا ہون نام سے کسکے گھرا ہون کسکی غیرت مین

ملا کر خاک مین ہمکو مٹا ڈالا مٹا ڈالا
خوشی اوسکی یہی معبود کی آیا مشیت مین

ہم آغوشی کی حسرت مین تڑپتا جی مین تڑپتا ہون
تو حورین دوڑ کر مجھسے لپٹ جاتی ہین جنت مین

کسی حسرت زدہ کی کچھ نظر بازی نہین چلتی
وہ آنکھون مین بھی پھرتے ہین تو چھپتے ہین بصارت مین

فساد غم وہی ظالم کرے فیصل تو فیصل ہو
یہ وہ جھگڑا نہین لیجائیے جسکو عدالت مین

جہانتک جسقدر ظالم ہو اوسپر اوسقدر کم ہے
دیا ہے کم سنی نے ہاتھ اوسکا دست قدرت مین

کسی ظالم کی حسرت کر رہی ہے نیم جان مجھکو
خیانت ہو رہی ہے حق تعالی کی امانت مین

دکھا دیتے ہو تم دل کو تو بڑھ جاتا ہے دل میرا
خوشی ہوتا ہون ایسا مین کہ ہنس دیتا ہون فرقت مین

وطن مین اب وہی ہمکو جو بھیجے گا تو جائینگے
نکلوا کر کیا آدم کو داخل جسنے جنت مین

اوٹھی ہے عالم ایجاد مین شہرت قیامت کی
جسے دیکھو وہ ہے مصروف اپنی اپنی حالت مین

جو صدمے دل پہ گذرے ہین اونہین ہمنے سمجھا نعمت
کیے ہین شکر کے سجدے خوشی ہوکر مصیبت مین

یہ وہ سرکار ہین جنمین خدائی کارخانے ہین
رحیمی ہے امامت مین کریمی ہے نبوت مین

فرشتے چھپتے پھرتے ہین شرق ہر سو تلاطم ہے
ہوئی ہے کونسی دیوانے کی آمد قیامت مین

چونکا ہون جب کہ دیکھ کے اوس گل کو خواب مین
بینائی بیقرار ہے چشم پر آب مین

تھی مجھسے قبر تنگ گھبراتا عذاب مین
الحمد پڑھ کے تمنے ڈھکیلا ثواب مین

لیتے تھے وہ محاسبہ مجھسے عتاب مین
لکھوا لیا رحیمی نے اپنے حساب مین

تحریر پھر نہ آئی جو خط کے جواب مین
کیا جانے لکھ دیا اونہین کیا اضطراب مین

تصویر مردہ ہوکے جو پڑتا ہون شام سے
جاتی ہے کسکے ڈھونڈھنے کو روح خواب مین

ہوتے ہین قتل جانے والے جو بیگناہ
کیون صاحبو درست یہ ہے کس کتاب مین

جاتا ہے کوئی یار مین ہوکر دہوئین کا رنگ
شاید شریک ہین مری آہین سحاب مین

دنیا کا مجھسے لیگا کوئی کیا محاسبہ
میرا شمار کیا ہے مین ہون کس حساب مین

کھنچا گیا جو اوس گل رعنا کے واسطے
بلبل نے جان ڈوب کر دیدی گلاب مین

بھنوا رہے ہو کونسی نخچیر کے کباب
کسکا کلیجا کاٹ کے رکھا ہے قاب مین

شاداب ہو جو پھول تو پژمردہ پھر نہو
یارب کسی کو موت نہ آئے شباب مین

نازل ہوا ہے قافلہ لخت ہائے دل
حسرت کا انتظام ہے چشم پر آب مین

خواب عدم سے پھر جو خبر چونکنے کی ہے
ہوتا ہے کسکو ملنے مین کس اضطراب مین

قدرت سے حسن یار کے آئینہ ہوگیا
اے دل دکھائی دینے لگا منھ نقاب مین

بھجواتے ہو بہشت مین قربانیون کی کھال
روتے ہو ذبح کرکے بھی داخل ثواب مین

بے رنگ کر رہا ہے لہو کس شہید کا
اے دل سفیدی دوڑ رہی ہے شہاب مین

تیرا کرم جو گور غریبان پہ لا جسے گا
ہو جائیگی بہشت کی خنکی سحاب مین

محبوب سے نیاز بشر کا لقب ہوا
شامل ہوئی خدا کی خوشی اس خطاب مین

سمجھا ہے غسل میت بلبل کو مستحب
صیاد دے رہا ہے جو غوطے گلاب مین

آنکھون سے بہ رہی ہین لہو ہو کے حسرتین
شاید ہے کشت و خون دل خانہ خراب مین

ممکن ہوا ترے گل رخسار کا نہ رنگ
کس کس سے لئے خون دل لالہ یا شہاب مین

معشوق کہہ رہے ہین مرے داغ عشق کو
ایسی چمک دمک تو نہین آفتاب مین

کسنے کیا ہے شربت دیدار کا سوال
گھلواتے ہو جو سودۂ الماس آب مین

اچھا نہین ہے درد اس آزار عشق کا
دق ہو کے مر گئے ہین ہزارون شباب مین

دل مین جگہ جو دی ہے ترے ذوق شوق کو
دریا کو لے کے بند کیا ہے حباب مین

اے گلعذار تیرے پسینے کی بوند دے
خوشبو ہزار پھول کی مہکے گلاب مین

رخ سے جو اسطرف نکل آتا ہے حسن
یہ ہے خدا کے نور کا جلوہ نقاب مین

ہو آئے جا کے مطبخ محبوب مین شرف
دیکھ آئے دل جگر کے ہوئے سیخ کباب مین

معشوق ہو کے دخل اوسے بیداد مین نہین
اتنی تو بات میرے پریزاد مین نہین

راحت نصیب گور کی بنیاد مین نہین
کوئی شریک حال اس افتاد مین نہین

ہے آہ گرم و سرد مین ہر غم کی چاشنی
کس درد کا مزا مری فریاد مین نہین

تیری خوشی ترا گلہ بھی پڑا ہونگا مین
مجھکو کلام کچھ ترے ارشاد مین نہین

دم بھر ارم مین جانے نہ دیگی کبھی قضا
سیر اس چمن کی قسمت شداد مین نہین

دم بھر قفس مین اور ہون دم توڑتا ہون مین
چھٹتا ہون دیر اب مری میعاد مین نہین

گل تھا جو مین تو بس مین نہ تھا باغبان کے
بلبل ہوا تو قابو ہے صیاد مین نہین

کس نقش کس نگار کا موجد نہین ہے تو
نیرنگ کونسا ترے ایجاد مین نہین

سرکار کا رسا ہے جسکو ملا ملا
حصہ کسی کا حسن خداداد مین نہین

کسطرح گر کے کوچۂ قاتل سے اوٹھ سکون
طاقت سنبھلنے کی بھی اس افتاد مین نہین

کوچے مین اوسکے جا نہین سکتی کسیکی خاک
گرد و غبار اوس ابد آباد مین نہین

دیکھا ہے ہمنے تجھ سنا جات عشق کا
مطلب وصال کا کہین اسناد مین نہین

کیا کیا خدائی مین ہین گنا ہون کی کثرتین
اسپر ذرا کمی تری امداد مین نہین

زنجیر کیا پہنائیگا سودائی کو ترے
عبرت کے مارے جان بہی جلاد مین نہین

اللہ اپنے بندے کو دیتا ہی چپ کی داد
آواز اسلیے مری فریاد مین نہین

ہرگز قضا نہ چھوڑیگی کوئی کہین چھپے
جا عافیت کی عالم ایجاد مین نہین

کسمین نہین خدائی مین تفاعیت کی بو
محبوب ذوالجلال کے داماد مین نہین

کیا وجہ ہے جو بلبل و گل مین نفاق ہی
کیون بول چال قمری و شمشاد مین نہین

حکمت نہین کہ فاختہ کا طوق اوتار لے
اتنا تو حوصلہ کسی جلاد مین نہین

دنزات طائران قفس کی ہے پرورش
عادت عناد کی مرے صیاد مین نہین

خوشبو جو اونمین ہی کسی گل کو کہان نصیب
رعنائیان وہ ہین کہ جو شمشاد مین نہین

مجنون کے غم مین جان ہی لیلی کی خلیق مین
شیرین کو ہوش ماتم فرہاد مین نہین

کیونکر کہونگا حشر مین خونریز او سے شرف
دھبا بہی خون کا دامن جلاد مین نہین

ترچھی نظر نہو طرف دل تو کیا کرون
لیلی کے ناپسند ہو محمل تو کیا کرون

ٹھہرے نہ خونبہا سوے قاتل تو کیا کرون
حق ہو جو خود بخود مرا باطل تو کیا کرون

اک رنگ کو جہان مین نہین کوئی مانتا
ہر رنگ مین رہون مین شامل تو کیا کرون

لپٹاؤن بیگناہ جو دل کو حنا کے ساتھ
پرسان حال ہو کوئی عادل تو کیا کرون

پروانہ ہونے کی بہی اجازت نہین مجھے
عالم فریب ہی تری محفل تو کیا کرون

جاتا گلو بریدہ بہی اوڑکر گلون کے پاس
بازو کیا ہے توڑ کے بسمل تو کیا کرون

لیلی سے کہلے جلوہ دکھاتی ہے قیس کو
اوڑنے لگے جو پردۂ محمل تو کیا کرون

خود چاہتا ہون ضبط کرون درد شوق مین
دل ہی مرا نہو متحمل تو کیا کرون

منھہ چوم لون کہ گرد پہرون دوڑ دوڑ کے
اے دل جو ہاتھ روک لے قاتل تو کیا کرون

دم راہ شوق و ذوق مین لیتا نہین کہین
اسپر بہی طے نہو جو یہ منزل تو کیا کرون

کیونکر نہ جبر دل پہ کروں اپنے اختیار
اک اک سے پوچھتے ہیں وہ آئینہ دیکھکر
دیدوں میں راہ عشق میں جان اوسکی نام پر
مٹا نکے جگر کے زخم میں کیونکر لگانے دوں
آنے کو منع کرتے ہو اچھا نہ آؤنگا +
شاید مجھے جمال دکہادے وہ اے کلیم

راحت میں آپڑے کوئی مشکل تو کیا کروں
معشوق پاؤں پیار کے قابل تو کیا کروں
ناچار ہوں نہو کوئی سائل تو کیا کروں
گل تیرے باغ کا ہو مقابل تو کیا کروں
یہ تو کہو نہ مانے مرا دل تو کیا کروں
نظارے کا نہوں متحمل تو کیا کروں

مرجاؤں ڈوب کر شرف اوس پار یار ہے
کشتی نہو کوئی لب ساحل تو کیا کروں

ناچار ہوں میں اے مرے اللہ کیا کروں
دم بھر کا میہماں ہی نکلتا ہے دم مرا
یوسف کو آنکھ اوٹھاکے نہیں دیکھتا ہوں میں
کیونکر مرا گذر ہو تری بارگاہ میں
رستے ہیں بند بھیڑ سی ہے بیٹھی ہر طرف
چھڑاؤں دل کو کیا میں لٹکتے کے زلف
لائیگا تو نہ دھیان میں کیسا ہی اوج ہو
کیا پوچھتا ہے حسن جوانی یار کا +
دن بھر تو میں نے آنسوؤں سے زخم دہو لئے ہیں
کیونکر دعا کو ہاتھ اوٹھاکر سمیٹ لوں
کسطرح میری قبر میں روزن ہو قدرتی
تنہائی مزار سے اللہ دے نجات
باتیں سنا کے اور وہ پچھتانے لاینگا
پہونچا دیا نہ منزل مقصود تک سبب سمجھے
دل کو نہ دونگا حسن پرستی کا مشورہ

پہلو سے دل کا کوچ ہی ہمراہ کیا کروں
چھٹتا ہے عمر بھر کا ہوا خواہ کیا کروں
ہر دل عزیز اور تری چاہ کیا کروں
اے بے نیاز کل کے شہنشاہ کیا کروں
محشر میں اوسکے ڈھونڈنے کی راہ کیا کروں
ہمت خدا بڑھائے تو کوتاہ کیا کروں
اے بے نیاز پھر ہوس جاہ کیا کروں
یارو بیان قدرت اللہ کیا کروں
اے مہ لقا علاج شب ماہ کیا کروں
بندہ نواز امید کو کوتاہ کیا کروں
فردوس کی ہوا کے ہوا خواہ کیا کروں
پرساں حال کوئی نہیں آہ کیا کروں
ظالم کو دل کے زخم سے آگاہ کیا کروں
بخت رسا نہ ساتھ رہا آہ کیا کروں
میں اپنے ہمسرشت کو گمراہ کیا کروں

سنتا تو ہون سنے گا وہ افسانہ عشق کا
ہوتا نہین کبھی یہ سچ افواہ کیا کرون

مرنا قبول ہے جگر و دل سوس کے
ہوگا خلاف ضبط شرف آہ کیا کرون

رلوا کے مجھکو یار گنہگار کر نہین
آنکھین ہین تر تو ہون مرا دامن تو تر نہین

امید وصل سے بھی تو صدمہ نہ کم ہوا
کیا درد جائیگا جو دوا کا اثر نہین

دن کو بھی داغ دل کی نہ کم ہوگی روشنی
یہ لو ہی اور ہی یہ چراغ سحر نہین

تنہا چلین ہین معرکہ عشق جھیلنے
اونکی طرف خدائی ہے کوئی ادہر نہین

خالی صفائی قلب سی بہتر ہے داغ عشق
کیا عیب ہی کہ جسکے مقابل ہنر نہین

قاتل کی راہ دیکھ لے دم بھر نہ زہر کھا
اے دل قضا کو آنے دے بے موت مر نہین

کیونکر یہان نہ ایک ہی کروٹ پڑا رہون
ہوگا مقام گور کی منزل ہے گھر نہین

رن کہن پڑینگے جب کہین دو کھلائیگا وہ تو شکل
بے کشت خون ہوئی یہ مہم ہو کے سر نہین

آنکھین چھپاتی ہین مری برق حسن سے
پیش نظر ہو تم سے مجھے تاب نظر نہین

یا روبتاؤ کسطرف آنکھین بچھاؤن مین
اوس شوخ کی کدہر کو ہے آمد کدہر نہین

بندہ نواز سب ہین رکوع و سجود مین
طاعت سے تیرے غافل آپکی کوئی بشر نہین

پریون کے پاس جاؤن مین کیون دل کو بیچنے
سودا جو مول لون یہ مجھے درد سر نہین

درد فراق یار سے دونون ہین بیقرار
قابو مین دل نہین متحمل جگر نہین

راہ عدم مین ساتھ رہیگی تری ہوس
پروا نہین نہو جو کوئی ہمسفر نہین

خلوت سراے یار مین پہونچے گا کیا کوئی
وہ بند و بست ہی کہ ہوا کا گذر نہین

اوٹھوا کے اپنی بزم سے دل کو مری نہ توڑ
پہلو مین دیکے جا مجھے برباد کر نہین

ہستی کدہ ہے ہے عالم ارواح ہی کہان
غفلت زدہ ہون مجھکو کہین کی خبر نہین

زنجیر اوتر گئی ترا دیوانہ مر گیا
سنتا ہون قید خانے مین اب شور و شر نہین

چندرا کے مجھکو بولے وہ آخر جو شب ہوئی
فق ہو گیا ہے رنگ کسیکا سحر نہین

برپا ہے حشر و نشر جو رفتار یار سے
یہ کونسا چلن ہے قیامت اگر نہین

در نجف تو جسم ہے اوس نازنین کا
موئے نجف مین بال پڑا ہے کمر نہین

دریائے گنگا کے مین آیا ہون آسرا
امیدوار ہون سے مجھے مایوس کر نہین

یاروستم ہوا ہوئی آخر شب وصال
سینہ شرف پہ کوٹ رہی ہین گجر نہین

اتنی خبر جو شہر وان نہین تو یہان بھی نہین
تاب اسمین اگر وان نہین تو یہان بھی نہین

کچھ اوسکے گھر سے نہین کم ہمارا خانۂ دل
جو آدمی کا گذر وان نہین تو یہان بھی نہین

وہ جان لیتے ہین ہم اونپہ جان دیتے ہین
نصیحتون کا اثر وان نہین تو یہان بھی نہین

مرے [illegible] ہم اہل ہی جو چشمک سے
صفائی مد نظر وان نہین تو یہان بھی نہین

کرینگا ناز تڑپنے مین ہمسے کیا بسمل
کبھی درد جگر وان نہین تو یہان بھی نہین

وہ تیغ زن ہین تو ہم بھی جگر پہ روکینگے
جو احتیاج سپر وان نہین تو یہان بھی نہین

وہ بے خبر ہین جہان سے تو ہم ہین خود رفتہ
زمانے کی جو خبر وان نہین تو یہان بھی نہین

نہین ہین گالون سے اونکے ہمارے داغون کے
فروغ شمس و قمر وان نہین تو یہان بھی نہین

کہا آپ نے ہین یہ کس نازنین سے کہتے تھے
بغور دیکھ کمر وان نہین تو یہان بھی نہین

شب مزار سے کچھ کم نہین ہے شام فراق
اگر امید سحر وان نہین تو یہان بھی نہین

وہ گالی دینگے تو بوسہ شرف مین لونگا
لحاظ پاس اگر وان نہین تو یہان بھی نہین

دیا ہے دل اونہین اسیر تیغ شمشیر ہوئے ہین
کوئی پرسان نہین ہم قتل بے تقصیر ہوتے ہین

حسینون کو خدا نے حسن کے سانچے مین ڈھالا ہے
حقیقت مین سب آئینہ رو تصویر ہوتے ہین

در دولت پہ بلوایا ہے اوسنے مجھ سفید کو
گریبان گیر جو ہوتے تھے دامنگیر ہوتے ہین

نشانے تجھسے اوڑواتا جو مجھ مین اوتنے دل ہوتے
تری ترکش مین اے سفاک جتنے تیر ہوتے ہین

خدا محفوظ ہی رکھے عدالت سے حسینون کی
ستم سے بیگنہ بھی واجب التعزیر ہوتے ہین

ہوئے ہین اوس شکار افگن کے جو نخچیر فریادی
پر اونکے نخچیر ہین آنکھون مین اونکی تیر ہوتے ہین

ہوس دولت کی رکھتا ہے تو خدمت کر فقیرون کی
انہین لوگون مین اکثر صاحب اکسیر ہوتے ہین

نشانے تاک کر اس اس اداسے یار اوڑاتا ہے
کسی کی کشتے ہو کر گرد بر داد اوٹھتے ہین دنیا سے
نہین کرتے وہ باتین عالم رویا مین بہی ہمسے
پہونچتے ہین جو اونکی بزم مین حسن رسائی سے
کبھی تو گوشۂ دامن کو پکڑ لینگے وہ دل اپنا
نہین پرسش وہ کرتے سکہ ہے داغ الفت کی
زمانے بہر تیا اوڑتے بہی نشانے کو نہ چہوڑینگے
ہمارے بعد لیلیٰ رہیو تو مجنون سے صحرا مین

تماشا دیکھنے والون کے دل نخچیر ہوتے ہین
شہادت نامۂ خاک پاک سے تحریر ہوتے ہین
خوشی کے خواب بہی دیکھین تو بے تعبیر ہوتے ہین
وہ خوش اقبال ہوتے ہین وہ خوش تقدیر ہوتے ہین
کہین نالے شرر ہوتے کہ بے تاثیر ہوتے ہین
وہان ایسے خزانے داخل تہ خیر ہوتے ہین
پری پیکر وہ ہین پردار اونکے تیر ہوتے ہین
خدا حافظ تراہم رخصت اے زنجیر ہوتے ہین

عمارت کا ہوا ہے ابتو شوق اوس شاہ خوبان کو
شرف لعل و زبرجد کے محل تعمیر ہوتے ہین

چلتے ہین گلشن فردوس مین گھر لیتے ہین
عشق کسواسطے کرتے ہین پریزادون سے
دیکھتے ہی جو وہ جاتے ہین کسی گھائل کو
خاک اوڑجاتی ہے ستہرا اودہر ہوتا ہے
مین وہ بیمار ہون اللہ سے جا کے عیسی
یار نے لوٹ لیا مجھ وطن آوارہ کو
اسطرف ہین کہ جہروکے مین اودہر بیٹھے ہین
ٹھیک اوس رشک چمن کو وہ قبا ہوتی ہے
کچھ کھٹکا تا ہے پریزادون کی بیرحمی کا
یہ نیا ظلم ہے غصہ جو اونہین آتا ہے
شہرت اوس صید وفادار کی اوڑجاتی ہے
کہتے ہین حورون کی دلہین سر کشتون کے نیا
کسقدر نامہ و پیغام کو ترسایا ہے

طے یہ منزل جو خدا چاہے تو کر لیتے ہین
کسلیے جان پر آفت یہ بشر لیتے ہین
اک نمکدان مین نمک پیس کے بہر لیتے ہین
نیمچا کھینچ کے وہ باگ جدہر لیتے ہین
مرے سخون کے لیے حکم اثر لیتے ہین
لوگ غربت مین مسافر کی خبر لیتے ہین
جائزہ کشتون کا اپنے وہ کدہر لیتے ہین
تاب کر جسکی رگ گل سے کمر لیتے ہین
عشقبازون سے قصاص آٹھ پہر لیتے ہین
بیگناہون کو بہی ماخوذ وہ کر لیتے ہین
تیر مین جسکے لگانے کو وہ پر لیتے ہین
اسلیے خون مین نہا کر وہ نکھر لیتے ہین
بہیجتے ہین خبر اپنی نہ خبر لیتے ہین

دم نکلتے ہین کلیجون سے لہو جاری ہے
سانس اولٹی ترے لفتیدہ جگر لیتے ہین

چل کھڑے ہونگے تو ہستی مین پھر ٹھہرینگے
جانبجان چند نفس دم پہ بستر لیتے ہین

ہے اشارہ بھی مو ہاے مژہ کا اونگلی
ہم وہ نشتر ہین کہ جو خون جگر لیتے ہین

سامنا کرتے ہین جب وقت گدا کا تیرے
بادشہ تخت رواق پر سے اوتر لیتے ہین

سکۂ داغ جنون پاس ہین رہنا ہشیار
لوگ رستے مین شرف جیب کتر لیتے ہین

غم کا معشوق سے افشا ای زبان اچھا نہین
دشمنون مین صدمہ و غم کا بیان اچھا نہین

یاد ہی رکھنا کہ ہوجائے گی مفقود الخبر
بے ٹھکانے کوچ اے عمر روان اچھا نہین

عالم ارواح کی دنیا مین بے فکری کہان
پھر چلو یارو وہین رہنا یہان اچھا نہین

چاشنی چکھ لی اجل کی ہونٹ اونگی چوم کر
ہم نہ کہتے تھے یہ چسکا ای زبان اچھا نہین

دل پکڑ لیتا ہون اکثر دفعۃً مرجاؤنگا
یار سے ظاہر کرون درد نہان اچھا نہین

دور ہوجائینگے تلون سے ترے قائم مزاج
دمبدم کا انقلاب ای آسمان اچھا نہین

دم نکل جائیگا نکلے گی نہ پھر آواز بھی
اے دل شوریدہ انجام فغان اچھا نہین

منھ تمہارا چوم لونگا مجھپہ کھینچو گے جو تیغ
جان پر کھیلا ہون میرا امتحان اچھا نہین

خون بلبل کا نہ دے تو مشورہ صیاد کو
اس شگوفے کا تو کھل اے باغبان اچھا نہین

تو نہین ملتی تو ہم بھی تجھکو ملنے کے نہین
تفرقہ آپسمین اے عمر روان اچھا نہین

کیجئے پردہ نہ گستاخون سے گستاخی معاف
بیقرارون سے حجاب ای جانجان اچھا نہین

گریۂ شبنم پہ غنچے مسکراتے ہین بہت
اس تبسم کا مآل اے باغبان اچھا نہین

جان کا ڈر ہستی موہوم کی منزل مین ہے
کیون یہان اوترا ہوا ہے کاروان اچھا نہین

یار رہجائیگا ای دل یاد کر اللہ کو +
بیٹھنا رونا یہ ہنگام اذان اچھا نہین

عشقبازی سے نہ کرنا دل کی نسبت ای شرف
بے مروت ہے یہ اسکا خاندان اچھا نہین

ہے بھرا کس بیگنہ کا خون تری شمشیر مین
کون تھا وہ صید جسکے پر لگے ہین تیر مین

تیغ ابرو سا بھلا دم خم کہاں شمشیر میں
غیر ممکن ہے جوانی کا جتنا ہو پیر میں

کھینچا نقشا مصور نے مرے خونریز کا
رنگ کی بدلے لہو بھر بھر دیا تصویر میں

شام کو دروازہ زنداں کا کہیں ہوتا ہے بند
قفل پڑتا ہے بہر دن سے مری زنجیر میں

حق تعالی یہ بھی قدرت ای مصور دی تجھے
جان بھی پڑ جائے تجھسے یار کی تصویر میں

دیکھتا ہوں عالم رویا میں وہ حسن و جمال
دخل یوسف کو نہیں جس خواب کی تعبیر میں

آب و تاب اسکی جو دیکھی برق نے مانگی پناہ
کس ستم کی ہے چمک ظالم تری شمشیر میں

اسے قدر انداز کہتے ہیں لب معشوق سے
چھد گیا ہے دل مرا سوفار ہو کر تیر میں

محو ہو جاتا ہے تم ہوتے ہو جس سے ہمکلام
سحر ہے باتوں میں یا اعجاز ہے تقریر میں

جانبجاں کیا سو بختی ہو رکھ کے گردن پر چھری
ہاتھ کو روکا ہے کیوں کیا دیر ہے تکبیر میں

دیکھکر اوسکو جو میں کرتا ہوں اطمینان چشم
خون اوتر آتا ہے اوسکے دیدۂ تصویر میں

دل دیا تھا میں نے اوسکو اوس نے میری جان لی
صاحبو یہ کونسی تقصیر تھی تقصیر میں

اوس نے گلشن سے مرقع کی جو کی سیر اے شرف
بوے گل آنے لگی گلدستۂ تصویر میں

روح قالب میں نہیں کوئی ہوس دل میں نہیں
جان مجنوں میں نہیں لیلا جو محمل میں نہیں

گل ہیں پژمردہ پڑے شہر خموشاں ہے چمن
جانبجاں بے دم ہے مجمع تو جو محفل میں نہیں

ہو گئی گھس گھس کے کمزور اب کسی کھٹکا نہیں
ای جنوں جھنکار کی طاقت سلاسل میں نہیں

مجتمع ہیں اپنے اپنے خونبہا کے واسطے
لپٹی ہیں روحیں یہ جوہر تیغ قاتل میں نہیں

کیا جیا کر سرخرو ہونگا لب سوفار کو
اک لہو کی بوند بھی اب تو مرے دل میں نہیں

کیا کوئی ملک عدم سے لائیگا اوسکی خبر
جس مسافر کا پتا پہلی ہی منزل میں نہیں

کرتی تھی لیلی تو یہ کہہ کر سمجھاتے تھے لوگ
خار اک سنبل میں ہے مجنوں سلاسل میں نہیں

عاشق و معشوق سے ہیں صحبتیں معراج میں
قدسیوں کی بھی رسائی اونکی محفل میں نہیں

ہوں بہت بیتاب رونے دو نہ سمجھاؤ مجھے
صبر کی اسوقت گنجائش مرے دل میں نہیں

نشۂ عشق حقیقی جا پلوسی میں کہاں
حق پرستی میں جو کیفیت ہے باطل میں نہیں

سسکنے کیون چپ ہورہے جلوہ نمائی کا سوال
دولت دیدار کیا تقدیر سائل مین نہین
ہورہا ہے سرد فوارے لہو کے چھوٹ چکے
تم تک آئیگا نہ خون اب ہم ہی بسمل مین نہین

حسن عالمگیر کا سکہ پڑا ہے اے شرف
مہر کی ہے عاشقی نے داغ یہ دل مین نہین

تو نہین جس بزم مین اوسمین کوئی خوشدل نہین
بزم ماتم اپ پری پیکر وہ ہے محفل نہین
خیر ہے کیون آج قتل عام اے قاتل نہین
شوق ہے خونریزیون کا سامنے بسمل نہین
زندگانی کا بھروسا کرکے کچھ حاصل نہین
کیا یہ مشکل فن ہے جس فن مین کوئی کامل نہین
اسقدر کا ہے جو پردہ انسے ناز حسن کو
کیا مری آنکھین تیرے دیدار کے قابل نہین
گل مین خوشبو آزردہ دلین پریزادون مین حسن
روح عیسی جان ہوے تو کہان داخل نہین
ہین نہ مانونگا تڑپنے دو نہ فہمائش کرو
چپ رہو بس چپ رہو قابو مین میرا دل نہین
کسکو راہ عاشقی مین جان اپنی بخش دوست
شوق وہمت کا تقاضا ہے کوئی سائل نہین
خاک سے کشتون کی تیری ہر چمن کی ہے سرشت
کو لئے گل مین شہیدون کا لہو شامل نہین
میرے دلمین آگیا اے لیلا کہ مجنون جان دہو
اک طلسم حسن کا شیشہ یہ ہے محمل نہین
حضرت موسی تو عاشق ہون بیجا دم بہرین
ہم ہی مٹ جائینگے تم پر کیا ہم اس قابل نہین
سب طرح کی ہے مجھے تیری گلی سے امید
جھلکنے والے جو ہین اونمین ترا سائل نہین
سو رہا ہون جس سے کہدوا کی تربت دیکھ لو
ہے مری میت امانت نعش گل در گل نہین
سب مسافت گور کی دم بھر مین طے ہوجائیگی
دو قدم کی راہ ہے کوسون کی یہ منزل نہین
دوڑتا پھرتا ہے یہ نخچیر پھیرو پھر چھری
ہم نہ کہتے تھے ابھی اچھی طرح بسمل نہین
بے وطن ہوکے نہ پایا ہوس اے دل وصل سے
منزل راہ وفا ہے گور کی منزل نہین

انقلاب اوسکے تلون کا مرقع ہے شرف
جسکی الفت مین سوا مٹنے کے کچھ حاصل نہین

بھر اگئی ہے اوس محبوب کی تصویر آنکھون مین
سمایا ہے ازل سے حسن عالمگیر آنکھون مین
نگاہین جو لڑائین اوس پری کی نگاہون سے
لب معشوق ہوکر رہ گئے وہ تیر آنکھون مین

ہماری حسرت دیدار کے حسن تصور نے
کیا ہے ایک پری سی شکل کو تسخیر آنکھوں میں

وہ بسمل ہوں کہ صورت بھی نہ دیکھی اپنے قاتل کی
رہا اندھیر کا عالم دم تکبیر آنکھوں میں

غم محبوب میں گھل گھل کے جبکا دل ہوا آنسو
یہ اوسکے آبرو پانی ملی جاگیر آنکھوں میں

مجھے زور جنوں اٹھلا کے اپنا کیا دکھاتا ہے
سماتی ہی نہیں مجنوں تری زنجیر آنکھوں میں

یہ کس یوسف کا عالم عالم رویا میں دیکھا ہے
جو مردم آبدیدہ ہیں یہ ہے تعبیر آنکھوں میں

نشانہ خود میں ہوتا دیکھتا تیری جو صیادی
بدل رکھتا اگر رہتے ترے نخچیر آنکھوں میں

وہ گردش مجھکو دکھلاتی ہیں حسرت اوسکو دکھلانا
اگر دو دن کو آرہتی مری تقدیر آنکھوں میں

لہو ہو کر نکلتے ہیں جو دو آنسو میں روتا ہوں
الٰہی کسکے جادو کی ہوئی تاثیر آنکھوں میں

جمال اپنا کبھی تو مردم دیدہ کو دکھلا دو
یہ دو دن بھی کریں تحسین کی تقریر آنکھوں میں

جہاں میں قاتل عالم سنا ہے ہمنے جسدن سے
ترا دم بھر رہے ہیں پھرتی ہے شمشیر آنکھوں میں

نہ آئیگا وہ ظالم اپنی منزل کھوٹی کرتا ہے
سفر کر جائے دم کرتا ہے کیوں تاخیر آنکھوں میں

کسی محبوب پر بس بس کے سرمہ گم جو ہو جاؤ
شرف تمکو جگہ دیں سب جوان و پیر آنکھوں میں

رہیگا بلبل سدرہ کو وہ جدائی جانجاں برسوں
تری یکتائی کی وہ وہ کہونگا داستاں برسوں

ہماری عمر دن کی دھوپ شب کی اوس میں گذری
تلاش کنج مرقد میں رہی بے خانماں برسوں

کہیں بھی جب نہ تجھکو عالم ارواح میں پایا
تجھے دنیا میں ڈھونڈھا آکے میں نے جانجاں برسوں

گل شاداب کا صدمہ بجا ہے باغبانوں کو
نہیں جاتا بشر کے دل سے داغ نوجواں برسوں

دکھا کر دل عنادل کا ہوا صدمہ وہ دونوں کو
لہو صیاد نے تھوکا کرا ہا باغباں برسوں

لحد میں پوچھتی ہیں آکے روحیں روح سے میری
بسر کی عالم ارواح سے جا کے کہاں برسوں

رولائیگی کڑھائیگی گھلائیگی مٹائیگی
کریگی ایسی ایسے شعبدے عمر رواں برسوں

لگا لی تو لگائی اک چھری اوسنے کلیجے پر
کبھی میں اف نکرتا وہ جو کرتا امتحاں برسوں

چھری اوچھی لگانے سے بھی نشا تھا قاتل کا
کبھی تڑپوں کبھی سسکوں ہو تھیں ہچکیاں برسوں

مری میت کو محشر تک امانت اے زمیں رکھنا
مجھے اس سے ہے انس اسمیں رہی ہے میری جاں یہ برسوں

ملی ہی اسکو لذت اوس لب شیرین کے بوسے کی
نہ تیری جستجو وا ماندہ کر رکھتی نہ ہم تھکتے
تمنا دل کو ہوگی دم نکلنے کی ضعیفی مین
خیانت کی نہین ہوتی جو نیت خاکساروں کی
چمن نے سبز پوشی کی گھٹانے کی سیہ پوشی
ہمارا آشیان تاراج کرکے ہوگا دیوانہ
مقام شہر خاموشان سے آگے بڑھ نہین سکتا
مجھے دولت سے یار تک قسمت جو پہونچا دے
خزان مین جستجو ہوگی گل داغ محبت کی
نشان میرا مٹا کر حشر تک پھر حشر ڈھائینگے
غبار محو گیسو کی نہ بگڑی صورت اک دن بہی
خدائی کارخانے ہین جو پھر مجمع ہی محشر مین
عدم کی راہ مین ہرگز ضعیفون کو نہ مانینگے
منقش ہوگا ایک عالم کو اوس گل کی تصویر کا
مرے دل کو اڑا کر چھپ رہو نگی تیر ترکش مین
تری شمشیر کی ظالم چمک تھی کس قیامت کی

مرے لوٹا کرینگے ہونٹ جائیگی زبان برسون
غرض کیا تھی ہمین دنیا سے کیون ٹھہرے یہان برسون
اجیرن ہوگا اک دن جب ہوئیگا میہمان برسون
زمین بہی اونکی رکھتی ہے امانت استخوان برسون
زمین نے خاک اڑائی مجھکو رویا آسمان برسون
گریبان پھاڑ کر تنکے چنیگا باغبان برسون
پڑا رہتا ہی اس منزل پہ بیدم کاروان برسون
گھڑی چومون گھڑی لپٹون نہ چھوڑا آستان برسون
ضعیفی مین مری ہمت رہیگی نوجوان برسون
زمین سے میری تربت کی طلب ہوگا نشان برسون
رہا اس آرزو مین مشک و عنبر کا دہوان برسون
لٹا ہی ہستی موہوم مین یہ کاروان برسون
ہلاک انکے تعاقب مین رہینگے نوجوان برسون
یہ وہ طائر ہی جو دلمین کریگا آشیان برسون
کسی گوشے مین پہڑکی رہی گی یہ کمان برسون
کبہی دم بہر رہا عالم مین شور الامان برسون

شائستہ چند قبرین ہین شرف اک ہو کا عالم ہی
وہان رہتا ہو مین آتا نہین مردہ جہان برسون

کیا خدا ہین جو بلا مین تو وہ آ ہی نہ سکین
شعلۂ دل کو وہ چاہین تو بہی گل کر دین
دست رنگین کو دراندازنہ چہونے پائین
لوگ اوڑا لینگے یوسف کا پہٹا پیراہن
دفتر یار سے ہم لینگے محبت نامہ

ہم یہ کہتے ہین کہ آجا مین تو جا ہی نہ سکین
کچھ جہنم یہ نہین ہے جو بجہا ہی نہ سکین
خون فاسد کی طرح رنگ جما ہی نہ سکین
جامۂ گل وہ نہین ہے جو چرا ہی نہ سکین
فرد اعمال نہین ہے جو منگا ہی نہ سکین

راز دل بھول گئے ہمسے جو وہ کہتے ہیں
بے نشان کرنے حریف آئین جو تربت میری
تم پہ مرنے کو کہا ہے تو مر ین سکے تیر
مستعد ہین وہ مٹانے کو ریاضت میری
ہوا اگر عشق کا سودا تو سعادت جانین
شمع سان محفل محبوب مین جلتے گھلتے
یہ تمنا ہے وہ دکھلائین جو دیدار اپنا
دعوی حسن پرستی سے نہ مجرم ہونگے
اونکے پہلو مین جو لیجا کے سلا دے تقدیر
داغ ہجران جگر و دل مین نہان رکھینگے
شوق دیدار کی اس حسن سے تقریر کروت

ہو گیا علم لدنی کہ مٹا ہی نہ سکین
لوح محفوظ پہ ہو جاے مٹا ہی نہ سکین
زیست کی بات نہین ہے جو بنا ہی نہ سکین
دل پہ گل کھائے ہون نشان جسکا مٹا ہی نہ سکین
بار عصیان تو نہین ہے جو اوٹھا ہی نہ سکین
اشک کی طرح گرا ہون کہ اوٹھا ہی نہ سکین
غش جو آجائے تو پھر ہوش مین آ ہی نہ سکین
عشق کچھ کفر نہین ہے جو جتا ہی نہ سکین
نیند ایسی ہمین آئے کہ جگا ہی نہ سکین
آپکا حسن نہین ہے جو چھپا ہی نہ سکین
لن ترانی کو زبان پر بھی وہ لا ہی نہ سکین

مصحف رخ کا شرف عشق کرے کیسے اظہار
کلمۂ کفر نہین ہے جو سنا ہی نہ سکین

گداے دولت دیدار یار ہم بھی ہین
جو بندہ پرور و ذرہ نواز یار ہو تم +
شریک خاک عنادل رہیگی خاک اپنی
جگہ دو ہمکو بھی رہنے کو طور پر موسے
ہزار شکر قلمبند ہین شہیدون مین
پسند آئی ہے پروانون کی جو بیتابی
تمام عمر ہماری نہ آنکھ جھپکے گی
انہین کی بو سے معطر دماغ ہے اپنا
لپٹ ہی جاؤ گلے سے ہمارے خلوت مین
جہان مین تجھ رخ روشن کے تیرے پروانے

ہمین نہ بھولیو امیدوار ہم بھی ہین
تو یہ بھی دھیان رہے خاکسار ہم بھی ہین
بہار باغ کا گرد و غبار ہم بھی ہین
بشر ہین بندۂ پروردگار ہم بھی ہین
زہے شرف کہ ترے جان نثار ہم بھی ہین
ادھر بھی دیکھ لو تم بیقرار ہم بھی ہین
جوان معرکۂ انتظار ہم بھی ہین
وہ رشک گل ہین تو بلبل و بہار ہم بھی ہین
اکیلے تم ہی ہو اسوقت یار ہم بھی ہین
امیدوار چراغ مزار ہم بھی ہین

کبھی نہ لکھیو اشارہ بھی ہمکو چشمک کا / جواب لکھنے مین حیا و نگار ہم بھی ہین

خبر ہے حسن پرستون کو وہ نوازینگے / ہزار شکر کہ امیدوار ہم بھی ہین

غبار دن کو ہین شب کو چمن مین ہین خوشبو / عجب دورنگی لیل و نہار ہم بھی ہین

نشانہ تاکیگا کوئی تو دل پکارے گا / کسی کے تیر کے قابل شکار ہم بھی ہین

بہار گل ہین شہیدون کی روحین کہتی ہین / شرف مٹے ہوے نقش و نگار ہم بھی ہین

واجب الرحم ہون رحمت کا سزاوار ہون مین / پاک دامن ہون نہ مجرم نہ گنہگار ہون مین

گل سے واقف نہین نادیدۂ گلزار ہون مین / ہوش تک مجھکو نہ تھا جب سے گرفتار ہون مین

مٹکے بھی خاک سے گل ہوکے نمائش کی ہے / خون ناحق کے بدولت یہ نمودار ہون مین

درد الفت کو مرے کی جو حقیقت ہو کسی / خود مسیحا کو تمنا ہے کہ بیمار ہون مین

بیقراری سے تجھے سامنے بلوا لیتا / کیا کرون شرم در انداز ہے ناچار ہون مین

کس پہ بیداد کی یہ سوج ہوئی ہے میری / کشتۂ زندہ چمن کا گل گلزار ہون مین

رحم اونکو جو مرے حال پہ آجائیگا / پھر مین پوچھونگا کہ کیون اب بھی گنہگار ہون مین

تیغ ابرو کا اشارہ ہے یہ جانبازون سے / مجھسے مرنج ہی رہو پوچھ وہ تلوار ہون مین

اوسکو حیرت ہے ادھر مجھکو ادھر سکتا ہے / یار تصویر ہے آئینۂ دیوار ہون مین

واہ واہ آداب اسیری ہو معاف اے صیاد / پھڑپھڑانے دے ابھی تازہ گرفتار ہون مین

اوسکا سودائی ہون گاہک ہے جو میری جان کا / مشتری ہے وہ مرا جسکا خریدار ہون مین

عشقبازون سے وہ ہرجائی کہا کرتا ہے / گل تو گلزار مین ہون یوسف بازار ہون مین

ہوگی سبقت مری جانب نظر رحمت کی / پہلے بخشوگے جسے تم وہ گنہگار ہون مین

خون روتا ہون مین آبادی و ویرانے مین / بستیون مین ہون چمن صحرا مین گلزار ہون مین

ہون وہ مجرم کہ نوازا ہے تری رحمت نے / خاک سے پاک ہوا ہون وہ گنہگار ہون مین

ملنے جانا تھا شرف نرگس اعجاز اوسکو / ہردم آزار ہے جس چشم کا بیمار ہون مین

تری ہوس مین اگر آپ سے گذر جاؤن — یقین ہے زندۂ جاوید ہون جو مر جاؤن

بلائین یار وہ شاید مجھے اگر جاؤن — سنبھالون دل کو کہ تھامے ہوے جگر جاؤن

سنا ہی جب سے یہ ملنے کہ وہ پری رو ہین — یہ آرزو ہے کہ دیوانہ ہوکے مر جاؤن

کیا ہے شوق شہادت نے گرد آلودہ — لہو مین تم مجھے نہلا دو تو نکھر جاؤن

بہار مین مجھے تاکے ہوئے ہی کیون صیاد — کدہر چمن سے بچا کر تری نظر جاؤن

مہم عشق مین یارب کرون وہ جانبازی — مری بغل مین حسین وہ جہان بھر جاؤن

پچھاڑین کھائے کلیجا پکڑ کے صیاد — پھڑک پھڑک کے قفس مین ابھی جو مر جاؤن

کسی گناہ کا یارب نہ مجھکو ہوش رہے — عدم کو جاؤن تو دنیا سے بیخبر ہو جاؤن

وہ رحم دل ہون کہ خونی کہون نہ قاتل کو — خدائی پوچھنے کو آئے تو مکر جاؤن

ہمارے درد کی اوسنے دوا یہ پوچھتی ہی — اثر دکھانے کو جاؤن کہ لیے اثر جاؤن

اوٹھی جو لاش ہماری تو آرزو بولی — مجھے بھی لیتے چلو ساتھ مین کدھر جاؤن

سسک رہا ہون چھری جلد پھیر دے مجھپر — ثواب لے ترے قربان ہوکے مر جاؤن

روانہ ساتھ چراغ سحر کے ہونگا مین — کہان مین ڈھونڈنے اسوقت ہمسفر جاؤن

چلون مین نجد کو مجنون سے دل تو بہلیگا — وہین مین چاک گریبان برہنہ سر جاؤن

ہزارون تمنے جو پھکوا دیے ہین پروانے — کہان مین پھینکنے کو اونکے مشت پر جاؤن

نصیب اوسکی جو درگاہ کی زیارت ہو — طواف کو سحر و شام عمر بھر جاؤن

کسی سے عشق مین یارب نہ آنکھ ہو نیچی — کلیم طور پہ جائین تو عرش پر جاؤن

کوئی شریک نہین مر گیا ہے دل میرا — کہان مین کفن کو پکڑے ہوی کمر جاؤن

قفس مین پاؤن جو بلبل کا نامۂ اعمال — بھلا دون پھولون کے غنچے وہ گل کتر جاؤن

جواب دون او نہین ایسا کہ خوب یاد کرین — وہ مین نہین ہون نکیرین سے جو ڈر جاؤن

کوئی بھی ساتھ نہ دیگا عدم کی منزل مین — تلاش کرنے کو کیا خاک ہمسفر جاؤن

چمن مین جاؤن مین کیونکر بھلا نہین جاتا — جو لیس چلے تو صبا سے بھی پیشتر جاؤن

تم اوٹھ کے ہاتھ لگا دو شرف کی میت کو

لحد تپ شانہ ہلانے کو مین او تر جاون

ہوا ہی طور برباد ہی جو سب دستور پہلو مین
دل بیتاب کو رہتا ہی نا منظور پہلو مین

عجب دل کو لگی ہے تو عجب ہی تو [illegible]
کیا ہی عشق نے روشن چراغ طور پہلو مین

کہا جو مین نے میرے دل کی اک [illegible]
منگا کر رکھ دیا اک شیشہ چکنا چور پہلو مین

خوشی ہو ہو کر [illegible]
دل شیدا ہے یا ہی عشق کا مزدور پہلو مین

ہوس ہے دل کو [illegible]
لگا دے اک چھری ای قاتل مغرور پہلو مین

ہم آغوشی سے [illegible]
اوسی دن سے ہوئی ہے بیکلی مامور پہلو مین

مرا دل جب کبھی درد جدائی مین کراہے [illegible]
ہزارون رونے کو آ بیٹھے ہین رنجور پہلو مین

تری تصویر جیسا [illegible]
بٹھا لیتی ہے منت کرکے مجھکو حور پہلو مین

تڑپ جاتا ہی دن تیری جدائی [illegible]
چمک جاتا ہی یا رب کس پری کا نور پہلو مین

تصدق تجھپہ جسم [illegible]
جگہ دیگا ترا دیوانہ منظور پہلو مین

خدنگ [illegible]
[illegible] دل لگتا ہے یا کہ ہوا ناسور پہلو مین

الٰہی [illegible]
کرے جیسے دل کی ہے خستگی مشہور پہلو مین

ہوا اس [illegible] علیہ اس پچھتائے [illegible]
کہ آخر دل ہمارا ہوگیا کافور پہلو مین

تھی [illegible] عشق نے کی [illegible]
[illegible] کیا دل مین ہوا آنا [illegible] پہلو مین

برابر اپنے بیٹھے دیکھا ہی [illegible]
خدا چاہے تو آ بیٹھے وہ رشک حور پہلو مین

مسلم [illegible] کی شرت تدبیر [illegible]
پڑا ہے [illegible] شیشہ دل چور پہلو مین

ہو سکے [illegible] دون کی تصویر [illegible]
کیا خوشی بیٹھے ہین جکڑے ہوکر زنجیرون مین

پر لگا [illegible] تیرون [illegible]
دہوم اوٹھ جائیگی اوس دن مری زنجیرون مین

چھوٹ [illegible]
جلوہ کی [illegible] کوششی تصویرون مین

گفتگو [illegible]
[illegible] دونون کی تقریرون مین

مجھ گنہگار [illegible] دیکھا [illegible]
[illegible] تقصیر نہ ٹھہری مری تقصیرون مین

مصحف رخ کی ترے ہوگی خدائی عاشق
یہ وہ قرآن ہے کہ تصویر ہے تفسیرون مین

نظر مہر سے دیکھا ہے مرقع جسنے
بوسے رحمت ہے گنہگارون کی تصویرون مین

مطمئن دولت دیدار سے ہونگے کہ نہین
کیا لکھا ہے مرے محتاجون کی تقدیرون مین

ہر طرف آج چھری پھرتی ہے نخچیرون پر
جلنے سے شوق ہین مشغول ہین تکبیرون مین

عشق صادق ہے جو اے دل تجھے خونریزون کا
ذبح ہو چل کے چمکتی ہوئی شمشیرون مین

اپنے مشتاقون کی ناموس کو ذرا دیکھو تو
اونکی تصویرین یہ نہین آنکھین ہین تحریرون مین

میرے ارمانون مین آتی ہے مہک اوس گل کی
بوے یوسف ہے انہین خوابون کی تعبیرون مین

عشق مین روز نئی رہتی ہے آفت مجھپر
بیگنہی مین گرفتار رہون تقدیرون مین

خاک مین اسکو ملا دون اوسے برباد کرون
رہتے ہو آٹھ پہر تم انہین تہ سرون مین

ہر طرف سے ترے پروانون نے جھرمٹ جو کیا
شمعین سر کٹ گئین جیسے لگین گلگیرون مین

اے پری رو مرے دل پر بھی لگا دے اک تیر
یہ تمنا ہے کہ تڑپون ترے نخچیرون مین

فکر کی درد جگر کی جو دوا دارو کی
اے شرف بے اثری حل ہوئی تاثیرون مین

تری گلی مین جو دھونی رمائے بیٹھے ہین
اجل رسیدہ ہین مرنے کو آئے بیٹھے ہین

کرو ہماری بھی خاطر نکل کے پردے سے
کہ میہمان ہین تمہارے بلائے بیٹھے ہین

ہماری بغلون مین بوسے مراد آتی ہے
تمہارے پہلو مین ہم جب سے آئے بیٹھے ہین

دیا جو عطر اونہین عاشقون کو مٹی کا
کہا کہ ہم نہ ملینگے نہائے بیٹھے ہین

اوٹھا کے بزم سے خلوت مین تمکو لیجاتے
یہ سوچتے ہین کہ اپنے پرائے بیٹھے ہین

وہ شب کو بزم مین ہنس ہنس کے پوچھتے تھے ہمین
یہ کون ہین کہ جو آنسو بہائے بیٹھے ہین

ازل سے ہے یہ دو عالم مین روشنی جسکی
اوسی چراغ سے ہم لو لگائے بیٹھے ہین

بہار و نکہت گل ہو سکینگی . ہین نثار اوسپر
چمن مین رنگ وہ اپنا جمائے بیٹھے ہین

یہان بھی چین سے سونے نہ پائینگے افسوس
مزار مین بھی نکیرین آئے بیٹھے ہین

اوٹھا دو گے ہمین اب کیا تم اپنی محفل سے
ہم آرزو دہ ہوس کے ہٹائے بیٹھے ہین

بہار مین نئی سوجھی ہی اونکو گستاخی
عروس باغ کا گھونگٹ اوٹھائے بیٹھے ہین

فریفتہ تری اس ترچھی ترچھی چتون کے
چھری کلیجون مین اپنے لگائے بیٹھے ہین

ہمارے دفن و کفن کی نہین اب کرو تدبیر
خبر بھی ہے تمہین ہم زہر کھائے بیٹھے ہین

یہ کچھ نہ سمجھینگے سودائیون پہ رحم کرو
ہواس و ہوش جنون مین اوڑائے بیٹھے ہین

فرشتے دیکھیے کرتے ہین ہمسے کیا پرسش
مرے پڑے تھے لحد مین جلائے بیٹھے ہین

فقیر کیون یہ ہوئے ہین شرف سے پوچھو تو
بھبھوت مل کے جو دھونی رمائے بیٹھے ہین

سناٹے کا عالم قبر مین ہے ہر خواب عدم آرام نہین
امکان نمود صبح نہین امید چراغ شام نہین
دل نامے کے شک لے پرزے کیا اسے واسے لفیبے کا یہ لکھا
پیشانی پر اونکی مہر نہین سرنامے پہ میرا نام نہین
جلتے ہین جو اوجڑے زندہ چمن اس باغ جہان کی وجہ یہ ہے
گلزار یہ جس گلفام کا ہے اس باغ مین وہ گلفام نہین
کچھ جا بیٹھینگے بلبل آکے ہزارون ٹوٹ پڑینگے جبل یہ ہے
صیاد گلابی پہنے ہے کپڑے جا در گل ہے دام نہین
اس نجد مین خوف اے لیلی نہ کر اوس غمزدہ کی لے جا کے خبر
مجنون سے ترا وحشی ہے ترا بیچارہ کوئی ضرغام نہین
آگاہ کیا ہے دل کو ہمارے کسنے تمہاری خوبیون سے
انصاف کرو منصف ہو تمہین پھر کیا ہے جو یہ الہام نہین
دل دیتے ہی اونکو گھلنے لگے نظرون مین اجل کے تلنے لگے
آغاز محبت سے یہ کھلا چاہت کا بخیر انجام نہین
عالم ہے عجب گیتی عدم کا چار طرف سے ہے عالم ہو
آسائش جان و روح نہین راحت کا کوئی ہنگام نہین

جانا ہے عدم کی راہ ہمین ہونا ہے فنا فی اللہ ہمین
لینے ہین یہان دم چند نفس ہستی سے ہمین کچھ کام نہین
پھر آنکھ کبھی کھلنے کی نہین نیند آئیگی اک دن ایسی ہمین
ہونا ہے یہی سوچے ہین جو ہم یہ خواب و خیال خام نہین
جو رنگ نہین کیون کھلتے اب کس کشتہ پہ رحم آیا ہے تمہین
خونریزیون کا کیون شوق نہین کیون زیب کمر صمصام نہین
اقلیم خموشان سے تو سدا اک غمزدہ آتی ہے یہ صدا
ہین سیکڑون شاہنشاہ یہان پر حکم نہین احکام نہین
دنیا مین جو تھا تابع تھا جہان معلوم نہین پہونچا وہ کہان
عبرت کا محل کہتے ہین اسے اب گور مین بھی بہرام نہین
بلبل کی فغان پہ خندہ زنی غنچون نے جو کی پژمردہ ہوئے
سچ ہے کہ حزین و غمزدہ پر ہنسنے کا بجز انجام نہین
دیدار کے بھوکے تیرے جو ہین ہر ختم اونہین پر نفس کشی
کچھ خواہش و فکر قوت نہین دنیا کے مزے سے کام نہین
تم قبر مین کیون آو لحد بیٹھے شرف آرام کرو
یاران وطن روتے ہین تمہین کچھ حشر نہین کہرام نہین

پری پیکر جو مجھ وحشی کا پیراہن بناتے ہین
جنون مین جا بجا ہم جو لہو روتے ہین صحرا مین
جنہین عشق دلی ہے وہ تمہارا نام جپنے کو
مرقع کھینچتے ہین جو ترے گنج شہیدان کا
دیا کرتے ہو تم جس طرح سے بل زلف پیچان کو
حسینان چمن پر عاشق ہے جامہ زیبی کا
ہمیشہ شیفتہ رہتی ہین ابو حسن قدرت کا

گریبان چاک کر دیتے ہین لے دامن بناتے ہین
گلون کے شوق مین پیراہن کو گلشن بناتے ہین
طہارت سی ہماری خاک کی مرن بناتے ہین
تہ شمشیر ہر تصویر کی گردن بناتے ہین
مسافر کے لیے یون بھا تسیان ہر راہ سخن بناتے ہین
بچھا پڑتا ہے جو بن جو یہ پیراہن بناتے ہین
غرور ادسکی سج ہو جاتے ہین جسکا تن بناتے ہین

ارادہ ہے جو شمشیر دو دم کے منہ پہ چڑھنے کا
رہا کرتے ہیں وہ دلمیں ہرا کرتے ہیں قطرہ زن ہیں
عشق دم کو دیکر کے دیتے ہیں خود
کوئی جا کہ جگہ بلبل کا گلچیں سے پایا ہے
گلوں کے ڈھیر لاکے ہمکو آئین پہونچینگے
دہ دیتا رہے نقشہ ارم کا کھینچ کے آیا ہے
مرقع کھینچتے ہیں باغ کا جو حسن قدرت سے

تیرے حجاب ناز چار آئینہ و جوشن بناتے ہیں
عطا کرتے ہیں نور آنکھوں کو دل دشمن بناتے ہیں
ترے شیدا دل سے دوست کو دشمن بناتے ہیں
نکھرنے کو گل اپنی پیراہن بناتے ہیں
قریب بوستاں بیداد گر گلخن بناتے ہیں
شہید ناز پیر ہم آگیا مدفن بناتے ہیں
گل شاداب کا کیا رنگ کیا روغن بناتے ہیں

تعلق زیب زینت سے نہیں کچھ خاکساروں کو
شرف مٹی میں ملتے ہیں جو پیراہن بناتے ہیں

گلزار میں یہ پھول جو مرجھا گئے ہوئے ہیں
آئے ہیں تو سر زانو پہ ہوئے ہیں
عشاق کو دیدار سے ترسا رہے ہیں
اون گیسوؤں پر ہم کیا ہوئے ہیں
کاہیکو نکالی تھی کبھی یہاں سے اے دل
افسردہ دل ہوں رشک چمن کو پایا
کب دیکھیے وہ آکے لپٹتے ہیں گلے سے
رخصت ہو گلستان سے بہار چمنستان
معشوق کہینگے کہ عجب باغ کھلا ہے
معلوم نہیں کس پہ ہوا غصہ نہیں آیا
گھبرا کے ہوا جاتا تھا پہلو سے روانہ
ذکر آئے خوشی کا تو نکل پڑتے ہیں آنسو
تجھ سے محبت میں جو باہر نہیں اے دل
صحرا کا ہمیں سوچ ہو آمد ہے جنوں کی

کیسے گل رخسار سے شرمائے ہوئے ہیں
کم سن تو ہیں کچھ سوچتے ہیں شرمائے ہوئے ہیں
کیا حسن خداداد پہ اترائے ہوئے ہیں
موت آئی ہے دو کاکلوں پہ لہرائے ہوئے ہیں
ہم یار کی تلوار کو چمکائے ہوئے ہیں
پھولوں میں مرے پھول بھی کمہلائے ہوئے ہیں
ہاتھوں کو سر شام سے پھیلائے ہوئے ہیں
شاداب جو غنچے تھے وہ مرجھائے ہوئے ہیں
ہم بھی جگر و دل پہ وہ گل کھائے ہوئے ہیں
برہم ہے مزاج آج وہ جھنجھلائے ہوئے ہیں
دل کو تری تصویر سی بہلائے ہوئے ہیں
ہم ایسے ستم دیدہ ہیں دکھ پائے ہوئے ہیں
ہم بھی تو جگر سے تجھے لپٹائے ہوئے ہیں
سناٹے کے عالم میں ہیں گھبرائے ہوئے ہیں

ہر سو سے مرے گھر مین چلی آتی ہے خوشبو
نزدیک کسی باغ مین وہ آئے ہوئے ہین

اے شمع لقا دل نہ جلا دینا شرف کا
پروانون مین خفیہ وہ کہین آئے ہوئے ہین

ممکن اوس آئینہ رو کی ہے مجھے تصویر کہان
صاف تو یہ ہے کہ ایسی مری تقدیر کہان

شکر کی جا ہے کہ دلمین لب معشوق ہوا
مین کہان او قدر انداز ترا تیر کہان

تذکرہ عالم موہوم کا تربت مین کیجا
سوگئے جب تو پھر اوس خواب کی تعبیر کہان

تن بدن کا بھی نہین ہوش مجھے کیا جانون
ہون کہان قید بٹھائی مجھے زنجیر کہان

تم ہی منصف ہو جو تم کرتے ہو ناحق بیداد
واجب الرحم کو ملتی ہے یہ تعذیر کہان

خوب ہی گھات تمہین آتی ہے حرافی کی
کسنے سکھلائی ہے سیکھے ہو یہ تدبیر کہان

دیکھکر مجھکو وہ محفل سے اوٹھے جاتے ہین
ہائے افسوس پھری جاتی ہے تقدیر کہان

تیر اوڑتے ہین ترے جسکے پرون سے صیاد
ہاتھ آیا تھا وفادار یہ نخچیر کہان

منزل بیم ورجا مین تو قدم رکھا ہے
دیکھیے اب مجھے لیجاتی ہے تقدیر کہان

پھڑکتے ہین جو تڑپتا ہے کوئی دل زخمی
توڑتا ہے جو یہ دم پڑگئی شمشیر کہان

یار کی باتون سے خاموش ہوا جاتا ہون
گو تشفی کرتی ہے گنجائش تقریر کہان

قیس کیا روک کے لیلی کو کرے گستاخی
ناتوانون مین بھلا طاقت تقصیر کہان

عرش اعظم پہ پہنچی ہے جو شبیہ انسان کی
خود بدولت نے لگائی ہے وہ تصویر کہان

کس طرح یاس مین دل بھر کے اونہین دیکھینگے
اتنی مہلت ہمین ہوگی دم تکبیر کہان

خواب مین بھی نہ کبھی جسکے دیکھے تھے
سو رہی ہے مری حسرت زدہ تقدیر کہان

خط پہ خط تم جو شب و روز رقم کرتے ہو
اے شرف جاتی ہے لکھ لکھ کے یہ تحریر کہان

درد دل کہہ نہ سکے ہو گئی وقت شیون - خامشی قفل دہن
سامنے یار کے پیچک سے جھکا لی گردن منھ سے نکلا نہ سخن
چاک ہر گل نے کیا تیر سے سینے پیراہن - ای مرے غنچہ دہن

روح کی طرح نکلنے لگی بوے گلشن - اوڑ گیا رنگ چمن
حسن کی جان ہے بے مثل ہے تیرا جو بن زیب ہو تجھکو پھبن
صدا سمجھا ترے چاہنے کو جان من دل ہوا مین ہمسرت
سالہا سال سے مشتاق پڑا تھا مین ترا دم نکلتا ہے مرا
آج کھلوا دے جہرہ کے سے خدا را چلمن جان من ولبرمن
دل مرا نور کی شکلون کا تو پروانہ تھا ہے یہ اندھیر نیا
میری تربت پہ نہین ہوتی ہین شمعین روشن ہای یہ مجھسے جلن
گل وہ مرجھا گئے نازان تھے جو شادابی پر غم سے پھٹتا ہو جگر
گلشن افروز لیے جاتے ہین پھر گلشن زرد ہین سرو و سمن
مل گئے خاک مین سب عضو ترے کشتون کے خوب چورنگ ہوئے
قابل دفن نہین کوئی نہ کھدوا مدفن کون پہنے گا کفن
شب کو میرا یہ کیا درد جگر نے عالم - ہو گیا ضیق مین دم
نبض نے کوچ کیا ہونے لگا جی سسن اے مسیحاے زمن
جان کیا ہے جو کوئی راہ عدم مین دم لے حال عبرت کا یہ ہے
زندگی بھر کبھی رستا نہین چلتے رہرو ایسی منزل ہو کٹھن
آرزو عضو جدا ہم کے اشارے سے رہی - پھر گئی آنکھ مری
ہاے اس موت سے مجھکو نہ ملی جان من مہلت چشم زدن
ہوش نا اسیری مین سنبھالا ہی نہین اے صیاد کچھ بھی مجھکو نہین یاد
گل کہان کھلتے ہین کیا جانے کہان ہین گلشن کیسے ہوتے ہین چمن
رنگ و بو کا چمنستان مین کہین نام نہین جان بلبل ہے حزین
گل وہ مرجھا گئے تھے جنسے سجا گلشن لہلہاتے تھے چمن
اے شرف تربت مجنون سے یہ آتی ہے صدا واہ ری ہکی نہ تھا
جسکو اس نجد مین لے آتا ہے دیوانہ پن بھول جاتا ہے وطن

وہ دل کو تاکتے ہین یا جگر کو دیکھتے ہین
کدہر نگاہ ہی اونکی کدہر کو دیکھتے ہین

تجھی کو تاکا ہے اے دل جگر ہین تو چپ جا
اوڑا نہ دین قدر انداز ادہر کو دیکھتے ہین

جنون مین ذوق جو ہوتا ہی لالہ و گل کا
تماشا پھونک کے ہم اپنے گہر کو دیکھتے ہین

ہزار چاہتے ہین رخ تری طرف نکرین
دکھاتی ہے ہمین حسرت ادہر کو دیکھتے ہین

وہ تیر جوڑتے ہین دل نشانہ ہوتا ہے
ہم اتفاق قضا و قدر کو دیکھتے ہین

برابر اونکے بھی آنسو ٹپک ہی پڑتے ہین
جو دردمند مری چشم تر کو دیکھتے ہین

خدا ہی جانے اسے غم ہے کس مسافر کا
ہمیشہ چاک گریبان سحر کو دیکھتے ہین

کفن اولٹ کے ہمین قبر کیا دکھاتے ہو
مرے ہوئے بھی کہین اپنے گہر کو دیکھتے ہین

عجیب وقت ہی پروانے تک شریک نہین
خیال کرکے جو شمع سحر کو دیکھتے ہین

بڑھی یہ روشنی آنکھون مین دیکھکر تمکو
کہ اب تو صاف تمہاری کمر کو دیکھتے ہین

شب اس سے ہو چکی رخصت اب اسکی رخصت ہے
سا فزانہ چراغ سحر کو دیکھتے ہین

وہ گہری آج تو اے دل چھری لگائی ہے
کہ خود جھکے ہوئے زخم جگر کو دیکھتے ہین

ہمین بھی عہد جوانی سے یاس ہوتی ہے
جب آفتاب کبھی دوپہر کو دیکھتے ہین

شب وصال سے بہتر وہ دن گذرتا ہی
کبھی کبھی جو ترا منہ سحر کو دیکھتے ہین

سمجھتے ہین اسے اپنے جگر کی ہم تصویر
خوشی خوشی جو تمہاری سپر کو دیکھتے ہین

کسیکو ہستی موہوم مین قیام نہین
رواروی مین ہمیشہ بشر کو دیکھتے ہین

ہلاک ہوتے ہین ہو کر مرقع ماتم
بشر جو خاک مین ملتے بشر کو دیکھتے ہین

دلون کو اونکے اوڑاتی ہے تیر ہو ہو کر
جو لوگ یار کی ترچھی نظر کو دیکھتے ہین

مرا تو کام ہوا ہے اونہین تماشا ہے
جو دم بدم مرے زخم جگر کو دیکھتے ہین

چلا ہے لیکے ترے بزم سے ہزارون داغ
غریب دل کی ہم اس کر و فر کو دیکھتے ہین

قریب ہی کہ کرے روح اسے شرف پروا
جو ہمصفیرون کے ہم مشت پر کو دیکھتے ہین

وہ نازنینون مین کل ہے نگار صحبت مین
پری ہی باغ مین باغ و بہار صحبت مین

خفا جو ہونے لگا وہ نگار صحبت مین — چمن سے روٹھ کے آئی بہار صحبت مین

قریب ہی شب معراج دیکھنے اے دل — کسو بلا سے کبھی بیٹھتا ہے یار صحبت مین

بہشت مین نہ ملا ہمکو لطف دنیا کا — مزے اوڑاتے تھے اوس یادگار صحبت مین

نہوگا بزم مین اونکی فروغ حسرت دل — جلی نہین کبھی شمع مزار صحبت مین

کہین مفر نہین تو بھی نگاہ سے اوسکی — وہ معرکے مین چھری ہی کنار صحبت مین

ہوا ہی اونکو مرے بعد اشتیاق مرا — خدائی مین ہے تلاش انتظار صحبت مین

چھٹا نہ خاک سے بھی میری جلسۂ احباب — اوٹھا جو مجھ سے بیٹھا غبار صحبت مین

کہان چھپے کوئی اوسکی دو پیکر ابرو سے — کمان گوشے مین ہی ذوالفقار صحبت مین

ہوا ہے آئینے سے اتحاد انکو آتش دل — اوسی کی چاہ ہے خلوت مین پیار صحبت مین

ہمارے گھر وہ گئے ہین ہم اونکی بزم مین ہین — شکارگاہ مین وہ ہین شکار صحبت مین

نگلوت کی بزم مین صحرا سے ای جنون لے چل — رسائی ہی کسی باغ و بہار صحبت مین

کہین بھی بند ہماری زبان نہین رہتی — یہ تخلیے مین ہے طوطی ہزار صحبت مین

حواس و ہوش رخصت ہوئے ضعیفی مین — سحر کا وقت ہوا اور انتشار صحبت مین

بہ رنگ زلف دل آویزیون پہ نازان تھے — لٹک رہے تھے جو پھولون کے ہار صحبت مین

مشرف کا یار کی خاطر جو دل ہوا بیتاب — نہ تخلیے مین نہ آیا قرار صحبت مین

کسکے ہاتھون بک گیا کسکے خریدارون مین ہون — کیا ہی کیون مشہور مین سودائی بازارون مین ہون

غم نہین جو بیڑیان پہنے گرفتارون مین ہون — ناز ہی اسیر کہ تیرے نازبردارون مین ہون

تیرے کوچے مین جو میرا فوت ہوا ہی لالہ رو — سرخرو یارون مین ہون گو ننگ گلزارون مین ہون

اسقدر رہی اسے پرید زور پر جوش جنون — سر سے توڑون قید اگر لوہے کی دیوارون مین ہون

عشق سے مطلب نہ تہا دل زلف مین الجھا نہ تھا — تھا جب آزادون مین گنا اب گرفتارون مین ہون

ہوگی معشوقون کو خواہش مجھ نحیف و زار کی — گل کرینگے آرزو میری مین اون خارون مین ہون

دل کو دھمکاتا ہی دھیان اوس نرگس بیمار کا — جان لیکر چھوڑتا ہون مین اون آزارون مین ہون

اس مرے سودے کا دنیا میں ٹھکانا ہے کہیں
کس سے پوچھوں کیا کروں صیاد کی مرضی کی بات
آرزو ہی میں وہ گل ہو جاؤں ای رشک چمن
آ گیا دم ضیق میں لیکن نہ یہ ثابت ہوا
ڈرے ایسی آنکھ سے جو صاف اشارے سے کہے
دل تو میں صدقہ کروں تم اس پہ میری جان لو
کون ہوں کیا ہوں کہاں ہوں میں نہیں یہ بھی خبر

جان کا گاہک جو ہے اوسکی خریداروں میں ہوں
تازہ وارد ہوں قفس میں گرفتاروں میں ہوں
باغ میں دن بھر رہوں شب کو قمری یاروں میں ہوں
کھلتا ہو جیسی صبا میں کسکے بیماروں میں ہوں
نرگس بیمار ہو ... مرہم آزاروں میں ہوں
تم ہی منصف ہو کہ میں اسکے گنہگاروں میں ہوں
خود غلط خود رفتہ ہوں میں خاک ہشیاروں میں ہوں

ہے یہ ابرو کا اشارہ بھی جہاں کی ذو الفقار
ای شرف میں اوس سلح خانہ کی تلواروں میں ہوں

ضبطی چمن میں جلکے اگر لالہ رو کریں
حسرت ہے خوب جور و ستم خوبرو کریں
خاموشی چاہیے وہ کریں لن ترانیاں
رستے لگے لہو تو وہ ہو جاسے عطر مشک
تیغ اوسنے کھینچ لی ترے ای دل ہے کیا صلاح
ایسا پھٹا ہے دل کہ شگافے ہیں جا بجا
بلوا کے باتیں کی ہیں جو راز و نیاز کی
اس سے آرزو ہے کہ دو آنکھیں اور دے
چھریاں لگا کے میرے جگر پر وہ کہتے ہیں
یوسف کہاں ہیں بولے وہ آئینہ دیکھکر
دونوں جہان میں عمر رواں کا پتا نہیں
کوڑے کے ذوق و شوق میں مست الست ہیں
آئی بہار پڑھنی ہے شکرانے کی نماز
چھوند چاہیے ہمے حنا بند یار کا

چھپ چھپ کے گل نہاں دل بلبل میں کو کریں
وہ بے نیاز یاں کریں ہم آرزو کریں
معشوق لا جواب سے کیا گفتگو کریں
مٹھاے بوسے گل جو مرے زخم بو کریں
سینا سپر کریں کہ تو اخنجر گلو کریں
کچھ اسمیں حال یہی ہے اسے کیا رفو کریں
پوری نیازمند کی اب آرزو کریں
دل بھر کے انتظار ترا چار سو کریں
جب چاہیں اسطرح کا الٹکر او کریں
آئین غرور حسن مرے روبرو کریں
کس جا سے ڈھونڈ لائیں کہاں جستجو کریں
محو کش نہیں جو حسرت جام و سبو کریں
گلزار میں گلاب سے چل کے وضو کریں
پرزے کلیجا ہے اسے کیونکر رفو کریں

پہلے شرف ہا کہنے لگین اولسنے درد عشق
ہاتھون سے دل کو تہام لین جب گفتگو کرین

جسمین تری ہوس ہے اوس دل کو ڈہونڈتے ہین
خود رفتہ ہو کے اوسکی محفل کو ڈہونڈتی ہین
فریاد کی ہوس ہے اب کون داد دیگا
پروانے ہو رہے ہین سیارے آسمان پر
معراج مین ہین جو آئینا دیدہ آشنا کے
تیرے کرم سے عالم آئینا عشق ہوا ہے
الفت مین ہو گیا ہے سودا سے سرفروشی
اے دل جفاکشی تو جوہر ہے عاشقی کا
حسرت ہے نزع مین بھی دیکھین جمال اوسکا
غش سے کبھی جو آتا ہے ہوش ہمکو
کیا جفاکشی کا ہمکو مزا پڑا ہے
جو یار ہین قاتلون مین معشوق رحم دل کے
اسپر چھری تو پھیری ہے مقصد ذبح اوسکا

لیلی سمیت ہمہو محمل کو ڈہونڈتے ہین
غربت زدہ مسافر منزل کو ڈہونڈتے ہین
ظالم سے دل لگا کر عادل کو ڈہونڈتے ہین
ثابت نہین یہ کسکی محفل کو ڈہونڈتے ہین
مقبول بارگہ ہین مقبل کو ڈہونڈتے ہین
ملتا نہین ہزارون سائل کو ڈہونڈتے ہین
ہم ہین اجل رسیدہ قاتل کو ڈہونڈتے ہین
جو مرد ہین مہم مشکل کو ڈہونڈتے ہین
وقت زوال ماہ کامل کو ڈہونڈتے ہین
اوٹھ اوٹھ کے اپنے یار غافل کو ڈہونڈتے ہین
معشوق بے وفا و جاہل کو ڈہونڈتے ہین
سودا ہے ظالمون مین عادل کو ڈہونڈتے ہین
چارون طرف وہ روح بسمل کو ڈہونڈتے ہین

دیکھو تو اے شرف کیا تفرقہ پڑا ہے
دل ہمکو ڈہونڈتا ہے ہم دل کو ڈہونڈتے ہین

موسم گل مین جو گھر گھر کے گھٹائین آئین
چل بسے سوے عدم تمنے بلایا جنکو
روح تازی ہوئی تربت مین وہ ٹھنڈی ٹھنڈی
ہین وہ دیوانہ تھا جسکے لیے بزم غم مین
سنکر ظلم جو چلا دہوے محشر مین
ہجر مین ہی کو نہین ظلم کا فرمان آیا

ہوش اوڑ جاتے ہین جس سے وہ ہوائین آئین
یاد آئی تو عدم یون کی قضائین آئین
باغ فردوس کی ہر سو سے ہوائین آئین
جا بجا بچھے کو پریون کی ردائین آئین
خود گواہی کے لیے سب کی جفائین آئین
بیگناہون کو یہی لکھ کے سزائین آئین

اسکا دیوانہ ہون سمجھاتی ہین پریان مجھکو
ترے بندی ہوے کی جلنے لگاوٹ تو نے
حشر موقوف کیا جوش مین رحمت آئی
لشکر گل جو گلستان مین خزان پر امڈا
میری تربت پہ کبھی دہوپ نہ آنے پائی
منھ چھپانے لگے معشوق جوان ہو ہو کر
خاک اوڑانے جو صبا آئی مری تربت پر
بخش دی اوسنے مرے بعد جو پوشاک مری
تھم گیا درد جگر جان بچی دم ٹھہرا
راحتین سمجھے حسینون نے جو ایذائین دین
آ گیا رحم اوسے دین سبکی مرادین اوسنے
شہر سے صحرا کی زیارت کو ہزارون پریان

سر پھرانے کو کہان سے یہ بلائین آئین
اے پری ریب تجھے کیونکر یہ ادائین آئین
زار نالے کی جو ہر سو سے صدائین آئین
ساتھ دینے کو پہاڑون سے گھٹائین آئین
شام تک صبح سے گھر گھر کے گھٹائین آئین
نیک و بد کی سمجھ آئی تو حیائین آئین
سر ٹپکتی ہوئی رونے کو گھٹائین آئین
قیس و فرہاد کے حصون مین قبائین آئین
جب دواخانۂ عیسی سے دوائین آئین
پیار آیا تو پسند اونکی جفائین آئین
عاجزون کی جو سفارش کو دعائین آئین
روز لے لے کے سلیمان کی رضائین آئین

اے شرف حسن پرستون کو بلا کے لوٹا
ان حسینون کے دلون مین جو دعائین آئین

بچا بزم جہان کو مجلس ماتم سمجھتے ہین
ترے بندے ہین تجھکو قبلۂ عالم سمجھتے ہین
رہا کرتے ہین ہر دم مست نشے مین فقیری کے
ہوئی ہے اسکی سوزش مین ترقی اس قیامت کی
کوئی آراستہ سمجھے تو سمجھے بزم ہستی کو
شہید ناز کو چھریان لگاتے ہین مرے پر بھی
بھلا ہم کب پگھلتے ہین کسیکی روے روشن پر
گیا ہی اسقدر رہا یوس درد دل تے جلنے سے
فروغ انکساری ہی تمہارے خاکسارون کو

وہ دور اندیش ہین جو اس خوشی کو غم سمجھتے ہین
برہمن کعبے کو ترا مقدم سب سمجھتے ہین
ہم اپنے بھیک کے کاسے کو جام جم سمجھتے ہین
جگر کے داغ کو خورشید محشر ہم سمجھتے ہین
جو ہین برخاستہ دل وہ اسے برہم سمجھتے ہین
لہو زخمون سے جاری ہے وہ اوسکو مرہم سمجھتے ہین
ترے آگے پری کو موم کی مریم سمجھتے ہین
مسیحا کو ولا سے کو بھی اتنا دم سمجھتے ہین
ذرا سے ذرے کو بھی نیر اعظم سمجھتے ہین

بگڑا ہے سقدر سودا دل اونکہانے کی حسرت میں
کرے جالسی کو بھی اپنا تو گیسوئے پرخم سمجھتے ہیں

سحر دم ہے جو وہ خورشید رعنائی گلشن میں
طراوت کو گلوں کی باغباں شبنم سمجھتے ہیں

کبھی جو خون جم جاتا ہے دل کا سینہ کوبی سے
تو ہم زخم جدائی کا اوسے مرہم سمجھتے ہیں

حسینوں کو جوانی میں سمجھ کیا خوب آتی ہے
کہ اپنے کہنے میں اوروں کا مطلب کم سمجھتے ہیں

صدا کانوں میں آتی ہے جو غوغائے قیامت کی
ہم اوسکو بھی ترے سودائی کا ماتم سمجھتے ہیں

ہوا ہوں میں غلام اوس بادشاہ ہفت کشور کا
شرف قدسی ہی جسکو قبلۂ عالم سمجھتے ہیں

چاہئیں مجھکو نہیں زریں قفس کی تیلیاں
آشیاں جالوں جو ہو دیں خار و خس کی تیلیاں

ہو گئیں بے رنگ جب اگلے برس کی تیلیاں
خوں رو کر ہے کئیں رنگیں قفس کی تیلیاں

ہے یہ فولادی قفس مجھ ناتواں کا کیا کروں
کسطرح توڑوں نہیں ہیں میرے بس کی تیلیاں

کیا خدا کی شان ہے آتی ہے جب فصل بہار
سب ہری ہو جاتی ہیں میرے قفس کی تیلیاں

جب کبھی کنج قفس میں کی ہے سینے آہ گرم
موم ہو کر بہہ گئی ہیں پیش و پس کی تیلیاں

گھر قفس کو میں سمجھتا ہوں اسیری کو مراد
جانتا ہوں اپنی آہوں کو ہوس کی تیلیاں

پٹریاں میرے قفس کی شاخ گل سے کم نہیں
ہیچ یہ دیکھا نہ دیکھیں ایسی رس کی تیلیاں

گل سمجھنے لگتا ہے یہ بھی جب فغاں کرتا ہوں میں
نصب ہیں میرے قفس میں کیا جرس کی تیلیاں

دیکھئے شوق اسیری میں جگر جلنے کے لیئے
ہو گئیں ریشم کا لچھا سب قفس کی تیلیاں

رو رہی ہے دیکھکر لیلی جو اسکو اے شرف
لیلیاں مجنوں کی ہیں میرے قفس کی تیلیاں

دل کہا افسوس جوانی ہی جوانی اب کہاں
کوئی دم میں چل بسینگے زندگانی اب کہاں

آپ او لٹتے ہیں وہ پردہ وہ کہانی اب کہاں
عاشقوں سے گفتگو ہے لن ترانی اب کہاں

جب ہمارے پاس تھے اونکو ہمارا پاس تھا
تھی ہماری قدر جب تھی قدر دانی اب کہاں

اسے پری پیکر ترا سر سے ہی دم تک تھا نباہ
سرخ موباف و لباس زعفرانی اب کہاں

بد مزا ابھی نوجوانی نے سکھائی ہے او نہیں
دشمن جاں ہو گئے ہیں مہربانی اب کہاں

یار آنکلا تھا اے دل پھر وہ کیون آنے لگا
ہوگیا اک یہ بھی امر ناگہانی اب کہان

بعد میرے پھر کسی نے بھی سنی آواز یار
تھی مجھی تک لن ترانی لن ترانی اب کہان

باغ مین پھرتی پھری تھین پھول پھل کا تھا مزا
بند ہین کنج قفس مین دانہ پانی اب کہان

تیری اور اپنی حقیقت چاہئے عیسی سے کہون
اسقدر طاقت بھلا اے ناتوانی اب کہان

شیفتہ جب تک نہ تھے شہرت نہ تھی ضبط وصبر کی
درد تنہائی کی تاب اے یار جانی اب کہان

دلمین طاقت تھی تڑپ لیتے تھے بسمل کیطرح
جان مین حالت نہین وہ جانفشانی اب کہان

گھور لیتے تھے جفا کارون کو جب مفتون نہ تھے
ہوگئے جو رنگ خود چنگیز خانی اب کہان

اپنی قدرت اوسنے دکھلادی شب معراج مین
ہوچکی بس میہمانی میہمانی اب کہان

لہلہاتے تھے چمن مفتون گلون پر تھی بہار
لٹ گئی بو باس اے برگ خزانی اب کہان

حال دل کہواتے تھے جب قاصد آتے جاتے تھے
نامۂ شوق اور پیغام زبانی اب کہان

داغ دل اوسنے دیا تھا دل کو ہمنے کہو دیا
اے شرف اوس بیمروت کی نشانی اب کہان

دل کو لٹکا لیا ہے گیسو مین
جب وہ بیٹھین ہین آکے پہلو مین

ڈبڈبا تے ہی آنکھین تھرائین
کیا ہی حسرت بھری تھی آنسو مین

سرکشی کی جو ہے گیسو نے
چھپ رہا مشک ناف آہو مین

زندگی بھر کرینگے اوسکی تلاش
جل بسینگے اسی تکاپو مین

درد دل روئی سے نہ سکوانا
آگ ہے اسطرف کے پہلو مین

کون کہتا ہے خال مشکین ہے
دل ہے کسرا کا طاق ابرو مین

بزم مین اونکی جب گئے ہین ہم
عطر بھر بھر دیا ہے چلو مین

بلبلون مین ہمارا دل ہوگا
روح ہوگی گلون کی خوشبو مین

دل تو تھا اختیار سے باہر
اب جگر بھی نہین ہے قابو مین

بحر غم مین مرینگے ڈوب کے ہم
تیر اک دن ہے نیکی ٹاپو مین

غزل رولاتی ہین اکھڑیان تیری
ایک ہی تھی مین یہ دونون جادو مین

عورتیں پاسنگ کی کرینگی ہوس
تل وہ بیٹھین گے جس ترازو مین

کسکو غش آگیا جو چہڑکو گے
کیون بھرا ہے گلاب چلو مین

عالم وجد دل کو رہتا ہے
مست ہین نعرہ ہاے یاہو مین

اے شرف جب مزا ہو رونے کا
نکلین بخت جگر بھی آنسو مین

ہون تو اک بندۂ ناچیز مگر پاک ہون مین
سرمہ آنکھون کا بنا وہ جو کبھی خاک ہوئین

حشر کے روز تو دیدار سے خوشدل کردو
آج تک عالم ارواح سے غمناک ہوئین

ہین وہ اے شوخ وفادار ترا کشتہ ہون
سرکار بگا مرا قابل فتراک ہون مین

تیرا گلشن مین جو غنچہ سا دہن دیکھا ہے
شاخ گل کو یہ تمنا ہے کہ مسواک ہوئین

تو سہی مجھکو مٹا کے مری خوشبو ڈہونڈو
عطر کھینچوا کے لگاؤ جو کبھی خاک ہوئین

قول خاصان خدا سے ہی یہ عریانی کا
تمنے لوگون کو فریب ہوئے وہ پوشاک ہوئین

لامکان مین بھی تمہین جا کے کرونگا دریافت
اوڑکے پہونچونگا وہین طائر ادراک ہوئین

تہا وہ لایا نہ کوئی بجز کرم کی تیر سے
یار اسے ہیر کے اوترا ہون وہ ہیر اک ہوئین

بزم عشاق مین کہتے ہین وہ ہٹ دہرمی سے
لوٹ کے ساری خدائی کو بھی بیباک ہوئین

خوش معاشی یہ بقلا ناز تجھے کیا ہوگا
اے شرف خوردہن گور کی خوراک ہوئین

لکھی جاتی ہے طاعت جو اطاعت اونکی کرتے ہین
وہ زندہ پیر ہو جاتے ہین جو لوگ ونپہ مرتے ہین

دل و جان یار کی فرمائشون مین صرف کرتے ہین
اوسی پر غش ہین ہم ہر دم اوسیکا ہم تو بھرتے ہین

اشارے مین کوئی جیتا ہے کوئی جان دیتا ہے
دکھا کر کھیل قدرت کی خدائی وہ تو کرتے ہین

مرے ہین تیری یکتائی کا کلمہ پڑھتے پڑھتے ہم
شہادت نامے پر لوگ اپنی مہر کرتے ہین

وہ کہتے ہین ہوا ہے سرد برسات ہے کہین پانی
دم رقت ہم ایسی ٹھنڈی ٹھنڈی آہین بھرتے ہین

اشارا ہے یہ اونکی انکھڑیون کا ہم وہ آہو ہین
اوسے سرسبز کر دیتی ہین جسکا کھیت چرتے ہین

کہان پائی حنا نے یہ وفا کی بو خوشرنگی
نہین معلوم کسکے خون مین وہ ہاتھ بھرتے ہین

پری سی شکل پر اونکی یہ گل غش کر کے کہتے ہین

وہ مجھ دیوانے کا دل توڑ کر کہتے ہین سنبھلتے ہو

خدا معلوم اوسنے عاشقون کو کیا ستایا ہے

مہم عشق پر بلوا کے ہمکو آزما لو تم

پھٹا پڑتا ہے جوبن نوجوانان گلستان پر

زمانہ ہمیشہ مرتا ہے مگر ہم ہمیشہ مرتے ہین

پریزاد اور ہونگے وہ جو شیشے مین اوتارتے ہین

زمانے کو رولا دیتے ہین جب فریاد کرتے ہین

نہ سٹ جانے کی پروا ہے نہ مرجانے سے ڈرتے ہین

نگاہ و دل مین کھب جاتی ہین یہ ایسا نکھرتے ہین

شرف کس بات کا غم ہے تمہین کیون زرد ہیے ہو

بتاؤ تو تمہارے دل پہ کیا صدمے گذرتے ہین

بیوفائی ختم ہے اوسکی ادا اچھی نہین

درد دل کی عشقبازو نہین دوا اچھی نہین

خوب ہی دنیا و ما فیہا کی ہمنے سیر کی

کسطرح طے کرسکونگا منزل ملک عدم

اے پری پیکر تری سرکار عالی جاہ مین

دم بھرے جا یار کا سوز تنفس ہے تو ہو

بو اوڑا لاتی ہے زلف یار کی ڈرتا ہون نہین

دم نہ اولجھا ہان کہنا چھوڑ زلفون کا خیال

غم تو کہتا ہے کہ مانگو جان بچنے کی دعا

عالم اسباب مین جو شے ہے وہ ہے لا جواب

منزل تربت پہ مین پہونچا تو آئی یہ صدا

بیٹھ کر آغوش مین ناز عروسانہ کرو

نوجوانی مین تھی کیفیت بہار عمر کی

تھا چھلاوہ وہ پری اب کہان اوسکا پتا

چاہیے پرہیز ہی اوس سے نہو جسمین اثر

ظاہر اسکا کچھ ہے باطن مین ہے کچھ اے سبزہ رنگ

ساری دنیا مین کسی سے بھی قضا اچھی نہین

کیا مبارک ہے مرض جسکی شفا اچھی نہین

کوئی شے تیری محبت کے سوا اچھی نہین

سلب ہے طاقت طبیعت اے قضا اچھی نہین

سب کچھ اچھا ہے غریبون پر جفا اچھی نہین

ہوش مین آ غفلت اے مرد خدا اچھی نہین

اتنی چالاکی بھی اے باد صبا اچھی نہین

یہ پریشان فکر اے طبع رسا اچھی نہین

ہمت دل کہہ رہی ہے التجا اچھی نہین

کارخانے مین خدائی کی قضا اچھی نہین

اے مسافر کیون اوترا ہے یہ جا اچھی نہین

جا سے سترا یار کو بے جا حیا اچھی نہین

ابتدا ہی مین مزا تھا انتہا اچھی نہین

پیروی و جستجوئے نقش پا اچھی نہین

بے حقیقت جو دوا ہو وہ دوا اچھی نہین

ہاتھ اوٹھا اس سے دو رنگی حنا اچھی نہین

دشمنون کو بھی نہو مرگ مفاجات ای شرف
ضیق سے مرنا ہی بہتر یہ قضا اچھی نہین

تجہ قلزم تری قدرت سے ہوے دریا مین
مچھلیان دشت مین پیدا ہون ہرن دریا مین

تیری پرچھائین سے اے رشک چمن دریا مین
موج و گرداب ہوئی سرو و سمن دریا مین

دل شکستہ ہوے جاتے ہین جو عبرت سے حباب
کون سا آنے کو ہے عہد شکن دریا مین

خاک اوڑنے لگی دم بھر مین تلاطم ہو جاے
جاکے اترون جو مین آوارہ وطن دریا مین

نکہت زلف نہانے مین جو مہکی اوسکی
مفت ہی پھینک گئے مشک ختن دریا مین

اوس شہ حسن نے بجری پہ پھینکا جو اوگال
ہر طرف بہنے لگے لعل یمن دریا مین

آبداری سے جو پانی کی خجل ہے خورشید
کس پریزاد نے دہویا ہے بدن دریا مین

مچھلیون کا جو کبھی تیر سے کھیلے وہ شکار
تجھ سے ڈوب مرے آکے ہرن دریا مین

عمق اپنا مجھے گرداب جو دکھلاتا ہے
یاد آتے ہین حسینون کے ذقن دریا مین

چودھوین شب کو جو کی چاندنی کی سیر اوسنے
برسون مقیش بہا سیکڑون من دریا مین

بیتابی یہ جو اپنی ہین یہ نازان موجین
کسکی زلفون کا چسلی ہین یہ چلین دریا مین

روے روشن پہ نہانے مین جو زلفین بکھرین
غل ہوا دن کو ہوا چاند گہن دریا مین

آنے لگتی ہے حبابون مین گلون کی خوشبو
کلی کرتا ہے جو وہ غنچہ دہن دریا مین

منتین مان کے پروانے جلے ہین تجھسے
ٹھنڈا کیجیے تجھے ای شمع لگن دریا مین

ای شرف حکم جو ہے تمکو ڈبو دینے کا
کیا ہوئے اوس شہ خوبان سے سخن دریا مین

مٹ کے بھی نا آشنا کو آشنا کہتا ہون مین
ڈوبتا ہون لیکن اوسکو ناخدا کہتا ہون مین

اسم اعظم سن کے ہمنام خدا کہتا ہون مین
یا علی تمکو خدا سے کب جدا کہتا ہون مین

کہتے ہین تم پر ہمارا خون ناحق ہوئیگا
درد مندون سے جو دل کا ماجرا کہتا ہون مین

آکے تیری بزم مین بیٹھونگا پہلو مین ترے
کوئی میرا کیا کریگا برملا کہتا ہون مین

کہتی ہوگی ساری خدائی بلبل سدرہ مجھے
داستان وحدت و توحید کیا کہتا ہون مین

نازنینون کی سیاست سے بچا لینا مجھے
محو دیدار اسقدر ہون ہوش اتنا بھی نہیں

درد دل ان ظالمون سے اے خدا کہتا ہون میں
تم مجھے کیا کہہ رہے ہو تمسے کیا کہتا ہون میں

گوش زد جب سے ہوئی ہے لن ترانی کی صدا
اے شرف اوس دن سے اوسکو بے پا کہتا ہون میں

غش تو یوسف پہ کیا وصل کی تدبیر نہیں
خواب دیکھا ہے کہ جس خواب کی تعبیر نہیں

بے چھری ذبح کیا ہے مجھے بیتابی نے
میں وہ بسمل ہون کہ جو واقف تکبیر نہیں

شیشۂ دل میں جو اوترے ہین پریرو آکر
عشقبازی سے کشش کی ہے یہ تسخیر نہیں

میں وہ شعلہ ہون جو اگے نہیں سرتابی کر
گل ہون اوس شمع کا جو واقف گلگیر نہیں

جسکا مشتاق ہون مین حسن مجسم وہ ہے
نور ہی نور ہے صورت نہیں تصویر نہیں

خونبہا کیا تری شمشیر سے مانگے کوئی
یہ وہ خون ہے جسے شرع میں تعزیر نہیں

ناوک عشق نے چھوڑا ہے کسی عالم میں
کونسا دل ہے کہ اس تیر کا نخچیر نہیں

کیا خدائی کے مرقع سے میں دل بہلاؤن
جسکی حسرت ہے مجھے اسمین وہ تصویر نہیں

نامۂ حسرت دیدار مرا دیکھو تو
آنکھ ہے مہر نہیں پلکیں ہیں تحریر نہیں

کیا میں اے یار کہون دل کی حقیقت تمسے
لڑکھڑاتی ہے زبان طاقت تقریر نہیں

دوستی حسن تصور سے کرو اے آنکھون
اس سے بہتر کوئی دیدار کی تدبیر نہیں

کہیے تکبیر جو گردن پہ چھری رکھی ہے
کام جلدی کا یہ ہے چاہیے تاخیر نہیں

کیون میں گھبراؤن مسافت سے رہ الفت کی
کچھ گرفتار نہیں پاؤن میں زنجیر نہیں

واجب القتل میں دل دیکے نہیں ہوسکتا
تم ہی منصف ہو محبت کوئی تقصیر نہیں

اے شرف اسکے اوترنے کی نہ رکھنا امید
زیور عشق ہے سنت کی یہ زنجیر نہیں

کلیجا پھٹا رہا ہے غم کے اودم نہیں میرا
جب اونکو یاد آجاتا ہے طفل اشک پریزاد
تعشق میں پھٹا ہے بیٹھے بیٹھے کس پریزاد کے

ہمارے دل کو نشانہ کیا ہے اک بسمل کی گردن میں
لٹاتے ہیں اے معشوق اپنا مجھے دامن
گرا ہے کیون گریبان میں ہجیان ہو ہو کر دامن

لیا تو ادھ موا ہی کر کے چھوڑا اوسنے ہر دل کو
تہ و بالا کیا عالم کو جب ضد کی لڑکپن مین

بغل مین یار کے خفیہ دماغون مین جھکتی ہی
وہ گل تھا مین وفا کی بو ہوا آغوش دشمن مین

شبیہ اوسنی شہید ناز کی اپنے لگائی ہے
صریحاً بو لہو کی آ رہی ہے اسکے روغن مین

مرے طوق گلو کی قدر ہر دیوانہ کیا جانے
اسے پہنے گا مجنون زندگی بھر اپنی گردن مین

نمایان ہی جو اسکے نور کی لو مین سیاہی نہی
کوئی پروانہ جل کے رہگیا ہی شمع روشن مین

ہمارے دل سے پوچھو مرتبہ طوق اسیری کا
یہ وہ زیور ہے پہنا ہی جسے قمری نے گردن مین

کراماکاتبین ڈہونڈنے لگے اعمال نامے کو
تری رحمت سے ایسا سرفراز مجھکو مدفن مین

حقیقت مین یہ ہی جو پھول مرجھایا وہ مرجھایا
نہین آتی بہار رفتہ رخصت ہو کے گلشن مین

خدا آگاہ ہی اوس گل نے جب سے تیر مارا ہے
ہوائی شوق دونی ہو گئی ہی دل کے روزن مین

تکلف رفتہ رفتہ ہو گیا ہی اسمین شہپر کا
یہ کسکا تیر پیوستہ ہے ہے پیوست جوشن مین

قیامت ہی کسی نے باغ کا دفتر کتایا ہے
کھلا ہے آج شیرازہ کتاب گل کا گلشن مین

تمہاری مجلس حیران کی دکھلا دین جو کیفیت
نہ ریحان مین یہ قدرت ہی نہ نرگس مین نہ سوسن مین

دل بیتاب کو بھی کیا مزا ہے قتل ہونے کا
کہ مرنے کی ہوس مین رفتہ رفتہ جا پڑا رن مین

بھگا کر ابر کو رقت مری لیتی ہی دم اوسدم
جو روتا ہون تو پھر تو مین برس پڑتا ہون ساون مین

تہی آغوش ہو کر کیون شرف گھبرائے جاتے ہو
بہار آئے تو گل پھر بھیجیو تم اپنے دامن مین

منزل عشق کا حال آپ مین آون تو کہون
دم ذرا لینے دو مین دل کو سنبھالون تو کہون

پوچھتے ہو جو حقیقت مری بیتابی کی
آؤ مین تمکو کلیجے سے لگالون تو کہون

کیا کہون تجھسے رہائی کے لیے اے صیاد
ہان قفس مین جو پر و بال سنبھالون تو کہون

سرخرو ہوتے کی پھر داد مین لون قاتل سے
خونبہا کے لیے مین خون مین نہالون تو کہون

جان دینے کی ابھی وجہ نہ پوچھو مجھسے
زہر جو غم اسکے کہاتا ہون مین کھالون تو کہون

کیا کہون کیسی ہے اوس شوخ کی ترچھی چتون
اک چھری اپنے کلیجے مین لگالون تو کہون

خوف جان ہی ابھی معشوق اونہین کھینچے آنکھین
کچھ دنون ظلم سہون ناز اوٹھالون تو کہون

کس سے داغوں کی چمن کی مین کہوں کیفیت
کچھ نہ پوچھو مجھے کیوں آگئی رقت یارو
کون ہے جس سے فسانہ کہوں اے دل تیرا
بعد مدت کے بلایا ہے شہ خوبان نے
کیا خوشی ہوتے ہو ستھرا وسے بیتابون کی

لا کے گلزار سے بلبل کوئی پالوں تو کہوں
مجھکو رو لینے دو آنسو مین بہا لوں تو کہوں
سننے والا کوئی پہلو مین بٹھا لوں تو کہوں
سرگذشت اپنی ذرا سامنے جا لوں تو کہوں
ڈھیر پروانوں کا محفل سے اوٹھا لوں تو کہوں

شرمگین آنکھوں پہ جنبش مین لپیا جاتا ہوں
اے شرف اونکی نگاہ ہو نہیں سنبھالوں تو کہوں

اوڑھی پہر سے جو ہو ہو کر گریبان آستین دامن
جنون کے نام پر ہمتے دیے فرہاد و مجنون کو
ہوا تی الغور گلگون پیرہن جب زخم جرائی
بٹی ایسی ترے وحشی کو زیبا یا کیدا مانی
جنون ہو کے بہی صحرا مین شکوہ اپنی کم ہو گی
پھر یہ جا بجا صحرا مین آنکھوں سے لگائی ہین
جنون مین سیر سے پھر جانی کی خاطر اک پریرو نے
خدا سے داد لینگے جا کر اس بیداد وحشت کی
پریزادون نے ڈھونڈوا کر نقاب چہرہ نوائی
قیس کا آیا جو صحرا کی تباہی مین
وہ گلِ رو جب رہا شب کو وہ خوشبو بہینی بہینی دی
مرا دیوانہ پن کھل جائیگا میری پریرو پر
جنون کا ہو گیا عالم پریرو نے جو دل پہاڑا
نہ تھا جوش جنون جب تک تکلف پیرہن کا تہا
الٰہی ہو گیا سودا جہان کو کس پریرو کا

ہوی جامے سے کیون باہر گریبان آستین دامن
لٹا ڈی ہو کے ننگے سر گریبان آستین دامن
رہی برسوں لہو میں تر گریبان آستین دامن
ہوے چلے دم محشر گریبان آستین دامن
پھرے ہونگے کانٹوں پر گریبان آستین دامن
ترے دیوانوں کے اکثر گریبان آستین دامن
ننگا کر دالے ہین پتھر گریبان آستین دامن
دم ہنگامۂ محشر گریبان آستین دامن
ہوے میرے وہ طالع ور گریبان آستین دامن
تو میرے ہو گئے لنگر گریبان آستین دامن
گل شب بو رہے شب بھر گریبان آستین دامن
اوڑا لیجائیگی صرصر گریبان آستین دامن
رہے ثابت نہ پھر دم بھر گریبان آستین دامن
کرونگا کیا مین اب رکھکر گریبان آستین دامن
یہ کیون پھٹنے لگے گھر گھر گریبان آستین دامن

شرف پھاڑا تو پھاڑا پیرہن کو جوش وحشت مین

لیے پہرتے ہو کیا دردر گریبان آستین دامن

جم رہا ہے لخت دل خوناب چشم تر نہین — اشک میرا پارۂ یاقوت ہے گوہر نہین
دوسرا تجھسا خدائی مین جہان پرور نہین — کون ایسا ہے جو تیرا بندۂ بے زر نہین
بلبل سدرہ کو ممکن کوچۂ دلبر نہین — اوڑ کے مین جاتا وہان افسوس سے پر نہین
اسلیے رہتے ہین دنیا مین مسافر کی طرح — اک سرا مین آکے اوترے ہین ہمارا گہر نہین
قبر کے اوپر جو پہولون کی مسہری ہو تو کیا — سو رہے ہین ہم جہان تکیہ نہین بستر نہین
رحم کر میرے گلے پر اسکو اے قاتل نہ کاٹ — تیری باہون کے ہی قابل قابل خنجر نہین
خطبۂ وحشت پڑہتے پاؤن مجنون مر گیا — سبزۂ صحرا ہے خالی صاحب منبر نہین
عادت قصر ہوا دار اسقدر اے دل نہ کر — اوس مکان مین جاکے رہنا ہو کہ جسمین در نہین
آئینہ خانہ عجب بیم و رجا کا ہے طلسم — صورتین صد ہا نظر آتی ہین اسکندر نہین
ڈوب ہی جائیگا اے دل پڑ کے بحر عشق مین — ہے یہ طوفانی جہاز اسکا کہین لنگر نہین
جستجوے یار مین پہرتا ہون مین جا بجا نہ بدوش — زیست بہر رہتا ہون سرگردان کہین بستر نہین
ہار نے چاہا لپٹنے کو مگر مشکل یار — آئینے ہی مین رہا نکلا کبہی باہر نہین
تمکو دکہلاتا لپٹ کے لن ترانی کا مزا — کیا کہون پردے مین ہو افسوس تم باہر نہین
لاغم تو سن سے جو لیٹی جہک کر قاتل نے کہا — سر بہی کٹ جانے کی پروا اے بریدہ سر نہین
روح لیلی نجد مین کہتی تہی روح قیس سے — گور مین بہی تیری ہمراہی سے مین باہر نہین
کیون نہی جاتی ہو آکے باغ مین اے بلبلو — خون ٹپکا ہے مرا پہولون کی یہ چادر نہین
ٹوٹ جائیگا خدا کے واسطے صدمہ نہ دو — شیشۂ نازک مرا دل ہے کوئی پتہر نہین
خوش ہین چہٹنے کی خبر سے سب اسیران قفس — دم نہین صدمہ ہے اے بلبل [illegible]
رحم کر اے ذوالمن حسرت نہ غائب کر نہین — یہ تو مجہ حیرت زدہ کے اشک ہین گوہر نہین
آتے آتے آئیگا وہ رشک عیسی دم نہ توڑ — راہ اوسکی دیکہنے اے دل ابہی سے مر نہین
لاچہنکے قابو مین ہم اوس بادشاہ حسن کو — فوج جانبازون کی ہمت ہی ہو لشکر نہین
واہ ناز عشق کل تک یار تہا آغوش مین — آج وہ دن ہے کہ پہلو مین دل مضطر نہین

دیکھتے ہین آئینے کو ای شرف سکتے مین ہم
غم ہے پھر کسکا جو اسکو رنج اسکندر نہین

پھیک دو دن پہیں سے کے دلکو جو تری یاد نہو
جھوٹ کہتا ہون تو پہلو کبھی آباد نہو

حشر برپا ہو جو لرزان دل صیاد نہو
مرے نالے ہین یہ بلبل تری فریاد نہو

تمکو زیبا ہے رحیمی ستم ایجاد نہو
دھوم اوڑائی ہی کریمی کی تو جیلاد نہو

تو کرے ظلم یہ ہر وقت دعا ہے میری
اف کرون مین تو یہ منھ قابل فریاد نہو

اوسکی آنکھون مین پھرون وہ جو نظر بند کرے
قید بھی ہون تو بلا قید ہو میعاد نہو

بوے گل اتنی ٹھہرتی ہی نہین گلشن مین
اسقدر بھی کوئی آوارہ و آزاد نہو

جا پہنے والے جو بستی ہین عدم مین جا کے
یار کہتا ہے یہ بستی کبھی آباد نہو

گور مین جب سے ڈھکیلا ہی تری غیرت نے
روح لرزان ہے دوبارا تو یہ افتاد نہو

دل نہین مانے گا تصویر تری بے کھینچے
چہرہ پہ داغ محبت ہے یہ بہزاد نہو

اپنے سائے سے بھی گلشن مین جھجکتا جاتا ہون
دل لرزتا ہی کہ یہ بھی کہین صیاد نہو

اسطرح کیجیو اللہ سے چھٹکے جیلے
گوش زد میرے بھی اے دل تری فریاد نہو

قید جب سے تری الفت نے کیا ہی مجھکو
یہ دعا ہے کہ رہائی ابد آباد نہو

سامنا تیغ سے تیری مرا سینا جو کرے
ہاتھ کٹواؤن جو آئینہ فولاد نہو

جان لیکر نہ گراتا نظر رحمت سے
وحشت قبر کی مجھپر کوئی افتاد نہو

بیکسی گور کو مسمار کیے دیتی ہے
رحم کر رحم مری خاک تو برباد نہو

آرہی ہے جو صدا گور مین لا تحزن کی
کون مژدہ یہ سناتا ہے کہ ناشاد نہو

داغ وہ پھول ہین جو پھول نہون قسمت مین اگر
باغ تصویر ہے گلشن جو خداداد نہو

بو جو اس گلشن ایجاد مین آئی نہ تری
ہو کا عالم ہو کسی پھول کی بنیاد نہو

اے خداوند کریم اوسکی تو مٹی ہے خراب
جسکا حامی ترے محبوب کا داماد نہو

اسقدر ظلم کے سہنے کا مزا ہے مجھکو
تو بھی دے داد تو منظور ہے مجھے داد نہو

زار نالی یہ کسی کے نہین ہنستا اچھا
اے گلو گریہ شبنم سے ذرہ و شاد نہو

اسلیے شیشۂ شاعت مین حفاظت کی ہی
چاہنے والے کی یہ خاک ہے برباد نہو

ضبطی داغون کی چمن کی تو بہت مشکل ہی
یہ مرا باغ ہے یہ گلشن شداد نہو

گرد پھیر کے گنہگار رہا ہوتے ہین
روح میری بھی ترے صدقے مین آزاد نہو

بیگناہی یہ مرے خون نہ رواے شمشیر
ہاتھ رک جائیگا تا دم کہین جلاد نہو

ٹٹیان باغ مین مہندی کی جو ہین ای بلبل
آڑ مین انکی تری تاک مین صیاد نہو

لن ترانی کی صدا نے تو مرا دل توڑا
دم نکلجائیگا بس اور کچھ ارشاد نہو

قصد بھی حسن پرستی مین جو کھلواؤن مین
دم نکلجاے پریزاد جو فصّاد نہو

تیری تصویر کی تصویر کوئی کیا کھینچے
یہ خدا ساز ہے یہ صنعت بہزاد نہو

نزع مین خاک لکھے قیس وصیت نامہ
کیا کرے وہ کہ جو وارث ہو اولاد نہو

ناتوانی سے غش آجاے جو اوسکے در پر
اے شرف سوچ کے گرنا کوئی افتاد نہو

افسردہ دلی کیون کسی ناشاد سے پوچھو
اس یاس کو میرے دل برباد سے پوچھو

ظلم اوسکے نہ مجھ کشتۂ بیداد سے پوچھو
بے جرم چھری پھیری ہے جلاد سے پوچھو

فریادیون مین نام لکھا جائیگا میرا
بیداد نہ مجھ کشتۂ بیداد سے پوچھو

کس شان سے کس شوق سے کٹوائی ہے گردن
اس معرکہ آرائی کو جلاد سے پوچھو

مجنون کا ورق دیکھ کے لیلی یہ پکاری
نقشہ ہے یہ کس شخص کا بہزاد سے پوچھو

دیکھا ہے انھون نے مری وحشت کا تماشا
ہنگامہ وہ طفلان پریزاد سے پوچھو

دیوانہ ہون برباد ہون ویرانہ نشین ہون
آسائش و راحت وطن آباد سے پوچھو

ہر بار جو رہجاتے ہین ہم کھول کے منقار
منھ کو جگر آجاتا ہے صیاد سے پوچھو

کس کشتۂ جانسوز سے یہ نرم ہوا ہے
کیون موم ہوا جاتا ہے فولاد سے پوچھو

مردان جنون سے ہے اسیری کا تقاضا
زنجیر مین کیا دیر ہے حداد سے پوچھو

پوچھے جو دم قید کچھ آداب اسیری
ظالم نے کہا صاحب میعاد سے پوچھو

کیا دل نے ستایا ہے جو نکلی ہے دہن سے
کیون داد طلب ہے مری فریاد سے پوچھو

صحرا مین جو گذری ہے کرو قیس سے دریافت
کہسار مین ٹکرانے کو فرہاد سے پوچہو

گلچین نے دکہایا ہے مرا دل جو چمن مین
برسون ہی لہو تہو کا ہی صیاد سے پوچہو

جس جس سے مجہی عشق و ارادت ہی نکیرین
محبوب الٰہی کے یہ داماد سے پوچہو

کیا نذر جنون کرتے ہین ہوتا ہی جو سودا
تحقیق کرو قیس سے فرہاد سے پوچہو

قطرہ بہی لہو کا مری گردن سے نہ نکلا
تہین خشک رگین خنجر فولاد سے پوچہو

گلچین سے تو پرسشش ہو کہ ٹوٹا ہی گلون کو
مرغان چمن کیا ہوئے صیاد سے پوچہو

مجہ کشتے کی تربت نہ بنیگی کہ بنے گی
للہ مرے واسطے جلاد سے پوچہو

خود دینے لگا لے رگ جان مین کئی نشتر
قطرہ نہ دیا خون کا فصاد سے پوچہو

اوٹہنے نہین دیتی در دولت سے تمہارے
کیون مجہکو گرایا ہے اس افتاد سے پوچہو

گلرنگ رہا کرتی ہین آنکہین جو قفس مین
گہٹ گہٹ کے لہو روتی ہین صیاد سے پوچہو

ہوں شوق شہادت سے جہکائی ہوئی گردن
کب آئیگا سر کاٹنے جلاد سے پوچہو

رحم آکے جو روئے پر اونہین آیا ہی غصا
کیون بن کے یہ بگڑی مری روداد سے پوچہو

خود رفتہ مین ہو جاؤن کہ مرجاون جنون مین
کیا حکم ہے معشوق پریزاد سے پوچہو

دیوانون نے ہرگز نہ لہو ہونے دیا بند
دم توڑ کے مر مر گئے فصاد سے پوچہو

اندر کا اکہاڑا ہی مرے شیشۂ دل مین
کیا بزم ہی ایک ایک پریزاد سے پوچہو

آگاہ شرف تم نہین اونکی خفگی سے
اس مرگ مفاجات کو شداد سے پوچہو

ہٹ گیا دنیا سے دل ٹکرے جگر کیونکر نہو
صدمۂ ہجر رو ہے باہمدگر کیونکر نہو

جہت کو آنکہین ہین لگی مرنے کا ڈر کیونکر نہو
یاس مین اللہ پہ میری نظر کیونکر نہو

جانجان تونے اسی معراج کے قابل کیا
قدر دانی پر تری نازان بشر کیونکر نہو

جب محبت بڑہتی ہے ہوتی ہے دل سے لگکر آہ
غش ہو نہین اوسیرا وسے میری خبر کیونکر نہو

آندہیان چلتی ہین پہلے بعد آتی ہے خزان
موت سے سو نفس پیشتر کیونکر نہو

اوسکو میرے ہاتہ پہیلانے سے آجاتی ہی شرم
صاحبو میری دعا مین پہر اثر کیونکر نہو

آپڑا ہے معرکہ اک بیوفا کے عشق سے
ایسی مشکل مین شریک دل جگر کیونکر نہو

تو ہی منصف ہو پری سی شکل تیری دیکھکے
ہوش اوڑ جائین تو دیوانہ بشر کیونکر نہو

کہتے ہین ہنس ہنس کے وہ جب غش مین ہنسی مین
غمزدہ غفلت کا مارا بیخبر کیونکر نہو

مرگیا ہون لیکے مین حسرت طواف باغ کی
گرد پھولون کے مرا ایک ایک پر کیونکر نہو

ساتھ والے چل بسے ہے صبح پیری آشکار
کوچ کا وقت آگیا فکر سفر کیونکر نہو

اے پری رو قدرت اللہ ہے محفل تری
وجد کے عالم مین خود رفتہ بشر کیونکر نہو

جو گریبان پھاڑتا ہے بیٹھکر مجنون کے پاس
کہتی ہے لیلی کہ صحبت کا اثر کیونکر نہو

روح برہم دل سے ہے دل منحرف ہے زیست سے
سی خرابی جسمین ہو ویران وہ گھر کیونکر نہو

کیون نہو ارمان مرنے کا شہادت گاہ مین
خلد اس منزل مین ہے شوق سفر کیونکر نہو

غیر ممکن ہے جو ٹھہرے روح پیری مین شرف
صبح ہو جائے تو گل شمع سحر کیونکر نہو

رو لے ہی دیکھتے ہین ہم ابر بہار کو
کس گلعذار کا ہے غم ابر بہار کو

برسے گا حشر تک مرے دریای اشک سے
ایسا گیا ہے پہنچکم ابر بہار کو

ہوتا جو بس تو قبر پہ رونے کے واسطے
لیجاتے اپنے ساتھ ہم ابر بہار کو

اے عندلیب کر گہر اشک پیشکش
دی نذر بے بہار رستم ابر بہار کو

گردون پہ وہ وہ اپنی چمن بندیان دکھائین
سمجھا مین گلشن ارم ابر بہار کو

ایسا ہمارے سامنے صحرا مین جھک پڑا
رونے گلے لگا کے ہم ابر بہار کو

اک دن کرم یہ گور غریبان پہ بھی کرے
دون کسکی روح کی قسم ابر بہار کو

آتا ہے جھومتا ہوا قبلے کی سمت سے
لاتا ہے اسطرف کرم ابر بہار کو

برگشتہ بخت نے مری ویرانے کی طرف
اٹھنے دیا نہ دو قدم ابر بہار کو

اے جوش گریہ اپنی پہ لگون کو بھول جائے
دکھلا دے آنکھون کا ورم ابر بہار کو

بزم خیال و خواب مین ٹوٹا پڑا ہوا
رولوا رہا ہے جام جم ابر بہار کو

آتا ہے شاد شاد برسنے کے واسطے
گلشن کا دھیان کیون ہے کم ابر بہار کو

اسنے بھی کی تھی گور غریبان سے بیرخی
لایا کشان کشان کرم ابر بہار کو

اوس چشم تر کے فیض کا جویا ہے دل مرا
جسنے دیا ہے یہ چشم ابر بہار کو

کیا کیا چمک چمک کے برستا ہوا ای شرف
کسنے کیا ہے برق دم ابر بہار کو

مار ڈالا ہے جو بے جرم قضا نے ہمکو
داد دینے کو بلایا ہے خدا نے ہمکو

رہ گئے دیکھکے سکتے مین ہم اونکا جلوہ
بیخودی نے نہ دیا ہوش مین آنے ہمکو

دل ہمارا جو دکھاتے تھے وہ خود کرتے ہین
آبدیدہ ہین جو آئے تھے رولانے ہمکو

کوئی بھی بندۂ ناچیز نہ ہمسا ہوگا
بادشہ نے کبھی پوچھا نہ گدا نے ہمکو

نجد مین منزل وحشت جو کبھی بھول گئے
آئی گلشن کی ہوا راہ بتانے ہمکو

آئے تھے عالم ارواح سے کیون دنیا مین
خاک مین مل گئے چھوڑا نہ قضا نے ہمکو

وہ جھروکے مین جو بیٹھین تو کرین ہم فریاد
لوگ نزدیک نہین دیتے ہین آنے ہمکو

واہ ری بزم تری واہ ری مہمانداری
ملک الموت کو بھیجا ہے بلانے ہمکو

وہی ہوتا ہے عنایت جو طلب کرتے ہین
ایسی سرکار بتادی ہے دعا نے ہمکو

باغ مین روکے لہو ہمنے اسے سینچا تھا
اس ریاضت پہ بھی بلیا ہے حنا نے ہمکو

تو ہے معشوق تو پھر فرض ہے عاشق ہونا
ہم تجھے جان گئے تو بھی تو جانے ہمکو

تیری خدمت مین رہین ہم بھی ترے بندے ہین
اپنے رہنے کے بتا دے تو ٹھکانے ہمکو

تیری الفت نے جھکایا ہے تری طاعت سے
سرنگون کردیا تسلیم و رضا نے ہمکو

ای شرف بخشی گئے حشر نے فرصت پائی
خاک سے پاک کیا فضل خدا نے ہمکو

مٹتے رہتے ہین ای قیس اس دیوانے پن مین ہم کہ تو
دیکھین کامل ہوتے ہین وحشت کے فن مین ہم کہ تو

شامت آئی ہے تری تو جان اے دل ادراو سمجھ
ہمکو کیا لٹکین گے زلف پر شکن مین ہم کہ تو

وادی وحشت مین تو لایا ہمین یا ہم تجھے
آپ سے باہر ہوے اے دل وطن مین ہم کہ تو

دشت وحشت مین کرینگے اتنی حجت قیس سے
دیکھین لیلی کو بلا لیتے ہین بن مین ہم کہ تو

رات بھر بےچین ہم رہتے ہین یا تو بیقرار
تڑپ کے جاتے ہین صبا پہلے چمن مین ہم کہ تو

شب کو دل کہتا تہا پروانے سے بزم یار مین
نام روشن کرتے ہین اس انجمن مین ہم کہ تو

کہتے ہین یوسف سے وہ کیا حسن پر ہے تجکو ناز
ہین گل خوبی گلابی پیرہن مین ہم کہ تو

ہم نہین اے قیس یہ وحشت کی باتین جانتے
یہ بتا کامل ہوئے الفت کے فن مین ہم کہ تو

ہم نہ کہتے تھے کہ اے دل اوسکی باتون پر نہ جا
یہ بتا اب تنگ ہین عشق دہن مین ہم کہ تو

کرنے سکہ عاشقی و عشق کا جاری کیا
اے شہ خوبان کہرے ہین اس چلن مین ہم کہ تو

ترک عشق و عاشقی کو پہر نہ کہنا اے شرف
تجھکو کیا ہے مبتلا رنج و محن مین ہم کہ تو

کسطرح تیری یار رہے یاد گفتگو
کرتا ہے روز تو نئی ایجاد گفتگو

اے دل زبان ہلانے بہی پاتا نہین کوئی
سنتا نہین کسیکی وہ جلاد گفتگو

تو چاہے داد دے کہ نہ دے اختیار ہے
کچھ چاہتے ہین طالب فریاد گفتگو

دیدار کی ہوس مین سنین لن ترانیان
اب کیا کرینگے تابع ارشاد گفتگو

دم بند ہے مسیح کا تقریر سے تری
کیونکر نہ کہیئے اسکو خداداد گفتگو

کیونکر نہ عشق کرون ترے حسن کلام پر
لہجہ ہے دلفریب پری زاد گفتگو

بلبل پکڑ کے لائے ہین صیاد و باغبان
دونون مین ہوتی ہے پئے بیداد گفتگو

کیا جانے کیا کلام تھے ظالم کی دلفریب
ارمان رہگیا نہ رہی یاد گفتگو

جاتے رہے ہین رو یکاری الفت مین کیسے
کرتا ہے کیا وہ بانی بیداد گفتگو

بھیجا پیام وصل تو بولا وہ تندخو
کس نامراد کی ہے یہ ناشاد گفتگو

ہمکو بہی چار باتین بتا دو رسائی کی
قائم رہے تری ابد آباد گفتگو

کہدون کہری نہ خوشامد کرونگا مین
آزاد ہون مین ہے مری آزاد گفتگو

نقشہ کبھی جو حسن خداداد کا کھنچے
اسمین نہ کیجیو کبھی بہزاد گفتگو

پہر پہر کے گرد وجد کرے تو اگر سنے
وہ دلفریب ہے مری صیاد گفتگو

سنتے ہین جکڑ کے لے جائینگے زنجیر مین شرف

آپس میں کر رہے ہیں یہ حدا و گفتگو

آزار محبت میں سوا یاس کے کیا ہو
ہم جسم ہیں تم روح ہو آپس میں وفا ہو
دیدار کا سائل ہوں جو مقبول دعا ہو
قدسی بھی کریں عشق تم اگر جلوہ نما ہو
اوٹھا ہی جگر میں جو کبھی درد محبت
بندہ ہوں ترا ہو کے گنہگار رہا ہوں
دشمن کی بھی خاطر ہی کروں ہوں وطن سار
غل ہونے نہ پائے مجھے پہناؤ وہ زنجیر
دنیا میں کہاں ڈھونڈنے جائے اوسی کو کوئی
دکھلا دے مجھے اپنی رسی بخت کی +
تم مالک و مختار ہو سب زیر نگیں ہیں
دامن کو نہ چھوڑوں گا کرو عقدہ کشائی
رکھو نہ مجھے دولت دیدار سے پیاسا
مرتا تو ہوں میں عالم ارواح سے تم پر
سنا لے مجھے آتے ہیں ستاتا ہے کلیجا

اس درد کی دنیا میں دوا ہو تو دوا ہو
ہم تم سے جدا ہیں نہ تمہیں ہم سے جدا ہو
بندہ ہوں تمہارا مری حاجت بھی روا ہو
صورت ہو وہ تصویر کہ محبوب خدا ہو
کی ہے یہ دعا میں ہو اب تو سدا ہو
حاضر ہوں سزا دیجے جو اسکی سزا ہو
آغوش میں لے آؤں مجسم جو قضا ہو
جب جب ہو نہ جھنکار ہو جس میں صدا ہو
جس رشک چمن کا نہ ٹھکانا نہ پتا ہو
ہوا لے جہاں معرکہ ہم درد ہوا ہو
جا ہو جسے لٹوا لو تو از دو جسے جا ہو
آقا ہو وے بھی جو نصیری کے خدا ہو
بندہ ہوں تمہارا میں تمہیں مجکو بنا ہو
لیکن نہ کھلا حال کہ تم کون ہو کیا ہو
اسے قید ہو ستر نہ زندان میں کرا ہو

دل زلف مسلسل سے چھڑا لائے تم اپنا
کس پیچ کی باتیں ہیں شرف کہتے رہا ہو

چوم لونگا اونکا گھبرانا دل آفت ہو تو ہو
ضبط کیونکر ہو جو بیتابی سے فرصت ہو تو ہو
بے نیازی تم کرو اور آرزوئیں ہم کریں
یاریاں حوریں پریں آکے مجاور ہو تو آپ
اوس پری پیکر کو کیونکر انس ہو انسان سے

گر پڑونگا پاؤں پر پھر قیامت ہو تو ہو
صبر کی برداشت یاروں میں طاقت ہو تو ہو
چاہیے تو مجھے مروت ہو تو ہو
گل نہیں مجکو ہوں تربت ہو تو ہو
کچھ مروت ہو تو ہو کچھ آدمیت ہو تو ہو

عشقبازوں کی کہیں دنیا میں شنوائی نہیں
ان غریبوں کی قیامت میں سماعت ہو تو ہو

دل گرفتہ ہوں پہونچکر بارگاہ خاص میں
اس رسائی کی خوشی تیری زیارت ہو تو ہو

یوں تو ہوتے کچھ نہیں بیڑا گنہگاروں کا پار
جنبش پیر موج دریائے رحمت ہو تو ہو

سب طرح کی ہے تجھے تیری گرفتاری سے امید
یاس دل کو ہے تو ہو برگشتہ قسمت ہو تو ہو

دردمندوں کی دعا میں یوں ہونگی مستجاب
دستگیر انکا جو تیرا دست قدرت ہو تو ہو

بیقراری سے شب ہجراں کی مشکل ہو نجات
اس بلا سے اب چھٹکارا جو رحلت ہو تو ہو

بارہا پہلو میں نہیں آرام آتے کیطرح
استراحت کا مزا جب دل کو راحت ہو تو ہو

دیکھنا تیرا شب معراج میں ممکن نہیں
بندہ عاجز ہی یہاں تیری مشیت ہو تو ہو

میں تقیتا ہوں کہ دن شرف میں صاف صاف
آئینہ سے دل مرا اونکو کدورت ہو تو ہو

بشرکی جان سے لیتے ہو ایسا آزماتے ہو
تمہیں جو دیا تھا ہو خاک میں اوسکو ملاتے ہو

تمہارے سے سیہ بالوں میں کیوں ہمارا دل کھاتے ہو
اولٹ دیتے ہو پردہ بے نیازی کیا جتاتے ہو

جہاں میں حشر ہوتا ہے وہ جسدم آہ کرتا ہے
زمانے کو ہلا دیتا ہے جسکا دل ہلاتے ہو

برلسے بودہی نام دم کی آمد و شد کا
بشر کے جسم میں تم روح ہو کر آتے جاتے ہو

دعائیں مانگ کے روز قیامت کو بلایا ہے
کسے تڑپاتے ہو دیکھیں کسے جلوہ دکھاتے ہو

خدا گویائی دے انکو تو یہ جیوت لالہ و گل کر
شہیدان ادا کے خون میں کیا تم نہاتے ہو

یہاں نہ نشہ کا ہی ہے صرف بیم باز آنکھیں
ہمارا دل اولٹ دینے کو تم جادو جگاتے ہو

نہ مجھ میں جان ہوتی ہے نہ دل قابو میں ہوتا ہے
کلیجے پر چھری پڑتی ہے جسدم یاد آتے ہو

سحر تک چھپتے ہو کیسے خیال روی روشن سے
چراغوں کی طرح کیوں اے ستارو جھلملاتے ہو

ختن حمام ہوتا ہے جو زلفیں دہوئی جاتی ہیں
نہاتے ہو تو عطر مشک کا دریا بہاتے ہو

جلا دیتے ہو اوسکو دیکھ لیتے ہو جو پروانہ
لگاتا ہے جو لو تمسے چراغ اوسکا بجھاتے ہو

مجھے نیچی نگاہوں پر تمہاری پیار آتا ہے
کلیجے سے لپٹ ہی جاؤ کیا شرماتے جاتے ہو

شگوفہ سے شگوفے چھوڑتے ہو باغ عالم میں
عجائب رنگ دکھلاتے ہو کیا گل کھلاتے ہو

سمجھتا ہوں غم الفت کو میں ارمان سے بڑھکر
بہت محظوظ ہوتا ہوں جو میرا دل دکھاتے ہو

شرف کیا نزع میں ہمدم رہیں لگاوٹ تسلی کرتی ہیں
ابھی تو دم نکلتا تھا ابھی تم مسکراتے ہو

دلوں سے عشق نے چھینا ہے اختیاروں کو
خدا ہی ہے جو قرار آئے بیقراروں کو

جہاں سے انکو اٹھالو یہ خاک جہاں پہ چلے
بس اب نہ ٹھوکریں کھلواؤ جاں نثاروں کو

سمجھ کے کیجیو غصہ تمہاری رحمت نے
امیدوار کیا ہے گناہگاروں کو

شفق جو شام کو پھولی تو یہ یقین آیا
کہ سرخرو وہ کرینگے سیاہ کاروں کو

عجب عجب تری قدرت نے رنگ دکھلائے
کرشت خاک سے پیدا کیا نگاروں کو

شہید ناز ترے خاک اگر ہو جاتے
جہاں میں جا ہی نہ ملتی کہیں مزاروں کو

قمر نے جو دیکھی شب کو تمہاری افشاں
تمام رات نچھاور کیا ستاروں کو

یہ کیا ستم ہے کہ پرساں کوئی نہیں ہوتا
حلال کرتے ہیں ظالم خدا کے پیاروں کو

خدا ہی حافظ و ناصر ہے بزم گلشن کا
گلوں نے دی ہے جگہ پہلو میں خاروں کو

نہ مرنے والوں کی پروا ہوئی نہ زندوں کی
نہ بیخودوں ہی کو پوچھا نہ ہوشیاروں کو

دلوں کو شیفتگان کے کیا تو ہی نے تسخیر
کہ ہو گئے ذبح کر دئے جو ان شکاروں کو

یہ پرورش یہ رحیمی تجھی کو زیبا ہے
دیئے بہشت کے حلے گناہگاروں کو

اوسی کے ہم ہیں ہمیں بھی ہے آسرا اوسکا
نوازتا ہے جو اپنے امیدواروں کو

لرز گیا میں ترے ناز بے نیازی سے
ملا کے خاک میں مٹوا دیا ہزاروں کو

پتا نہیں ترے دیوانوں کے بگولوں کا
ہوائے شوق کدہر لیگئی غباروں کو

ستمگروں سے سفارش ہماری کرتے ہیں
جزائے خیر دے اللہ دوستداروں کو

ہوا جو گور غریباں سے وسوسہ اونکو
نشان مٹا دیئے گروا دیا مزاروں کو

گلوں کی سیر کو کہتا ہوں تو وہ کہتے ہیں
لہو تو روتے ہو دیکھو جگر فگاروں کو

بسی تمہاری جو خوشبو تو پھر نہ کملائے
بہار و رنگ نے چاہا گلوں سے [illegible] کو

اجل جو شہر خموشاں میں لیگئی ہمکو
نہ ہمسروں کو نہ پہچانا [illegible] کو

طالب فرشتون سے ہے دفتر قیامت کی
ہے رکھو دولت دیدار سے انھین محروم

خدا نے یاد کیا ہے گناہگارون کو
بڑی امید ہے تمسے امیدوارون کو

شرف نکل گئے کوسون جنون کے عالم مین
جھپٹ کے روک لین دوڑائیے سوارون کو

کہیوں نہ عنوان شاد نشاد ہم سنکے بیان آرزو
اوسکے نیاز مند ہین جو کہ ہے جان آرزو

اسکی مدد سے پہونچے ہم دلبر بے نیاز تک
عرش پہ ہمکو لیگئی شوکت و شان آرزو

یار کا جلوا دیکھنا ہوگا نصیب کب ہمین
پوچھتے اسکی بات اگر ہوتی زبان آرزو

چاہئے تجھکو ہوگئین یار ہزارون حسرتین
دلمین ہمارے دیکھ لے نکلی ہی کان آرزو

آنکھمین نزول کین مری یار کے انتظار نے
دل جو بنا تو ہوگیا چھن کے مکان آرزو

عشق مین یار کہا کے غم کرتے ہین شکر دمبدم
سمجھے ہوئے ہین اسکو ہم نعمت خوان آرزو

دل سے مری جو دوستی کی تہی سو وہ نباہ دی
اورطرف نہ رخ کیا واہ ری آن آرزو

چار طرف سے ہے یورش حسرت و شوق و ذوق کا
دل ہے مرا گھرا ہوا ابتو میان آرزو

صاحب فوج داغ دل حسرت عشق سے ہوے
آہ و فغان کو سمجھے ہم طبل و نشان آرزو

ہین ہوا اوٹھا جہان سے اوٹھ گئی ساتھ عاشقی
بعد مرے نہ پھر رہا نام و نشان آرزو

حسرت و یاس و رنج و غم دہیان مین لائینگے نہ ہم
جان پہ کھیل جائینگے ہم ہین جوان آرزو

جلوہ عجب دکہادیا رخ سے نقاب اوٹھا دیا
مجھسے بہت وہ خوش ہوے سنکے بیان آرزو

یار کا دہیان آتے ہی پھر نہ رہی کوئی ہوس
دلمین ہوا مقام ہو ہو کے گمان آرزو

ہوتے ہین باغ باغ وہ آتی ہے بو جو عشق کی
داغ کو گل سمجھتے ہین مرتبہ دان آرزو

سمجھین قضا کو زندگی اونپر اگر چھری چلی
ڈھونڈتے ہین تری خوشی شیفتگان آرزو

دل کا کیا تھا حال نظم شعر کہے تھے درد خیز
داد تو دیتے اسے شرف ہوتے جو جان آرزو

بہتے ہین سر زلف گرہگیر مین آنسو
سینے پہ ٹپکتے ہین تو پڑ جاتے ہین ناسور

کیا مجھکو جکڑ دیا ہین گے زنجیر مین آنسو
پانی ہین کہ تیزاب ہین تاثیر مین آنسو

کہتا ہون جو مین عالم رویا کا فسانہ
رقت کے سوا یار کا نظارہ نہین ہے
زندان مین جو اک روز مین دل کھول کے رویا
مانی نے جدا تیرے مرقع سے جو کھینچا
کیون سکتہ و حسرت نے نظر بند کیا ہے
دل اوسکا بھر آیا جو چھری پھیرنے مین مجھپر
حیرت ہے مجھے کیون مری رقت نہین تھمتی
کرتا ہون بیان کثرت رقت کا جو اپنی
مردم کو ہوا حسرت دیدار کا منصب
جب دولت دیدار کی حسرت مین بہائے
تھراتا ہون لیتا ہون جو مین نام خدا کا
افسوس نظر ضعف نے رقت کو لگائی +

یوسف کے ٹپک پڑتے ہین تعبیر مین آنسو
لکھے ہین مری آنکھون کی تقدیر مین آنسو
سیلاب ہوے خانۂ زنجیر مین آنسو
بھر آئے مرے دیدۂ تصویر مین آنسو
راندے گئے ہین کونسی تقصیر مین آنسو
صیاد کے بہنے لگے تکبیر مین آنسو
کیا پیرے ڈبونے کی ہین تدبیر مین آنسو
آتے نہین گنجائش تقریر مین آنسو
معمور ہوئے آنکھون کی جاگیر مین آنسو
داخل ہوے وہ غیب کی توفیر مین آنسو
دل ہل کے نکل پڑتے ہین تکبیر مین آنسو
آنکھون سے نکلنے لگے تاخیر مین آنسو

فردوس مین رولونگا شرف اتنے ہی رو لی
بہتے ہین جو میرے غم شبیر مین آنسو

خدا پہ چھوڑ دو مجھکو مری دوا نہ کرو
کیا ہے عشق کا دعوی حلال کر ڈالو
وہ شب کو کہگئے ہین تم جو ہم پہ مرتے ہو
کوئی غریب جو آئے اوسے دلا سا دو
حجاب اوٹھا دو اولٹ دو نقاب چہرے سے
کرو نہ ضیق مین دم اپنے عشقبازون کا
بڑا کریم ہے یار وہ ہی کریگا کرم +
تمہارے گرد رہیگا یہ ہوکے پروانہ
دیا ہے اوس شہ خوبان نے حکم زندون کو

مسیح دم ہی اگر دے تو التجا نہ کرو
گناہگار ہو تمہین خوف خونبہا نہ کرو
تو دلمین رہنے دو چرچا تو جا بجا نہ کرو
دعائین لو کسی مظلوم پر جفا نہ کرو
حیا کا سن ہی نہین ہے ابھی حیا نہ کرو
مسیح ہے کے مریضون کو دق کیا نہ کرو
سوا خدا کے کسی سے بھی التجا نہ کرو
قمر کے سامنے معشوقیت ادا نہ کرو
مرے سے ہودون کی طرح عرض مدعا نہ کرو

ہاے کیسے مجھہ دلت آوارہ سے چھٹو دل
دغا کی بو نہیں اسمین کبھو نہ ٹھہرے گی +
نفس کی جان ہون شک تیرے پر نہ ہو عاشق کا
مزا ہے مجھکو لتشق مین جانفشانی کا +
رکھے ہے تمہاری بلا سوگ مرگ عاشق کا

غریب و بیکس ہان ظلم سے دغا نہ کرو
پسند شوخی و رنگینی حنا نہ کرو
اسیر شوق و ہوس ہون مجھے رہا نہ کرو
جفا و جور کرو شفقت و وفا نہ کرو
بہاؤ مہندی ملو گیسو تمہین شانہ کرو

سنبھالو دل کو ذرا اپنی سانس ٹھہراو
شرف وہ آتے نہ ہووین ابھی قضا نہ کرو

جان آرائش وہ گلگون پیرہن کیونکر نہو
تنگ گو سے تنگ وہ غنچہ دہن کیونکر نہو
بوے گل جس سے بسی وہ گلبدن کیونکر نہو
غم مین بلبل کے عزاخانہ چمن کیونکر نہو
کیونکر آنکھون مین کھب جائے نفاست یار کی
کوئی صورت شہر خاموشان مین رحمت کی نہیں
واہ ری خوشبو تری اللہ ری شہر امزاج
حق کو ہے منظور اوسکی سرخروئی کی نمود
عاشقون نے جڑ دیے ہین لعلہاے لخت دل
پاک دامانی نے دھبا تک نہین پڑنے دیا
ہو رہی ہے گرمی رخ سے پسینہ اور بھی
بھر گیا دل مارے غم کے حسرتین سب نکل گئین
گور مین تنہا پڑے ہین جشن کرتے تھے وہان
میری تربت مین بچھا ہے قدرتی پھولونکا فرش
کھینچتا ہے روز کانٹونمین مجھے شوق جنون
جس شہید ناز کے زخمون سے جاری ہو لہو

نور کی صورت ہے ہر شے کی پہن کیونکر نہو
لاجواب اوسکا لقب ہے کم سخن کیونکر نہو
پھول سا مکھڑا ہے غنچہ سا دہن کیونکر نہو
جامۂ گل اوسکی میت کا کفن کیونکر نہو
چاند کا عالم ہے چندن سا بدن کیونکر نہو
ملک ویران مین پریشان بے وطن کیونکر نہو
اس نفاست پر تصدق یاسمن کیونکر نہو
لالہ کہسار خون کوہکن کیونکر نہو +
بے بہا اوس نازنین کا اوترن کیونکر نہو
پھر مرا کافور سے اوجلا کفن کیونکر نہو
اس ستم کی دھوپ مین کالا ہرن کیونکر نہو
چل بسے آقا تو برباد انجمن کیونکر نہو
گلشن ایجاد کا رنج و محن کیونکر نہو
گل ہزارون لپٹے ہین گلگون کفن کیونکر نہو
دھجیان اوڑا اوڑ کے پرزے پیرہن کیونکر نہو
قبر مین باغ و بہار اوسکا کفن کیونکر نہو

سرخی و سبزی طلسم حسن و ہر گل دلفریب
دم شہیدوں میں نہیں ہے خشک زخموں کا لہو
ناز بردار دہن ہائے نیازی کے ہوئین
سیکڑوں ہی صید اوسکے روز اور دا آہین دل
بیکسی نے آب پاشی گور پہ ہونے نہ دی
سیکڑوں پروانے گرد شمع ہیں پیدم پرانے
نالہ ہائے بلبل شیدا کی پروا تک نہیں

بلبل بیتاب کو شیدا سے چمن کیونکر نہو
گل جو مرجھا گئے تو پژمردہ چمن کیونکر نہو
آرزو تیری مجھے اے جان من کیونکر نہو
پھر قدر انداز وہ ناوک فگن کیونکر نہو
آبدیدہ میرے غم میں گورکن کیونکر نہو
شمع کا لبریز اشکوں سے لگن کیونکر نہو
گریۂ شبنم پہ ہر گل خندہ زن کیونکر نہو

خوش نہ آئے میوۂ فردوس جسکے سامنے
اے شرف نایاب وہ سیب ذقن کیونکر نہو

مست ہے ڈھونڈتی ہے اپنے طلبگاروں کو
کرچکا ذبح جو صیاد گرفتاروں کو
اپنے بیگانے مرے واسطے برسوں روئے
چند بلبل کے جو صیاد نے پر نوچے ہیں
مرحبا ہے ترے نخچیروں کا کیا کہنا ہے
میرے صیاد کی آمد جو سنی گلچین نے
کون تھی ایسیہ پوش ہے جسکے غم میں
دھوم یہ گرمی بازار قیامت کی ہے
لدلیجہ اوٹھا پھول سے ہلکا ہوکر
موت کا بار اوٹھانے کے لیے ہیں موجود
چٹکیوں کے ترے اے ہیر مرے دل میں ہیں نشان
جو پڑے سوتے ہیں اونکو تو نہیں چونکانے
سوچیے گلشن عالم کی مشیت کیا تھی
جھے شیر اشکوں سے کیا پیچ مقابل ہوگی

بوئے گل پھاندتی ہے باغ کی دیواروں کو
دشت پر اوڑ کے گئے ڈھونڈنے گلزاروں کو
غم حریفوں نے کیا داغ رہا یاروں کو
پاس ہے حسرت پرواز سے پروانوں کو
جگر و دل میں جگہ دیتی ہیں سوفاروں کو
خون بلبل سے رنگا باغ کی دیواروں کو
سالہا سال سے روتا ہے یہ کن پیاروں کو
میرے یوسف نے بلایا ہے خریداروں کو
میرے تابوت نے تکلیف نہ دی یاروں کو
ضعف نے دی ہے وہ طاقت مرے بیماروں کو
جیسے ترکش میں بہم رکھتے ہیں سوفاروں کو
گور میں بھیج کے سلواتے ہو بیداروں کو
پہلوئے گل میں جو آباد کیا خاروں کو
کاٹ جائینگے کوئی دم میں یہ کہساروں کو

آمد آمد ہے ترے شہر میں کس وحشی کی
بند رہنے کی جو تاکید ہے بازاروں کو

غل سواری مسیحا کا مطب میں جو ہوا
آمد آمد سے شفا ہو گئی بیماروں کو

ایسی الفت تھی تو صیاد نہ چھوڑا ہوتا
رو رہا ہے جو رہا کر کے گرفتاروں کو

ایڑیاں شربت دیدار کی خاطر رگڑیں
مار ڈالا ترے پرہیز نے بیماروں کو

درد دل بھی انہیں صیاد نے کہنے نہ دیا
رہ گئے مرغ قفس کھول کے منقاروں کو

لیں گے شاید وہ کسی کشتۂ بیکس کا قصاص
جا بجا باندھ کے لٹکایا ہے تلواروں کو

لوگ اٹھتے ہوے قبروں سے چلے جاتے ہیں
کس نے پرسش کو بلایا ہے گرفتاروں کو

رحم آنے کو ہے لاریب اگر بیٹھینگے وہ کرم
دیکھتے ہیں جو کن انکھیوں سے گنہگاروں کو

سیکڑوں ہو گئیں شرما کے نگاہیں نیچی
اے شرف پیار سے دیکھا جو ستمگاروں کو

صیاد سے کیا خاک کہوں سیر چمن کو
قسمت میں بہار آئی ہے پھر جاؤں وطن کو
ہر سال بہار آکے بساتی ہے چمن کو
برسوں سے ہیں ترسے ہوے اوغنچہ دہن کو
اے بے وطنی ہم نہ بسائینگے چمن کو
اتنا جو نقاہت نے گھلایا ہے بدن کو
جھنکوائے کوئیں سیکڑوں چاہ ذقن کو
ہمراہ صبا کے جو ترے کوچے میں آئی
بجلی کی طرح آکے کلیجے سے لپٹ جا
شہرت تھی تمہاری ابھی ناوک فگنی کی
اک بات ابھی عیسیٰ نفسی پار ہے آگے
اشکوں کے ٹپک پڑنے کا کیونکر ہو تماشا
جھپا بھی ہوگا کوئی تنبیہ و فا دا

پلکیں مری ٹکواتی ہیں سلوا کے دہن کو
اللہ کرے بھول مرے داغ کہن کو
اک ہم ہیں کہ پھر آنکھ سے دیکھا نہ وطن کو
اللہ دکھائیگا تو دیکھیں گے وطن کو
پھٹتا ہے جگر یاد جو کرلیتے ہیں وطن کو
کسطرح سنبھالونگا جو پہنونگا کفن کو
ناپید کیا ہمکو دکھایا نہ دہن کو
خوشبو سے چمن بھول گئی اپنے چمن کو
دل ڈھونڈ رہا ہے ترے بیساختہ پن کو
چھوڑے تو ہمیں تیر جو مارا تو ہرن کو
مردوں کو جلایا ہے جو کھولا ہے دہن کو
آنکھوں سے اوجڑتے ہوے دیکھا ہے وطن کو
تیروں کے لیے پر دیے ہیں صید فگن کو

اے یار ترے تربت دیدار کے پیاسے
انبوہ قیامت کو بھی پامال کر دینگے
کیا شان کریمی ہے ملے خلد کے حلّے
دم بھر مجھے آرام دے اے گور کی منزل
نکھرے گی نہا کر کسی پروانے کی میت
لیجاتے ہین جانسوز چراغ اس سے جلا کر
میت ہین جوانی کے نئے روح ہے بیتاب
خوش ہوتے ہین غم کھاکے ترے جانے والے
خوشبو جو مہک جاتی ہے رحمت کی تمہاری
کیونکر نہ وہ ٹھہرائین تلون سے تمہارے
دم ہو ٹو نہ ہے دو لب جان بخش کا بوسہ
خونریزیون کو کہتے ہین کیا رنگ اوڑا ہے
لاریب گرا ہے کوئی گل شمع کا اسمین
دامن مین ہزارون کے بھرے ہین شرر گل
صحرا مین جو یاد آتی تھی خوش چشمی تمہاری

منھ پھیر لین دیکھین نہ کبھی سرو لگن کو
سیکھے ہنہ جوانی سے اس آفت کے چلن کو
میت مری محتاج نہی دنیا مین کفن کو
ہون تازہ مسافر بھی چھوڑا ہے وطن کو
ہر شمع نے اشکون سے بھرا ہے جو لگن کو
اب تو یہ ترقی ہے مرے دل کی جھلسن کو
چہرے سے مرے کون اولٹتا ہے کفن کو
راحت سے سوا جانتے ہین رنج و محن کو
آنکھون سے نکیرین لگاتے ہین کفن کو
پہنا کے جنھین تاج چھڑایا ہے وطن کو
حسرت نہ رہے رکھ لو ہمارے بھی سخن کو
جانباز ترے دھیان مین لاتے نہین ان کو
پروانون کے لشکر نے جو گھیرا ہے لگن کو
کس غنچہ دہن نے پلٹایا ہے چمن کو
روتا تھا لپٹے کلیجے سے مین لپٹا کے ہرن کو

قاصد جو کہے آکے مبارک ہو وہ آئے
بھر دون مین شرف موتیون سے اوسکی دہن کو

مرقع غم کا دکھلاتا ہون حسرت زدہ دل کو
رہیگی اوسکی تربت مین کروگی وقت محمل کو
نشان انسان کا رہتا نہین شہر خموشان مین
لہو پر ملجائیگا خونریز کہلاؤگے عالم مین
ہماری آنکھ کی پتلی جو وقت نزع کھلجاتی
کوئی تھا غش مین بیدم تھا کوئی تھا وجدین کی

کلیجے سے لگائے رو رہا ہون نیم بسمل کو
اولٹ دیگا جنون مجنون کا اے لیلیٰ ترے دل کو
مسافر خاک مین ملجاتے ہین طے کرکے منزل کو
نہ چھوڑو سینچان نہ پر قدم مرنے دو بسمل کو
خوشی سے دم نکلتا دیکھ لیتے اپنے قاتل کو
عجب عالم مین دیکھا ہم نے جاکے اوسکی محفل کو

لپٹ کر تربت مجنوں سے لیلی رو کے کہتی تھی
تری تربت پہ صدقہ کرکے پھینکوں دونگی محمل کو

ہمارے خون ناحق کی خوشی جیسے وہ کرتے ہیں
دیا کرتا ہے حق پھر دولت مبارکباد باطل کو

رلائے جائینگے زخم اوسکے شاید غنچہ و گل سے
کیا ہی یاد گلشن میں ہوا نے اپنے گھائل کو

کرینگے وقفاً تصویر خانہ اپنی رحمت کا
وہ جس دم سرفرازینگے گنہگاروں کی محفل کو

کوئی پرساں نہیں میرا خدا جانے ہیں کیسے ہو
نہ ظالم ظلم کرتے ہیں نہ رحم آتا ہی عادل کو

خدا عالم ہے شاہد ہی شب تنہائی کا صدمہ
کلیجا منھ کو آیا ہی مسوسا ہے جہاں دل کو

جمال اسے یار دکھلا جا کہ میں دنیا سے رخصت ہوں
دم آنکھوں میں ہے اٹکا سہل کر جا میری مشکل کو

نظر آتی تھی تصویر اوسکو اپنے ذبح ہونے کی
یہی چھری تھی اوسنے آئینہ دکھلا کے بسمل کو

ہوئی ہے تقویت دل کو شفا کی بو مہکتی ہے
یہ کس نے نسخہ بھیجا ہے مجھ بیہوش و غافل کو

اٹھا کر دولت دیدار مالا مال اسے کر دو
مراد دل خوشی ہو ہو کے دو بلوا کے سائل کو

خدا صیاد سے سمجھے اوڑا لے آپکو دنیا سے
قفس کے گرد چھریاں رکھ کے سہمایا عنادل کو

بسا دو قبر کو دنیا کو چھوڑو ہیچ ہے دنیا
کرو آباد چل کے اے شرف بنیاد منزل کو

خدائی میں چھپا دوں میں کیونکر اپنی قسمت کو
کہاں ڈھونڈوں کرم کی وعطا خود بدولت کو

نہیں وہ دھیان میں لانے کے تصویر وفا حسرت
کہ اپنی آنکھ سے دیکھا کیے ہیں میری حسرت کو

چلی صحرا میں لیلا ڈھونڈنے مجنوں کی تربت کو
لگا دی آگ محمل کو جگہ دی دل میں وحشت کو

قیامت کا تمہیں ہی انداز معشوقانہ آتا ہے
اولٹ دیتی ہو دل برگشتہ کردیتے ہو قسمت کو

رہونگا عمر بھر ممنون میں حسن تصور کا
لگایا ہی مرے دل میں تری تصویر وحدت کو

تری حسرت میں غنچوں نے گریباں پھاڑ ڈالے
لٹائے دیتے ہیں سب پھول اپنی اپنی نکہت کو

زبس کشتی کیا ہی خون میرا درد ہجراں نے
جو عادل ہو تو دکھلا دو مجھے اپنی عدالت کو

ہوا تو ہی تعشق اپنی ہمصورت سے تمکو بھی
نہ دیکھو آئینہ جب جائیں اب رد کو طبیعت کو

وہ کم سن ہیں ابھی مردہ سمجھ کے ڈر ہی جائینگے
نہ اونکو دیکھنے دینا ہمارے نعش کی حالت کو

زمیں کو یہ جانا ہی نمائش گل جو کرتے ہیں
سپرد خاک وہ کرتا ہی کس کس خوبصورت کو

کسی شی کی جدائی مین کبھی ہمنے نہ خواہش کی
ہوس کی بیقراری کی جو جی چاہا تو رقت کو

بشر سے خود دکھیگا راز اپنی کبریائی کا
یہ محبوب خدا ہوگا خدا راضی ہے خلوت کو

مریضون نے تری زور آزمائی کرکے دم توڑا
آلہی وہ لہو تھوکین جو ٹوکین انکی طاقت کو

خبر لینے نہ آیا کوئی بھی گور غریبان کی
جو اوس ظالم نے بھیجا بھی تو بھیجا یاس حسرت کو

تمہارے چاہنے والے پریشان ہین قیامت مین
خبر کو ان گنہگارون کی بھیجوا اپنی رحمت کو

وہ آکے پھر گئی اسنے نہ میری آنکھ کھلنے دی
کیا مردے سے بدتر مجھکو کیا کوسون مین غفلت کو

ازل سے ہی رحیمی و کریمی تیری خصلت ہین
ستا کے عاشقون کو کیون بگاڑا اپنی عادت کو

ہمارا دل مرقع ہوگیا ہے آرزوئے نکا
خدا جانے کیا ہے پیار کس خوبصورت کو

بسر کرتے ہین غم کھاکے تری دیدار کے بھوکے
تصدق کرتے ہین اس قوت پر وہ خوان نعمت کو

عیادت کو ہی آئے پیر خمین بھی مجھسے کہتے ہو
کنایہ ہی تو رخصت کا اشارا ہی تو رحلت کو

شکوہ اے جانجان ملنی کیا ہی تیری طاعت کا
تشہد کو اذان کو سجدے کو نیت کو رکعت کو

تمہاری دولت دیدار مین دل بھر کے لوٹونگا
کبھی تو سرفرازے گی کریمی میری قسمت کو

شرف جو عالم ارواح سے ہستی مین آتا ہی
اجل کو ساتھ کر دیتے ہین وہ اوسکی حفاظت کو

آتش افروزی و ضبط سوزای جانا نہ دیکھ
شمع کی سرتابی و جانبازی پروانہ دیکھ

عاشق و معشوق کو دیکھ اور خلوت خانہ دیکھ
کبریا و بندہ ناچیز کا یارانہ دیکھ

بزم دنیا چھوڑ غافل گور کا کاشانہ دیکھ
جسمین رہنا ہی ہمیشہ چل وہ خلوتخانہ دیکھ

دم جو نکلے پھر نہ رہجائے کسی کی آرزو
چار دن دنیا مین جسکو دیکھ مشتاقانہ دیکھ

نشئے ہو جائین ہرن اے نرگس شیدا ترے
آنکھین کھلجائین جو اوسکی نرگس مستانہ دیکھ

پھول سے قالب کو چھوڑا روح نے تیری لیے
کیا مہم سرکی ہے اسکی ہمت مردانہ دیکھ

شام سے اک دھوم ہے اے دل شب معراج کی
تو بھی پروانون مین جلکے محفل جانانہ دیکھ

راہ کترا کے مری صحرا کی لیلا بھاگ جا
دل اولٹ جائیگا تیرا تو نہ یہ ویرانہ دیکھ

بیقراری دل کی کہتا ہون تو کہتا ہی وہ شوخ
اضطراب بلبل و بیتابی پروانہ دیکھ

تو جگائے تو ابھی خواب عدم سے چونک اٹھوں ۔ امتحان ہو جائے تربت میں ہلا کے شانہ دیکھ

اک نئی دنیا ہو پیدا خاک اوڑانے کے لیئے ۔ اے پری پیکر اگر تو جانب ویرانہ دیکھ

صدمہ و راحت کا امیدوار ہو جو تجھکو اشتیاق ۔ گل کو خوش دل دیکھ بلبل کو بیتابانہ دیکھ

جابجان گلزار ہوگا دل جہان کرتا ہوں دفن ۔ خرمن گل ہوگا یہ بوتا ہوں میں اک دانہ دیکھ

لعل سے جو داغ ہے ہر لخت دل یاقوت ہے ۔ عاشقوں کا اے شہ خوبان جواہر خانہ دیکھ

کھدیا ہے اوسنے میرا دل جلانے کے لیئے ۔ پھونک دے اے شمع تو جس بزم میں پروانہ دیکھ

اپنی افسون سازیوں کی سب کہانی بھول جائے ۔ اونکی سیفی ہو جو لکھ لے کے مرا افسانہ دیکھ

پیشکش کرنے چلا ہے سکندر آئینہ ۔ اے شہ حسن آنکھ اوٹھا کر تو یہ نذرانہ دیکھ

کیا خطا کی ہے جو اپنی جان نذر شاہ حسن ۔ اوس سے لے جرمانہ جسکو قابل جرمانہ دیکھ

بوسے دو آئینے میں لمعہ کے مجھکو اپنی شکل ۔ نور آئینہ جلوہ گر ہے نور کا کاشانہ دیکھ

جابجان ساری خدائی بھر رہی کی ہو رہے ۔ شہر اوجڑ جائیں اگر تو جانب ویرانہ دیکھ

میری بیتابی پہ ہنستا ہے یگانہ ہوکے تو ۔ اشک آنکھوں میں بھرے ہیں جانب بیگانہ دیکھ

آدمی جیسا ہو ویسی پاسداری چاہیے ۔ رند ہو کر اوسکی خاطر کر جسے رندانہ دیکھ

لن ترانی دھیان میں ہرگز نہ لا اوس شوخ کی
اے شرف پردہ اولٹ کر تو بھی گستاخانہ دیکھ

دوروں سے اشتیاق کا سودا ہے سر کے ساتھ ۔ دنیا میں دم کے ساتھ ہے جائیگا سر کے ساتھ

لطف شب وصال گیا اوس قمر کے ساتھ ۔ پنہان گل ہوا چراغ چراغ سحر کے ساتھ

سمجھ پڑتا ہوں جو شب دوری یار میں ۔ ہوتی ہے اوس دوا کو عداوت اثر کے ساتھ

دھوکا تمہاری نوک مژہ کا جو ہو گیا ۔ باہر نکل پڑی رگ جان نیشتر کے ساتھ

صیاد ذبح ہوکے میں پہونچا مرا اعر کو ۔ آوارہ بوئے گل ہے مرے مشت پر کے ساتھ

دنیا ہے ہیچ چند نفس کی ہے زندگی ۔ رخصت ہے ساری بزم بھی شمع سحر کے ساتھ

کوچ رحیل جہان سے نوبت کو صبح کی ۔ دنیا سے چل کھڑے ہوئے فوراً گجر کے ساتھ

ہشیار اس سے رہیو مرا خط تلف نہ ہو ۔ جائے خدا کی حفظ و امان نامہ بر کے ساتھ

ترڑکے سے حشر ہے شدنی ای شب وصال
نکلیگا آفتاب قیامت سحر کے ساتھ

ہمدرد کی جدائی گوارا نہو سکی
دل آنسوؤں میں بہہ گیا لخت جگر کے ساتھ

عالم فریب ہی تری آنکھوں کی موہنی +
شہرا ہوگا چشم دودن مین نظر کے ساتھ

للہ اوڑا کے باغ مین پہونچا دی اے صبا
اتنا سلوک کر تو مرے مشت پر کے ساتھ

اک دن گلا کٹے گا مرا تیغ ناز سے
ہونا ہی واقعہ یہ قضا و قدر کے ساتھ

ای دل ہمارے طالع خفتہ جو جو نکلتے
سوتے لپٹ لپٹ کے ہم اوس سیمبر کے ساتھ

جاہ و حشم عروس بہاری کا دیکھنا
اوتری ہی آکے باغ مین کس کروفر کے ساتھ

ہی دل لٹک لٹک کے چلینگے وہ اور بھی
رہتا ہے ابتو طرۂ گیسو کمر کے ساتھ

کہتے ہین وہ جھروکے سے دیدی کے گھر گیا
کیا ٹکٹکی لگائی ہے دیوار و در کے ساتھ

بس شاد ہوچکے غم ہجران سے ای شرف
صدمہ ہے دل کے ساتھ بکا چشم تر کے ساتھ

اوس پری تک جائیں جب چاہیں مگر کیا فائدہ
مفت مین کھیلیں جو اپنی جان پر کیا فائدہ

جاکے جیتے گھر سے زندہ نامہ بر پھرتا نہیں
ایسے ظالم کی منگانے سے خبر کیا فائدہ

ہو نہیں اے صیاد وہ بلبل نہیں جسکا جواب
پرورش کر تو چننے سے اسکی پر کیا فائدہ

کیون ملے تھے پہلے تم مجھسے جو اب ملتے نہیں
کیا ضرر اب ہوگیا تھا پیشتر کیا فائدہ

حشر تک بھی اسکا سایہ مجھ تک آنے کا نہیں
گور پر پیارہ لگانے سے شجر کیا فائدہ

باب زندان ہے سقفل غل کوئی سنتا نہیں
تیشہ تو ٹکرا رہے ہو تم جو سر کیا فائدہ

نزع مین کہالی ہے جھوٹی تو شدار و یار کی
لکھے کرتا ہی اب اسکا اثر کیا فائدہ

دو دن رونق ہی جہان مین جلوہ گر باہم جو ہو
اس جدا رہنے سے ای شمس و قمر کیا فائدہ

کیا ملیگا تمکو کیا اللہ کو دوگے جواب
باندھنے سے خون ناحق پر کمر کیا فائدہ

گل ہی کر دیگی صبا کو رحم آنے کا نہیں
جھلملانے سے اب ای شمع سحر کیا فائدہ

دشت ہی ہو کے رہیگا داغ کامل کا فروغ
خاک تم جو ڈالتے ہو چاند پر کیا فائدہ

یار آتا ہی پھری جاتی ہی کیون آنکھوں سے تو
اتنی بیتابی سے ای تاب نظر کیا فائدہ

گور میں جانا پڑیگا ہستی موہوم سے
پاؤں پھیلانے سے ہنگام سفر کیا فائدہ

پھر پھرا تا ہی جو دل کے واسطے اہل کہاں
صبر کر اب لوٹنے سے اے جگر کیا فائدہ

درد دل کو فائدہ حسرت سے ہونے کا نہیں
ڈھونڈنے سے پر اثر شعرمیں اثر کیا فائدہ

مال و زر راہ خدا میں دو کہ عقبیٰ پاک ہو
اے اشرف سجا لٹا دینے سے گھر کیا فائدہ

پری ایسی شکل کا تیری ازل سے ہو گئی دیوانہ
گل رخسار کا بلبل ہوں شمع رخ کا پروانہ

چراغ حسن کا اوس گل کی جو سنتا ہی افسانہ
پھڑک جاتا ہی دم اوڑ جاتا ہی دل بنکے پروانہ

جنون ہوتا ہی انسان کو تو ہوش آتا ہی ویرانہ
اولٹ جاتا ہی دل جسکا وہ ہو جاتا ہے دیوانہ

جسے کچھ ہوش ہوا وسپر نگاہ ڈالو تم
میں دیوانہ ہوں مجھکو دیکھتے ہو کیا حریفانہ

بلالو خاص محفل میں بہی مجھسے جان نثاروں کو
غریبوں کو بہی دکھلادو شکوہ بادشاہانہ

اگرچہ کشتہ و خون ہی کیو قاتل میں تو اوسکو کیا
جو خود رفتہ دلاور ہیں چلے جاتے ہیں بیباکانہ

کہے اوسنے جو دعوت کو عداوت اوسکی کرتے ہیں
لہو اوسکا گھٹاتے ہیں پڑا پاتا ہے جو بیگانہ

لباس سرخ پہنا کے جو مانگ اونکی سنواری ہے
یہی ہے جسم شاطر میں نہ شیشے سے غرض پیمانہ

نکل پڑتے ہین اکثر ڈبڈباتے آنکھ سے آنسو
چھلک جاتا ہی جب لبریز ہو جاتا ہے پیمانہ

نشیلی چال پر کرتی ہین جین جیدا ے قاتل
جھکا دیتی ہے کشتوں کو تری رفتار مستانہ

نیا سودا ہی بازار محبت میں جو بکتا ہے
تو اوس سودائی کو داغ جگر ملتا ہی بیعانہ

نہیں ملنے کی قدر و منزلت کنج شہیدان کی
رہیگا حشر تک گلزار سے بہتر یہ ویرانہ

سحر تک اونکی محفل میں میرا حال رہتا ہی
ٹپکتا ہوں میں سرا پا تڑپتا ہے جو پروانہ

کریگا مرغ جان پرواز تڑپکے میری محفل سے
بسیرا ہے چمن میں آشیانہ ہے نہ کاشانہ

مشرف اے اشرف تم ہوگے مولا کی زیارت سے
خدا کی بہی مدد ہوگی اگر ہمت ہے مردانہ

ہم شبیہہ یار ہے تصویر پشت آئینہ
ہو گئی ہے یار کی تسخیر پشت آئینہ

زانووں پر اوسنے رکہا ہی اوسے منصب یہ ہے
خاص خلوتخانہ ہے جاگیر پشت آئینہ

کھل گئی قلعی تو قدر اوسکی کسی نے پہر نہ کی / خاک مین سب مل گئے اکسیر پشت آئینہ
طوطی و بلبل بناکے کیون بنائی صیدگاہ / کاش دل کرتے ہمارا نخچیر پشت آئینہ
جاکے اوس خودبین و خودنما سے پوچھتا / بولتی ہوتی اگر تصویر پشت آئینہ
دیکھکر مجھکو وہ چھپ جاتے ہین اوسکی اوٹ مین / واے مین حیران خوشا تقدیر پشت آئینہ
جھانکنے جاتا ہون مین سودائی جب ونکا سنگار / غل مچانے لگتی ہے زنجیر پشت آئینہ
اپنے چہرے کی طرح دکھلادے مجھکو شکل یار / کونسی ایسی کرون تدبیر پشت آئینہ
واہ واری شان اوسکی واہ ری اوسکا وقار / ہاتھ مین اوس گل کے اس گیر پشت آئینہ
آخرش سمجھے سوا اپنی رگ جان سے اوسے / ایسی دل مین کھب گئی تحریر پشت آئینہ
رکھ لیا جسوقت زانو پر اوٹھا کے یار نے / تخت اسکندر ہوئی تقدیر پشت آئینہ
اسقدر سہما مین نقشہ صیدگہ کا دیکھکر / دل نے یہ جانا کہ آیا تیر پشت آئینہ
آئینہ رکھا جو اوس قاتل نے آڑا بزم مین / ہر نگر کو سمجھے ہم شمشیر پشت آئینہ
تھین ادہر اعجاز کی باتین ادہر آئی صدا / سمجھے محویت مین ہم تقدیر پشت آئینہ

آرتہی معشوق سے قلعی چھڑا کے پھینک دی
خوب سوچے ای **شرف** تقدیر پشت آئینہ

نکلے ہین موج عشق مین اک آشنا کے ساتھ / جاتے ہین ڈوبنے کے لیئے ناخدا کے ساتھ
دل پھڑپھڑا رہا ہے جو آہ رسا کے ساتھ / رخصت طلب یہ صید ہے تیر قضا کے ساتھ
روز ازل سے بوے ولا آب و گل مین ہے / کیونکر مری سرشت نہوتی وفا کے ساتھ
اے بوے گل قفس مین نہ ترسائیو مجھے / معلوم ہو نہ راہ تو آنا صبا کے ساتھ
سمجھے وفا کی بو کو وہ خوشبو سہاگ کی / بھیجا جو خون دل اونہین عطر حنا کے ساتھ
کیا مال سلطنت ہے فقیری کے سامنے / شاہی ہے اوس طرف تو خدا ہے گدا کے ساتھ
کیا اسمین جان تھی جو یہ کرتی مجھے فنا / ہوتی اگر نہ تیری حکومت قضا کے ساتھ
غافل نہ ہمرہی سے مجھے اپنے جانیو / وابستگی مین بھی ہون تری نقش پا کے ساتھ
بیدم پڑا ہوا ہون ہوس مین مراد کی / منت کو میری روح گئی ہے دعا کے ساتھ

اس ضیق کے علاج سے مرنا قبول ہے / گھلوا کے مجھکو زہر پلا دو دوا کے ساتھ
ستھراو یار چاہنے والا نکا ہو گیا / ستو سونے کی قضا تری اک اک ادا کے ساتھ
آیا ترس جو غربت و تنہائی پہ مری / تربت میں بھی دیا تری حسرت نے آ کے ساتھ
دل لیکے جیسے بات نہ پوچھی مری کبھی / حسرت لیے پھری مجھے اوس آشنا کے ساتھ
سینچا ہے تیرے دم کے لیے اپنے خون سے / لینے کو یہ ریاض کیا ہے ثنا کے ساتھ
دیکھینگے اب کسیکو نہ وہ آنکھ اوٹھا کے بھی / مانوس ہو گئی نظر اونکی حیا کے ساتھ
پوچھا نہ اونکا اوسکی رہی سے نے حشر میں / اعمال بد کیے تھے جو خلق خدا کے ساتھ
یک داغ دل کو ہے کہ یگانہ [illegible] / روز ازل سے لو یہ لگی ہے خدا کے ساتھ
اک بات اسمین پائی جو شوخی یار کی / ہمنے بھی اپنی جان لڑا دی قضا کے ساتھ

تسبیح جو [illegible] دل کا منکا پا کبھی شرف
تقسیم [illegible] اپنی ہر دوا کے ساتھ

مرتا ہے تجھکو دور سے اپنی قضا سمجھ / اک دن یہ واقعہ [illegible] بھی ہوا سمجھ
یکتائی کی جو خوشخبری دی ہے عشق نے / اے یار تجھ غریب کی اسکو دعا سمجھ
اے دل تلاش انجمن یار میں [illegible] / پروانہ [illegible] رہنما سمجھ
صحرا میں جوش میں بہا گئی [illegible] / دیوانے ہو کے ہو گئی ہے کیا سے کیا سمجھ
کہتے ہیں وہ جھروکے سے بیتاب تو نہ ہو / ہم منہ چھپائیں تو اوسے شرم و حیا سمجھ
صدقے کے جان لی مری تمنے شباب میں / کیا ہٹ تمہاری ہو گئی جو تم ہوگے نا سمجھ
اتنا متاع و مال پہ مغرور ہو نہ جا / بندے کو بندہ جان خدا کو خدا سمجھ
تیر نگاہ یار سے دل کو بچا لیا + / افسوس کر گئی ہے کہاں پر خطا سمجھ
بیمار ریاض کیا ہے ترا کیا سلوک ہے / اے یار اس حباب کو دل میں ذرا سمجھ
تہمت لگا کے ہاتھ سے یوسف کو کھو دیا / چاہت میں ہو گئی تھی زلیخا کی کیا سمجھ
بلبل چمن سے کوچ گلوں کا قریب ہے / بلبل کرے فغان تو جرس کی صدا سمجھ
قاتل نے لا کے دار میں تجھکو کیا ہے قتل / تھا اے شہید ناز یہی خوں بہا سمجھ

صیاد جان بلب ہوں قفس میں تمام ہوں
دم بھر اسیر اور ہوں مجھکو رہا سمجھ

ایدل بتا تو کون بھروسا ہے سانس کا
رک جاتی ہے جو چل کے اسے وہ ہوا سمجھ

ابکی شرف کو جوش جنوں سے جو آئے ہوش
پریوں میں پھر نہ جائیں اگر دے خدا سمجھ

رہیگی غنچے میں نگہت نہ گل میں بو باقی
یہ سب تجھی پہ مٹینگے رہیگا تو باقی

تجھے قسم ہے جو رکھے قصاص تو باقی
چھری نہ روک ابھی نصف ہے گلو باقی

جمال نزع میں اے بے نیاز دکھلا دے
مرے بھی دل کی نہ رہجائے آرزو باقی

ہزار دھوئیں وہ تیغ خوش آب کیا ہوگا
رہیگی اوسمیں ہمارے لہو کی بو باقی

سوال وصل کیا تھا جواب صاف ملا
ستم ہوا نہ رہی جاے گفتگو باقی

ہمیشہ نازدہ یوسف سے کرکے کہتے ہیں
کنوئیں میں گرکے بھی رہتی ہے آبرو باقی

ہوئی ہے روح کو نادیدہ آشنا کی تلاش
مرے پہ بھی ہے تمنائے جستجو باقی

خزاں نے آکے قیامت کا تھر ڈھایا ہے
قضا کا نام نہیں ہے کنار جو باقی

کبھی کریگا حنا بند یار کا پیوند
کلیجا چھلنی ہے رہجائیگا رفو باقی

خدا کے سامنے زخموں سے ہوگا پھر جاری
رہا سہا جو شہیدوں میں ہے لہو باقی

غضب کی ہوتی ہے عبرت اکیلے مدفن میں
ہوا اس ہی نہیں رکھتا مقام ہو باقی

عدم سے مانگیا رات عشق کی ہے طلب
سمجھ رہی ہے قضا سب سے کو بکو باقی

تمہاری میں جو پرستش کرونگا کعبے میں
جگہ نہ رکھونگا سجدوں سے چارسو باقی

خجل کیا مجھے اوس خندہ زن سے رقت نے
کچھ آبرو نہ رہی اوسکی روبرو باقی

شرف کو ڈھونڈھ چکے سیرگاہ عالم میں
رہی ہے مجمع محشر میں جستجو باقی

آمد مرے کلیجے میں تیر نظر کی ہے
کیا مہربانی آج قضا و قدر کی ہے

ایدل ترا جو عزم ہے دنیا سے کوچ کا
کس سمت کا ارادہ ہے مرضی کدہر کی ہے

کہہ جاتے ہیں وہ گور غریباں کو گھور کے
اولٹی ہوئی یہ صف مری ترچھی نظر کی ہے

باد صبا کے ساتھ جو نکلی ہے بوی گل
صیاد اسے تلاش مرے مشت پر کی ہے

کیونکر تمام ہوگی یہ اے دل شب فراق
حالت ہماری شام سے شمع سحر کی ہے

تیری پری سی شکل یہ کیونکر نہ غش کرین
قدرت خدا کی ہے کہ یہ صورت بشر کی ہے

کی ہے جو آکے شہر خموشان مین بودباش
کس سمت کی یہ لوگ ہین بستی کدھر کی ہے

اوٹھتا ہی لطف روح کو صبح بہار کا
خنکی مری لحد مین نسیم سحر کی ہے

بیٹھے ہین تیری راہ مین ہوکر فقیر ہم
مسند کی آرزو نہ ہوس مال و زر کی ہے

پروانے مارے یاس کے جلتے نہین ہین یار
رخصت جو بزم یار سے شمع سحر کی ہے

غنچے سے تنگ ہی دہن اوس نازنین کا
باریک گل کی رگ سے گدازی کمر کی ہے

دکھلا دے ایک بار تو دیدار یار کا
اللہ سے دعا یہ مری چشم تر کی ہے

زندہ چمن جلوس ہے پیرادہ گل ہے تو
لپٹے بہار گرد ترے رہگذر کی ہے

حسرت نہین ہے نزع مین لبین سنبھلنے کی
دل کو ہوس جو ہے تو تمہاری خبر کی ہے

تشبیہ جا سنجان رگ جان سے نہ دونگا مین
بندش کھلی ہوئی یہ تمہاری کمر کی ہے

دم بھر مین جانے والے پہونچ جاتے ہین عرش تک
منزل بہت قریب عدم کے سفر کی ہے

غربت مین میری نازل رحمت ہوئی خدا کی
رونے لگے ملائک اس عجز سے دعا کی

پوچھا ہے تھی الفت شیرین نے وہ ادا کی
جان اپنی دیدی جیسم فرہاد نے قضا کی

دل زلف مین پھنسا کر ابرو کمان کو تاکا
سچ تو یہ ہے کہ ہمنے کتنی بڑی خطا کی

اے دل فروتنی کی کیا قدر و منزلت ہے
پتھر نے سر بسر ہو کر آنکھون مین اپنی جا کی

اللہ ہی نکالے طوفان غم سے دل کو
افسوس ڈوبتی ہے کشتی کسی آشنا کی

معشوقون پر جو مرے دل کیطرح لپسی ہے
اک دھوم اوڑی ہوئی ہے خونریزی حنا کی

طاعت سمجھ کے تیری کرتے جو ہین اطاعت
عادت پڑی ہوئی ہے تسلیم کی رضا کی

سے لہو سے بہتر عکس حنا نہ ہوگا
تم سونگھ کے کھو گئے بو آتی ہے وفا کی

دنیا کو چھوڑ بیٹھا شاہون کو تاج سمجھتے
باہر بیان سے ہے ہمت ترے گدا کی

برہم ہے عاشقوں سے وہ بادشاہ خوبان
جو گل چمن مین مہکا مرجھا کے اوسکو دیکھا
ہین دونوں دفن باہم صحرا مین قیس و لیلی
دنیا سے مجھکو کھویا لوٹی مری جوانی
ہوتی نہین رسائی اس اوج پر یہان وہم تک

جلاد کی طلب ہے تدبیر ہے سزا کی
جب روح تن مین آئی عبرت ہوئی قضا کی
خلقت مین تھی جدائی سٹی تھی ایک جا کی
دم دیکے زندگی نے مجھسے بڑی دغا کی
شاہون کو آرزو ہے پابوسی گدا کی

غش مین شرف پڑے ہین لیکن تری ہوس مین
آواز آرہی ہے دل سے بیا بیا کی

ہلینگے دل جو یہ روئینگے رفتگان کے لیئے
تباہی لائینگی نیرنگیان جہان کے لیئے
چمن کو چھوڑکے سب چل بسے خزان کے لیئے
جبین رگڑتے جو دیکھا بلا لیا مجھکو
کسی مزے سے جہان کی خبر نہین ہوتی
قیامت آئی اوٹھو تربتوں سے ای یارو
شکار ہونے کی حسرت مین رشتۂ جان نکلا
نکل رہا ہے مرا دم ہزار اس سے دل کو
چمن مین کرتے ہین گلچین بہار کا ماتم
رہی رہائی کی حسرت پھڑک کے دم نکلا
وہ عشقبازون کی دیکھینگے آج جانبازی
کہا تھا چپکے سے ملنے کو تم یہ مرتا ہون
عروس گل کو وہ مہمان بلا لینگے شاید
پہونچ کے قتل ہوے کوی یار مین عشاق
دل و جگر ہو گئے دفن اپنے کشتوں کے
نگاہ کے سرمہ نگاہ مین جو ترچھی ترچھی کیت

ارادہ کرتے ہین واماندگان فغان کے لیئے
چمن مین ہوتی ہین تیاریان خزان کے لیئے
روانہ ہوگئے گل ہم رہے فغان کے لیئے
نجات ہوگئی بوسے جو آستان کے لیئے
مٹا رہے ہین شباب ایک نوجوان کے لیئے
کسی طرف کو چلو شور الامان کے لیئے
بنا رہا ہون مین چلا تری کمان کے لیئے
اداس صاحب خانہ ہے میہمان کے لیئے
اوڑا رہی ہے صبا خاک بوستان کے لیئے
پھڑک پھڑک کے مرے اپنے آشیان کے لیئے
بلائے جاتے ہین جلاد امتحان کے لیئے
سنگائی جاتی ہین چابنیں مری زبان کے لیئے
رنگی گئی ہین گلابی چھتین مکان کے لیئے
قیامت آگئی منزل پہ کاروان کے لیئے
بنا دین قبر پہ دو تربتین نشان کے لیئے
تو وہ اوپی ہوئی چھریان ہوئین جہان کے لیئے

بناؤن مین ترے گھر مین کبھی نہ اے صیاد
ہما کے پر مجھے لا دے جو آشیان کے لیے

اوڑا دون چمن کے صیاد سے مین بلبل کو
ثواب ہوگا جو بولونگا [illegible] زبان کے لیے

رہیگا داغ اونھین مجھ ناتوان کی میت کا
بہت کراہینگے وہ اس [illegible] استخوان کے لیے

کبھی تو روح ہوتا تازی سنتے تو وجد کرے
یہ رہتے ہین تری دلکش داستان کے لیے

شکار ہونگے عنادل لٹینگے غنچہ و گل
بہار آئی ہے صیاد و باغبان کے لیے

ستا رہی ہین نکیرین آکے تربت مین
عجب طرح کی قیامت ہے میہمان کے لیے

بسا ہے خانۂ دلمین تصور اوس گل کا
خدا نے بھیج دیا [illegible] اس مکان کے لیے

یہ اوسکو نام سے اخلاص کے تنفر ہے
سہاگ کا نہ لیا عطر [illegible] کے لیے

جو ہمکو چاہیے تھا حق دوستی وہ کیا
شرف منٹو ملے اک اپنے مہربان کے لیے

بہت دشوار ہے [illegible] وابستگی زلف معنبر سے
شب قدر ہو دل بیتاب ملتی ہے مقدر سے

بہار رفتہ لاتی ہے گھٹا گھنگھور او تر سے
الٰہی میرے ویرانے مین بھی پھولونکا [illegible]

ترا زانو چھڑایا ہوکے برگشتہ مرے سر سے
ہم آغوشی کو ترسا مین خدا سمجھے مقدر سے

جھروکے سے جھلک ظالم دکھا جا شام ہوتی ہے
ترے دیدار کا مارا تڑپتا [illegible] دن بھر سے

جمائی جاتی ہین یا غونچین تو جاین لالہ و گل کی
صبا کے جھونکے آتے ہین [illegible]

پٹکے پھولے جہانگین جسنے تربت پر چڑھائی ہے
ہماری روح تازی ہوگئی پھولون کی [illegible]

رسائی شاہ خوبان تک نہونی دی نہونے دی
زمانے سے ہمین کھویا خدا سمجھے مقدر سے

مری تربت پر آنکھون مین کہین آنسو نہ بھر لانا
جو روؤگے تو چھٹ جائیگا سر دیدۂ تر سے

نکل جائیگا دم تن سے لہو کیا بند اب ہوگا
رگ جان نوک مژگان جان کے لپٹی ہے نشتر سے

نہین معلوم اوس ظالم نے کسکو مار ڈالا ہے
جگر پھٹتا ہے ماتم کی صدا آتی ہے گھر گھر سے

ذرا دم لینے دو سنکر نکیر آرام کرنے دو
تھکے ماندے مسافر ہین چلے آتے ہین باہر سے

شہید ناز بھی ہون غنچہ لب کا ہون بلبل بھی
لہو زخمون کا میرے پیچھے پھولون کی چادر سے

کفن مین بس گئی ہے قبر کے اندر مہکتی ہے
ریاض خلد کی آتی ہے بو پھولون کی چادر سے

نئی شوخی حسینوں کی سنو خوش رنگ ہوئی کو
خنا کو باغ مین سمجھاتے ہین خون کبوتر سے

نرالا رنگ ہی ان نازنینوں کی سیاست کا
خنا کو باغ سے لا کے لسواتے ہین پتھر سے

ترس کھا کر کہین بہلا دو طفل اشک کو مردم
نکلتا ہے جنازہ لخت دل کا دیدۂ تر سے

گریبان پھاڑ کر گھبرا کے ہین صحرا مین جا بیٹھا
خیال آیا جو مدفن کا تو نفرت ہوگئی گھر سے

قیامت ہوگی جب تخت عدالت پر وہ بیٹھینگے
سزا سہباد کو دلوائی جائیگی کبوتر سے

بڑھیگا تشنگی شربت دیدار کا غلبہ
نہین بجھنے کی جنت مین بھی یہ پیاس آب کوثر سے

مری آہون سے ہوتا ہی یہ نقشا اونکے چہرے کا
رخ گل پر ہوائی جسطرح جھلتی ہی صرصر سے

گلون کو کر کے رخصت ہی یہ صدمہ باغبانون کو
کوئی روتا ہی لپٹا سرو سے کوئی صنوبر سے

شہیدِ ناز ہون مین غرق ہون خون تمنا ہوئی دو
فرشتے دینگے مجھکو غسل بیت آب کوثر سے

گلون کو زیر بغل پھر دیکھون یار تیغ رخسار کو
پڑی ہی اوس خزان پر حکم ہو گلشن مین بسن بر سے

ہوئی لاریب اپنے وقت کی آتش بھی فردوسی
خدا بخشے زبان وہ ہوئی ہوئی تھی آب کوثر سے

مرا ہمدرد تھا اسپر ہوا احسان لیلا کا
شرف کفنائے مجنون کو مری تربت کی چادر سے

خدا ہی ہے جو وہ نادیدہ آشنا ملجائے
جہان سے جائین تو شاید کہین پتا ملجائے

تمام دولت دیدار دلربا ملجائے
کرے وہ رحم تو پھر مجھکو کیا سے کیا ملجائے

چلیں ہین بزم مین اوس بے نیاز کی اے دل
بہشت ہی جو کہین بیٹھنے کو جا ملجائے

سلام قیس کو میرا بہت بہت کہنا
جو وہ بے تجھے کسی صحرا مین اے صبا ملجائے

ہجوم حشر سے پھر جاؤن اپنی تربت مین
کہین یہ پھر چھٹے مجھکو راستہ ملجائے

زمین مین تو مری ہڈیان نہ گڑوانا
تلاش کر کے کھلانا جہان ہما ملجائے

چمن کی روح ہوس جلے اوس مین وہ خوشبو
کبھی جو جامۂ گل سے تری قبا ملجائے

تم آئینے سے کرو لگی مبارک ہو
بگڑ نہ جانا کسی سے جو دوسرا ملجائے

کہونگا تخت عدالت پہ جب وہ بیٹھین گے
مری بھی داد تجھے آج کبریا ملجائے

سنبھال لے مری کشتی جو آشنا ہو مرا
بلا لے دوڑ کے کوئی جو ناخدا ملجائے

بیٹھے جو حسن پرستون کو دولت دیدار — ہین مستحق ہون زیادہ مجھے سوا ملجاے
پڑا ہوا ہے پریشان گلون مجموعہ — ورق ورق ہے جدا ترک یا خدا ملجاے
چراغ جلتے ہی پروانہ بن کے جاؤنگا — جسے انجمن مین شب وصل کا پتا ملجاے
لگائین ہاتھون مین ہم بہی وہ شوخ کہتا ہے — کہین جو خون کی سینچی ہوئی حنا ملجاے
وصال یار کی جا کے مراد لے آؤن — کشادہ مجھکو جو دروازۂ دعا ملجاے
کمند زلف مین میرا گلا نہ پھنسنے دے — جو بیکسی مین کوئی آشنا رسا ملجاے
لگا دو اسکو بہی ٹھوکر مرا نشان نہ رہے — کہ یہ بہی خاک مین مانند نقش پا ملجاے

کہون کہ ٹھوکرین کھلا رہی ہے کیون مجھکو
شرف جو راہ گلی ہین کہین قضا ملجاے

دہائی دون مین کیون اے دل خدا کی — سزا اوسکا کیا ہے کیا اوسنے جفا کی
اوڑا لاتی ہے بو زلف رسا کی — یہ چوری اب کھلی باد صبا کی
عجب گل سے تھے شہیدان ادا بھی — خزان مین آ رہی ہے بو وفا کی
مٹا ڈالا جو ہستی کا مرقع — مشیت مین یہ کیا آیا خدا کی
زیارت سب نے کی مجھ تک نہ آئی — تری تصویر بھی تجھسے کھنچا کی
خدا اسلوم عشق و عاشقی مین — کسی نے ہمسے کیا کی ہمنے کیا کی
کیا ہے کام تیری آرزو نے — محبت ہو گئے میرے دل مین جا کی
ملے بوسہ جو اوس عناب لب کا — دوا ہو جاے درد لا دوا کی +
عروس گل جو قدمون سے جدا ہے — بلائین لے رہی ہے نقش پا کی
ازل سے تا ابد او جڑا کیا دل — ہمیشہ اسکی بربادی ہوا کی
ہمارا دم بہی نکلا سکرا کے — چمن مین سونگھ کے غنچہ قضا کی
ہمیشہ رہتی ہین نیچی نگاہین — قیامت پاسداری ہے حیا کی
جوانی پر کبھی نازان نہ ہونا — ازل سے اسکو عادت ہو دغا کی

عجب مردانگی سے جان دیدی

شرف کیا بات ہے رحمت خدا کی

جانبجان سیر چمن دیکے قابل ہو جائے
غنچہ و گل مین ترا رنگ جو شامل ہو جائے

تم بلا لو تو مزا زیست کا حاصل ہو جائے
بڑھ کے اے یار کلیجے سے سوا دل ہو جائے

بھول کر بھی نہ کبھی اوسنے خبر لی میری
اسقدر بھی نہ کسی سے کوئی غافل ہو جائے

جلد پھر چمک کہین سے تیغ مری گردن پر
ہو گئین بے جرم پشیمان نہ قاتل ہو جائے

سوزش غم جلد گھلا دے سب مجھے فرصت پاؤن
پانی پانی کہین آنسو کی طرح دل ہو جائے

تیغ تم کھینچو تو مین دوڑ کے بوسے لے لون
آبرو اپنی بچانا تمھین مشکل ہو جائے

آرزو ہے کہ بڑھے جائے جگر کا صدمہ
چاند ہو جائے تجھے اگر داغ یہ کامل ہو جائے

خون کی چھینٹین پڑینگی نہ تڑپنے دینا
چھوڑنا تب اسے جب سر دیے بسمل ہو جائے

چادر گل وہ چڑھا دین جو مری تربت پر
روش باغ مری گور کی منزل ہو جائے

ذکر سن پائے جو خاطر شکنی کا تیری
صاحب دل بھی جو ہووے تو وہ بیدل ہو جائے

جوش وحشت مین نہ پہنائین جو مجھکو زنجیر
میری ہر رگ مرے پاؤنمین سلاسل ہو جائے

دیکھتا ہون جو ترے خال کو مین حسرت سے
چاہتا ہون کہ مری آنکھ کا یہ تل ہو جائے

کی جو ہے خال نے زہرہ کی شباہت پیدا
کیا عجب ہے جو ذقن بھی چہ بابل ہو جائے

پھنس گئے زلف مین کیا بس ہے شرف کیا کیجے
ناگہانی جو بلا آن کے نازل ہو جائے

صحبت اوس شوخ سے گرم آٹھ پہر کب ہوگی
اک مہم برسون سے درپیش ہے سر کب ہوگی

ہم جو کہتے ہین نقاب اولٹو تو مکھڑا دیکھین
ہنس کے کہتے ہین تمہین تاب نظر کب ہوگی

ہوگا کس روز سفر گور کی اندھیاری سے
پوچھئے کس سے کہ اس شب کی سحر کب ہوگی

طرۂ زلف کو بل دیکے جو لٹکایا ہے
متحمل تری نازک یہ کمر کب ہوگی

حشر کے دن بھی نہین آنکھ ملاتے ہمسے
اب بھی جو شک ہے تو پھر سیدھی نظر کب ہوگی

تیغ کو تولتے ہین وہ تو اجل کہتی ہے
فوج عشاق یہان سینہ سپر کب ہوگی

ہیچ ہین چند نفس دم کا بھروسا کیا ہے
اس کم اوقات کی دنیا مین بسر کب ہوگی

نزع مین یار کو بلوا کے جو رخصت ہولین
ہوش تک درد جدائی مین نہین ہے باقی
نور کے تڑکے سے حاضر ہون در دوست پہ
یار کے عشق مین کیا شوق گردن پہ نکا
گل نے کی ہے جو خیانت تری خوشرنگی کی
صبح اسے نیند کی متوالے ہوئی جاتی ہے
حالت نزع مین کیا پاس کا عالم ہوگا

اتنی مہلت ہے کہان ہنگام سفر کب ہوگی
شام کب ہو گئی کیا جانئے سحر کب ہوگی
شام ہوتی ہے مری اونکو خبر کب ہوگی
پھول سا جسم رگ گل سے ہی کمر کب ہوگی
رو بکاری تری اے سخت جگر کب ہوگی
او سطرف شام سے ہے کھٹ ہی ادہر کب ہوگی
جان دینے کے سوا مشکل سفر کب ہوگی

درد ہجران مین دوا کرتے ہو کیا دم دیکھو
ای قمر مجھکو تمنا سے اثر کب ہوگی

کیون نہون کھیت مین مشہور تری امداد کے
دفعتاً پڑھنے لگے اقرا کوئی استاد کے
کون پوچھیگا گلے کا طوق مجھ ناشاد کے
عمر بھر جانمی رہے مجھ بیکس ناشاد کے
لے چلا ہے کھینچ کر جو رنگ ہونے کا جو شوق
قتل کرتے تو کیا رد مظالم کی عوض
مجلسی تربت سے ہوگی صور محشر بیک کے
نخلسے ہو جائے اہو کھولے جو مجھ وحشی کی
یاد رکھتا حشر کو اسے رحمت پروردگار
سارے دنیا کے بکھیڑون سے چھڑاتا ہے مجھے
جانجان تو بھول جا مین بھولتا ہون کب تجھے
کون دیتا ہے کسیکا شہر خاموشان مین ساتھ
جان چھوڑ دو لکھ چکو بس اسے کرایا کا تین
بلغ سے کیونکر نہ نکلون مین گریبان پھاڑ کر

کاف و نون دو کار کن ہین قدرتی ایجاد کے
ہو رجوع قلب سے موجد خدا کی یاد کے
فتح ہوسے مین چھٹا ہون ہاتھ سے صیاد کے
گور مین ہی کی مدد قربان اس امداد کے
خوب ہی ہنسان نکلین سے گئے کسی جلاد کے
جان دی شیرین نے اپنی نام پر فرہاد کے
چھوٹ جائین قید سے دن ہو چکین میعاد کے
ہاتھ کٹوا دون جو دم مین دم رہے فصاد کے
ہم بھی ہین امیدوارون مین تری امداد کے
سر جھکٹ جائے تو قدمون پہ گردن جلاد کے
یاد ہے سکے پڑے ہین دل پہ تیر یاد کے
بھاگ جاتا ہے قدم رکتے نہین ہمزاد کے
چند دفتر ہو گئے ابتو مری روداد کے
ہو گیا پریون کا سایہ سائے مین شمشاد کے

یار کے کوچے مین گر کے ہم جو اوٹھہ سکتے نہین
امتحان ہوتے ہین ہمسے عشق کی افتاد کے

فاختہ کا کیا ہی نازک خوبصورت طوق ہی
ای شرف یہ ہنسلی گڑی ہین کوسنے حداد کے

کون سی میرے گل زخم سے بو آتی ہے
روح تک جسکے مہکنے سے مہک جاتی ہے

اس سے شوخی حنا اونکو پسند آتی ہے
آپ پیس پیس کے ہزارون کو پسواتی ہے

قیس کو دیکھ کے محمل مین جو چھپ جاتی ہے
تازہ عاشق ہی تو لیلی ابہی شرماتی ہے

ڈھونڈتا ہی شب ہجران مین جو آرام کوئی
نیند لیجا کے اوسے گور مین سلواتی ہے

تیری خوشبو ہی سے جاندار بشر ہوتا ہے
روح ہو کر یہی قالب مین سما جاتی ہے

کسطرح کہیئے وہ آغوش مین آ بیٹھین گے
جب یہ عالم ہے کہ آئینے سے شرم آتی ہے

واہ کیا جھرہے قربان تری رحمت کے
یہ تو امید گنہگارون کی بر لاتی ہے

بس چلے اسکا تو اوڑجاے یہ بلبل ہو کر
روح ایسی قفس جسم مین گھبراتی ہے

مین وہ بلبل ہون کہ دم توڑ کے رہجاتا ہون
پنکھڑی یہی جو کسی پھول کی مرجھاتی ہے

میرے دامن کی جو صد چاک کلی ہوتی ہے
نجد مین قیس کی اولجھن کو وہ سلجھاتی ہے

پیار کرنے کو جو کہتا ہون تو وہ کہتے ہین
ایسی باتون سے طبیعت مری گھبراتی ہے

غنچہ و گل جو رہا کرتے ہین نکھرے نکھرے
صبح تک شام سے شبنم انہین نہلاتی ہے

اے خداوند کریم اسکی رہائی ہو جاے
روح میری قفس جسم مین گھبراتی ہے

اک دن اے موت چھری تجھپہ بہی پہر جائیگی
خاک مین مجھکو ملا کے عبث اتراتی ہے

کون ہو گا تری حسرت کے برابر ہمدم
رات دن یہ دل بیتاب کو بہلاتی ہے

لاشریک اوسکو جو کہیے تو اوسے ہی زیبا
شان وحدت جو ہی اوسکی صفت ذاتی ہے

ای شرف جان لیے لیتی ہی امید وصال
دل کو ترسا چکی اب روح کو ترساتی ہے

بلبل کا دل خزان کے صدمو سے ہل رہا ہی
گلزار کا مرقع مٹی مین مل رہا ہے

عالم مین جسنے دیکھا ہی عالم اوسکا
کوئی تو ہمسے کہدے قابو مین دل رہا ہے

رخصت بہار کی ہے کہرام ہی چمن مین
غنچے سے غنچہ بلبل بلبل سے مل رہا ہی

ہرگز شباب پر تم نازان شرف نہوتا
ملنے کو خاک مین ہی جو پھول کھل رہا ہے

اسقدر کا صدمۂ و غم ہے جوانی کے لیے
بارہا کرتے ہین اپنی زندگانی کے لیے

روتے روتے کرچکے ناتوانی کے لیے
ہوگئی مایوس نبضون روانی کے لیے

جانفشانی کی ہی جب حاصل ہوا ہی داغ عشق
ایڑیان رگڑتے ہین برسون نشانی کے لیے

تیرے دیوانون کا سودا ہی عجب باغ و بہار
خار صحرا روندتے ہین خونفشانی کے لیے

بن چکیگا جب مزار اونکے شہید ناز کا
ہونگے قدسی مقرر پاسبانی کے لیے

عشق ہو جائیگا میری داستان عشق سے
رات بھر جاگا کروگے اس کہانی کے لیے

غنچہ و گل خوف کے مارے نہین کھلا چاہتے
گلخن افروز آئے ہین برگ خزانی کے لیے

کبریائی مجھکو وہ دکھلا رہے ہین وقت ذبح
حلم پر حلم آ رہے ہین جانفشانی کے لیے

پھولتے سے بیٹھے ہین گھر مین ہم بلائی دو اونھین
کون جائے امتحان لن ترانی کے لیے

کیا بجھا پائیگا مرے دل کی لگی وہ شعلہ رو
دوڑتا ہے جو لگا کے آگ پانی کے لیے

اوج پر نازان ہوتے کس حال مین برباد ہین
کیا پریشان ہے گرد آسمانی کے لیے

سینہ پھٹکر تصویر تیری جب نقش آیا ہوا سے
زندگی کی سنتیین مانی ہین مانی کے لیے

راہ لو فردوس کی دنیا کو چھوڑو اے شرف
پاؤن کیا پھیلا رہے ہو زندگانی کے لیے

مرتے ہین بیان صدمۂ ہجران نہین کرتے
کیا درد مزے کا ہی کہ درمان نہین کرتے

ملوائے کبھی یار نہ دیدار کو ترسا
افسردہ و غمگین دل مہمان نہین کرتے

بس بعد فنا دیکھ لی یارون کی محبت
رخ بھی طرف گور غریبان نہین کرتے

چھٹتا ہی نہین ملک عدم کا کبھی قیدی
جنواسکے کشادہ در زندان نہین کرتے

کیون خاک مین ملواتے ہو زندہ چمنون کو
پھولے ہوئے گلزار کو ویران نہین کرتے

لیلی نے تو مجنون کا عجب حال کیا ہے
انسان کو اتنا بھی پریشان نہین کرتے

ڈرتا نہ ہم اشک سے اے مردم دیدہ
تیراک تو اندیشۂ طوفاں نہیں کرتے

صیاد نے اس چین سے رکھا ہے قفس میں
بھولے سے کبھی یاد گلستاں نہیں کرتے

دشمن بھی مرے حال پہ سر پیٹ رہے ہیں
اک تم ہو کہ افسوس مری جان نہیں کرتے

بسمل جو ہوا ہے تو نہ اتنا تڑپ اے دل
بس سرد ہو قاتل کو پشیماں نہیں کرتے

دیوانوں بہار آئی ہے ہشیار ہو ہشیار
کیا دیر ہے کیوں چاک گریباں نہیں کرتے

اک بات ہے عیسیٰ نفسی آپ کے نزدیک
پھر کسلیئے زندہ مجھے اے جان نہیں کرتے

افسوس ہے حسرت کوئی پوری نہیں ہوتی
الفت میں ترا کونسا ارمان نہیں کرتے

خلقت میں ہماری ہے ملنساری کی عادت
تلووں سے جدا خار مغیلاں نہیں کرتے

کسطرح کروں پوشش رقت میں کمی میں
منظور مرے دیدۂ گریاں نہیں کرتے

عشاق کو تم کوچے سے اپنے نہ اوجاڑو
بستی جو بساتے ہیں تو ویراں نہیں کرتے

جسطرح تم اک اک کا گلا کاٹ رہے ہو
کافر بھی تو یوں خون مسلماں نہیں کرتے

بسمل ہیں مگر پاس ہے بدنامی کا تیری
رنگیں جو ترا خوں سے داماں نہیں کرتے

کس کام پھر آئیگا شرف داغ جگر کا
کیوں اسکو چراغ شب ہجراں نہیں کرتے

گھستے گھستے پاؤں میں زنجیر آدھی رہگئی
آدھی چھٹنے کی ہوئی تدبیر آدھی رہگئی

نیم بسمل ہو کے میں تڑپا تو وہ کہنے لگے
چوک تجھسے ہوگئی تعذیر آدھی رہگئی

شام سے تھی آمد آمد نصف شب کو آئے وہ
یاوری کر کے مری تقدیر آدھی رہگئی

نصف شہر اوس گیسوے شکیں نے دل البتہ کیا
خسرو تاتار کی توقیر آدھی رہگئی

چودھویں شب نامبارک ماہ کامل کو ہوئی
نصف منصب ہوگیا جاگیر آدھی رہگئی

تیز کب تک ہوگی کب تک باڑھ رکھی جائیگی
اب تو اے قاتل تری شمشیر آدھی رہگئی

آدھے دھڑ کا دم نکلتا تھا کہ آیا خط شوق
پڑھتے پڑھتے مرگئے تحریر آدھی رہگئی

رنگ بھرنے بھی نہ پایا تھا کہ خود رفتہ ہوا
بنکلے مانی سے تری تصویر آدھی رہگئی

نصف شب تک دی تسلی پھر وہ یوسف اٹھ گیا
خواب حسرت کی مری تعبیر آدھی رہگئی

خود کہا قاتل سے ملنے پھر دوبارہ ذبح کر
کٹ گئی جب گردن دم تکبیر آدھی رہ گئی

دو پہر رات آ چکی جب گفتگو کی عشق کی
یار سے آدھی ہوئی تقریر آدھی رہ گئی

امتحان میں کندنی رنگ اونکا دونا ہو گیا
اوڑتے اوڑتے سرخیٔ اکسیر آدھی رہ گئی

اسے پری وہ چلد زندان میں شرف کی لے خبر
ٹکڑے کرکے پھینک دی زنجیر آدھی رہ گئی

بھری ہوئی ہے مرے دلمیں آرزو تیری
یہ غنچہ وہ ہے مہکتی ہے جسمیں بو تیری

تمام عمر نہ بیٹھے کہیں ٹھکانے سے
لیئے پھری ہمیں دن رات جستجو تیری

میں ناتوان ہوں اکیلا کہ ہر کدہر دوڑوں
خبر سنی ہے کہ آمد ہے چارسو تیری

جگر سے اسلیئے دل کو لگائے رکھتا ہوں
کہ میرے واسطے کرتا ہے آرزو تیری

یہ وجہ ہے جو یہ دونوں ہیں عاشق معشوق
ہماری روح ہے بلبل میں گل میں بو تیری

ستم کریگی تری بدمزاجیاں ظالم
خدا بچائے کہ بگڑی ہوئی ہے خو تیری

ہماری آنکھوں نے دریا بہا کے چھوڑا ہے
کبھی تلاش جو کی ہے کنار جو تیری

خدا ہی ہے کہ جو دریا سمائے کوزے میں
ذرا سا دل ہے بہت سی ہے آرزو تیری

ملائکہ میں کہاں مادہ تھا پرستش کا
یہ سب سکھائی پڑھائی ہے گفتگو تیری

لگاوٹ اس سے بھی اے تیغ یار لازم ہے
فریفتہ ہے ازل سے رگ گلو تیری

بنا جو دل تو ہوئے گل سے رخ کے شیدائی
بدن میں روح جو آئی تو سمجھے بو تیری

ہر ایک چاک پہ پھبت پھبت پڑا ہے حسن اے گل
کتان نور ہے پوشاک بے رفو تیری

وہ بیوفا نظر انداز کر نہ دے اے اشک
خدا ہی رکھ لے یہ موتی سی آبرو تیری

ہمارے بعد کسی سے نہ کچھ غرض رکھی
لحد پہ بیٹھ رہی آکے آرزو تیری

ہوس ہے گور میں سونے کو جاؤں میں جسدم
کہاں حوریں کہیں میرے روبرو تیری

نگاہ و دل میں کھبا ہے ازل سے رنگ ترا
بسی ہوئی ہے مرے پیرہن میں بو تیری

ہوا فریفتہ کیں تو نے جس سے وعدہ تیں
بھڑک گیا وہ سنی جسنے گفتگو تیری

مرا قدم نہ کسی سرزمین پہ ٹکنے دے
ہوس ہے دم بھی نہ لینے دے جستجو تیری

وفا سرشت شرف ہین جفا سرشت ہے تو
نہ اونکی خو ہے تجھی مین نہ اونمین خو تیری

اوجھل کبھی تو ہوگا جو اے یار نظر سے
آنکھین مری یا ہوجائینگی بیزار نظر سے

ہو کشف و کرامات جسے وہ تجھے دیکھے
نظارہ نہوگا کبھی زنہار نظر سے

رو لوا کے جو پہلو مین جگہ مجھکو نہ دیگی
گر جائیگی ظالم تری دیوار نظر سے

ہر دم تب حسرت کو جو ٹوٹکے کا مسیحا
گا ہے کہ بچیگا ترا بیمار نظر سے

تو جان کا گاہک جو ہوا روئے یہانتک
مایوس ہوے تیرے خریدار نظر سے

محشر کی بھی آمد مین قیامت یہ نہ دیکھی
گذری ہے جو اوس شوخ کی رفتار نظر سے

مشتاقون کو سمجھا کے جب اوس شوخ نے تاکا
دو تیر سے پہلو سے مرے چار نظر سے

تیغ اوسکی چمکتی ہے جھپکنے سے بچانا
اے مردم دیدہ رہو ہوشیار نظر سے

بے یار جو گلزار مین پڑتی ہے گلون پر
کیا کہیے جو ہوتا ہے ہمین خار نظر سے

قسمت سے جگر مین لب معشوق ہلا ہے
اوجھل نہوا اس تیر کا سوفار نظر سے

آنکھین جو لگی ہین ترے بیمار کی چھت کو
کس یاس کا عالم ہے نمودار نظر سے

شہباز قضا اوسکو مین سمجھا ہون پریرو
گذرا ہے ترا تیر جو پردار نظر سے

پھرتی ہین دم نزع جو آنکھین تری جانب
اسوقت بھی پیدا ہے ترا پیار نظر سے

ناوک نے اگر اوس شہ خوبان کی خطا کی
جائیگا کہان بچ کے گنہگار نظر سے

بے طرح رلاتی ہے تجھے حسرت دیدار
اے چشم پر آشوب خبردار نظر سے

اوس جان کے گاہک کا زمانہ ہی خریدار
گذری نہین یہ گرمی بازار نظر سے

آنکھ آکے شرف خدائی مین جو کھولی
مانوس ہوئی حسرت دیدار نظر سے

خاک مین وہ مل گئے جو وارد دنیا ہوئے
مر مٹے ناپید ہونے کے لیے پیدا ہوئے

اے پری پیکر ترے جس روز سے شیدا ہوئے
گھر چھٹا دل مرگیا سودا ہوا رسوا ہوئے

عاشقی مین اس مزے سے دل دکھایا یار نے
درد جن جن سے کہا وہ عاشق ایذا ہوئے

فصدین کھولو چاہو دم دیدے کی تنقیے کرو
قیس سے لیلی ملی شیرین ملی فرہاد سے
چادر گل گور رکن سے کہاں کے تجھو لیتے نہین
اسے پری پیکر ہزارون بندشین باندھی گئین
عشق کرکے خوب اوٹھایا عشقبازی کا مزا
زیور گل تو مزیب اوس پر پردہ کو ہوا
تربتین کس باغ مین تیرے شہیدون کی بنین
عاشقی و عشقبازی کی ہوئی جب دم رشت
گشتہ تازہ نہین ہوتی یار کی رفتار کا +
جس جگہ تیرا پاترا تھی وہ جا گلشن ہوئی
اپنی قدرت آزمائی جو تلون سے تری
جب پریزادون نے دیکھی تیرے دیوانے کی لاش
خاک مین بھی مجھکو ملوا کے نہ لی تمنے خبر

موسم گل مین نہین رہتی ہین بے سودا ہوگئے
جانجان ہم تم نہ اک دن بھی کبھی اک جا ہوگئے
ساتھ جو احباب آئے تھے ہمارے کیا ہوگئے
دل دیا تجھکو تو ہمپر افری کیا کیا ہوگئے
دلمین درد ایسا ہوا دور دلین مردا ہوگئے
اور جتنے داغ تھے دل کو مرے زیبا ہوگئے
سٹی کس کس نے اوٹھائی ہی دفن وہ کس جا ہوگئے
غش ہوئی بلبل گلون پر ہم تری شیدا ہوگئے
اس قیامت کو تو برسون ہوگئے برپا ہوگئے
اک لہو کی بوند سے گل سیکڑون پیدا ہوگئے
باغ صحرا ہوگئے گلشن جو تھے صحرا ہوگئے
ساتھ چلنے کو برہنہ سر برہنہ پا ہوگئے
جانجان میری طرف سے ایسے بےپروا ہوگئے

دو نون ہاتھون سے جگر کو اب سنبھالو ہر طرف
یار نے دل لے لیا دل سے تو بےپروا ہوگئے

شہرت اوڑی ہے کسکے بھبھوکا سے گال کی
صورت جو چشم یار نے پکڑی غزال کی
کیا اوسکے رخ سے جو دہوین کا چاند بچتا
دیکھا تجھے تو یار کھلا حال برق و شمع
لکھا ہے خط مین آنے کا انکار یار نے
ہے بارہوان برس ابھی نہین آغاز دیکھیے
اے دل ہم عشق کو طے کرکے چھوڑ یو
برہم ہوا اٹھا شمع سے فروغ حسن

رنگت جو قمقمے مین چھپی ہے گلال کی
چتون نے بے چھری مری گردن حلال کی
نازان وہ جسپہ تھا وہی شب تھی زوال کی
پرچھائیان یہ ہین ترے حسن و جمال کی
افسوس موت آئی نہ ٹھہری وصال کی
کیا کررہی ہے یہ سالگرہ ابکی سال کی
تجھکو قسم ہے یار کے جاہ و جلال کی
رحم آگیا چراغ جلے پھر بحال کی

مر جائینگے نہ دیجئے صدمہ فراق کا
دل کو ہمارے تاب نہین ہے ملال کی

اٹکھیلیون سے لیلی و شیرین بہت چلین
اے جان جان نہ آئی ادا تیری چال کی

یہ حال اب تو درد جدائی مین ہو گیا
بیتابیون نے سانس بھی لینا محال کی

پڑیون مین باندھ کے لاتے ہین عشقباز
یاقوتیان بناتے ہین اونکے اوگال کی

شرم آتی ہے دعا جو کبھی مانگتا ہون مین
مین کیا کرون مجھے نہین عادت سوال کی

مرہم پذیر ہی نہین ہوتا جگر کا گھاؤ
افسوس کوئی شکل نہین اندمال کی

آنکھون سے حسن یار کا دیکھا نہ جائیگا
برداشت لا سکینگے نہ اوسکے جمال کی

بجلوائی اوس پری نے جو بنوائی ہی شرف
جڑوائی ہین نکال کے آنکھین غزال کی

ہمارا دل تری محفل مین یون درانہ آتا ہے
کہ جلیسے جان پر کھیلے ہوے پروانہ آتا ہے

بیابان سے جو اٹھلاتا ہوا مستانہ آتا ہی
یہ ہے مجذوب سالک یا ترا دیوانہ آتا ہے

نہین پھر یاد رہتی کچھ کہانی دین و دنیا کی
کسی شب کو جو سننے مین ترا افسانہ آتا ہے

نیا سودا ہی مین برخاستہ دل ہون گلستان سے
دل آبادی سے گھبراتا ہے خوش ویرانہ آتا ہے

بیان کی ہے حلاوت اس سے اے دل کسکے بوسی کی
کلیجا منھ کو رہ رہ کے جو بیتابانہ آتا ہے

فرشتے چھپتے پھرتے ہین تلاطم ہی دو عالم مین
قیامت کی ہے آمد یا ترا دیوانہ آتا ہے

یہ سب شمعین سحر تک کسکی دلسوزی پہ روئی ہین
تری محفل مین شب کو کونسا پروانہ آتا ہے

سنگایا ہی مرا دل مول لینے کو حسینون نے
اگر قسمت لڑی تو کچھ نہ کچھ بیعانہ آتا ہے

عنایت مجھکو ہوتی ہے طلب کرتا ہون جس شی کی
گرمی اونکو آتی ہے مجھے شکرانہ آتا ہے

کوئی اوس بیوفا سے رسم الفت کیا بڑھائیگا
نہ جسکو ربط بھاتا ہو نہ خوش یارانہ آتا ہو

کہا کرتے ہین اکثر ہم یہ طفلان پریرو سے
ہمارے پاس دیکھین کون گستاخانہ آتا ہے

بڑی شہرت سنا کرتے تھے ہم شہر خموشان کی
یہان تو ہو کا عالم ہے نظر ویرانہ آتا ہے

تشفی بھی کریگی قیس کی لیلے تو کیا ہوگا
کہین سمجھانے سے بھی ہوش مین دیوانہ آتا ہو

کہین کا پھر نہین رکھتے لگاوٹ جس سے کرتے ہو
قیامت کا تمہین بھی ناز معشوقانہ آتا ہے

مبارک ہو وہ پلوائینگے شربت عشقبازونکو
صراحی پینے کی یاقوت کا پیمانہ آتا ہے

کیا ہے سرفراز اوس شمعرو نے عشقبازون کو
تمھارے بھی طلب کو ای **شرف** پروانہ آتا ہے

یون بہار عالم ایجاد سجھائی نہ تھی
یہ تو تھا زندہ چمن اسمین خزان آئی نہ تھی

خاک لیلی کے لیے بیوہ اسطے چھانی نہ تھی
یہ بھی اک مجنون کی دانائی تھی نادانی نہ تھی

لن ترانی لن ترانی تھی شب معراج مین
آزمائش کبریائی کی تھی مہمانی نہ تھی

جسقدر امڈا ہے عالم مین مرا دریائے اشک
نوح کے طوفان مین بھی ایسی تو طغیانی نہ تھی

یاس کے عالم مین گردن خم تھی دم مین دم نہ تھا
مر رہا تھا تمکو مجھ پر تیغ چمکانی نہ تھی +

حسن قدرت تھا مرقع عالم ایجاد کا
کہ کسی تصویر تھی اسمین جو لاثانی نہ تھی

حشر تک رکھا ہی اوجلا تیرے کشتے کا کفن
قبر مین بھی اس سے غافل پاکدامانی نہ تھی

قلزم رقت مین پڑ کر کیون نہ ویالا ہوی
چشم تر میری کوئی کشتی تو طوفانی نہ تھی

وادئ وحشت مین اسنے کیا سمجھ کے جان دی
قیس تو سودائی تھا لیلی تو دیوانی نہ تھی

ابتداے نزع سے اوج سلیمان پست تھا
چھا گئی تھی مردنی شان سلیمانی نہ تھی

قبر لپٹی تو مین سمجھا تھی ہیبت کی میری خاک
پہلے یہ بنیاد منزل مینے پہچانی نہ تھی

میری بے جرمی کا کچھ بھی رنج قاتل کو نہ تھا
بلکہ ہٹ دھرمی زیادہ تھی پشیمانی نہ تھی

نغمہ سازی حسن کے اوسکی مر گیا سنکر جسے مین
روح کش جادو بیانی تھی خوش الحانی نہ تھی

جسنے میرے دل کے دو ٹکڑے کیے ہین ای شرف
وہ نگاہ ناز تھی تیغ خراسانی نہ تھی

تلاش قبر مین یون گھر سے ہم نکل کے چلے
کفن بغل مین لیا منھ پہ خاک مل کے چلے

ہوا کھلاتی تھی دنیا کی سیر میت کو
اوٹھانے والے جو کاندھا بدل بدل کے چلے

جگہ نہ دی انجمن اوس شمعرو نے پہلو مین
ہوس بجھانے کو آئے تھے اور جل کے چلے

اوٹھا کے بزم سے ہم لیچلے جو خلوت مین
قدم قدم پہ وہ روٹھے مچل مچل کے چلے

یہانتک آپنے ہین طے ہم وہ منزلہ کرکے
تمھاری بزم مین پہونچے ہین آج کل کے چلے

جلا کے خاک شفا بولی سنکھیا ہو جا کے
کھلانے لیے آئے تجھے اکسیر زہر اوگل کر چلے

نہ ہمدم اسکو سمجھ سالتی کا بھروسا کیا
ہوا تو ہے کہیں ایسا ہو نہ جل کے چلے

شہید ناز کی میت جو دیکھی گل در گل
کفن کھسوٹ جو آئے تھے ہاتھ مل کے چلے

اوٹھا میں زہر جو کھا کے تو یار نے پوچھا
یہ سنکھیا ہی کہ ہیرا تھا کیا نگل کے چلے

اوٹھے جو محفل عشاق کر کے وہ برہم
سسکتے تھے جو تمنّا کے اونہیں کچل کے چلے

کوئیں میں خاک جو پھینکے مری وہ شوخ حسین
تو پارہ بن کے اوسے ڈھونڈنے اوبل کے چلے

ہمیشہ کوچۂ قاتل سے آتی ہے آواز
پل صراط یہی ہے یہاں سنبھل کے چلے

نہ ڈگمگائے نشیب و فراز الفت میں
جما جما کے جو رکھے قدم سنبھل کے چلے

کمند کاکل پیچان سے دور دور رہے
قلقؔ ٹلے جو تو اس بلا سے ٹل کے چلے

تڑپنے میں مقابل کیا کوئی ہو گا مرے دل کے
ہمیشہ تیز رہتا ہے یہ بیتابی میں بسمل سے

نہیں چھٹنے کی ہمسے دم سے صحبت حسینوں کی
جو پروانے ہیں وہ زندہ نہیں جاتے ہیں محفل سے

ٹھٹکتا ہی نہیں رکتا سفر شہر خموشاں کا
مسافر کا پتا ملتا نہیں پہلی ہی منزل سے

خدا کی شان ہے وہ ذبح کرنے مجھکو آئے ہیں
چھری جو ہاتھ سے چھوٹی نہ تھی ڈرتے تھے بسمل سے

رہیگی عمر بھر قیدی سے بدتر روح قالب میں
بدن میں اسکا آنا سہل تھا نکلیگی مشکل سے

نہو بیتاب دم جو جسم خاکی سے نکلتا ہے
خوشی کی جا ہے اے دل حق جدا ہوتا ہے باطل سے

الم تشریح ہے عالم میں ہماری بھی جوانمردی
نہیں مرنے سے ہم ڈرتے لپٹ جاتے ہیں قاتل سے

عجب پردرد اس مجنوں کا نالہ ہے حقیقت میں
جہاں سن لیتی ہے لیلی نکل پڑتی ہے محمل سے

سوال دید کرتا ہے غریب اسکو دلاسا دو
کریمی اپنی دکھلا دو نہ ہو روپوش سائل سے

گواہی سے خدا کے اوسکو راضی نامہ لکھ دینگے
ہم اپنے خون کا دعوی نہیں کرنے کے قاتل سے

یہ دنیا چند روزہ ہے دل آزاری سے باز آؤ
نہ اتنا ظلم ڈھاؤ سامنا ہونا ہے عادل سے

حقیقت میں محبت کی حلاوت کوئی کیا جانے
عجب دلچسپ لذت ہے اسے پوچھو مرے دل سے

خدا حافظ ہے تیرا یار نے برخاست کی ایذا
تڑپ ہی جاتی ہیں شمعیں لوگ اوٹھ جاتے ہیں محفل سے

چراغ حسن کا اوسکے یہ پروانہ جو ہو جاتا / نہوتی ناموافق چودہوین شب ماہ کامل سے

لگایا جائیگا اوس بادشاہ حسن کا مجرا / شرف ڈبوا نہ دے تمکو کنارہ کش ہو ساحل سے

شادابیٔ گلشن کی ہوا اور ہی کچھ ہے / سچ ہے کہ جوانی کا مزا اور ہی کچھ ہے
معشوقون مین معشوق مرا اور ہی کچھ ہے / نازا اور ہی کچھ ہے تو ادا اور ہی کچھ ہے
بیمار محبت ہون اطبا ہین معالج / آزار ہے کچھ اور دوا اور ہی کچھ ہے
اس منزل دل مین ہے عجب نور کا عالم / ہے اونکی گذرگاہ یہ جا اور ہی کچھ ہے
طفلی مین اک آفت تھی قیامت ہے جوانی / جب اور ادا تھی اب ادا اور ہی کچھ ہے
کیا سنتے ہو اسیر یہ کریگی تمہین بیچین / عاشق ہون مری آہ رسا اور ہی کچھ ہے
گل سونگھ کے سونگھو جو مرے غنچۂ دل کو / خود کہنے لگو بوے وفا اور ہی کچھ ہے
دیدار کے سائل نے دعا دی تو وہ بولے / رحم آتا ہے اسیر یہ صدا اور ہی کچھ ہے
اوروں کے تعشق مین کہاں کشف و کرامات / اے جان جہان عشق ترا اور ہی کچھ ہے
آئی ہے بہار ابر کرم جھوم رہا ہے / نیرنگ گل و ناز صبا اور ہی کچھ ہے
جو عرض مین کرتا ہون وہ کر لیتے ہین مقبول / مجھ بندۂ عاجز کی دعا اور ہی کچھ ہے
شداد کا ہوگا نہ گذر باغ ارم مین / وہ سوچا ہے کچھ حکم قضا اور ہی کچھ ہے
آغاز مین معشوق بگڑتے ہین تو بگڑین / اے دل مگر انجام وفا اور ہی کچھ ہے
اے جان جہان تیرا فسانہ جو سنتا ہے / دل وجد مین ہے حال مرا اور ہی کچھ ہے
راحت مین سمجھتا ہون جو تم دیتے ہو ایذا / الفت کا مزا ہے یہ جفا اور ہی کچھ ہے

معشوق کے کوچے سے شرف تم نہ نکلنا / فردوس کا طبقہ ہے یہ جا اور ہی کچھ ہے

وہ شکل ہو اس روئے کی آزار سے کوئی / آنکھین مری روشن کرے دیدار سے کوئی
سفاکون سے کیا ڈر ہے سبب ہین مرے معشوق / منھ چوم لون دھمکائے جو تلوار سے کوئی
اے غیرت عیسی یہ دوا سے مری پرہیز / یون آنکھ چراتا نہین بیمار سے کوئی

لوٹا ہے مزا چاشنی خون جگر کا
اس چاٹ کو پوچھے لب سوفار سے کوئی

پھر جائیگی اک روز چھری پیک اجل پر
ہرگز نہ بچیگا مرے خونخوار سے کوئی

جو رنگ کرے چاہئے تو گردن ہی کو کاٹے
ہوگا نہ مزاحم تری تلوار سے کوئی

اے یار کبھی ساغر کو تو بھی نہ لون مین
بدلے جو ترسکے شربت دیدار سے کوئی

لالی کا جمانا اوسی معشوق پہ ہے ختم
سیکھا ہے جو اوسکی لب سوفار سے کوئی

تو جان کا خواہان ہی جو سودائی ہے تیرا
یہ ناز بھی کرتا ہے خریدار سے کوئی

زندان مین جو رقت ہی یہ رخصت ہی کسی کی
ملتا ہے گرفتار گرفتار سے کوئی

جھنجھلا کے ہزارون پہ چھری پھیردی صیاد
اوڑجائے جو پر کھول کے منقار سے کوئی

جلاد کو بلوا کے نکلوائین کے آنکھین
جھانکے نہ اونھین روزن دیوار سے کوئی

اے جان جہان غنچۂ دل گوندھ دیا ہی
اتنا تو کہے عشق ترے ہار سے کوئی

کیا کیا تری رحمت نے سرافراز کیا ہے
چار آنکھ نہ کرتا تھا گنہگار سے کوئی

ترقمون سے ہو اسقدر اے روح پریشان
شوقین بھی گھبراتا ہے گلزار سے کوئی

آندھا ہی وہ ہو جائے شرف آنکھین ہی پر
دیکھے جو اوسے میرے سوا پیار سے کوئی

جو رنگ بھی ہو کے وہ حشم ہے
تسلیم کو تیری تیغ خم ہے

در اصل بڑا کریم ہے تو
کیا رحم ہے واہ کیا کرم ہے

دم بھر مین ہے طے مسافت قبر
منزل کا ہے نام دو قدم ہے

جی چاہتا ہے جگر کھلا دون
مہمان یہ دل مین کسکا غم ہے

متوالا ہون اوسکے عشق کا مین
چھلکا ہوا جسکا جام جم ہے

کھوتی ہے شباب کو ضعیفی
ہونے کو ہے صبح رات کم ہے

روکی ہے یہ کسنے آفت حشر
کس شیشہ کا بیچ مین قدم ہے

ٹوٹا کوئی ٹانکا زخم دل کا
خونریز جو تیری چشم نم ہے

کرتی ہے وفا ہلاک مجھکو
اکسیر بھی میرے حق مین سم ہے

کس عرش پہ اک لگی ہے تصویر
کیا لوح ہے واہ کیا قلم ہے

دنیا میں بڑھائیں ربط کس سے
جو ہے وہ مسافر عدم ہے

افسردہ سے عشق قیس و لیلی
قبروں کی زمین تک بہم ہے

ٹپکا ہے یہ کس شہید کا خون
مقتل ہے کہ گلشن ارم ہے

سب کہتے ہیں نہ دل کو چھوڑنا تم
تمکو بھی خدا ہی کی قسم ہے

روئے ہو شرف یہ کسکے غم میں
آنکھوں پہ تمہاری کیوں ورم ہے

عشق و ہوس میں گذری ہے کیا کچھ نہ پوچھیے
ناگفتنی ہے حال مرا کچھ نہ پوچھیے

کیا درد عشق کا ہے مزا کچھ نہ پوچھیے
کہتا ہے دل کسی سے دوا کچھ نہ پوچھیے

محشر کے دن غضب کا میں احوال کیا کہوں
ہنگامہ جو ہوا سو ہوا کچھ نہ پوچھیے

جب پوچھیے تو پوچھیے کیا گذری عشق میں
ہے قد اور اسکے سوا کچھ نہ پوچھیے

کیا کیا یہ سبز باغ دکھاتی ہے شروع میں
دم بھر سے ساتھ ہے جو قضا کچھ نہ پوچھیے

پوچھا جو ہمنے گور غریباں کا جا کے حال
آئی یہ تربتوں سے صدا کچھ نہ پوچھیے

قسمت سے پائیے جو کبھی اوسکو خوش مزاج
کیا کچھ نہ کہیے یار سے کیا کچھ نہ پوچھیے

رگڑی ہیں ایڑیاں تو ہوئی ہے یہ مستجاب
کس عاجزی سے کی ہے دعا کچھ نہ پوچھیے

چھوڑا جو مردہ جانکے صیاد نے مجھے
کیونکر اڑا میں ہو کے رہا کچھ نہ پوچھیے

ترسا کیا میں دولت دیدار کے لیے
قسمت نے جو سلوک کیا کچھ نہ پوچھیے

الفت کا نام لے کے نظر بند ہو گئے
پائی جو پیار کرکے سزا کچھ نہ پوچھیے

کیا سرگذشت گور غریباں کی میں کہوں
احوال بندگان خدا کچھ نہ پوچھیے

خوشبو نے آپکی جو سرافراز اوسے کیا
کس ناز سے چلی ہے صبا کچھ نہ پوچھیے

پوچھا شرف کا مرنے کا اونسے جو واقعہ
آنکھوں میں اشک بھر کے کہا کچھ نہ پوچھیے

ہزار دل مٹ گیا ہے میرا ہوا ہے گلرو نہیں گئی ہے

خزان رسیدہ ہے گو یہ غنچہ وفا کی خوشبو نہین گئی ہے

تلاش عمر گذشتہ جیسی جہان مین ہر سمت کی ہے مینے
بہار رفتہ کو ڈہونڈنے یون صبا بہی ہر سو نہین گئی ہے

بتائین کیا تجہکو اے صبا ہم جنون کے عالم مین ہم کہان تہے
وہان اوڑاتے تہے خاک سر پر جہان کبہی تو نہین گئی ہے

کہان سے پائی مہک پہر اوسنے مہک رہا ہے جو شگفتہ
بسی ہے کس شئے کی اسمین خوشبو جو بوی گیسو نہین گئی ہے

ترس رہے ہین ہزارون بلبل پہڑک رہے ہین چمن کی خاطر
کئی برس سے گلون کی انکے دماغ مین بو نہین گئی ہے

اگرچہ روکے ہین ہاتہ اپنا وہ عشقبازون کے کشت خون سے
لہو کے پیاسے ہین دشمنی کی مزاج سے خو نہین گئی ہے

ضرور بلبل پہ رحم کرتے یہ حال اسکا جو دیکہہ لیتے
گلون مین شاید یہ پر بریدہ شکستہ بازو نہین گئی ہے

خودی پہ نازان ہین آدمی وہ نہین سمجہتے ہین آدمی کو
وہ بیوفا ہین مروت اونکے مزاج مین جہو نہین گئی ہے

شگون گریہ نہین ہے اچہا خدا بچائے بہار گل کو
غضب ہوا ہے چمن مین شبنم بہانے آنسو نہین گئی ہے

غلوے الفت وہی ہے ابتک غلوی ہمت وہی ہے ابتک
مٹے ہوئے ہین مگر محبت تری ہلاکو نہین گئی ہے

شرف کی تربت پہ وحشیو تم نہ آب پاشی کا حال پوچہو
وہ کونسی ہے پری وہان جو بہانے آنسو نہین گئی ہے

کوئی دم مین گور مین جہوانے کی تدبیر ہے کرتی ہے کیا کیا رجوع قلب کیا تاثیر ہی		عالم ارواح سے آنے کی یہ تقدیر ہے عاجزی بیشک عجب شئے ہے عجب تسخیر ہے

کیوں چھری روکے ہوئے قاتل دم تکبیر کر
کلمہ پڑھتا ہے ترا کرتا ہے نوبسمل سے کلام
عالم ایجاد میں کس کس کے مفتوں ہو چکے
عمر بھر دیکھا ہی کس ہستی موہوم میں
یار تک جنکی رسائی ہے خوشا اونکا نصیب
جب فغان کرتا ہون قاتل کرتی ہے یہی میرے ساتھ
خود پسندوں کو بھی ہے انسان کی صورت پسند
چار دن کی چاندنی ہے پھر اندھیرا پاکھ ہے
کون کہتا ہے لہو ہے خون بھری شمشیر یار
دم نہ لو ہستی میں فرقت تیغ کھنچتی ہے اجل
خاکساروں کی ترے عالم کو ہے مٹی عزیز
اس ادا سے آج ترکش یار نے خالی کیا

کام جلدی کا ہے بسم اللہ کیا تاخیر ہے
سبحان کیا بات ہے تقریر کیا تقریر ہے
اس مرقع میں تو جو صورت ہے وہ تصویر ہے
کوئی مرتا ہے کسی کے دفن کی تدبیر ہے
یہ بھی اے دل اپنی اپنی خوبی تقدیر ہے
میں تو سودائی ہوں دیوانی مری زنجیر ہے
عرش اعلی میں لگائی ہے یہ وہ تصویر ہے
خواب بھی وہ خواب ہے دنیا کہ بے تعبیر ہے
ہاتھ میں جلاد کے مریخ کی تصویر ہے
خواب تھا جیسا پریشان ویسی ہی تعبیر ہے
یہ وہ پارس ہے کہ جنکی خاک بھی اکسیر ہے
جا بجا دل میں لب معشوق ہے جو تیر ہے

تبسم کا ہمیشہ ہی میرا زعفران زار ہے شرف
ٹھنڈی سانسیں لیں جہاں میں وہی کشمیر ہے

فردوس میں پہونچا شہ والا کی ولا سے
آزار محبت میں ہوئی یاس شفا سے
ہے جوش جنوں میں مجھے ضعف اسقدر امسال
آنکھوں سے بجا لاؤنگا جو حکم کروگے
جو عرض میں کرتا ہوں مراد آگئی ہے دل کی
اوس قاتل عالم کی جو مرضی یہ چلی ہے
اک رنگ پر ایدل نہ مزاج اونکا رہیگا
کوچے میں تمہارے میں جہاں دفن ہوا ہوں
صورت نہ دکھائی مجھے بیہوش بھی ہوکر

کیا خاک مری پاک ہوئی خاک شفا سے
تاثیر نے پرہیز کیا میری دوا سے
کانٹا بھی نکالا نہیں جاتا کف پا سے
بندہ ہوں میں باہر نہیں تسلیم و رضا سے
کیا بات مرے ہاتھ لگی ہے یہ دعا سے
تلوار بری ہو گئی خون شہدا سے
سیکھے ہیں تلون وہ دورنگی حنا سے
اے جان مس اوٹھی تھی مری خاک اسی جا سے
نقشے کا بھی پردہ نہ ہوا فاش حیا سے

اے جان جہان ساری خدائی ہو جلو مین
اک دن تو برآمد ہو تم اس نشو و نما سے

اس دغدغہ محشر مین یہ کہیے کا کہا نک
فرصت مجھے کب دیجئے گا بیم و رجا سے

کا ہیکو کسی سے کبھی چار آنکھ کرینگے
نیچی جو نگاہین کیے رہتے ہین حیا سے

کھولی ہے کمر قتل سے پائی ہے فراغت
تلوار کو دہلوا لیے ہین خون شہدا سے

ایسا تو مجھے درد محبت کا مزا ہے
خوش ہون مرض عشق سے ناراض شفا سے

وہ بخشنے والا ہے شرف بخشش ہی دیگا
امید قوی ہے یہ مجھے ذات خدا سے

جبتک الفت تری اے شوخ ستمگار نہ تھی
چین مین جان تھی آفت مین گرفتار نہ تھی

لڑکھڑانے کی بھی طاقت نہ رہی تھی مجھ مین
اس سبب سے مری زنجیر مین جھنکار نہ تھی

واہ اے ترچھی نظر والو بڑی منصفت ہو
پہلے تمنے وہ صف اولٹی جو گنہگار نہ تھی

جوش وحشت مین کہان مین نہ لہو رویا تھا
کونسی جا تھی بیابان مین جو گلزار نہ تھی

اوسطرف یار کھڑا پڑھتا تھا ادھر عکس اوسکا
میری دانست مین تصویر تھی دیوار نہ تھی

شرم نے اوسکی مرے ساتھ اوسے سونے نہ دیا
یار شب باش تھا قسمت مری بیدار نہ تھی

جس سے وہ باتین وہ کرتا تھا غش آجاتا تھا
داستان سحر کی تھی یار کی گفتار نہ تھی

مدت العمر مین مشتاق نہ تھا کب تیرا
کونسے وقت مجھے حسرت دیدار نہ تھی

روبکاری محبت تو ذرا کی ہوتی +
خالی بخشش کی تمنا سے گنہگار نہ تھی

غل اوسے اپنی اسیری کا سناتا کیونکر
بے صدا تھی مری زنجیر مین جھنکار نہ تھی

محبس عشق سے کسطرح نکلتا کوئی
قید سے چھٹنے کی میعاد گرفتار نہ تھی

دل مین ہوکر لب معشوق لہو چاٹتا تھا
خون کی بوند وہ تھی سرخئی سوفار نہ تھی

یار تو نشے مین متوالا نہ تھا رہزن تھا
پھانسی الجھی ہوئی تھی لٹ تھی دستار نہ تھی

خاک اوڑتی تھی نہ شیرین تھی نہ سیرابی تھی
بعد فرہاد کے پھر رونق کہسار نہ تھی

وہ بجیبان اسکی نہ صحرا مین اوڑاتا کیونکر
ننگ وحشت تھا مرے جیب مجھے دستار نہ تھی

حشر ڈہاتا تھا شرف ناز سے پھرنا اوسکا

اک قیامت تھی بیا شوخی رفتار نہ تھی

بڑی ہی تو یہ خوشی ہے ہمکو بزم یار میں آ گئے
کہ جس گلزار کے بلبل تھے اوس گلزار میں آ گئے

پچھوڑا موت نے جبوقت کوئے یار میں آ گئے
خزاں بھی ساتھ ساتھ آئی جو ہم گلزار میں آ گئے

در ٹھہرا ہے بڑھکر وہ سمجھا سیر اشکوں کو
یہ وہ خوشرو گہر ہیں جو نگاہ یار میں آ گئے

بڑا ہی ہے حد جو قصر یار کی گور غریباں تک
مری تربت بھی یارب پشت دیوار میں آ گئے

کہیں رستا نہیں ہے جائینگے چہد چہد کے کانٹو پیر
کہاں لایا جنوں کس وادی پرخار میں آ گئے

لب معشوق پر تیر اس ادا سے کھینچا ہے قاتل
جگر پیکان میں دل لپٹا ہوا سوفار میں آ گئے

کہا بڑھ بڑھ کے تیغ اودہر ہی اپنے دل کا افسانہ
جو بے پروائی جہر سٹ کرکے بزم یار میں آ گئے

اسیری سے چہڑا اوے ہمصفیران چمن مجھکو
قفس کو لے کے ادھر جاؤ اگر سنسار میں آ گئے

ابھی تو جا کے اے دل سفت تجھکو بیچ ڈالوں میں
جو کوئی خوبصورت مشتری بازار میں آ گئے

گل داغ جگر کو میرے سب پہولوں پہ طرہ ہو
کوئی گلدو جو لٹکا ہو ہوئی دستار میں آ گئے

خدا شاہد ہے اوسکو میں کہیں صیاد کی سمجھوں
حیا اونکو جو اٹھلاتی ہوئی رفتار میں آ گئے

جدا اپنی ہاتھ سے ہم پھوڑ ڈالیں اپنی آنکھوں کو
ذرا بھی جو تفاوت حسرت دیدار میں آ گئے

گذر کا ہیکو ہوگا ہم سے دیوانوں کا بستی میں
دکانیں بند کر لیں سب نے جب بازار میں آ گئے

نئی صورت سی قصر یار میں ہمنے رسائی کی
تمنگا بنکے رستے روزن دیوار میں آ گئے

وہ مٹی بہت پڑی جسپر ارادہ تھا نشیمن کا
لگی ہر سمت خاک اوڑنے جو ہم گلزار میں آ گئے

جتا کر عشق زندہ بھی چھٹینگے یا نہ چھوٹیں گے
خدا ہی جانے کیا اودم مزاج یار میں آ گئے

ابھی تو گرد قصر یار بیتابی پھراتی ہے
قرار آئے تو شاید پہلوے دیوار میں آ گئے

تری بندہ نوازی کی سنی تھی دہوم عالم میں
لگا کر آسرا ہم بھی تری سرکار میں آ گئے

یہی دو لفظ اے یار سے آواز آتی ہے
محبت میں جو مٹ جائے وہ اس سرکار میں آ گئے

شرف اخلاص سے پاس اونکی جا بیٹھے تو وہ بولے
مرا زانو دبلاتے ہو تم ایسے پیار میں آ گئے

در پیش اجل ہے گنج شہیداں خرید لے
تربت کے واسطے چمنستان خرید لے

سودا پکارتا ہے یہ فصل بہار مین
گلشن نہ مول لیجیے زندان خریدیے

بازار مین یہ کرتی ہین غل میری بیڑیان
سو ہین ہمارے کاٹنے کو یہان خریدیے

رفت و گذشت بہی ہوا وحشت کا ولولہ
سوزن برائے چاک گریبان خریدیے

لے لیجیے مرا دل صد چاک مفت ہی
شانہ برائے زلف پریشان خریدیے

بازار مصطفے ہے خریدار ہے خدا
خود بکیے یہان نہ کچھ کسی عنوان خریدیے

جسوقت جا نکلتے ہین بازار حسن مین
ہمت یہ کہتی ہے کہ پرستان خریدیے

حلہ کوئی منگائیے جان دی ہی آپ پر
خلعت ہمارے واسطے اے جان خریدیے

تربت پہ میری ہوگی تکلف کی روشنی
کافور بہر شمع شبستان خریدیے

کرتے ہین شور گنج شہیدان مین گلفروش
چادر برائے گور غریبان خریدیے

وحشت مین مشک کی نہ رسد مفت لیجیے
سودا ہی بوئے کاکل پیچان خریدیے

ہوتا ہے شوق عشق مین شدہ رہ کے ولولہ
مجنون سے داغ دل سر میدان خریدیے

ہر سو عمل جنون کے قلمرو مین چاہیے
ڈھونڈھوا کے ایک ایک بیابان خریدیے

ہوتے ہین جذب عشق سے پیرون سب کے تنگ گھٹے
اک ملک مثل ملک سلیمان خریدیے

چو رنگ کھیلنے مین حریفون کے اے شرف
بیچے تو تیغ رستم دستان خریدیے

گھبرا رہی ہے روح جو تن مین سفر کرے
حکم خدا ہے رنج و محن مین سفر کرے

سجدے کرین حریف کہین سے خبر جو آئے
انسان وہ بات کرکے وطن مین سفر کرے

غفلت مسافرت مین اجل سے نہ چاہیے
کچھ زاد راہ رکھ کے کفن مین سفر کرے

یوسف کو ہی کنوئین مین جو گرنے کا ولولہ
کنعان سے اشتیاق دہن مین سفر کرے

ہدیوان سے گفتگو کے لیے یون لبشر نہ جائے
تعویذ حب دل کے دہن مین سفر کرے

شب کو مقام کا ہے شرف اسلیئے رواج
جسمین نہ کوئی چاند گہن مین سفر کرے

ہزار موج سے بجھا گا ہوا حباب سے چلے
کبھی جو عمر رواں کی طرح شتاب سے چلے

زمانہ حسن پرستوں سے برخلاف نہو
خدا کرے نہ یہاں زور انقلاب سے چلے

جہاں ملاحظہ ہوں بیقراریاں دل کی
وہیں یہ معرکہ آرائے اضطراب سے چلے

کسی مزے سے جہاں میں کبھی خبر نہوئی
سٹاسٹ کے یہاں مفت میں شباب سے چلے

محاسبہ بھی نہ پوچھا کسی نے دنیا کا
خدا کے فضل سے جنت میں بے حساب چلے

یہاں تک اے شۂ خوباں عروج ہو تیرا
نشان بنکے جلو میں یہ آفتاب سے چلے

طلب ہوئے ہیں گنہگار بخشنے کے لیئے
بحال ہونے کو مستوجب عتاب سے چلے

جواب دے نہ سکا کوئی لن ترانی کا
حقیقتًا میں یہ فقرہ وہ لاجواب سے چلے

خدا نہ لائے بس اب دلکو سرے بہلاتے ہیں
ادھر کی راہ نہ وہ خانماں خراب سے چلے

جدھر وہ جائینگے غش سیکڑوں کو آئینگے
چلے جو ساتھ تو لیتا ہوا گلاب سے چلے

جگر کا داغ جو قندیل میں بلند کرو ت
طواف کے لیئے فی الفور ماہتاب سے چلے

قدم نہ چھوڑے جو حسرت میں سرخروئی کی
حنا کو دیکھ کے وہ رنگین ادا خطاب سے چلے

دکھانے جاتے ہیں کس کس جوان کو ابر سیاہ
کہاں لگا کے یہ پیر فلک خضاب سے چلے

جہاں میں اے شرف افسوس آنکھ بند ہوئی
عدم سے آلے تھے بیدار محو خواب سے چلے

ہمارے ساتھ وہ کھل کھیلے بے حجاب چلے
بڑی حیا تھی اٹھائے ہوئے نقاب سے چلے

پڑھائے کون سبق منطق محبت کا
کسی کو علم ہوا سکا تو یہ کتاب سے چلے

رولا کے بزم سے اپنے اوٹھا دیا اوسنے
نہانے عطر میں آئے تھے آب آب چلے

صعود کس لگ کی قلزم میں پار جائیگا
چمن میں لوسکے صبا خیمۂ حباب سے چلے

تمہارے ہاتھ بھلا کیا سمجھ کے سر جیں
چکا دو دل کی جو قیمت تو پھر حساب سے چلے

بلا کے بھی نہ کیا عاشقوں کا دل ٹھنڈا
جلوں کو اور جلایا جگر کباب سے چلے

ہم اونکو لے جو چلے انجمن سے خلوت میں
عجب ادا سے وہ کرتے ہوئے عتاب چلے

چلے وہ گور غریباں پہ فاتحہ پڑھنے
جو تھے عذاب میں وہ لوٹنے ثواب سے چلے

چلے جو یار کے گھر تو یہ کہی پھبتی
کہاں لگا کے یہ پھروئیے شہاب سے چلے

خدا بچائے محبت مین دم اولجھنے سے
کسی کی زلف کا اسیر نہ پیچتاب سے چلے

ہو اسوار جو وہ نیزہ دار توسن پر
قدم قدم پہ شرف چومتے رکاب چلے

بیقراری اور درد دل فزون درکار ہے
ہجر کی شب مین کسی صبر و سکون درکار ہے

چاہیے فصاد پھر اخراج خون درکار ہے
پھر مری رگ رگ کو نشتر ای جنون درکار ہے

اشک خونی سے لباس لالہ گون درکار ہے
فصل گل ہے سرخ پوشاک ای جنون درکار ہے

تیغ ابرو سے صفین عشاق کی ہوتی ہین صاف
کیا او نہین تلوار پھر کشت خون درکار ہے

جھوٹون وہ قاتل جو پوچھے لوگ بوسہ تیغ کا
کھیل جاؤن جان پر سچ مچ کہون درکار ہے

زیر خنجر بھی نہ پوچھا مجھسے اوس جلاد نے
کیا ہوس ہے کیا تجھے ای سرنگون درکار ہے

نقش حب کو بیلنے جاؤن کیا کرون ای عاملو
وہ فسون ساز آئی جس سے وہ فسون درکار ہے

جان اک شیرین ادا پر دی ہی تیشہ مار کے
قبر کو جا درمیان بیستون درکار ہے

نامۂ اعمال دکھلا دو کراما کاتبین
پھر تو یہ یاد افعال زبون درکار ہے

اک پری کے در زندان کا دیوانہ ہون مین
سر کے ٹکرانے کو ہیرے کا ستون درکار ہے

خط کا پہنچانا نہین آسان اوس عیار تک
نامہ بر بھی ہوشیار و ذو فنون درکار ہے

نشتر مژگان کی لکھی ہین مجھے خونریزیان
چند قطرہ ای رگ جان تیرا خون درکار ہے

ای شرف کیفیت سیر چمن سے مست ہون
اب صراحی نے شراب لالہ گون درکار ہے

پریزادون نے بھی اکثر کیا ہی عشق مردم سے
نگہ چشم مروت کا نہ لطف اوٹھا ہمین تمسے

ہماری طرح کوئی کیا کریگا عاشقی تمسے
قمر سے جو فروغ آسمان ہی کب ہوا انجم سے

مرے تیر تو اوس سے تم ارادہ شکار رکھتے ہو
بھلا پھر کیا کوئی امید رکھے خیر کی تمسے

نہین رکھتے جواب اپنا جیسے غنچے مسکرانے مین
ہوئی یہ بات او نہین حاصل تری حسن تبسم سے

نہ کیجے گریہ میرے حال پر دل بھر اگر آتا ہی
ستم ہی ڈھانے مین باز آیا اسی ترحم سے

خدا آگاہ ہی مرنے کا اپنے غم نہین کچھ ہمکو
یہ صدمہ ہی کہ تم ہمسے چھٹے ہم چھٹنے تمسے

گلون کو حال آیا ابر رویا جام سے چھلکا
ابھی وہ ہین مرے ماتم نشینون کی تو اجمع مین
ڈبویا تھا غم تنہائی نے ہجر وصل کی ٹھہری
نقاب رخ اولٹتے ہو تو غش آتا ہی موسی کو
پری رو رک کی باگ اک ذرا تم جھک کے دیکھو تم
تکلف زندگی مین ہے فقط نادر لباسی کا

چمن مین شاخ گل پھٹ پھٹ پڑتی اذکی ترنم
کر نکیے قبر پر تکیہ فراغت پلنگ کے چلم سے
مری کشتی بچائی ہے خدا نے کس تلاطم سے
مسیحا دم بخود رہجاتے ہین اکثر تکلم سے
کوئی بیتاب لیٹا ہی تمہارے خشن کے سُم سے
کوئی مردے کو کفناتا نہین سنجاب و قاقم سے

شرف کو قتلگہ مین وہ بٹھا کے آج کہتے تھے
گلا ہی کاٹ دونگا مین تمہارا تم اگر تمسے

ترسا ئیو نہ شربت دیدار کے لیے
پوچھا نہ مجھ غریب کو اے بادشاہ حسن
کیونکر نہ کہیے یار کو معشوق لاجواب
ٹپکی جو میرے روزن دل سے لہو کی بوند
دیوانہ ہو کے قید سے پہلو تہی نہ کر
دم بھر نہ پھر وہ عالم ارواح مین ٹھہرین
اوس لالہ رو کو زیور گل کا ہوا جو شوق
غصے سے اوس پری کا ہوا منھ جو لال لال
آجاتا ہے غریب پہ زردارون کو ترس
دل کر چکے دو نیم مری جان چھوڑ دیے
ظالم کہین جھروکے سے صورت دکھا ہی دے
زیر فلک اسی سے لپٹ کر مین پڑ رہون
اے شاہ حسن تو نے جو کی ہے نگاہ پشت
آیا جو پاس اپنی رہی کا یار کو ✤
حسرت ہی رہ گئی نہ ہوئی قلیس کو نصیب

پرہیز زہر ہے ترے بیمار کے لیے
کیا کیا ترقیان ہوئین سرکار کے لیے
گویا زبان ہوئی ہے اس اقرار کے لیے
سفاک لیگئے لب سوفار کے لیے
اے دل یہ سوچ چاہیئے ہشیار کے لیے
روحین جو بیقرار ہوئین یار کے لیے
لوٹے ہزارون غنچۂ دل ہار کے لیے
سو سو بناؤ ہو گئے رخسار کے لیے
گر لیتے ہین بے نیاز بھی نادار کے لیے
جو رنگ ڈھونڈھیے کوئی تلوار کے لیے
آنکھین ترس گئین ترے دیدار کے لیے
پروانگی دو پہلوے دیوار کے لیے
زندان بھی دلکشا ہے گرفتار کے لیے
دو راجب ہوئی نجات گنہگار کے لیے
سر دھن کے مر گیا مری دستار کے لیے

دل بیچنے کو آئے تھے بازار حسن میں
سودائی ہو گئے ہیں خریدار کے لیے

زنجیر میرے بعد نہ کھڑکائیگا کوئی
سناٹے میں ہے تیری جھنکار کے لیے

گرتا ہوں پاؤں پر مرے دل کو بچائیو چل
اٹھکھیلیوں کا واسطہ رفتار کے لیے

پیش نظر خیالی مرقع ہے یار کا
نقشہ یہ دل نے کھینچا ہے دیدار کے لیے

ہر جان بلب کے واسطے عیسی نفس ہے یار
مانگیں دعاے زیست مریض بیمار کے لیے

لیتی ہے ہر قدم پہ قدم شوخی و ادا
یہ ناز ختم ہے تری رفتار کے لیے

بلبل کی پیاری باتوں سے صیاد خوش ہوا
بوسے دلاسے دیکھے جو منقار کے لیے

کوسوں مکان یار ہے کسطرح جائیے
طاقت کہاں سے لائیے رفتار کے لیے

گھٹ گھٹ کے جان دیجیے رہائی کا نام لے
کیا خوب قید ہے یہ گرفتار کے لیے

لازم نہیں ہجوم تری بزم خاص میں
یہ اژدہام چاہیے بازار کے لیے

بیچیے خراج عاشق گیسو کو اے شرف
پروانہ جانئے خسرو تاتار کے لیے

خاک میں مل کے مری روح کو فرحت ہو گی
یار سے آرسی مصحف کی جو صورت ہو گی
آمد یار کی محشر میں جو شہرت ہو گی
روح جو شوق ملاقات میں رخصت ہو گی
میرا پہلو مرے دوست سے خالی ہو گا
یار کے سونگھے ہوئے پھول بچھا آونگا
داستان کیفیت عشق کی کیا کہتا ہوں
نقشہ حسن کا نظارہ جو حکمت ہو گا
اپنی جانب متوجہ اوسے ہم کر لینگے
درد تنہائی کا دل بھر کے مزا اوٹھے گا
ہو کے یہ ضعف آج کہ آنکھیں نہیں کھولی جاتیں

عطر مٹی کا تجمل ہو گا وہ نکہت ہو گی
آئینہ سنگ میں ہو گا مجھے حیرت ہو گی
دوسری اور قیامت میں قیامت ہو گی
جسکو تم سونگھ کے دو پھول پہنا [illegible] ہو گی
روح جب شب تنہائی میں رخصت ہو گی
اپنے دل کی مجھے معلوم جو تربت ہو گی
تم بھی سمجھو گے تو اکثر دیکھی حالت ہو گی
اوسکی تصویر سے پوچھو گے مجھے حیرت ہو گی
آئینے کی جو طرح سے یہی خلوت ہو گی
اور اگر چند نفس اپنی نہ رحلت ہو گی
کل میں دم توڑ دونگا دم ہے یہ طاقت ہو گی

راہ لیتا ہون بیابان کی جو گھبراتا ہون
کسطرف جاؤنگا جب قبر مین وحشت ہوگی

سب ڈراتے ہین مجھے گور کی اندھیاری سے
کیا بلا ساتھ وہان بھی شب فرقت ہوگی

تاب رہنے کی نہین بھوک کی پروانون کو
غم سے کھلجائینگی شمعون مین وہ قیمت ہوگی

مٹ گئی بوسے وفا ساتھ مرے داغون کے
اب وہ گل ہونگے نہ پیدا نہ وہ نکہت ہوگی

منزلت پائی ہے مرکے وہ تیرے کشتون نے
حشر کے دن بھی تمنا ہے شہادت ہوگی

وصل کی شب جو شب قدر کا دہوکا دیگی
سجدۂ شکر سے تا صبح نہ مہلت ہوگی

داستان اپنی شرف لکھکر جو چھپوا دونگا
عاشقون کے لیے دلچسپ حکایت ہوگی

ترے کوچے مین رہکر صاحب ادراک ہوتا ہے
یہان کی خاک بھی چھانے تو دامن پاک ہوتا ہے

یہ کیا قدرت ہے اوسکی نور کی صورت ہے انسان کا
حقیقت پوچھیے اسکی تو مشت خاک ہوتا ہے

پھٹا جاتا ہے دل شوق محبت کے چھپانے سے
حفاظت کر چکے نامہ کی لفافہ چاک ہوتا ہے

شہیدون کا لہو بہتا ہے سر لٹکائے جاتی ہین
تری توسن کا گلگون اسلیئے قزاک ہوتا ہے

بہار گل کو رخصت کرکے گلچین خاک اڑاتے ہین
چمن کے غم مین ہر غنچہ گریبان چاک ہوتا ہے

عجب ہے اگر کھینچے پھٹا یوسف کا پیراہن
لباس گل یہ اب خجلت سے کیونکر چاک ہوتا ہے

جہان سے لامکان تک دہوم اوڑیگی نغمہ سنجی کی
مبارک ہو مرا دل بلبل ادراک ہوتا ہے

نکلتا ہے ترا دیوانہ کوہستان سے یون اکثر
برامد جسطرح خورشید بے پوشاک ہوتا ہے

خبر ہے کشتۂ خون کی عشقبازون کو مبارک ہو
جہان مین دہوم ہے اک نازنین سفاک ہوتا ہے

نہ کھایا جائیگا غم اس سے ہرگز لن ترانی کا
ترے دیدار کا بھوکا تو کم خوراک ہوتا ہے

کراما کاتبین پر کی ہے تاکید اوسکی رحمت نے
گناہون سے گنہگارون کا دفتر پاک ہوتا ہے

کبھی آنکھون مین پھرتی ہو کبھی دلمین در آتی ہو
تمہین منصف ہو ایسا بھی کوئی بیباک ہوتا ہے

ہجوم رقت یہ عالم تھا تحیفات محبت کا
پریشان جیسے دریا مین خس و خاشاک ہوتا ہے

بلا شک کربلا طبقہ ہے تیرے باغ رحمت کا
کہ مجرم خاک سے اس سرزمین مین پاک ہوتا ہے

چھڑاتے ہین جو منھ دہونے مین وہ سرخی گلوری کی
گل شاداب سا پیارا گل مسواک ہوتا ہے

کرو اشکون کی طغیانی سے خوف اے مردم دیدہ
کہ اکثر ڈوب بھی جاتا ہے جو پیراک ہوتا ہے

کہا ہنس ہنس کر اوسنے وصل کی شب کو جو رویا مین
سنو تو کوئی خوشوقتی مین بھی غمناک ہوتا ہے

ہمارے خط کو پہونچانے کا بیڑا جو اوٹھاتا ہے
چھلاوے سے نظر سے تیر سے چالاک ہوتا ہے

کرم کر ابر انگورون کی بیلین زرد ہوتی ہین
پھلا پھولا ذخیرہ تاک کا بے تاک ہوتا ہے

نگاہ و دلمین کھبتا ہے نکھرنا شاہد گل کا
شرف ایسا یہ جامہ زیب خوش پوشاک ہوتا ہے

دم توڑتا ہون اوس گل رعنا کے سامنے
بے موت مر رہا ہون مسیحا کے سامنے

کھیلتے ہین وہ مجھکو جو اترا کے سامنے
تصویر ہو نہ جاؤن کہین جا کے سامنے

پتھرا کے پھوٹ جائینگی آنکھین تو پھوٹ جائین
جھپکاؤن کیا پلک مین تجھے پا کے سامنے

ایدل یہ تیغ ناز کے چڑا رہے ہین زخم
راحت کی اصل کیا ہے اس ایذا کے سامنے

پایا نہ آفتاب قیامت نے کچھ فروغ
مٹ مٹ گیا ترے رخ زیبا کے سامنے

بو باس مین کسی نے تری ہمسری نہ کی
گلشن سے گل بھی آئے تو مرجھا کے سامنے

محبوب ذو الجلال کی اسمین سرشت ہے
کیا اصل ہے بہشت کی دنیا کے سامنے

کچھ پاس ہے تجھے جو مرے شوق و ذوق کا
اے جذب دل بٹھا دے اونہین لا کے سامنے

آنکھین مری پھرین تو وہین کچھ نہ بن پڑی
چلکے سے آ کھڑے ہوے گھبرا کے سامنے

بے پردہ بھی مکان مین کیا ہون جب اونکے پاس
سرکا لیا ہے آئینہ شرما کے سامنے

لیلی کہین نہ دیکھ لے دم توڑتا ہے قیس
جلدی قنات روک دو صحرا کے سامنے

برہم ہوا جو دیکھ لیا مجھکو جھانکتے
تلوار رکھ لی یار نے جھنجھلا کے سامنے

قاتل نے بھی جنازے کی روکر پڑھی نماز
میت جو لیگئے مری نہلا کے سامنے

ایذائے درد ہجر کو دل مانتا نہین
دلوائیے سزا اسے بلوا کے سامنے

خوش ہونگے وہ کھلیگا مرا غنچۂ مراد
جاؤنگا مین جگر پہ جو گل کھا کے سامنے

پایا نہ چین چند نفس کی حیات مین
کیا کیا بکھیڑے آ لیے ہین عقبا کے سامنے

کہنے لگی جو یار سے الفت کی سرگذشت
ہوش و حواس بھی نہ رہے جا کے سامنے

منظور ہے ان آنکھون کی حقیقت جو دکھانی
دو پھول رکھو تو نرگس شہلا کے سامنے

تصویر مین نقش پہ نقش سبھی ہر گیا بخت
اس ناز سے ہوئے ہین وہ ثریا کے سامنے

ان سے جدا نہون گو نہ مانون گا مین کبھی
پردے سے نکلو بات کرو آکے سامنے

کیا ہونگا مستمند مین اوس بے نیاز کا
قطرے کی کیا بساط ہے دریا کے سامنے

اگلے زمانے مین بہی چاہت تھی اے شرف
یوسف ہوئے اسیر زلیخا کے سامنے

جہان تو جائے یہ اوڑ کر ہوای تیر مین آ گئے
دوبارا دم جو جان جان تری نخچیر مین آ گئے

برابر اپنی مسند پہ نہ تم مجھکو بٹھاؤ تو
سر اپنا کاٹ ڈالون فرق اگر توقیر مین آ گئے

تڑپتے ہین جدائی مین امید وصل کیا ہین
تسلی کا بہلا کیونکر یقین تقدیر مین آ گئے

اوٹھاؤن استراحت کا مزا اس صبح ہو فرصت
الٰہی نیند غفلت کی تجھے تکبیر مین آ گئے

مرقع دیکھکر اپنے پریشان محبت کا
جسے اچھا کہو تم جان اوس تصویر مین آ گئے

کبھی اونکو ہے کیا عاشقون کی سکہ دل کی
جو دس جریانون مین آگر سو توقیر مین آ گئے

رلاتے ہین مجھے وہ عالم رویا مین دیکھا کر
اثر رویت کا یا رب خواب کی تعبیر مین آ گئے

لب یکو حیات سے مارا اسکا نہ گیا کوئی
نظر قدرت کی کہیل اے یار تیری تیر مین آ گئے

نگاہ عشاق کشون مین سلامت تو رہی قاتل
قیامت تک لہو کی بو تری شمشیر مین آ گئے

طلسم حسن مین تجھ پر جو بلقیس اب پری پیکر
سلیمان بہی بہت عاجز تری تسخیر مین آ گئے

کہو میری حقیقت جا کے جلد اوس نگار عیسی سے
جنازہ بہی نہ پاؤ گے اگر تاخیر مین آ گئے

نہ بیگانا ہم ہی کوئی تری وحشت کا اے مجنون
قدم جیسے ہمارے ثابت زنجیر مین آ گئے

ہوئی ناحق ادا کی پادشاہت جو مجنون کو
جنون و عشق میری منصب و جاگیر مین آ گئے

ہوا ہے تم پہ جینے کا نہین عیسی کے تم قب سے
جو تم جھکاؤ تو دم عاشق دلگیر مین آ گئے

شرف کہتا نہ دبان کہاؤ بیان بالکی ہوتے
یہ مژدہ مجھکو یا رب یار کی تحریر مین آ گئے

تمہاری دید کی قدرت بشر نہین رکہتے
نظر تو رکہتے ہین تاب نظر نہین رکہتے

قفس میں بند ہیں گلزار سے ہمیں کیا کام
گئی بہار کہ آئی خبر نہیں رکھتے

کٹھن ہے منزل اول کیے نہ نیک اعمال
جہان سے کوچ ہے زاد سفر نہیں رکھتے

خدا کریم ہے سب کچھ اونہیں بھی دیتا ہے
جہان میں لوگ جو کوئی ہنر نہیں رکھتے

وہ بوسے رکھ جو دیا چاہتے اونکے گال پہ گال
سنو کتاب کو قرآن پر نہیں رکھتے

جواب بھی در دندان کا آب و تاب میں ہے
چمک دمک کبھی ایسی گہر نہیں رکھتے

خدا پرست جو ہیں اونکے مستقیم ہیں دل
پل صراط کا وہ کچھ خطر نہیں رکھتے

جہان میں کوئی بھی اون سا نہ نازنین ہوگا
کہ جتنی چوٹی ہے اوتنی کمر نہیں رکھتے

یہ تمکنت ہے ترے بوریا نشینوں کو
قدم بھی مسند شاہانہ پر نہیں رکھتے

نہ سونگھیں یار کی خوشبو گلوں کی بو سونگھیں
دماغ ہم یہ نسیم سحر نہیں رکھتے

جو مرنے والے ہیں اے یار تیغ ابرو کے
وہ زخم کھاتے ہیں منہ پہ سپر نہیں رکھتے

ٹپکنے پائیں جو چوکھٹ پہ تیری کم ہو جائے
دوا سے جائے وہ ہم درد سر نہیں رکھتے

اندھیرے گھر میں جو مجھکو نہ جاگی دیتے تھے
چراغ بھی وہ کبھی قبر پر نہیں رکھتے

محل یار میں کرتے ہیں دن کو مزدوری
دکان میں رات کو پڑتے ہیں گھر نہیں رکھتے

جو نوک جھوک ہے اے یار تیری مژگان کی
کسی کے تیر بھی نوک اسقدر نہیں رکھتے

سن اونکا کیا ہے جو پہچانیں عشقبازوں کو
ابھی زمانے کی وہ کچھ خبر نہیں رکھتے

یہ ضد بہار میں ہوئی ہے باغبانوں کو
کہ عندلیب کا گلشن میں پر نہیں رکھتے

لگا کے نخل محبت بہت نہال ہوئے
ملا یہ پھل کہ امید ثمر نہیں رکھتے

چمک دمک جو ہے اون پیارے پیارے گالوں میں
شرف یہ حسن تو شمس و قمر نہیں رکھتے

کی قدمبوسی ہوئی تو قبر میرے پاؤں کی
قدر دان ہے اسے جنون زنجیر میرے پاؤں کی

چھپنے اوس ظالم کے کوچے میں قدم رکھا نہ تھا
کہاں کھینچی اسے تقصیر میرے پاؤں کی

آسمان چکر میں آیا میری گردش دیکھکر
ہو گئی رفتار پر تاثیر میرے پاؤں کی

کیا مبارک تھی یہ تیری سبز قدمی اے جنون
عشق پیچاں ہو گئی زنجیر میرے پاؤں کی

میں وہ دیوانہ ہوں جنبش جی نہ چھوڑیگی مجھے — ای جنون عاشق ہی یہ زنجیر میرے پاؤں کی
جو قدم اوٹھتا ہی پڑتا ہی وہ صحرا کی طرف — سنج میں رہتی ہے کیا تقدیر میرے پاؤں کی
اسقدر بھاگا ہوا جاتا ہوں اونکو ڈہونڈتے — گرد چہو سکتا نہیں ہی تیر میرے پاؤں کی
بے اجازت کیوں تمہاری بزم ڈھونڈ رکہا قدم — کاٹ ڈالو ہی یہی تعذیر میرے پاؤں کی
چہپ گئی خون کف پا سے عاشق سر خار کی — منزلوں گردش ہوئی تحریر میرے پاؤں کی

عمر گذریگی مری صحرا نوردی میں شرف
یاد پیمائی سے جاگیر میرے پاؤں کی

گل سا بدن تو خاک ہوا کسمیں جان رہی — اوجڑا ہے آشیانہ یہ بلبل کہان رہی
تلوار کھاکے بھی یہ کہینگے کہ بوسہ دو — ممکن نہیں جو بند ہماری زبان رہی
وہ نام کرکے عشق میں مرجاؤں تو سہی — عالم میں یادگار مری داستان رہی
وہ زخم دل پہ کھاتی شمشیر ناز کا — جبتک حیات رہی نیمجان رہی
آوارہ روح سوز تنفس میں یوں ہوئی — جسطرح سے ہوا میں پریشان دہوان رہی
دنیا سے بارگاہ ارم میں بلائیے — اس میہمان سرا میں بہت میہمان رہی
عاشق سمجھ کے ہوتے ہو ہمسے تو ہمکلام — پردہ بھی درمیان میں نہ ای جانجان رہی
بڑھ بڑھ کیا عدم کو ضعیفون کا قافلہ — ہم ہم جو ناتوان تھے وہ پس کاروان رہی
عالم میں تیرے ہاتھ سے لاکھوں گلے کٹیں — تو سرخرد رہے مرے قاتل جہان رہی
وہ عندلیب تھی کہ چمن میں جو مر گئی — صیاد داد اس سوگ نشین باغبان رہی
کیسے بشر رسائی نہو قدسیوں کی بھی — اتنا بلند یار ترا آستان رہے
ہم خاک میں ملے وہ بپردہ نہ جب ملا — غائب رہا جو یار تو ہم بے نشان رہی
یارب ہوا ہے ابر بہاری سے دل شگفت — ایسی ہی اب تو کیفیت آسمان رہی

کیا بیٹھے درد ہجر بیان کرتے ہو شرف
جانو غنیمت اسکو جو قالب میں جان رہی

خوشی تمہاری سہی یار رقیب شہرہ سہی — بٹھا چکے تہ شمشیر در گذر نہ سہی

ہم اپنی جان مٹا دینگے راہ الفت مین
نہ دینگے ساتھ ہمارا دل و جگر نہ سہی

جلے بھی آئے لہو گھٹنون گھٹنون بہتا ہے
نہین ہے خون شہیدون کا تا کمر نہ سہی

تپ جدائی کا کچھ تو علاج کر ا یدل
دوا تو کر نہ کریگی دوا اثر نہ سہی

ملال کیون مین کرون جان شام سے دونگا
نہ ہوئیگی شب تنہائی کی سحر نہ سہی

ہماری روح رہیگی گلون کے غنچون مین
چمن مین رہنے نہ پائین گے مشت پر نہ سہی

انہین کے واسطے گذرا ہون آدمیت سے
نہین سمجھتے پری رو مجھے بشر نہ سہی

متاع و مال لٹا دینگے عشقبازی مین
نہو نہو جو نہوگا یہ کر و فر نہ سہی

ہمارے پاس تو بیٹھے تسلی دلکو تو دی
وہ آئے تو نہ رہے آکے رات بھر نہ سہی

ارم سے بڑھ کے مین سمجھونگا دشت الفت کو
نکل کے گھر سے نہوگا نصیب گھر نہ سہی

غریب ہون تو خدا مجھ غریب کا بھی ہے
نہ لے کوئی نہین لیتا مری خبر نہ سہی

کبھی نہ ہاتھ رکے گا غنی ہے دل میرا
لٹاؤنگا نہ رہیگا جو مال و زر تو سہی

کسیکی زلف کی خوشبو سنگھا دو مرتا ہون
نہین ہے لخلخۂ عنبر و اگر نہ سہی

شہید نا نہ ہون قاتل سے سرخرو تو مین ہون
نہین نصیب ہے گور و کفن اگر نہ سہی

وہ تیغ کھینچے تو ہرگز شرف نہ ڈرنا تم
تمہارا سینہ تو موجود ہے سپر نہ سہی

کہ ہر سجدہ کرون اللہ نے یہ دن دکھایا ہے
کہ جسپر جان جاتی ہے تجھے اوسنے بلایا ہے

دل و جان و جگر دونگا او نہین مین وہ نمائی مین
کہ مجھ بیتاب کو گھونگٹ اولٹ کے منھ دکھایا ہے

مراد عشق آئی ہے یہ داغ دل سے روشن ہے
خدا کا گھر ہے سینہ کا چراغ اسمین جلایا ہے

کیا الاست کا غل ادھیر ادھے زخم کھا کھا کے
تڑپ کر جا بجا قاتل کا دل کیا کیا بڑھایا ہے

نہین کچھ اصل ہے یارو طلسم باغ دنیا کی
یہ تمکو خواب بیداری مین غفلت نے دکھایا ہے

سحر تک کی ہے پروانون سے بڑھکر اسنے جانسوزی
کسی محفل مین اوسنے دل جو میرا آزمایا ہے

ہوس مین شنا دید کی آیا ہون تم اپنی ہی کہتے ہو
ستمگر میری جو مجھکو پاس پردے کی بلایا ہے

پتنگون کو جلا کے شمع روشن نے سر محفل
پری سی شکل مین دھبا سیاہی کا لگایا ہے

گل شاداب جنت کا ہی عالم ہر جراحت کو — ترے کشتے کو صد رحمت ہی کیا کیا زخم کھایا ہی
تمہاری رہگذر مین کسقدر رویا ہون دیکھو تو — لگی ہین کشتیان آنکھون سے وہ دریا بہایا ہی
نکھرنا کون دیکھیگا جوانان گلستان کا — سحر تک شام سے ہر گل کو شبنم مین نہایا ہی
عجائب معرکہ ہی امتحان ہی ظلم و الفت کا — وہ شمشیر آزماتے ہین یہان دل آزمایا ہی
ازل سے جسکے نظارے کی حسرت ہی خدائی کو — وہ خوش رو نازنین اپنی نگاہون مین سمایا ہی
لا کے خاک مین عاشق کو وہ عرصے مین بیٹھے ہین — کوئی پوچھے تو کیون نام و نشان اسکا مٹایا ہی
جزائے خیر دے تو اے خداوند کریم اوسکو — مرا معشوق ہی جسنے مرے دل کو ستایا ہی
چڑھائی ہو رہی ہے حسن عالمگیر کی مجھپر — پریزادون نے میرے دل کے ڈانڈے کو دبایا ہی

شرف کی آنکھ کھلنے کی نہین شور قیامت سے
وہی چونکائے تو چونکین نہین جسنے سلایا ہی

سلامت سے لوگ اونپہ مر رہے ہین ہمیشہ جانین لیا کرینگے
یہی کرشمے ہوا کیے ہین یہی کرشمے ہوا کرینگے + +
ہمین جو سب لے جرم پیستے ہو یہ جانتے ہو کہ کیا کرینگے
خدا نے چاہا تو سرمہ ہو کر تمہاری آنکھون مین جا کرینگے
نہ رہنے دینگے کبھی وہ یا ہم تپاک دیکھین گے انکین جسدم
بدن سے خارج کرینگے جان کو جگر سے دل کو جدا کرینگے
چمک ہے اسمین محبتانہ یہ بیقراری ہے عاشقانہ
مزا اوٹھائینگے درد دل کا کبھی نہ اسکی دوا کرینگے
بڑھا تو ہے ربط ہمسے تمسے خدا نے چاہا تو دیکھ لوگے
تمہارے پہلو مین یار دل کی طرح ہمیشہ رہا کرینگے
کسی کا احسان ہم نہ لینگے کسی کو تکلیف کچھ نہ دینگے
خدا نے پیدا کیا ہے ہمکو خدا ہی سے التجا کرینگے
جب آئینگے وہ پئے عیادت تو ہوگی دل کو امید صحت

زمانہ مجھکو دعا کریگا مسیح میری دوا کرینگے

نہین خوش اعمال اگر نہین ہون فرشتے تربت مین خشمگین ہون
خدا کی رحمت سے مطمئن ہون یہ کیا کرینگے وہ کیا کرینگے

تمام ہوتے ہین دیکھ جاؤ جمال آ کے ہمین دکھاؤ
تمھارے غم مین لبون پہ دم ہے کوئی گھڑی مین قضا کرینگے

رہیگی یاد اونکی خوشخرامی مرا سخن ہے یہ لاکلامی
قدم نہ پردے سے وہ نکالین مری نظر مین پھرا کرینگے

رولائے جاتی ہے اونکی حسرت چلی ہی آتی ہے مجھکو رقت
رہین گی کاہیکو میری آنکھین جو یون ہین آنسو بہا کرینگے

ملا ہے آرام آشیان کا نہین کچھ اندیشہ باغبان کا
رہا بھی ہون گے تو آکے اکثر ہم اس قفس مین رہا کرینگے

کہین ٹھکانا نہین ہمارا تمھاری شفقت کا ہے سہارا
غریب ہین دو ہمین دلاسا تمھارے حق مین دعا کرینگے

لرز رہے ہین ستانے والے خدا کے آگے گئے ہین نالے
گریہ اسنے کریگا محشر یہ وہ قیامت بپا کرینگے

اگر چھٹے بھی قفس سے بلبل کریگی برباد حسرت گل
رسائی ہوگی نہ آشیان تک چمن مین تنکے چنا کرینگے

قبول ہوگی دعا ہماری کرینگے جسدم ہم آہ و زاری
کبھی نہ جائیگی اوپر اوپر ہماری حاجت روا کرینگے

نگاہین اونپر جو ہمنے ڈالین اونھون نے آنکھین شرف نکالین
ستم یہ ڈھایا ہے کم سنی مین جوان ہوکے وہ کیا کرینگے

دولت یہ ملی لیٹی جو دامن سے تمھاری انسان نے کی حسن رسائی سے رسائی		آنکھین ہوئین روشن رخ روشن سے تمھارے واقف نہ فرشتے ہوے مسکن سے تمھارے

اک داغ دل اک داغ جگر سے تو ہین آگاہ — دو پھول لیے جاتے ہین گلشن سے تمہارے
[illegible] اک مین جب سر کے لٹکنے کا مزا تھا — میت بھی لپٹ جاتی جو توسن سے تمہارے
[illegible] کو کیا چاہتے ہین مجلس حیران — لب ہین مسی آلودہ جو سوسن سے تمہارے
رحمت کے سوا کچھ بھی تمھین بن نہ پڑیگا — جسوقت لپٹ جاؤنگا دامن سے تمہارے
شعلہ سے عیان داغ ہوا شمع کے دلکا — لو اسنے لگائی رخ روشن سے تمہارے
بجلی کی تڑپ گرد ہوئی گشت سے اسکی — رو پوش چھلاوہ ہوا توسن سے تمہارے
[illegible] کے جو ہم رہ گئے تو گھبرا کے وہ بولے — منھ کو جگر آجاتا ہے شیون سے تمہارے
[illegible] کی صورت کی جو مشتاق ہوئے ہم — فی الفور برامد ہوئی جوشن سے تمہارے
خورشید جو دنیا کی طرف منھ نہین کرتا — چھپتا ہے یہ شاید رخ روشن سے تمہارے
خونریزی و شب خون پہ کمر تمنے جو باندھی — دنیا کا ہوا خاتمہ [illegible] سے تمہارے
[illegible] جو پیٹے ترے جوبن پہ گل و لالہ — مرجھا گئے ہین شرماکے یہ جوبن سے تمہارے
[illegible] اسیران قفس [illegible] نکل جاؤ — ہوش اڑ گئے صیاد کے شیون سے تمہارے
[illegible] سے گلا کاٹ چھری حلق سے پھیرو — احسان تو اترین مری گردن سے تمہارے
ہم کہتے تھے حسرت نکلو [illegible] کی یارو — آخر دم او سمجھنے لگے الجھن سے تمہارے
گھبرا کے نہ سر کو نہ اڑاؤنگا لہو مین — لو دور تڑپتا ہون مین دامن سے تمہارے
بسمل سے چھری رکنے کی برداشت نہ ہوگی — نکلین گے نہ مطلب مری گردن سے تمہارے

کچھ شک نہین بخشے گئے لاریب شرف ہم
فردوس کی بو آتی ہے مدفن سے تمہارے

حیران ہون کہ تاکتی ہے چشم تر کسی — ہرجائی ہو کے ڈھونڈھ رہی ہے نظر کسی
کیا کیا خدنگ ناز کے چرا رہے ہین زخم — اے یار ہے نصیب یہ درد جگر کسی
یہ دھوم دھام محفل معراج کی جو ہے — کون آئیگا دکھائیگا کروفر کسی
صیاد الحذر الحذر اسیرون پر اب نہ کر — جان اڑ رہی ہے ناز ہے پرواز پر کسی
پروانہ ہے نہ کوئی نہ محفل نہ رات ہے — دکھلا رہا ہے یاس چراغ سحر کسی

صحرا مین کوئی کوئی کہین چھانتا ہی خاک
سودائیون مین تیرے خوش آتا ہی گھر کسی

پتھر لگے جب یہ آنکھین مری پھوٹ جائینگی
پھر تیرے انتظار کی ہوگی نظر کسی

لاکھون کو تم جو روز ملاتے ہو خاک مین
دکھلا رہے ہو شان قضا و قدر کسی

پرہیزگار کون ہی مجرم ہین کون کون
عیبی کسے وہ سمجھے ہین اہل ہنر کسی

قدرت نے روح ڈالی ہی اک مشت خاک مین
ذرہ نوازیون سے کیا ہے بشر کسی

غربت زدہ جو منزل بیم و رجا مین تھی
بھیجا ہے تمنے کسکو ادہر اور ادہر کسی

تربت مین بھی چلی ہی مرے ساتھ مصیبت
اعمال نے کیا ہے مرا ہمسفر کسی

الفت کسے نصیب ہوئی کسکو نا نصیب
بخشا اثر کسی نہ دکھایا اثر کسی

سب غش مین ہون گے یار جب آئیگا سامنے
دل بھر کے دیکھنے کی رہیگی خبر کسی

درد شب فراق بلا کو سے کم نہین
نازل کیا ہے تمنے مری جان پر کسی

رہ رہ کے غش جو آتے ہین موسی کو دم بدم
کیا جانئے یہ دیکھتے ہین جلوہ گر کسی

آئی صبا جو بوسے لگی ہم لحد مین خاک
تم تو چلے سیر دکھا اب یہ گھر کسی

ناسور پڑ گیا ہے کلیجے مین عشق کا
سینہ شگاف کرکے دکھاؤن جگر کسی

حورین یہ مجھسے پوچھتی ہین سچ کہو شرف
دنیا مین تمنے پیار کیا عمر بھر کسی

گل و لالہ ہین پژمردہ ہوا ہی بوستان بدلی
کریگا گلشن افزا کے تیری باغبان بدلی

بہار منزلت تاراج ہی خانہ باغ پر اوسکے
کرم گستردہ گل ہے چوستی ہے آسمان بدلی

نباہا بات کو راہ وفا مین بات پر آکے
نہ یہ کوچہ کبھی بدلا نہ پھر ہمنے زبان بدلی

ہزارون زخم کھائے خندہ پیشانی سے اے قاتل
رہے ہم سرخرو تیوری نہ وقت امتحان بدلی

بہار گل کی کیفیت مبارک ہو تجھے بلبل
چمن پر چھائی ہی گھیرے ہی تیرا آشیان بدلی

چمک سے تیری شمشیر دودم کی مہر تہہان ہے
زمین پر دھوپ ہی گردون پہ سہرا ہی نوجوان بدلی

ہنسا اے شوخ تو جسپر تو بجلی گر پڑی اوسپر
کلیجون پر چلین چھریان نظر تیری جہان بدلی

ہماری دلگی کو بھیجدو حورون کو مدفن مین
نکیرین آگئے ہین جلدی کرو اے جانجان بدلی

نہین راہ وفا مین کچھ قیام اونکی طبیعت کو
ازل سے کس شہید ناز کو ہے سوگوار حسرت
بگولے آکے ہر سو سے اوترتے ہین گلستان مین
نہ بلبل چہچہائینگے نہ یہ گھر گھر کے آئینگی
کریگا خاتمہ تڑپ کے سر ٹکرانے والونکا
نہ آئی صبح تک نیند اونکو جانے کی اقصد مین
رہے پیکان ترا قائم ہے دل خون ہوکے
رہے وہ دست پر نازان پہ نازان قتل الفت
کسی مظلوم کا برسا کے گھر لینے کو آیا ہے
لپٹ کر پیت مجنون سے لیلی روکے کہتی تھی
نظرون سے تیرے ارام لیشان محبت کو
شہید ہوگئے مگر اون کو کبھی ہم نے رخصت
محبت کی دم محبوب پہ پائین جو کرتا ہون
معاذ اللہ کیا شہر خموشان ہی ہوا ویران
ہماری نصد کھلوائے ہماری گھر سے جاتی کی
فراق یار مین اندھیر کیون مجھ پہ دکھایا ہے

یہان بدلی وہان بدلی وہان بدلی یہان بدلی
جو یہ پوشاک نیلی پہنہ تو نے آسمان بدلی
چمن سے کاروان گل کی کرتی ہے خزان بدلی
بہار گل ہے رخصت چار دن ہے یہان بدلی
نہونے دیگا جیتے جی تمہارا آستان بدلی
کہانی پر کہانی داستان پر داستان بدلی
کرے اس صاحب خانہ کی جلدی یہ مکان بدلی
نہ کی غنچون نے گویائی نہ بلبل کی زبان بدلی
پڑا ہے آستان صبر او سکا جو ہے نشان بدلی
نہین عمر بھر سے کروٹ تم نے کیون ہو نا تران بدلی
کھڑی بھر مین جگہ بدلی نظر بدلی زبان بدلی
خطا کی ہم نے شمشیر جوانی سے کمان بدلی
نہین پھر وجد کے عالم مین کرتی پاسبان بدلی
ہزارون ہی شہنشاہون کی حیثیت یہان بدلی
ابھی تو خون کی رنگت نہین اے مہربان بدلی
روندھا ہے دل مرا کیسے ہے میرا کیون مکان بدلی

شہر قضا روکے کو یہ چھائی تو ہر گور غریبان پر
کبھی یہ کہ رون ہی تربتون کو بے نشان بدلی

جبتک بلائیگا نہ وہ خلوت مین سے مجھے
سمجھے ہو لوٹ لوٹ کر اندر کہین سے مجھے
آزردہ کیون ہو یاد جو کرتے نہین سبب مجھے
قو بے نیاز ہے مین ترا ہون نیاز مند
شہرت جہان مین ہے برابر خورشید حشر کی +

تنہائی مین نہ چین پڑیگا کہین سب مجھے
وہ دل غنی ہو نہین کہ ذرا غم نہین سب مجھے
اتنا مین پوچھتا جو وہ ملتا کہین سب مجھے
تحسین لاکھ لاکھ تجھے آفرین سب مجھے
دکھلانے کو ہے یار رخ آتشین سے مجھے

خوشدل ہون سنکے آمد محبوب کی خبر
حسرت سے اسلیے مین ڈرتا ہون قبر مین
محبوب بے نیاز کو سجدہ کرون جو مین
اک شاہ حسن کا ہو تمیز رلیا گنا ہگار
کندہ ہے اسم ذات مرا دل وہ جوہر ہے
شہرت تری اوڑائی ہے ای بادشاہ حسن
ایسے گی کیا سرشت مری بہی اسی سے ہی
دیکھا جگر کا گھاو تو بندش کے واسطے
رخصت جو کچہ کی نہین دیتا ہی نزع مین
پوچھا جو آئینے سے نہ فرصت کی وجہ کیا
سمجھا نہ کوئی چاہنے والا اسیر اہوا
جب سی تری گلی مین بچھایا ہے بوریا
عالم مین اک سے ایک پری شکل ہی تو ہو
لشکر او ترا او ترے کے چہری کہ ہی رو گئی
دنیا مین آکے یار ترے انتظار مین
اک دہوم تھی قران مہ و مشتری ہوا

بس بس نہ اب کہو کوئی آنا رہ نگین سے مجھے
ملتی ہے جان سیکے یہ دو گز زمین سے مجھے
اسے شوق ذوق اوٹھا نہ دینا جبین سے مجھے
دربار عام مین بہی اجازت نہین ہے مجھے
تقدیر سے مری یہ ملا ہے نگین سے مجھے
ممتاز ہون خطاب ہو روح الامین سے مجھے
آغوش کھول کھول کے لیگی زمین سے مجھے
جلاد نے اوتار دی اک آستین سے مجھے
روکے ہوے ہے کیون یہ دم واپسین سے مجھے
بولا کہ چہوڑتا نہین اک نازنین سے مجھے
تجھسا ملا نہ کوئی جہان مین حسین سے مجھے
تسلیم کرنے آتے ہین مسند نشین سے مجھے
تیرے سوا کسی کی تمنا نہین ہے مجھے
کیا کیا پکار رہی ہے تری آستین سے مجھے
سو جھا نہ کچھ بس یار رقین سے مجھے
شب کو کیا جو یار نے پہلو نشین سے مجھے

ذرہ مین تھا شرف یہ ملا مین شرف ہوا
پہونچا دیا ہے تمنے کہین سے کہین مجھے

وہان سے جب کبھی تحریر دل کی پکار آئی
کہین نہ رنگ دکھایا تمہاری محفل کا
کبھی جو یار کو دیکھا تو خواب مین دیکھا
ہماری خاک سمجھ کے چھپی وہ گوشے مین
کسی چمن نے دکھایا نہ رنگ اوس گل کا

تو صید گہ مین اجل کھیلنے شکار آئی
نکھر نکھر گئے ہزارون جگہ بہار آئی
مری مراد بھی آئی تو مستعار آئی
جہان مین کوئی آندھی جو پر غبار آئی
ہزار پہول کو سونگھا نہ بوے یار آئی

خدا ہی جانے یہ کیا زندگانی سوجھی تھی
جو لے کے چند نفس کا یہ اختیار آئی

کبھی جو یار نے دو پھول لا کے پھینک دیے
طواف قبر کو ہر باغ کی بہار آئی

کسی جگہ بھی نہ بیرحم نے سماعت کی
کہان کہان مری فریاد اوسی پکار آئی

کبھی جو یاد کیا مجھکو میرے بعد اوسنے
مزار مین مجھے ہچکی ہزار بار آئی +

مٹے ہوئے ہین دو عالم بنا دیا اوسکو
خدا کی شان ہے اوس شوخ کی خود آرائی

اکیلے سجدہ مین آیا جو مجھکو سناٹا
تو روح قیس وہین باندھتی حصار آئی

نکھر کے یار نے جسوقت آئینہ دیکھا
خودی سما گئی اللہ ری خود آرائی

خدا ہی جانے کیا مرے نگوڑے کو
صبا کے دوش پہ اک بوجھ تھا اوتار آئی

تڑپ گیا مین تمنا مین تیری خوشبو کے
دماغ مین جو کبھی نکہت بہار آئی

بہت خفا تھے مگر رحم آگیا اونکو
قیامت آکے مراد گنہگار آئی

ہوئی جو گلشن ایجاد مین سرشت مری
بدن مین روح جو آئی تو بوئے یار آئی

تمہارے حکم سے شانہ ہلا جو مدفن مین
دوبارا جسم مین پھر جان جان نثار آئی

نہ ترک کی مرے غم مین کبھی سیہ پوشی
گھٹا جہان مین جب آئی تو سوگوار آئی

کیا ہے معرکۂ عشق اوس دلاور نے
کہ جسکے قبضۂ قدرت مین ذوالفقار آئی

غشی کا حکم تو موسی کو طور پر آیا +
ہماری آنکھون کو تاکید انتظار آئی

مہم عشق پہ کیا حسرتون نے ہنگامہ
ہمارے دل کی طرف غیب سے گہار آئی

دغا جو دی مجھے اوس بیوفا کی آمد نے
شب فراق بڑھانے کو اعتبار آئی

خدائی رحم کرے رفتگان کی غربت پر
اوتر رہے ہین شرف منزل مزار آئی

جانثار اللہ ری شان کبریائی آپکی
حسن کا بندہ کیا مجھکو خدائی آپکی

مارا و تاریکی ہمین بے اعتنائی آپکی
روح کو تحلیل کرتی ہے جدائی آپکی

عشق کا مارا ہوا ہون رحم مجھپر چاہئے
کیجیے سنوائی دیتا ہون دہائی آپکی

دیکھتے ہی آئینہ الفت کا دم بھرنے لگے
یہ تو کہیے اب کہان ہے بیوفائی آپکی

موت دامنگیر ہوتی ہی شب تنہائی مین — خاتمہ بالخیر کرلی ہے جدائی آپکی
دیکھ لینے کی دعا تھی دیکھتے ہی مر گئے — اولٹی سیفی ہوگئی جلوہ نمائی آپکی
پاک دامانون نے بھی جھلکی کبھی دیکھی نہین — پارسا لنے ہوئے ہین پارسائی آپکی
دل کو انسان کے تڑپنے سے نہین بنتی بچا — جان لیکے چھوڑتی ہی بیوفائی آپکی
لن ترانی آج ہی کل کہیے گا اختلاط — ناز معشوقانہ ہے بے اعتنائی آپکی
ذبح کرنے بھی جو بیٹھے مجھکو تو منھ پھیر کے — انتہا کو آج پہونچی کج ادائی آپکی
گھلتے گھلتے جسم آخر استخوان گھلنے لگے — کاہش جان ہوگئی بے اعتنائی آپکی
حشر تو برپا کیا دیدار بھی دکھلائیے — جا پہونچان اشتیاق ہی ساری خدائی آپکی
کیا ہوا اچھا مجھکو منھ کیا سمجھکے دل دیا — شہرۂ آفاق تھی بے اعتنائی آپکی
گل کہین کھلتے ہین ملتی ہین کہین نقش و نگار — ہے رجا و بیم قدرت آزمائی آپکی

کون پہونچا تاب مجھے اوس بادشاہ حسن تک
ای شرف حسن رسا سے ہی رسائی آپکی

وہ رنگت تو نے اے گل رو نکالی — نچھاور کو گلون نے لے بو نکالی
رواج بوے سنبل کرکے موقوف — صبا نے نکہت گیسو نکالی
نہ تھی جانے کی اوس تک راہ دل کی — چھری سے چیر کے پہلو نکالی
نکاسی جب نہ دیکھی پاس دل کی — بہا کے آٹھ آٹھ آنسو نکالی
ہماری روح اک رشک چمن نے — سونگھا کے پھول کی خوشبو نکالی
مرے صیاد نے بلبل کی میت — قفس سے توڑکے بازو نکالی
کیا اوس سے جو خوش چشمی کا دعوی — تری حیا نگی آنکھ آہو نکالی
سلیمانی دکھادی شان تمنے — پری پروانہ کب وہ خوشرو نکالی
نکالا حسن کا ارمان تو نے — مری حسرت نہ اے دلجو نکالی
چمن مین بھینی بھینی بو لے اوڑنکی — نہ بہنے دی کسی خوشبو نکالی
دہان زخم سے تلوار چومی — یہ شکل بوسہ ابرو نکالی

قیامت کا شباب اوسنے نکالا
شرف چنگیز خانی فو نکالی

نادیدہ آشنا بھی ہے نا آشنا بھی ہے
آتے مسیح کی ہے مگر دو غفا بھی ہے
تربت پہ بیکسی بھی ہے چادر گلگون کی بھی
تمسا ہے کون جسکی رفاقت مین ہم رہین
کیونکر نہ خوش ہون تیرے جلو خاک کے اوپر
نکلا ہے قتل عام کو اک بادشاہ حسن
ایسا وقار ہے مرے مرشد کے واسطے
کیونکر نہ دل لیہین کف رنگین یار پہ
مجھ تک سمجھکے آئیو اے منکر و نکیر
اچھا کیا جو تمنے رگڑ وایئن ایڑیان
ملنا گلون کا خاک پہ دیکھا نہ جائیگا
مسیح بن کے آج وہ بیٹھا ہے طیش مین
کیسر دو نگا مو تیون سے مین اپنی اسیر کا
جی چاہے جسمین شرف دیدار پھر کی پی
پہلو مین دل تو دل ہے جس کا روان مین
جب چاہو امتحان کرو جبر و ظلم کا

معشوق بیوفا بھی وہ ہے با وفا بھی ہے
جینے سے یاس بھی ہے امید شفا بھی ہے
ہو کا مقام بھی ہے مقام قضا بھی ہے
بندہ نواز اور کوئی دوسرا بھی ہے
کوسون فضا بھی ہے یہ مکان دلکشا بھی ہے
تلوار او گل رہی ہے جلو مین قضا بھی ہے
بندہ بیکا ہے تو کسی کا خدا بھی ہے
بالکل مرا لہو ہے کچھ اسمین حنا بھی ہے
تنہا نہ جانیو مجھے ذات خدا بھی ہے
ان جانفشانیون کا ہمین کو مزا بھی ہے
او جڑ ے چمن تو جان ہماری ہوا بھی ہے
غصے سے منھ بھی سرخ ہے گلگون قبا بھی ہے
کہتا ہے دیکھے خط کچھ انہون نے کہا بھی ہے
جمشید کا بھی جام ہے جام گدا بھی ہے
تیرے فغانیون مین بھی ہے بے صدا بھی ہے
اے یار مجھکو عادت صبر و رضا بھی ہے

تنہا چلے ہین جھیلنے الفت کا معرکہ
یہ حوصلہ کسیکو شرف کے سوا بھی ہے

تیرے لہو سے نا بھرے بوسے وفا بھی ہے
یہ بے حجابیان کہ ہے زانو پر آئینہ
جی چاہتا ہے چل کے حسینون کے پوچھیے

لے سونگھیے حنا بھی ہے عطر حنا بھی ہے
بیباک اسقدر تو نہو کچھ حیا بھی ہے
اتنا بتا دو تم مین کوئی باوفا بھی ہے

مردانہ وار حاضر و غائب ہین شیفتہ
اخفا ہی راز عشق نہین بر ملا بھی ہے

آمد خزان کی ہے چمنون مین اور تہلکہ
کمھلا رہا ہے کوئی جو غنچہ کھلا بھی ہے

مرجھا رہے ہین پھول بکھرتے ہین عندلیب
سنبل او لجھ رہے ہین پریشان ہوا بھی ہے

آواز تک نکلتی نہین مارے ضعف کے
کیا درد دل کہون مرے منھ مین زبان بھی ہے

کیونکر نہ حشر ہو ترے کشتے کے ساتھ ساتھ
اس اژدہام سے کوئی تابوت اوٹھا بھی ہے

مطلب کسی کو حسن پرستون کے درد سے
جسکے مریض ہین اوسے فکر دوا بھی ہے

راہ وفا مین دل کی اطاعت ہی چاہیے
رہزن بھی اب یہی ہے یہی رہنما بھی ہے

سرمے کی طرح عشق نے پیسا ہے جب سے دل
مد نظر بھی ہین تری آنکھون مین جا بھی ہے

تم ہو فریفتہ جو حسینون پر اے شرف
یہ تو بتا ذرا نہین کوئی باوفا بھی ہے

ناز پھر کون اوٹھائیگا ادا کیا ہوگی
مرنے والے جو نہونگے تو قضا کیا ہوگی

سرخرو میرے لہو سے تو حنا کیا ہوگی
شوخ رنگت ہی تو ہو بوسے وفا کیا ہوگی

سنتے ہین یار نے پہنی ہے گلابی پوشاک
عالم اوس شوخ پہ کیا ہوگا قبا کیا ہوگی

درد ہجران مین لہو تھوک کے مر جاؤنگا
ضیق مین جان ہے ہر سو سے شفا کیا ہوگی

عادت حسرت دیدار نہین جانے کی
ہے پر پیرو نظر آنکھون سے جدا کیا ہوگی

پھول سا جسم مرا خاک مین ہوگا معدوم
روح تو بو ہے تمہاری یہ فنا کیا ہوگی

مری آواز جو سنتا ہے وہ رو دیتا ہے
اسطرح کی کوئی پر درد صدا کیا ہوگی

قالب انسان کا نہین ہے قفس تربت ہے
روح پھنس جائیگی اسمین تو رہا کیا ہوگی

خوب تقدیر ملی رہنے کی اس دنیا مین
دم بھی باقی نہ رہا اور سزا کیا ہوگی

تنگ ہو تسکین و تشفی سے کھلی بھی تو کہا
درد تنہائی جو ہے اسکی دوا کیا ہوگی

کچھ کبھی درد مین ہوتی ہے تو دل کڑھتا ہے
جان آزار محبت سے شفا کیا ہوگی

شام سے آکے رہینگے وہ ہمارے گھر مین
رات بھر آج خوشی وصل کی کیا کیا ہوگی

گل مین ہونگا مین چمن یا کہ کسی بلبل مین
دوسری شکل مری بعد فنا کیا ہوگی

روکے عیسی نے کہا اسکو کہیں پھینکو دو
سن ہو گیا اونکا وہ گیا دلکا دکھانا جانیت
جان اوٹھی جاتی ہے عبرت سے مری ہستی جیت
آئینے کو بھی تو صورت نہ دکھائی تمنے

پینے والے نے قضا کی یہ دوا کیا ہوگی
ہوگی جب ہوگی ابھی اونسے جفا کیا ہوگی
اے خدا خاک مری بعد فنا کیا ہوگی
اور اب اس سے سوا شرم و حیا کیا ہوگی

آئیگی جبکہ صدائے لمن الملک الیوم
وقت کیا ہوگا شرف شان خدا کیا ہوگی

آتے ہیں تڑپ کے دفن کو وہ اثر ہا سے
دل سے وہ برخلاف ہیں خود جاکے لائینگے ہمکو
بھر بھر گیا گلال سے دامن نسیم کا
مرتا ہوں یار یہ مجھے سمجھا نہ اے اجل
تمنے کسی جگہ جو کسی کو کیا شہید
تیری خوشی تو جیتے قفس میں رہیں گے ہم
میرا جنازہ دیکھ کے بولے وہ ناز سے
آتی نہیں ہے بو تری جبتک دماغ میں
دل سے کبھی گئی نہ اسیری کی آرزو
سودا جو عشق کا ہو اوسے جل کے ڈھونڈھئے
خورشید کر رہا تھا جو چوتھے فلک پہ ناز
ساری خدائی میرے جنازے کے ہو ساتھ
دنیا ہے ہیچ چند نفس رہ گئے کیا کروں
چپ رہتے ہیں خدا نے جنہیں دی ہے آبرو
چوتھے فلک پہ جا سے دماغ مسیح ہو
ہم نے اُلٹ کے یار سے جو کبھی اونسے آدھی بات
مارا ہے بیٹھے ملک الموت نے مجھے

ہم ایسے منہ لپیٹ کے پڑتے ہیں شام سے
سر ہوگی یہ مہم نہ مدار المہام سے
یہ رنگ گل اوڑا مرے گلرو کے نام سے
تو اپنا کام کر تجھے کیا میرے کام سے
پیدا ہوئے بہشت کے پھول اوس مقام سے
مطلب سلف سے تھا نہ غرض ہے دوام سے
جی اوٹھیں یہ پکار دو اگر میرے نام سے
رہتی ہے میری روح کشیدہ مشام سے
کنج قفس کا ذوق رہا عشق دام سے
پیری مریدی چاہیے اپنے امام سے
رفعت میں وہ بھی پست ہوا تیرے نام سے
کسنے مجھے اوٹھایا ہے اس دھوم دھام سے
جلدی سے تجھے بلاؤں میں گذرا قیام سے
آتی نہیں صدا کبھی لبریز جام سے
عیسی نفس ہوئے ترے حسن کلام سے
ظالم نے جان لی سخت ناتمام سے
دم دیکے جان لی ہے مری تیرے نام سے

دو نگا جو اہرات مین اسے نامہ بر تجھے
خوشدل تجھے کریگا جو اوسکے پیام سے

رو رہا ہون جب مین حسرت خوشبوئے زلف مین
اشکون کی طرح مشک بہا ہے مشام سے

کہنے لگا صبا سے اونہین جا کے بھیجئے
کیا خوش ہوا ہے قیس ہماری سلام سے

تربت مین جاتے ہو کہ سوئے ہوا ہے شرف
یہان ہوا ابھی کہ کوچ کیا اس مقام سے

پہونچائی بوئے زلف جو باد بہار نے
نافے مین دم چرا لیا مشک تتار نے

وہ میرے گھر جو آئے لگا مین پکار نے
میری مراد دی مرے پروردگار نے

انسان کے جگر پہ لگا بیٹھتے ہین تیر
جلا دکر دیا اونہین شوق شکار نے

دم بھر مین روح گھٹ کے بدن سے نکل گئی
نالہ کیا جو ضبط دل بیقرار نے

آنکھون مین نیند آتی ہوئی جو تکتے رہے
جھپکانے دی پلک نہ تری انتظار نے

دل عندلیب کا ترے شہباز کو دیا
میرا جگر کھلا نہ دیا باز دار نے

رکھ دی تفس مین ہمنے جو ٹہنی گلاب کی
گلدستے وصل ہو یہ دعا دی ہزار نے

خود آگلا چھری کے تلے آکے رکھ دیا
بو صید گہ مین پائی تری جس شکار نے

وعدہ خلا فیون سے پڑے دلمین آبلے
آنکھون کو پھوڑ ڈالا تری انتظار نے

قصر بہشت ہو کے دکھائی وہ انجمن
دنیا بھلا دی ہمکو ہمارے مزار نے

دن رات پھر یہ گرد رہا مہر و ماہ کے
کی میرے بعد حسن پرستی غبار نے

جاتے ہین دلمین کھینچے تصویر یار کی
شیشے مین ہم چلے ہین پری کو اوتار نے

پروا جہن کی ہے نہ ہوش گلر خوات کی ہے
سب کچھ بھلا دیا ترے روئے نگار نے

کچھ تیری جستجو کے سوا سوجھتا نہین
دل اسقدر رجوع کیا تیرے پیار نے

سچ ہے کہ مٹنے والون کی مٹی خراب ہے
پژمردہ گل ہوئے تو نہ پوچھا بہار نے

اوس بے غیرتا پری سے یہ مجنون کی غرض ہے
لیلی کو لیکے آیا ہون صدقہ اوتار نے

گھائل ہوئے ہو کون سے میدان مین اے شرف
برچھا جگر پہ مارا ہے کس نے سوار نے

خونریزیوں کا شور تری انجمن میں ہے
کس دھوم سے بہار کی آمد چمن میں ہے

یوسف کی طرح رہتی ہر دل جو ہی عزیز
خوشبو کہاں کی گل کے پھٹے پیرہن میں ہے

حنظل سے بھی سوا ہے مجھے میوہ بہشت
نیت لگی ہوئی ترے سیب ذقن میں ہے

کہنے لگا وہ شوخ مجھے غش میں دیکھ کے
زندہ ہی منھ لپیٹ کے مردہ کفن میں ہے

گل کھا کے دی جو اسکی گلرو پر اپنی جان
مرنے کے بعد پھولوں کی خوشبو کفن میں ہے

اک گل کو اگلے سال کیا تھا گلے کا ہار
یہ باس اوسکی آج تلک پیرہن میں ہے

خوشبوی زلف یار کی اللہ ری سرکشی
جو نافہ ہے چھپائے ہوئے دم ختن میں ہے

حوروں نے لا کے عطر ملا ہے بہشت کا
تربت مہک رہی ہے وہ خوشبو کفن میں ہے

ساری خدائی میں تری یکتائی کی ہے دھوم
چرچا اسی کا آٹھ پہر مرد و زن میں ہے

دم بھرتے ہیں جسکو چاہو مسیحا نفس کرو
کیا بات ہے وہ حسن کرامت سخن میں ہے

چپ ہو گیا ہوں یار سے کیا حال دل کہوں
قیدی زبان ہے قفل خموشی دہن میں ہے

مطلب ہے دل کو حسن پرستی سے رات دن
پروانہ انجمن میں ہے بلبل چمن میں ہے

ترچھی ادا جو چاہیے معشوق کے لیے
زیبا تجھی کو ہے وہ تری بانکپن میں ہے

راہ وفا میں یار سے ملنے کی ہے امید
پھر جائیں ہم جو سوئے وطن کیا وطن میں ہے

لیلی جو منھ لپیٹ کے پڑتی ہے شام سے
اندر وہ دل ہے قیس جو چلمن میں ہے

کچھ دل ہی لطف اوٹھاتا ہے سن سن کے ای شرر
وہ درد وہ مزا ترے شعر و سخن میں ہے

آخر ہے شب وصل قیامت کی گھڑی ہے
بیٹھا ہے مسیحا یہ اجل سر پہ کھڑی ہے

دیدار کا سائل ہوں میں ای بادشہ حسن
مایوس نہ کرنا مجھے امید بڑی ہے

بلبل سے دلی بغض ہوا ہے جو گلوں کو
کیا جانیے کیا باد بہاری نے جڑی ہے

اے یار کسی طرح یہ رخصت نہیں ہوتی
آنکھوں میں تری دیکھنے کو جان اڑی ہے

اے بلبل شیدا گل و لالہ نہ سمجھنا
تیرے لیے خونریز یہ فوج آ کے پڑی ہے

کہنے لگی وہ مجھکو جو روتے ہوئے دیکھا
اے شخص یہ رقت ہے کہ ساون کی جھڑی ہے

لیٹا ہوں تو قاتل نے دیا ہی مجھے بوسہ
جان آج لڑا دی ہے تو تقدیر لڑی ہے

دم راہ عدم میں کوئی لیتے نہیں پاتا
زندہ نہیں رہتا کوئی منزل وہ کڑی ہے

گویا یہ دہن ہے کہ یہ ہے غنچۂ گویا
سوسن ہی شگفتہ کہ یہ مسی کی دھڑی ہے

لے خوش ہو مبارک ہو تجھے قاتل عالم
دو ٹکڑے کلیجا ہے وہ تلوار پڑی ہے

آخر ہی شب وصل چراغ سحری ہوں
محبوب سے افسوس بچھڑنے کی گھڑی ہے

نظروں میں سماتا ہی نہیں حسن کسیکا
اوس شوخ پہ جسدن سے مری آنکھ پڑی ہے

اوٹھوا دے خدا کے لیے اے بادشہ حسن
دروازے پہ میت کسی بیکس کی پڑی ہے

دو وقت جو گزرے ہیں جو وہ آتے ہیں رونے
کس شخص کی میت لب دیوار پڑی ہے

کس حسن سے روتا ہوں میں دیکھو تو شرف تم
اشکوں کی لڑی ہے کہ یہ موتی کی لڑی ہے

شنوائی نہ کی اوس ستم ایجاد کسی کی
بلوا کے غریبوں کو نہ دی داد کسی کی

سر پھوڑنے کو ہم تھے سو فرہاد نے پھوڑا
روداد ہماری ہوئی روداد کسی کی

گلشن کی بنا ہی ترے کشتے کے لہو سے
پہلے نہ کہیں گل تھے نہ بنیاد کسی کی

معشوقوں کو عشاق کے پہلو میں نہ پایا
آغوش نہ دیکھی کبھی آباد کسی کی

آندھی نے اوڑایا کبھی پانی نے بہایا
کیا خاک ہوئی مفت میں برباد کسی کی

ہم تو ترے دیوانے ہیں اے حسن تصور
کیا شکل دکھائی ہے پریزاد کسی کی

امید رہائی ہے اسیران قفس کو
چھوڑے سے جو کبھی جان بھی صیاد کسی کی

پہنے ہیں شہیدوں کے جو کپڑے گل لالہ
پوشاک لٹاتا ہے وہ جلاد کسی کی

دل ڈھونڈ رہا تھا کوئی رقت کا بہانا
اچھا ہوا یاد آ گئی بیداد کسی کی

رویا ہوں میں پہروں ہی کلیجے سے لگا کے
تصویر ہی دیکھی ہے جو ناشاد کسی نے

للہ مجھے قید اسیروں میں نہ رکھنا
مجھسے نہ سنی جائیگی فریاد کسی کی

دعوے سے خدائی کے تری کچھ ہی نہ ہوگا
سیبو سے چلتی نہیں شداد کسی کی

دنیا سے جو اوٹھیں گے تو ٹھہرینگے نہ دم بھر
سنتے کہ نہیں بندۂ آزاد کسی کی

بسمل کوئی تڑپا ہے تو تڑپا ہون برابر
خون رویا ہون سن لی ہے جو فریاد کسی کی

صدمون سے نہ مہلت ملی افسردہ دلون کو
دم بھر بھی طبیعت نہ ہوئی شاد کسی کی

لکھواؤن گا مین سورۂ اخلاص تجھی سے
تیری سی کتابت بھی ہے حداد کسی کی

کہتا ہون پچھاڑین مرے گر پڑتی ہین آنسو
سنتا ہون کسی سے جو مین افتاد کسی کی

مشتاقون کے سر کاٹے ہین کیون پھوڑ کی آنکھین
بیٹی ہی تو سر کی نہ تھی جلاد کسی کی

کوچے مین ترے حشر ہے دیوانون کہرام
میت لیے جاتے ہین پریزاد کسی کی

چھٹتے ہی نہین ای شرف الفت کی گرفتار
اس قید مین ہوتی نہین میعاد کسی کی

اک داغ اوٹھا کے اوسکی ہم انجمن سی نکلے
پژمردہ پھول لیکے زندہ چمن سے نکلے

تیرے لیے سب اپنے اپنے وطن سی نکلے
پروانے محفلون سے بلبل چمن سے نکلے

انگارا کوئی صحرائی لالہ سمجھا
کیا کیا شگوفے میرے داغ کہن سی نکلے

اندوختہ کیا تھا کیا پاک دامنی نے
اوٹھے جو حشر کے دن چلے کفن سی نکلے

خلوت سرا مین ہمنے عریان کیا جو انکو
گل بولون سے زیادہ دل پیرہن سی نکلے

پریون کے تخت اوترین صحرا مین خاک اوڑا کر
زندان سے جان چھوٹے گردن رسن سی نکلے

بوسہ طلب کیا ہے وہ کیا کہین کہ لے لو
دشوار بات کیونکر نازک دہن سے نکلے

جس جس کا امتحان ہو تسمہ رہی نہ باقی
جو ہاتھ یار نکلے اس بانکپن سے نکلے

خوش ہوگئے فرشتے پڑھ کے جواب نامہ
آنکھین بچھائین جسدم صر کفن سی نکلے

یون اوسکے غم مین نکلا پہلو سے دل ہمارا
غربت زدہ مسافر جیسے وطن سے نکلے

کی ہے حصار سوز الفت نے آزمائش
خود پھونک دون جو میرا دل اس جلن سی نکلے

نکلین لگانے کو جو وہ تیر خوش نگاہی
نرگس نشانہ ہونے پہلے ہرن سے نکلے

محفل سے اوسنے اپنی برخاست کی ہماری
پیروا نہ ہو کے زندہ کس انجمن سے نکلے

اک بے وفا نے یارو دم دیکے لیا ہی
دل کسطرح ہمارا اوس دل شکن سے نکلے

افسردہ ہو کے میرا دم اسطرح سے نکلا
آفت زدہ مسافر جیسے وطن سے نکلے

پھر درد مین چمک ہے پھر دلمین گھاؤ ہوگا ۔ لو پھر لہو کے قطرے زخم کہن سے نکلے

میری زبان ہوئی ہے قفل در خموشی ۔ آواز اونکے آگے کیونکر دہن سے نکلے

کن کہکے باغ عالم پھولا پھلا بسایا ۔ اعجاز ایسے ایسے اونکے سخن سے نکلے

مزم مین جاکے یوسف سو اٹھا کا مین چڑھاؤن ۔ اے یار دل جو میرا چاہ ذقن سے نکلے

کیا ناتوان شرف کو چھریان لگائین تمنے
دو خون کے نہ قطرے جسکے بدن سے نکلے

عشق مین اف نکرینگے کبھی نالے کیسے ۔ ہمتو بندے ہین تری چاہنے والے کیسے

تازہ عاشق ہون ابھی زیست کے لالے کیسے ۔ جا نثا بھی مین نہین ہوتی ہین نالے کیسے

بلبل جان کی عوض خلد وارم پائے ہین ۔ دفترون مین ہے مرا نام قبالے کیسے

فوج خونریز سے ترکون کی نہ ہٹنا ایدل ۔ لالہ وگل ہین قزلباش رسالے کیسے

جسکے مریخ لرزتا ہے ترے رن کہن کو ۔ ہونگے اوس معرکے کے جھیلنے والے کیسے

دل مرا وادی سودا مین وہ سن ہے نایاب ۔ جسکے عاشق ترے گیسو ہوی کالے کیسے

مستعد رحم دلی پر ہے کہ جیلا دی پر ۔ ہتکھنڈے اوسنے جوانی مین نکالے کیسے

منزلت ہے تری سرکار جنون مین ایدل ۔ دیکھین ہوتے ہین تجھے داغ دوالے کیسے

کیا بچایا ہے عنادل نے ریاض گلچین ۔ روکے اشکون سے چمن بھر دیئے تھالے کیسے

حوصلہ کیا مین کرون قیس کی ہمراہی کا ۔ میرے تلوونمین تو ناسور ہین چھالے کیسے

نور کے لوگ ترے گرد رہا کرتے ہین ۔ ہان یہ ہالے ہین سہ و مہر کے ہالے کیسے

کاہش جان ہوئی اوجھن شب تنہائی کی ۔ زیست کے لالے ہین ایدل تری لالے کیسے

جب تجھے منزل مقصود مین پایا ہوگا ۔ خوش ہوئے ہونگے تری ڈھونڈنے والے کیسے

کچھ نہ قابو جگر و دل پہ رہا تھا باقی ۔ تم بھی انصاف کرو ہمنے سنبھالے کیسے

کیون تری بزم مین سوزان ہین پری سی شکلین ۔ داغ شمعون کے دلونمین ہین یہ کالے کیسے

سلطنت چھوڑکے میدان جنون پکڑا ہے ۔ اک سپاہی بھی نہین ساتھ رسالے کیسے

اوس پریزاد نے بھی پھر تو سلیمانی کی ۔ حسن نے مانگ کے ارمان نکالے کیسے

تازہ ایذا سے تو راحت کا مزا ملتا ہے
جا سے مین ظلم ترے ناز ترالے کیسے

دو فرشتون نے ستایا تھا ہمین مدفن مین
سچ بتا ہمنے ترے نام سے ٹالے کیسے

کسنے شیرازۂ مجموعۂ گلشن کھولا
حجم کے حجم پریشان ہین رسالے کیسے

عارضہ درد جدائی کا جنہین ہوتا ہے
سانس بھی وہ نہین لیتے ہین سنبھالے کیسے

حشر برپا ہی کیا اوسکے غضب سے ڈر کے
اوڑ رہے ہین یہ فلک روئی کے گالے کیسے

ای شرف تمکو حسینون نے جو بلوایا تھا
داغ کیسے دیلے ارمان نکالے کیسے

پھر کے آئے نہ تری بزم کے جانے والے
کیا ہوئے باغ مین پھولے نہ سمانے والے

دل کو ٹھہراتے ذرا جان مین جان آجاتی
چین دم بھر نہین دیتے جو ستانے والے

جوکھم اے مردم دیدہ ہی سمجھ کے رونا
ڈوب بھی جاتے ہین دریا مین نہانے والے

لیگئے دل وہ اڑا کے تو تعجب کیا ہے
کاجل آنکھون کا چراتے ہین چرانے والے

اٹھو چونکا دے کہ برسون ہوئے سوتے سوتے
رحم کر طالع خفتہ کے جگانے والے

دل دکھا کے ہمین آمادۂ رقت جو کیا
اتنا ہم روئے کہ روتے ہین رلانے والے

چین لینے نہ دیا قبر مین بھی میت کو
مرحبا اے مری شانے کے ہلانے والے

دوڑتے دیکھی نلاہٹ جو مری زخمون پے
نوش ہوئی زہر مین شمشیر بجھانے والے

پڑ ہی جائیگا کوئی تیر میرے بھی دل پر
تاک ہی لینگے نشانے کے اوڑانے والے

ہمسفر ہو کہ نہو نور کے تڑکے اوٹھکے
راہ لیتے ہین چلے جاتے ہین جانے والے

تیرے کشتون سے مسیحائی جو اونکی نہ چلی
دم بخود ہو رہے مردے کے جلانے والے

زندگی شرط ہے ایدل وہ کہان جاتے ہین
مجھ تلک بھی اونہین لے آئینگے لانے والے

بحث مجھ سے نہ کرین منع کرو موسیٰ کو
کون ہوتے ہین یہ الفت کے جتانے والے

عطر عنبر سے معطر ہین ہوا کے جھونکے
بال کھولے ہین وہ شاید ہین نہانے والے

ای شرف منھ سے نکالا جو کبھی دل دیکر
جان بھی دو گے تو پھر وہ نہین آنے والے

بوس گلزار کی مثل عنادل ہم بہی کہتے تھے
کبہی تھا شوق گل ہمکو کبہی دل ہم بہی رکھتے تھے

قضا بہی تیرے ہاتھون چاہتے تھے تجھکو کیا کہیے
نہین تو تیغ دم کے ساتھ قاتل ہم بہی رکھتے تھے

خطا ہی عشق پر ہمپر نہ اتنا بہی ستم ڈہاؤ
اگر چاہا تو چاہا کیا ہوا دل ہم بہی رکھتے تھے

خدا کو علم ہے زندہ ہی یا جل بجھ گیا شب کو
دل اپنا تیرے پروانون مین شامل ہم بہی کہتے تھے

مری جانبازیون پر گور مین رستم یہ کہتا ہی
نہ تھے ایسے جری گو شیر کا دل ہم بہی رکھتے تھے

علاقہ عشق کا لیتے یہ سوچے ہونگی بربادی
وگرنہ نقد جان و سکہ دل ہم بہی رکھتے تھے

خدا کے سامنے ہوگی جو پرسش عشقبازون کی
کہین گے ہم بہی اتنا عشق کا دل ہم بہی کہتے تھے

تمنا تھی ہمین بہی تری صحبت دیکھ لینے کی
کہ پروانے تھے شوق ذوق محفل ہم رکھتے تھے

بڑی عقدہ کشا تھے تم تو سہل اسکو بہی کرنا تھا
مہم عشق سر کرنے کی مشکل ہم بہی رکھتے تھے

تلاش یار مین خفیہ نکل گئے عشاق دنیا سے
خبر بہی کی نہ ہمکو شوق منزل ہم بہی رکھتے تھے

کوئی لحظہ جدائی مین تڑپنے سے نہ فرصت تھی
کبہی پہلو مین دل مانند بسمل ہم بہی رکھتے تھے

جنون کا زور تہا دلمین جگہ کر لی تہی وحشت نے
غرض پیش نظر لیلی و محمل ہم بہی رکھتے تھے

جگہ دل کی طرح پہلو مین دی ہوتی ہمین تمنے
لیاقت اس سرافرازی کے قابل ہم بہی کہتے تھے

اوسے کیونکر نہ کہتے ہم کہ یکتا ہی خدائی مین
شناسا تھی تمیز حق و باطل ہم بہی رکھتے تھے

خدا نے جان چھڑوائی شرف وہ خود بگڑ بیٹہا
حقیقت مین عجب معشوق جاہل ہم بہی کہتے تھے

ہوتا ہے کون عشق مین ممتاز دیکھیے
کرتا ہے کسکو یار سرافراز دیکھیے

اوڑ اوڑ کے بزم یار مین جاتا ہی روز دل
بے بال و پر کی کثرت پرواز دیکھیے

مر مٹیے جل کے نرگس جادو سے یار پر
عیسی کا آنکھ اوٹھا کے نہ اعجاز دیکھیے

حسرت ہی رحم آنکھون پہ تاب نظر کرے
دل بہر کے حسن یار کا انداز دیکھیے

صیاد سے پرون کو کتروا نہ دے کہین
کیا کرتی ہے یہ حسرت پرواز دیکھیے

قسمت کی یاوری سے جو معراج ہو نصیب
پردہ اولٹ اولٹ کر ترے ناز دیکھیے

عیسی جلا رہے ہین مین کشتہ ہون آپ کا
دم دے رہے ہین مجھکو یہ دمباز دیکھیے

تفریح دل کی لا کے دوا اوسکو دیکہیے
بہولے سے بہی نہ جائیے پہر صید گاہ مین
دل تہامیے کہ یار کہین جا سنبہالیے
آنکہین ابہی کہول دینگے جو بولا نہ جائیگا
منہہ پہیر کے جگر پہ نہ چہریان لگائیے
ہوتے ہو تم کلیم سے یا ہم سے ہمکلام

بیمار کا مزاج جو ناساز دیکہیے
دل پر مرے اوڑا کے جو شہباز دیکہیے
انداز دیکہیے کہ ترے ناز دیکہیے
کشتون کو اپنے دیکے تو آواز دیکہیے
بندہ نواز جانب جانباز دیکہیے
کرتے ہو جان نثار کسے ہمراز دیکہیے

اللہ رے جو ای شرف انجام ہو بخیر
کرتا ہی کیا یہ عشق کا آغاز دیکہیے

ترے شہید کی تربت جو لالہ زار مین ہی
لہو کی بو تری شمشیر آبدار مین ہی
نظر مین یار کی صورت فراق یار مین ہی
منہ چہپا نہو گہر اشک کو نظر انداز
سمان بہشت کا ہونے کو ہی کوئی دم مین
شفق نہین یہ ریاضت ہی مجہہ جفاکش کی
زمین قبر کی لپٹی ہے میری میت سے
کہان سے گور غریبان مین دردمند آیا
پلک جہپکنے کی حالت نہین ہی آنکہون مین
کہان کہان نہین نیرنگ حسن کا تیرے
جلو مین جب سے یہ رہتا ہی اوس پریرو کے
اوسی کے حکم مین چلتا ہے جسکا ہوتا ہی
ترے سپرد کی اسکو نہ اے زمین چہونا
بلا رہا ہے جگر بیکسی و حسرت کا
بہلا دیا ہے مزا اسنے من و سلوی کا

خزان مین تکیہ گل ابہی چمن بہار مین ہی
جہبی قضا و قدر اسکے اختیار مین ہی
حصول دولت دیدار انتظار مین ہی
جو آب و تاب ہی اسکی نگاہ یار مین ہی
خدا کے دوست کی آمد مری مزار مین ہی
شریک خاک گلون کی مرے غبار مین ہی
عجیب مزا ہے محبت کی بو فشار مین ہی
کراہنے کی یہ آواز کس مزار مین ہی
یہ جان نثار کا حال اب جو انتظار مین ہی
یہ دلفریب تو ہر نقش و ہر نگار مین ہی
عجیب نور کا عالم مرے غبار مین ہی
برہنہ تیغ کی عادت یہ جان نثار مین ہی
اٹہا تہا مری میت ابہی مزار مین ہی
پڑا ہوا جو کوئی استخوان مزار مین ہی
وہ چاشنی ترے کہیلے ہوئے شکار مین ہی

کیا ہے خلد کا وعدہ کسی کی رحمت نے
اوسی سے عشق ہی مجھکو اوسی کا بندہ ہون
یقین کسی کو نہین ہے قیام دنیا کا
کروگے وجد سنو زمزمے مری دل کے
کسے لگاتے ہو چھریان عتاب ہی کیسا

گل نجات کی خوشبو گنہگار ہین ہی
حیات وموت مری جسکے اختیار ہین ہی
یہ دہوم تیرے تلون کی روزگار مین ہی
کہ لاجواب یہ بلبل کئی ہزار ہین ہی
شمار بھی وہ ہو اوم بھی جان شمار ہین ہی

نہ عطر کی ہے حقیقت نہ گل یہو تیچ ہین
شرف وہ بو سے خدا داد جسم یار مین ہی

جو ائی آئی مراد پر جب امنگ جاتی رہی بشر کی
نصیب ہوتے ہی جو دہوپ شب شکوہ رخصت ہوئی قمر کی
وہ شوخ چتون تہی کس ستم کی کہ جسنے چشمک کہین نہ کم کی
کسی طرف کو جو برق چمکی تو سمجھے گردش اوسے نظر کی
ترا ہی دنیا مین ہے فسانہ ترا ہی شیدائی ہے زمانہ
ترے ہی غم مین ہوئین روانہ نکل کے روحین خدائی بہر کی
نہ آسمان سے ہے نہ وہ زمین ہی مکان نہین وہ جہان مکین ہی
پیمبرون کا گذر نہین ہے رسائی ہے میرے نامہ بر کی
کھنچا جو طول شب جدائی اندھیری مدفن کی یاد آئی
نگاہ و دل پر وہ یاس چھائی امید جاتی رہی سحر کی
جو عشقبازون کو آزمایا لگا کے چھریان یہ قہر ڈھایا
یہان یہانتک لہو بہایا کہ نوبت آئی کمر کمر کی
گرے جو کچھ سرخ گل زمین پر کہا یہ بلبل نے خاک اڑا کر
ہوا ہے وعدہ مرا برابر یہ صورتین ہین مرے جگر کی
مقام عبرت ہی آہ اے دل خدا ہی کی ہے پناہ اے دل
نہین ہے کچھ زاد راہ اسے دل عدم سے تاکیا ہی سفر کی

یہ تمنے کیسا سفر کیا ہے مسافرون کو رولا دیا ہے
اجل نے آغوش مین لیا ہے خبر بھی ہمکو نہین سفر کی

وہ جلد یا رب انہین کو تاکے لگا دے دو تیر ا بتر آکے
یہ دو لو رہجائین بھڑ بھڑا کے مین دیکھون لاشین دل جگر کی

کسیکا معشوق چھوٹتا ہے سحر کا وقت اوسکو لوٹتا ہے
کوئی یہ سینے کو کوٹتا ہے نہین ہے آواز یہ گجر کی

کھچا ہے زرتار شامیانہ گلون سے آتی ہے بو شہانہ
دکھا کے قدرت کا کارخانہ لحد نے حسرت بھلا دی گھر کی

غشی کا عالم وہ زور پر ہے مزاج صحت سے بیخبر ہے
دوا کا غفلت زدہ اثر ہے خبر دوا کو نہین اثر کی

شباب نے خود نما بنایا یہ نازو شوخی نے جتایا
حیا مین جس وقت فرق آیا تو اونکے مکھڑے سے زلف سرکی

ہوا ہون چو رنگ تیغ حسرت کہ دفن کی ہی مری یہ صورت
کسی طرف کو ہی دل کی تربت کہین ہی تربت مری جگر کی

جو اوسنے ضد کی تو آفت آئی دہائی دینے لگی خدائی
قیامت اوس بیوفا نے ڈھائی ادہر کی دنیا ادہر کی

خدا معلوم کسکی چاند سے تصویر مٹی کی
جو گورستان مین حسرت ہی گریبان گیر مٹی کی

نوازی سرفرازی روح نے تصویر مٹی کی
خوشا طالع خوشا قسمت خوشا تقدیر مٹی کی

حقیقت مین عجائب شعبدہ پرداز دنیا ہی
کہ جو انسان کی صورت تہا وہ ہی تصویر مٹی کی

جسے رویا مین دیکھا تہا ملا یا خاک مین اوسنے
مقدر نے ہمارے خواب کی تعبیر مٹی کی

مزارون مین دکھا کر استخوان حسرت یہ کہتی ہی
کوئی پرسان نہین انکا یہ ہی توقیر مٹی کی

یہ ناحق بڑہتی ہے خاکسارون کی غبار دل سے
خرابی آندھیون نے کی ہی بے تقصیر مٹی کی

وہ وحشی تھا کہ مر کے بھی نہ میدان جنون چھوٹا
مری میت رہی صحرا مین دامن گیر مٹی کی

ملی تربت کو گلشن میں جگہ لی بھی تو ہجراں نے
ریاضت سب ہماری تو نے اے تقدیر مٹی کی

مرے صیاد نے جس جس جگہ تودہ بنایا تھا
وہاں جا جا کے بولیتے پھرے تخمیر مٹی کی

ازل کے روز سے غش ہیں جو انسان خاکساری پر
سرشت انکی ہے مٹی سے یہ ہے تاثیر مٹی کی

یہ عالم ہو گیا ہے جمتے جمتے گرد صحرا کی
کہ مجنوں پوچھتا ہے کیا یہ ہے زنجیر مٹی کی

ہمارے خاک کے تودے کو نابود آ کے کر دینگے
نشانی بھی نہ چھوڑینگے تمہارے تیر مٹی کی

اجازت سے تمہاری گفتگو کی سنگریزوں نے
برابر سنگ والوں نے سنی تقریر مٹی کی

گلی میں یار کی ایسے ہوئے ہو کر گرد آلودہ
کہ بالکل ہو گئے ہوا ای شرف تصویر مٹی کی

نوازی سرفرازی روح نے تصویر مٹی کی
خوشا طالع خوشا قسمت خوشا تقدیر مٹی کی

نہ دی دو گز زمیں کی بے نیازی انکے کشتے کو
کرم جس پر کیا اونکے لیئے اکسیر مٹی کی

ہماری پاکدامانی سے کافور جہاں ہوگی
کرینگی منزلت یہ چادر تطہیر مٹی کی

سحر میں جبکہ چمکا داغ عشق وحشت پرور کا
فروغ طور سے بڑھ بڑھ گئی تنویر مٹی کی

کڑھاتی ہے جو حیرانی تو میں دل کے تشفی کو
اوٹھا لاتا ہوں اک حسرت زدہ تصویر مٹی کی

مرے پر بھی کیا رسوا صبا نے خاک اڑوا کر
ہوا مٹی تو ظالم نے مری تشہیر مٹی کی

شہیدان ادا کو بیکسی اسنے مٹایا ہے
عدالت کیجیے کچھ سوچیے تعذیر مٹی کی

ہمارا دیکھ کر خون ایسی اوس پر مردنی چھائی
کہ تھی صیاد کی رنگت دم تکبیر مٹی کی

سند چاہی جو مٹ جانے کی اوس پر خاکساروں نے
شہادت نامہ پر ہونے لگی تحریر مٹی کی

مٹا اپنی روسیاہی کو مٹایا بزم عالم میں
عزیز اک شمع کی تو نے بنائی گلگیر مٹی کی

جہاں میں اے پری پیکر اسے اڑوا دیا ہوتا
ہماری شیشۂ ساعت میں کیوں تسخیر مٹی کی

پڑی ہے چادر گل کی طرح سے میری تربت پر
ہوا مٹی تو دیوانی ہوئی زنجیر مٹی کی

کشیدہ ہے زمانے سے ترے کشتے کی تربت پر
بہادر تھا حفاظت کر لی ہے شمشیر مٹی کی

ہماری جان لی اچھا کیا میت تو اوٹھوا دو
بس اب غصے کو جانے دو کرو تدبیر مٹی کی

جو پوچھا میت مجنوں کو لیلیٰ نے یہ کیا شے ہے
کہا سب نے پڑی ہے اک بیان تصویر مٹی کی

مری ذرہ نوازی کو جو مسکینون پہ رحم آیا
جہان مین سنگ کو پارس کیا اکسیر مٹی کی

نہ چھوڑیگی ہمارے ڈھیر کو پاس قدم اسکے
لکیرون کی طرح پابند ہے زنجیر مٹی کی

ہمیشہ اک شرف ہے سوا دڑ ہی کی خلاف دنیا مین
عجب گلزار گیتی ہوگئی جاگیر مٹی کی

نظر آتا نہین جسکی نظر ہر بار رہتا ہے
مری آنکھون مین اک پردہ نشین سردار رہتا ہے

حسینون سے سوال شربت دیدار رہتا ہی
یہ وہ نسخہ ہی جسکا اک جہان بیمار رہتا ہی

عجائب سیر ہے جس سرزمین پر یار رہتا ہی
جدہر جاؤ جہان دیکھو وہان گلزار رہتا ہی

خدا کے فضل سے وہ آزمودہ کار محشر ہون
کہ ہر دم سر پر اک ہنگامہ رفتار رہتا ہی

بتاؤ تو یہ غصہ دل ہی دلمین کس پہ کرتے ہو
یہ کیون گلگون تمہارا پھول سا رخسار رہتا ہی

یہ نفرت بلبل دل کو ہوئی ہی باغ ہستی سے
کہ اوڑ جانے کو پر تولے ہوی تیار رہتا ہی

سلامت سیرگاہ یا ہے باغ جہان کسکا
ہزارون رنگ مٹ جانے پہ بھی گلزار رہتا ہی

ہمارے زخم دل نے منزلت پائی ہی ترکش کی
کہین پیکان رہتا ہی کہین سوفار رہتا ہی

پہرا کرتے ہین دل کے سول لینے والی آنکھون مین
نگاہون مین ہمارے حسن کا بازار رہتا ہی

شکوہ عرش اعلی منزلت ہی خانہ دل کی
خدائی کر رہا ہی اسمین وہ سردار رہتا ہے

نگاہون سے ہماری آئینہ خانہ نہ چھوٹے گا
کہ اک معشوق اسمین قابل دیدار رہتا ہی

جگر مین درد ہوتا ہی تو سو سو شکر ہوتی ہین
کشیدہ تندرستی سے ترا بیمار رہتا ہے

وہ معشوقانہ ہوتی ہی کشش شہر خموشان کی
کہ جب دیکھو مسافر اک نہ اک تیار رہتا ہی

تمنا ہے گلون سے درد دل کہنے کی بلبل کو
جو بیتابانہ یہ کہدے ہوئے منقار رہتا ہی

نہ جھپکے گی پلک آئی ہوئی نیند انہین جو نکی گی
یہ وہ آنکھین ہین جنہین انتظار یار رہتا ہی

مرتب کیا کریگا کوئی تیرے حسن کا کاغذ
کراما کاتبین سے بھی تو نا تیار رہتا ہی

مرے آنسو نکل پڑتے ہین اسکے آہ کرنے سے
ترے زیر محل یہ کونسا بیمار رہتا ہی

عدم سے قافلہ دنیا مین کیون آتا ہی رہنے کو
مسافر جو یہان رہتا ہی وہ بیکار رہتا ہی

وہ بچ جاتا ہی غش آتا ہی جسکو اوسکے جلوہ سے
قضا آتی ہے اوسکی جو ذرا ہشیار رہتا ہی

تڑپتا ہون دہان زخم کا منھ چوم لینے کو
لب معشوق ہو ہو کر لب سوفار رہتا ہے

پیامی کوئی آتا ہی جو اوس رشک مسیحا کا
نہ درد دل ہی رہتا ہی نہ پھر آزار رہتا ہے

صبا پردہ بھی اوٹھیگی تو کیونکر اونکو دیکھینگے
کہ مسند کے برابر آئینہ دیوار رہتا ہے

حقیقت مین جہان مین تندرستی لاکھ نعمت ہی
خدا محفوظ رکھے ضیق مین بیمار رہتا ہے

کلیجے کٹ کے بہہ جائینگے جنپر جا کے چھڑکوگے
نمک وان بھی نمک رہتا تھا اب زنگار رہتا ہے

کہا مجنون کی آرائش کو لیلی سے تو وہ بولی
یہ دیوانہ ہی بے پیراہن و دستار رہتا ہے

رہا نیرنگ حسرت ای شرف یون دل کے داغون پر
چمن مین جیسے مہمان موسم گلزار رہتا ہے

ڈبڈبانے کو ہین آنسو چشم تر ہونے کو ہے
دل بھر آتا ہے کیا پانی جگر ہونے کو ہے

مہربان وہ گل نہ ہوتا تھا مگر ہونے کو ہے
عشقبازی بے اثر تھی اب اثر ہونے کو ہے

وصل کی شب چل بسی آمد ہے روز حشر کی
پھر نہ جسکی رات ہوگی وہ سحر ہونے کو ہے

معرکے مین عشقبازی کے مٹا جاتا ہے دل
جسکی شہرت تھی وہ مفقود الخبر ہونے کو ہے

مرنے والے مر مٹے ہی بزم دنیا بھی تمام
جل چکے پروانے گل شمع سحر ہونے کو ہے

اک پری کی ہوگئی ہی میری آنکھون کو تلاش
جستجو کے واسطے رخصت نظر ہونے کو ہے

اوڑ رہی ہی خوف سے رنگت گل شاداب کی
کوسنے بلبل کا تفتیدہ جگر ہونے کو ہے

مستعد ہی ساری دنیا ساتھ جانے کیلیے
حشر کا سامان ہے کسکا سفر ہونے کو ہے

ڈرتے ڈرتے کی تو ہی مینے دوا ای درد دل
شدت بیم و رجا ہے کیا اثر ہونے کو ہے

قدرتی عالم جو اسکین ہی طلسم نور کا
کس پری کا شیشۂ دل مین گذر ہونے کو ہے

صلح کو اوس بادشاہ حسن کا ہو دے ہی پیام
ہو چکا رن کھیت مہم عشق سر ہونے کو ہے

اک خدنگ ناز نے دونون کا کام آخر کیا
دل تڑپ کر مر گیا بسمل جگر ہونے کو ہے

طرۂ کاکل سے لچکے گی کبھی بل کھائیگی
نازکی پر یار کی نازان کمر ہونے کو ہے

بعد مردن بھی مری تائید کی پرواز نے
اوڑ کے قربان چمن ایک ایک پر ہونے کو ہے

عرش سے تا فرش یہ شہرت جو ہے معراج کی
جلوہ گر بزم خدائی مین بشر ہونے کو ہے

مرگئے جانبازاونکی کشت خون اب ہوچکا
بند تعلیقے مین شمشیر و سپر ہونے کو ہے

زخم ہین رونے کو ہم دم توڑنے کے واسطے
دل لہو ہونے کو ہے ٹکڑے جگر ہونے کو ہے

کسکے ضبطی کی خبر ہے کسکو لٹوائیگا یار
کوٹنے مظلوم کا برباد گھر ہونے کو ہے

سرمہ آنکھون مین لگانے کو طلب ہے آئینہ
جسکو بیبا ہے وہ منظور نظر ہونے کو ہے

یار کی آمد ہے ابتو وہ قیامت مین شرف
دوسرے محشر کا ہنگامہ کدہر ہونے کو ہے

یار سے تجھسے ملاقات نہو کیا معنی
مین تو مستے جاؤن مری بات نہو کیا معنی

عرش اعظم کے مقابل مین اگر پا تا ہون
خانۂ دل مین تری ذات نہو کیا معنی

حشر کے دن دہن زخم گواہی دینگے
خون ناحق مرا اثبات نہو کیا معنی

دفعتا درد قلق جسکے جگر مین اوٹھے
اوسکو پہر مرگ مفاجات نہو کیا معنی

غیر ممکن ہے پریزادون سے راحت ملنا
آدمی مورد آفات نہو کیا معنی

نازکرتے وہ چلے آتے ہین جہرت مارکے
عشقبازون سے کوئی گہات نہو کیا معنی

آئینے سے بہی سوا صاف کیا ہے دل کو
پہر مجھے کشف و کرامات نہو کیا معنی

چاہنے والون کی اپنے وہ کرینگے خاطر
میہمانون کی مدارات نہو کیا معنی

تری آنکھون کو ہے ناوک فگنی کا لپکا
صید کو خوف اشارات نہو کیا معنی

مطمئن گور کی منزل مین ہون تنہائی کی
میرے ہمراہ تری ذات نہو کیا معنی

یاس ہو دولت دیدار سے جسکے دل کو
رنج و تشویش اوسے دن رات نہو کیا معنی

عشق صادق مین کری روح جو اپنی تحلیل
پُر اثر اوسکی مناجات نہو کیا معنی

قدرت کاملہ عالم مین جولائی ہے بہار
باغ جنت کی یہ سوغات نہو کیا معنی

لائی ہے عالم ارواح سے خواہش اوسکی
ہمسے اور اوس سے ملاقات نہو کیا معنی

جان پر کھیل کے پریون کو کرینگے تسخیر
اے شرف رد جہات نہو کیا معنی

ٹھنڈی ٹھنڈی ہم جو پہونچے وہ ہوا کہانے گئے
دونی وحشت ہوگئی کیون دل کو بہلانے گئے

ہوگیا فوراً تمہارا حسن عالم آشکار
چھپ کے بھی جس انجمن مین آگئے پہچانے گئے

عشق لیلی مین کسی کی کچھ نہ مجنون نے سنی
خاک اوڑا کے رہگئے جو لوگ سمجھانے گئے

لے گیا ہر کسطرف کو شوق اونہین جو رنگ کا
کسکی موت آئی لہو مین کسکو نہلانے گئے

کی ترقی حسن عارض کی مٹا کر آپ کو
پھول گندھ کر تیری ہارون مین شرمانے گئے

سوتے سوتے جو شب ہجران کا مارا چونک اٹھا
رحم بھی آیا تو منھ اشکون سے دھلوانے گئے

کھل گئین آنکھین جو دیکھین سحر دل پر ہوگیا
روگ اوجھن کا ہوا جب لٹ سلجھانے گئے

عاشقون کی خاک اونہون نے جسطرف اڑتی سنی
تودہ بنوا کے وہ نیچے تیرون کا برسانے گئے

بسملون سے بھی تو بدتر اونکو دم بھر مین کیا
عشقبازون مین گئے بھی وہ تو تڑپانے گئے

زیر قصر یار آکے جو کراہا دردمند
آٹھ آٹھ آنسو اوسے وہ اور رلوانے گئے

خاکساری ہوگئی اکسیر اونکے واسطے
عمر بھر تیری گلی مین خاک جو چھنوانے گئے

مجمع محشر خلائق کے سقدر سے ہوا
قاتل عالم جسے کہتے وہ آج پہچانے گئے

یاس مین کتنے ہمین امید رحمت کی رہی
بے رخی کی تمنے لیکن ہم تمہین مانے گئے

رفتگان نے مدفنون مین کسلیے کی بودوباش
کیون یہ دنیا سے عدم مین چھاونی چھانے گئے

کیا تمہارا کام تھا صحرا اے مجنون مین شرف
کیا تمھین سودا ہوا تھا تم جو گھبرانے گئے

آگ لگا دی پہلے گلون نے باغ مین وہ شادابی کی
آئی خزان گلزار مین جب گل برگ سے گلخن تابی کی

گنج لحد مین مجھکو سلا کے پوچھتے ہین وہ لوگون سے
نیند انہین اب آگئی کیونکر کیا ہوئی وہ بدخوابی کی

سوچ مین ہین کچھ پاس نہین کسطرح عدم تک پہونچینگے
آگے سفر درپیش ہوا ہے فکر ہے بے اسبابی کی

ابر ہے گریان کسکے لیے ملبوس سیہ ہے کیون اسکا
سوگ نشین کسکا ہے فلک کیا وجہ عبا ہے آبی کی

زیر محمل اوس شوخ کے حیا کے پاؤن جو ہمنے پھیلائے
شرم و حیانے اوٹھنے نہ دی چلمن جو چھٹی مہتابی کی
دل کا ٹھکانا کیا مین بتاؤن حال نہ اوسکا کچھ پوچھو
در بدر کرد ہوگا وہ کہین گلیون مین اوسی بربادی کی
دل، ہوا پہلے جو بسمل لوٹنے سے کیا مطلب تھا
دہوم تھی جب تو شہیدون کی اب شہرت ہی بیتابی کی
شمعوں کا آخر حال یہ پہونچا صبح پڑا پروانون کا
کوٹھے سے اوٹھا کے لے گئے دن کو پائی سزا سرتابی کی
غنچے خجل ہین ذکر سے اوسکے تنگ دہن ہی ایسا اوسکا
نام ہوا عنقا سے زمانہ دہوم اوڑی نایابی کی
بجرے لگائے لوگون نے لاکے اونکے پرامد ہونے کو
اشکون نے میرے راہ وفا مین آج تو وہ سیلابی کی
خط نہین پڑتا میرے گلے پر تشنۂ حسرت مرتا ہون
تیغ تری بے آب ہوئی تھین آرزو مین خوش آبی کی
رحم ہے لازم تجھکو بھی گلچین دل نہ دکھا تو بلبل کا
نکہت گل نے اوس سے کشش کی تاب نہ تھی بیتابی کی
نزع مین یارب خندہ جبین ہون روح جو نکلے خوش نکلے
پیش نظر آئین جو فرشتے صورت ہو اعرابی کی
کاہی کی جا پر تاج مین رکھ لے ذوق رہی پابوسی کا
پائے اگر بلقیس کہین تصویر تری گرگابی کی +
پڑھ کے وظیفہ عشق کا اوسکے ہم جو تڑپ کر روئے ہو
روح نہو تحلیل شرف حسرت سے کسی وہابی کی
اوڑکر سراغ کو چہ دلبر لگائیے
کسطرح دونون بازوؤن مین پر لگائیے

اک تیر دل پر ایک جگر پر لگائیے / حصہ لگائیے تو برابر لگائیے
پھولوں میں تو پسے مجھے نازک دماغ ہوں / قد اس لحد میں نہ [illegible] لگائیے
جب بزم یار میں ہی تکلف رسائی کا / خلوت سرائے خاص میں بستر لگائیے
ہر دم کیا کرے رگ جاں مرحبا کا شور / اس نوک جھوک سے کوئی نشتر لگائیے
برسوں سے بیقرار ہے تسکین کے لیے / جھکیے ذرا جگر سے مرے سر لگائیے
کیا بستی قفس کی یہ بلبل کو بھیجیے / حصے میں اوسکے پھولوں کی چادر لگائیے
جا اپنے دلمیں دیجئے مجھ صاف قلب کو / آئینے میں شیشہ سکندر لگائیے
یاور نصیب ہو تو حسینوں کو چاہیے / دل اپنے آزما کے مقدر لگائیے
اکثر وہ کہتے ہیں کہ جو بوسہ طلب کرے / اس گفتگو پہ منھ اوسے کیونکر لگائیے
آئے وہاں زخم سے آواز اور اور / اس اس ادا و ناز سے خنجر لگائیے
پرزے مرے اوڑائیے بھیجا ہے میں نے خط / بے جرم کیوں کیا ہے کبوتر لگائیے
صورت جو ایک ایک کی تکتا ہے آئینہ / حسرت یہ ہے سراغ سکندر لگائیے
ہیں آپ تو تمام خدائی کے ناخدا / میرا جہاز بھی لب کوثر لگائیے
برہم مزاج ہو کے وہ برگشتگی کرے / دفتر میں جسکے فرد مقدمہ لگائیے
دولت جو مجھ غریب کی لوٹی ہے آپ نے / کیا بتائیے گا حصہ لشکر لگائیے
جتنوں کی جانیں لیں ہیں اونہیں ہو بہانے / پورا حساب دیکھ کے دفتر لگائیے
اوس گل کی آہی جائیگی خوشبو دماغ میں / چلیے ریاض عشق میں چکر لگائیے
افشا کیا جو عشق تو جھنجھلا کے بولے وہ / لکھوا کے اشتہار یہ گھر گھر لگائیے
سو جا سے دل پھٹا ہے کلیجا ہے چاک چاک / پیوند پھاڑ پھاڑ کے چادر لگائیے
پھر اوٹھ کے تیرے ہاتھ سے کٹوا ہی گلا / کیونکر دوبارہ جسم پہ پھر سر لگائیے
ساتھ اسقدر ہیں اوس شہ خوباں کے سرفروش / برسوں حساب کثرت لشکر لگائیے
کہتے ہیں سخت دل کو وہ بازار حسن میں / سودا یہ میرے اردو سے باہر لگائیے
مجھ سے لگاوٹ آپ کی شمشیر کرتی ہے / مرتا ہوں اس پہ اسکو مرے سر لگائیے

سیلاب اشک نے مرے رستے کیے ہین بند
کشتی منگا کے متصل در لگائیے

خلعت شہید ناز کو بھجواتے ہین جو آپ
کشتی مین پہلے پھولون کی چادر لگائیے

پہونچا کے خط حلال ہوا ہے یہ ای شرف
آنکھون سے لیکے خون کبوتر لگائیے

غش او نہ روح وقت قضا ہو تو جانئیے
شرط وفا جو ہے وہ ادا ہو تو جانئیے

معشوق کی جدائی کا کیا جانین آپ رنج
آئینہ سامنے سے جدا ہو تو جانئیے

فاقے سے پڑ رہے اجل آئی تو مر رہے
ایسا غریب کوئی گدا ہو تو جانئیے

آزاد ہوتے ہونگے اسیران ذوق شوق
قالب سے اپنی روح رہا ہو تو جانئیے

کسطرح اوس تلک اپنی رسائی کا ہو یقین
اک روز بھی قبول دعا ہو تو جانئیے

سنتے ہین سچ بھی جاتے ہین آزاری فراق
اس عارضے سے ہمکو شفا ہو تو جانئیے

آنکھین غشی موت مین بھی ہین تری طرف
ایسا فریفتہ جو ترا ہو تو جانئیے

دل لٹ رہا ہے کشف و کرامات پر تو کیا
مقبول بارگاہ خدا ہو تو جانئیے

کیا جانین آپ درد کسی دردمند کا
صدمہ جو دشمنون کو ہوا ہو تو جانئیے

رہتا ہے گرد رحمت پروردگار کے
کوئی گنہ سے بڑھ کے رسا ہو تو جانئیے

غنچے ہمارے دل سے مقابل ہوئے تو کیا
پیدا کسی مین بوے وفا ہو تو جانئیے

آئینے کو دکھائی نہ اوسنے پری سی شکل
ایسی کسی کو شرم و حیا ہو تو جانئیے

میری طرح لٹائے تو دولت حیات کی
ایسا غنی جو کوئی گدا ہو تو جانئیے

باغ و بہار بعد فنا ہے جہان تو کیا
اپنی مزار پر جو فضا ہو تو جانئیے

اکسیر کا خواص جو ہر شے مین ہے تو ہو
کچھ اپنے درد دل کی دوا ہو تو جانئیے

غم بھی ہے زر فشانی بھی ہے شوق ذوق بھی
سب کچھ ہے دل مین یار کے جا ہو تو جانئیے

سجدہ کرے تو ساتھ ہی ہر استخوان ہو خم
ایسا کسی کو خوف خدا ہو تو جانئیے

ناحق جو ہمسے کرتے ہین لطف سخن مین بحث
ایسا کسی کے دل کو مزا ہو تو جانئیے

پیر رسول سے اتحاد کی حسرت ہے ای شرف

جب ملتفت وہ اہل جفا ہو تو جانیے

جنون سے ہوش آجاتا اگر تقدیر پھر جاتی / وہ گل پھولون کی بدھی کھینچتا زنجیر پھر جاتی
جو اوسکا ناز معشوقانہ کوئی اور بھی لکھتا / خطا آتی آتے مطلب سے مری تحریر پھر جاتی
اگر کچھ بھی کسی نخچیر کی میت مین دم ہوتا / دوبارا روسنے کو دل پر اوسکا تیر پھر جاتی
برہنہ دیکھ کے جسدم لپٹنے کو جھپٹتا مین / چمکنا بھول جاتی میان مین شمشیر پھر جاتی
نہ زندہ پھر کے آتا بزم قاتل مین اگر جاتا / کلیجے پر چھری سا حسرت کی بے تقصیر پھر جاتی
قلق ہے جسقدر مجھکو نگاہ یار پھرنے کا / نہ اتنا رنج مین کرتا اگر تقدیر پھر جاتی
بیابان مین جو مردان جنون سے معرکہ پڑتا / دہائی دیکے غل کرتی ہوئی زنجیر پھر جاتی
نہ دیتے جان اگر اوپر نہ مدفن کو زمین پاتی / ابد آباد کو ملتی ہوئی جاگیر پھر جاتی
ارادہ بھی جو کرتا مین جواب لن ترانی کا / زبان تک آکے دل کی دل ہی مین تقریر پھر جاتی
جو کثرت کے لیے تودہ مرا صیاد بنواتا / وہان بھی خاک ہو کر میت نخچیر پھر جاتی
کدھر ہے کشتۂ ابرو جو کوئی پوچھتا آکے / ادھر قبلہ نما ہو کر تری شمشیر پھر جاتی
وہ آزاری ہو نہین سو بار دن پھر مین اگر کہتا / نہوتا کچھ اثر تاثیر سے اکسیر پھر جاتی
چمن مین جاکے وہ پر ہم اگر گلگشت سے ہوتا / بہار باغ سے رت ای جوان و پیر پھر جاتی
نظر آتا جو اوسکا حسن عالمگیر رویا مین / تو یوسف کی نگہ دیتی ہوئی تعبیر پھر جاتی
نہ رحم آتا جو اونکو میری غربت پر تو کیا ہوتا / سزا دیتے تو ایذا سے مری تعذیر پھر جاتی
جو رکھتے اسکو روگردان ہی تم پڑھاتی جان آخر / تمہارا رخ جدھر ہوتا مری تصویر پھر جاتی
تامل تمکو ہو جاتا جو میرے ذبح کرنے مین / اجل حسرت زدہ ہو کے دم تکبیر پھر جاتی
حصارون سے نہ رکتی روح میری بزم خوبان مین / کسیکو کچھ نہ بن پڑتی کوئی تدبیر پھر جاتی
امید سرفرازی ہے اگر وہ قتل بھی کرتے / ہماری خاک پھر ہونے کو دامنگیر پھر جاتی
جدھر خالی وہ کرتے صید گہ مین اپنے ترکش کو / اوسی جانب تڑپ کے میت نخچیر پھر جاتی
پہنچنے کو جو مین جھنجھلاکے بڑھتا جوش وحشت مین / الٰہی الامان کہتی ہوئی زنجیر پھر جاتی
اثر اپنا جو مجھکو حسرت دیدار دکھلاتی + / پری سی شکل ان آنکھون مین تصویر پھر جاتی

حسینوں کا مرقع دیکھنے کو ہم اگر جاتے
نہ پھر تصویر خانے میں کوئی تصویر پھر جاتی

پڑے ہوتے جو غش ہیں کیوں ٹھہرتا نامہ بر انکا
تمنا جسکی برسوں سے تھی وہ تحریر پھر جاتی

شرف گر ٹوٹنے سے اوسکے چھٹکارا ہو جاتا
دوبارا اوس سے ہماری دوسری زنجیر ہو جاتی

حسرت جو کی وصال کی تدبیر کے لیئے
آئینہ ہو گئے تری تصویر کے لیئے

غمگین ہے یار عاشق دلگیر کے لیئے
صیاد سوگوار ہے نخچیر کے لیئے

فطرس نے پھڑ پھڑا کے جگر سے لگا لیا
بسمل نے جان دی تری نخچیر کے لیئے

لاتا ہی روز شوق اسیری کھینچا ہی ہو
دوڑا رہے ہو کیا مجھے زنجیر کے لیئے

دلمیں مرے ہوا لب معشوق الٰہی شکر
قسمت لڑا رہا تھا اسی تیر کے لیئے

کس بادشاہ حسن کو دیکھا ہی خواب میں
یوسف جو دوڑے آتے ہیں تعبیر کے لیئے

باتیں سُنا کے چلے تو کیا بے چھری حلال
چپ بھی ہوئے تو نیت تکبیر کے لیئے

بجلی کی طرح سے جو تڑپتی ہے میری آہ
بیتاب و بیقرار ہے تاثیر کے لیئے

پیدا کیا جو تمنے تلون مزاج میں
کیا کیا کرم ہوئے مری تقدیر کے لیئے

اے یار سب سے پہلے اوڑا دو جو دل مرا
دیتا ہوں اپنے پر میں تمہیں تیر کے لیئے

چربی جو دل کے خون میں حل کر رہی ہیں ہم
روغن بناتے ہیں تری تصویر کے لیئے

کہدو ملائکہ سے کہ مجھکو سزا نہ دیں
بلواؤ اپنے سامنے تعذیر کے لیئے

نکلے نہ جا کے ہم جو گلستان یار سے
اوس دن سے مشورت ہوئی تحریر کے لیئے

جلدی جو ذبح صید کی منظور اوسنے کی
شرعاً ممانعت ہوئی تاخیر کے لیئے

دل پر مرے عتاب ہی اک شاہ حسن کا
فطرس سے بڑھ کے حکم ہے تعذیر کے لیئے

ذکر دہان تنگ پہ کرتے ہو مجھکو قتل
لیتے ہو جان اتنی سی تقصیر کے لیئے

خونریزیوں کا ہوش نہ مریخ کو رہا
سیفی بڑھا کیا تری شمشیر کے لیئے

تعویذ اوسنے مانگا ہے کس دردمند نے
بسمل کے خون سے حکم ہی تحریر کے لیئے

حسن کلام سورۂ یوسف سے کم نہیں
یہ بات ختم ہے تری تقریر کے لیئے

بولا وہ شوخ رقت و سرد آہ پر مری
آب و ہوا یہ چاہیے کشمیر کے لیے

سنتے جو ہیں یہ سکۂ داغ جنون شرف
رکھے ہیں کس خزانے کی توقیر کے لیے

آفت کی یاد زلف میں تعذیر ہو گئی
الجھن کمند ہو کے گلوگیر ہو گئی

دم کی جو بازگشت میں تاخیر ہو گئی
اے ہمدمو کچھ اور ہی تدبیر ہو گئی

بسمل کیا مجھے جو ہوا مجھسے ہمکلام
کی اوسنے بات بھی تو وہ تکبیر ہو گئی

وہ رنگ و حسن اوسنے نکالا شباب میں
پرچھائیں تک بھی نور کی تصویر ہو گئی

آواز غل مچا کے سنائی ہے یار کو
دیوانگی میرے پاؤں کی زنجیر ہو گئی

حسرت کی شان بعد فنا اسقدر بڑھی
بیت مکان قبر میں تصویر ہو گئی

صدہا خدنگ ناز سے دل کی اوڑی دھوم
اک تیر پڑ کے شہرت نخچیر ہو گئی

کرتا ہے مجھکو یار نظر بند کس لیے
چاہا اگر تو کوئی تقصیر ہو گئی

زخموں سے کھلی خون سے مرے دامن کی ہر کلی
گلرنگ ہو کے باغ کی تصویر ہو گئی

حسرت گلوں کی جوش جنوں میں جو ہنس کی
پھولوں کی بدھی بخیہ میں زنجیر ہو گئی

کیوں اوسنے چاک کیا پڑھ کے خط شوق
کیا بات بیجا اسی میں تحریر ہو گئی

افسوس آہ کر اوٹھ گئی یوسف جہان سے
ناپید خواب حسن کی تعبیر ہو گئی

کیوں ہم کہیں کسی سے جو اوسنے کہا کہا
تنہائی میں جو ہوئی تھی تقریر ہو گئی

رقت جو آ گئی ہمیں ظالم معاف کر
قابو نہ دل پہ تھا جو یہ تقصیر ہو گئی

ظالم نے شعر سن کے مرے دل پکڑ لیا
مضمون درد خیز تھے تاثیر ہو گئی

معلوم بھی ہوئی نہ مری دولت حیات
کیا جانے کس دفینے میں توفیر ہو گئی

چھائی تھی ذوق و شوق میں اوسکی جو منہ کی خاک
بعد فنا مرے لیے اکسیر ہو گئی

دل بھر کے میں نے دولت دیدار لوٹ لی
مایوس یاوری سے جو تقدیر ہو گئی

امید دل پر آ کے پڑا ہے خدنگ یاس
میری مراد بھی ہدف تیر ہو گئی

طے کر سکا نہ منزل مقصود اے شرف

واماندگی مرے لیئے زنجیر ہوگئی

بشر تو منزل حسرت سے کیا نکل جاتے	یہ راہ وہ ہے فرشتون کے پر بھی جل جاتے
تمہاری بزم مین اسواسطے نہ تڑپے ہم	سسک رہے تھے جو پروانے سب بچل جاتے
بھلا ہوا نہ ملی اوسنے بزم مین سنہ ری	پسے ہوؤن کے کلیجے بہت سے مل جاتے
نہ ہلدم اسکو سمجھ سانس کا بھر ساگیا	ہوا تو ہے اسے کیا چاہیے بدل جاتے
خدا نے خیر کی تلوار اوسنے کھینچی تھی	قیامت آتی جو دو چار ہاتھ چل جاتے
فسانہ سوز جگر کا بیان مین کیا کرتا	جو موم دل تھے تری بزم مین پگھل جاتے
الٰہی گلشن ایجاد کا ہے مالک کون	کہان ہین اس چمنستان کے پھول پھل جاتے
کہا جو ہمنے کہ ہم تم یہ زہر کھالین کے	تو ہنس کے بولے کہ پھر کیون نہین نگل جاتے
کیا تو ذبح ہمارا بھی ضبط دیکھ لیا	وہ ہم نہ تھے جو چھری کے تلے اوچھل جاتے
ہوا ہمین جو وہ دیجاتے اپنے دامن کی	غشی اجل کی بھی ہوتی تو ہم سنبھل جاتے
یہ کوہ قاف بھی ہوتا تو سنہ رم ہوتا	اوسے بھی توڑ کے آنسو مرے نکل جاتے
لہو بھی رو کے تمہاری صفت ہی کرتے ہم	جگر بھی منہ کو جو آتا تو لعل اوگل جاتے
بھلا ہوا نہوا اونکی انجمن مین گذر	کسی چراغ پہ پروانہ ہو کے جل جاتے
ہما بھی آکے مری ہڈیان جو کھالیتی	جہان کی تھی مری مٹی وہان اوگل جاتے

شرف کوئی نہین ہوتا ہے جن یتیمون کا
وہ بادشاہون کے آغوش مین ہین پل جاتے

تمنا ہے شہادت مین جو پیراہن بنایا ہے	تری تلوار کے رومال کا دامن بنایا ہے
گلون کا حسن قدرت نے جو پیراہن بنایا ہے	تکلف ہے کہ ایسا چست بے سوزن بنایا ہے
کیا ہے میرے داغ عشق کو بدر الدجا اوسنے	چراغ طور سے بڑھکر اسے روشن بنایا ہے
مرقع باغ عالم کا کھبا جاتا ہے نظرون مین	عجائب گل کھلائے ہین عجب گلشن بنایا ہے
کمین صیاد کی ہے گردش چشم سیہ اوسکی	یہ جادو نے اس آہو کو شکار افگن بنایا ہے
کیا ہے آشیان تیار تنکے چنکے بلبل نے	عزا خانہ برائے گریہ و شیون بنایا ہے

تجھی کو زیب ہی جامہ رحیمی و کریمی کا
خدائی جسکے سلنے مین ہی وہ دامن بنایا ہی

کیا ہی جسنے خون اوسمین شریک اپنی کلیجے کا
کسی نے جب تری تصویر کا روغن بنایا ہی

قضا جو لاگ رکھتی ہی تمہاری جان نثارون سے
تمھین نے ان غریبون کا اسی دشمن بنایا ہی

مبارک ہو تجھے ای دل ترے زخمون مین پھر کو
نیا سوفت اوس نے اپنا توم کرد اس بنایا ہی

لپٹ جاتی ہی لیلی باندھتا ہی جب وہ بازو پر
یہ کسکے استخوان کا قیس نے جوشن بنایا ہی

نگاہ شوق نے میری کئے ہین اسقدر رخنے
کہ جس پردے مین ہی محبوب اوسی چلمن بنایا ہی

ہوا فرفر چلی آتی ہے جنت کے گلستان کی
ہماری قبر مین حورون نے کیا روزن بنایا ہی

ارم مین دفن ہی میت کہ گلزار حضوری مین
کہان تمنے شہید ناز کا مدفن بنایا ہے

اندھیری قبر تھی کی ہی شب قدر اسکی اندھیاری
یہ گھر تھا بے چراغ اعمال نے روشن بنایا ہی

عدم سے اوسنے بھیجا ہی جسے ہستی کی منزل مین
اجل کو اوس مسافر کے لیے رہزن بنایا ہی

کہا قاتل نے تصویرین جو دیکھین اپنی کشتون کی
شہید خاص یہ ہی جسکو بے گردن بنایا ہی

ترا اجب یہ پھرتا ہی تو بجلی کوند جاتی ہی
چھلاوا ہے کہ قدرت نے ترا توسن بنایا ہی

حسینون کے ورق مین چہرہ پرواز خدا نے
صراحی دار کیا کیا نقشہ گردن بنایا ہی

شرف سوز و طپش کی اسمین جھونکا جھونک کر آتش
حسینون نے ہمارے دل کو کیا گلخن بنایا ہی

نظر اونکی جو مشتاقون سے بے تقصیر پھر جاتی
ہزارون گردنون پر بے اجل شمشیر پھر جاتی

نہ کرتا ہمسے تو اے یار غمزہ چشم پوشی کا
ترے سرمے کی آنکھون مین اگر تحریر پھر جاتی

اگر اوس زلف پیچان کا نہ سودا مول لیتے ہم
بگڑ جاتے جنون سے سفت مین زنجیر پھر جاتی

جو ہوتا ناموافق وہ تو فوراً زہر کھا جاتا
مین اس ہستی سے پھر جاتا اگر تقدیر پھر جاتی

نہ آتا رحم اگر اونکو تو مین گھٹ گھٹ کے مر جاتا
ستم ہوتا جو میری آہ سے تاثیر پھر جاتی

تماشا دیکھنے جاتے جو ہم گنج شہیدان کا
جگر پر تیر پڑتے حلق پر شمشیر پھر جاتی

قمر کا چودھوین شب کو اگر کرتا مین نظارا
مری آنکھون مین اوسکی چاند سی تصویر پھر جاتی

چھری سے پہلے آنکھین تجھسے جلادنی نکلواتا
نظر جو تیری جانب سے دم تکبیر پھر جاتی

مری دہوم اوسکی نخچیرون مین اوڑتی سرخروئی کی
بلا سے مردنی چہرے پہ کہاکے تیر پہر جاتی

یہ دولت آرزو کی عشق کو جو بسترو کرتا +
مرے دلخواہ یہ ملتی ہوئی تو قسمت پہر جاتی

دم آسانی سے سینے نکلا ہی جو ہوتا نزع کا عالم
خود اپنی آنکھ کرتی کہلنے مین تاخیر پہر جاتی

اگرچہ اے شرف برسون جواب خط نہ لکھتا وہ
برابر شوق کی تحریر پر تحریر پہر جاتی

عالم مین وہ چراغ تمہارا شباب ہے
پروانہ جسکا چاند ہے گل آفتاب ہے

ہمنام ذو الجلال وہ عالی جناب ہے
مشکلکشا خدا لئے نصیری خطاب ہے

صیاد سے حمایت بلبل کرینگے ہم
ظالم سے بیکسون کو چہڑانا ثواب ہے

کیا گذری اونکی چاہنے والون پہ میرے بعد
خوشدل جہان مین کون ہے کس پر عتاب ہے

انتا مین کہلے حشر سے ہو جاؤنگا بری
مین کس شمار مین ہون مرا کیا حساب ہے

پروانے کیا مجال کرین میرا سامنا
لرزان مری تڑپنے سے خود اضطراب ہے

کیا برہمی ہوئی جو چمن مین عرق عرق
کسواسطے گلون سے کشیدہ گلاب ہے

کس کس پہ غش ہین عالم ایجاد مین کرونا
جو پہول اس چمن مین ہے وہ انتخاب ہے

سخت جگر گلون کے عوض ہین بہرے ہوے
لیکن مری سحار کا مجاور نقاب ہے

بیچین اسقدر ہے یہ کہیلی کی جان پہ
لیلی کو قیس سے بہی سوا اضطراب ہے

برہم ہین وہ جنازے کی پڑھتے نہین نماز
اک بے وطن غریب کا مردہ خراب ہے

ناحق کرٹا ہے تشنۂ دیدار کا گلا +
اسکی گواہ تو تری تیغ خوش آب ہے

کیونکر پڑی ہے چمن کی روش کی گلون پہ گرد
ہر وقت آب پاشی کو حاضر سحاب ہے

بلبل کے چہچہون نے جلایا ہے اسقدر
صیاد و باغبان کا کلیجا کباب ہے

آئی بہار لیتے ہین گل بلبلون کی جان
طاؤس کے شکار پہ نازان سحاب ہے

کیا سو رہے ہو قبر مین برپا ہے روز حشر
اوٹھو شرف یہ کونسا ہنگام خواب ہے

کیون اسقدر گریہ ہوئی چشم تر ایسی
روتا ہون لہو کسنے لگائی نظر ایسی

جب جانے کہ آنسو کی طرح نور نظر ہو
پیدا تو کرے پیار کی صورت گہر ایسی

چھٹ جائیگا جسدم تو لہو ہوکے بہیگا
کرتا ہی مرے دل سے محبت جگر ایسی

شرمندہ ہی تیر لب معشوق کی آمد
پڑتی ہے تمہاری نگہ ناز ادہر ایسی

ہین چاہنے والے طلب اللہ کری خیر
ہون سکتے کے عالم مین نہ سنتی ہی خبر ایسی

ہر عضو ترا نور کے سانچے مین ڈھلا ہی
پریون کی یہ صورت ہی نہ شکل بشر ایسی

خوشرو ہی تو ہو لاہ کی بلقیس کہان سے
آنکھ ایسی جبین ایسی دہن ایسا کمر ایسی

فردوس مین جائے جو کرے کوچ عدم کا
کرتا ہے مسافر کی مدد یہ سفر ایسی

ہو صاحب معراج کرے عرش پہ جا جا
منظور خدا کو ہے شکوہ بشر ایسی

بلبل کی سنائی نہ مرے دل کو سنائی
کہتے نہین بیمار سے یارو خبر ایسی

تخفیف ذرا بھی نہوئی درد جگر مین
اکسیر بھی کھائی تو ہوئی بے اثر ایسی

میت کے اوٹھانے کی ہوا کرتی ہے تدبیر
بیہوشی رہا کرتی ہے دو دو پہر ایسی

دیکھی نہ کبھی خواب مین بھی شکل وطن کی
افسوس ہوئی بیوطنی ہمسفر ایسی

سمجھا وہ پر برو سے مرنے کو قیامت
دیوانون کی اک بھیڑ ہوئی گور پر ایسی

آجاتی ہے مجھ کشتے کے واسطے تری رحمت
پیدا کسی جانباز نے کی ہے سپر ایسی

اس حسن سے لیلی کی کبھی زلف نہ لٹکی
رفتار سے بل کھائے تمہاری کمر ایسی

اللہ ہی پہنچنے سے بلبل کو بچالے
ہوش اوڑتے ہین سن سن کے اوڑی ہی خبر ایسی

اقلیم شہادت مین شرف کی ہی رسائی
رحمت ہی خدا کی کہ ہم کی ہے بسر ایسی

حسرت تری رہے نہ کسیکی خبر رہے
پتھرا گئین آنکھین بھی تو تجھی پر نظر رہی

افسردہ دل فراق مین ہم عمر بھر رہے
ہر وقت دم لبون پہ رہا چشم تر رہی

ہم ایسے حشر و نشر مین بھی بیخبر رہے
یہ بھی خبر نہین کہ وہ کب جلوہ گر رہی

داغون نے کی ہی چار طرف دلمین کشمکش
تسکین کی سمائی کہان ہے کدہر رہی

مین نے سنا ہی شان کریمی دکھا دئے گے
امیدوار ہون کہ مری بھی خبر رہی

نفرت ہوئی حیات سے دلمین کہا جو مر — روشن ضمیر ہو کے چراغ سحر رہی

دشمن زمانہ ہو کے ہمارا کریگا کیا — تو مہربان رہے تری سیدھی نظر رہی

الفت کے معرکے سے بچاتا رہی اسے — ہر دم جگر کو چاہیئے دل کی سپر رہی

تربت ہماری دیکھ کے برہم نہ ہو جیسے — مٹی یہین کی تھی جو یہان آ کے مر رہی

اندھیاری قبر مین مرے کام آگی دل کی داغ — کچھ پھول کچھ چراغ ہوئے کچھ قمر رہی

وہ دن تو ہو کہین ترا سودائی تو مین ہو — سجدے کرون جنون مین اگر در دسر رہی

دامان ناز سے جو کبھی گل کرے وہ گل — صبح بہار ہو کے چراغ سحر رہی

معشوق کہتے ہین مجھے جانباز و سرفروش — لازم ہے مجھکو بھی کہ ہتھیلی پہ سر رہی

اعمال سے ہی گور کی منزل مین دغدغہ — تنہائی کے سفر مین یہ کیون ہمسفر رہی

پروانے بزم خاص مین آتے ہین جسطرح — امیدوار ہون کہ مرا بھی گذر رہے

رقت سے تیری غم نے کسیکو نہ دی نجات — آنسو رہے جو چشم صدف مین گہر رہی

کس ناز سے کسی ہی مرے قتل کے لیے — محفوظ چشم زخم سے تیری کمر رہے

اے چودھوین شب اسقدر اندھیری ہی جا بجا — تیری سلامتی مین کہین مین قمر رہی

گلچینون کو ریاض سی کچھ مل نہ جائیگا — اترانے کو گلون کی ہتھیلی مین زر رہی

شاید کرون جو دل سے ٹھہرنے کا مین علاج — برسون ہی ہر دو اسے کشیدہ اثر رہی

بلبل نے مر کے لوٹ لی کیفیت بہار — بو ہو کے گل مین روح رہی گرد پیر رہی

آئے نہ کوئی چوٹ نکیرین کی شرف — مشکل کشا کا سایہ لحد مین سپر رہی

بعد حشر اونکو گنہگارون کی حیات پھر ہوئی — ہر طرف شان کریمی کی کرامت پھر ہوئی

مرگ تھی جیس سے ملاقات اوس سے نفرت پھر ہوئی — جان آفت سے چھٹی تھی اسیر آفت پھر ہوئی

مر گئے آخر ترس کے تندرستی کے لیئے — عشقبازی کا مرض ہو کر نہ صحت پھر ہوئی

پیس چکا ہون گور مین محشر مین کیون ہی پا بزیر — وہ قیامت کیا نہ تھی جو یہ قیامت پھر ہوئی

عشق لیلی نے کیا مجنون کو ایسا ناتوان — زندگی بھر پھر نہ دورا یا نہ طاقت پھر ہوئی

سر کٹا کسکا کیا کس کس کو بسمل میرے بعد
پھر چھری کس پر پھری کسکی شہادت پھر ہوئی

کوئی حسرت جوانی کی ضعیفی میں نہ کی
ہو گئیں کیں سیکڑوں ویسی نہ صورت پھر ہوئی

مختصر ہی روز وشب تو برباد کی صحرا کا حال
پہلے مجنوں چل بسا لیلیٰ کی رحلت پھر ہوئی

اوسکی رحمت نے کیا گلزار میری قبر کو
پہلے مشت خاک تھی تصویر جنت پھر ہوئی

کسنے مدفن کو بسایا ہوگئے جب خاک ہم
پہلے یہ گھر کسکو ملا کسکی سکونت پھر ہوئی

ہر طرح اونکو رہا اپنے گنہگاروں کا پاس
پہلے آزردہ ہوئی رحمت پہ رحمت پھر ہوئی

غسل صحت کرکے پہونچا ہیں تو وہ کہنے لگے
میرے گھر تک آئے تم میں اتنی طاقت پھر ہوئی

اوسکے آندھی کے محول کیوں کیا سیر غبار
وہ تو مجھسے آئینہ تھا کیوں کدورت پھر ہوئی

اوسکی عبرت کے لیے آنسو نظر بند امیر شرف
ہو گیا جب وقت سکتہ سلب رقت پھر ہوئی

تری گلی میں اک افسانہ جا بجا نہ رہ جائے
جنازہ اوٹھ گئے جو روح رواں یہاں رہ جائے

یقیں نہیں کہ ترا زندہ نیم جان رہ جائے
یہ دم کو توڑ کے رہ جائیگا جہاں رہ جائے

مزار غبار تڑپ کے جو نکلے سے اوٹھے
زمین شگاف ہو تھرا کے آسمان رہ جائے

زمانہ جو منہ سے کہوں سخت دل کی سوزش میں
کباب ہو کے دہن میں ابھی زبان رہ جائے

تمام عمر میری بیکسی بیان کرے
ہمارے منہ میں زبان ہو کے استخوان رہ جائے

رہا ر دی جو ہمارے غبار کی دیکھے
طواف کو لیے چکر میں آسمان رہ جائے

عدم کی راہ کی دیکھو تو شعبدہ بازی
ضعیف ہو کے تو بڑھ جائے نوجوان رہ جائے

اسیر ہونے لگا اے بلبلو مزا ابھی یہ ہے
قفس میں گھٹ کے مرے داغ آشیان رہ جائے

بہار گل کو نہ رہنے دیا گلستان میں
خزان جو پھولی ہو جب جائیں اب خزان رہ جائے

کوئی مقام نہ چھوڑا [illegible]
مکان خدائی کا ہو جائے تو جہاں رہ جائے

مزا تو جب ہے تری بیکسی [illegible]
کہ زخم منہ سے ہو کر ہر استخوان رہ جائے

یہ حسرتوں نے بھی دل میں خاک اوڑا کے
کہ جیسے لٹ کے بیابان میں کاروان رہ جائے

چھری وہ پھیر کہ تڑپوں تمام عالم میں
تپک تپک کے لہو سے [illegible] نشان رہ جائے

ضعیف کو مرض الموت اگر کرے رخصت — ڈرے قضا سے سلامت جو نوجوان رہجائے
چمن اجاڑنے کو تونے پہول توڑے ہین — خدا کرے کہ ترا ہاتھ باغبان رہجائے
لپٹ کے چہین لوں چلا جو تجہ پہ کہینچ کر — تمہارے ہاتھ مین اور تری ہوئی کمان رہجائے
یہ کتنا ضعیف گلا کاٹنے سے تھا اپنے گلا — کہ تیغ بہی جائے جو بسمل تو نیم جان رہجائے
سوال دید ترا کوہ طور پر ہو قبول — خدا کرے کہ تری بات ای زبان رہجائے
قفس لیا تے جو بلبل گل سے اوڑ جاوے — مسون کے جگر و دل کو باغبان رہجائے
بدن مین صاحب خانہ نہوگی روح ای دل — ابہی کو جان غنیمت ہے مہمان رہجائے
جلاکے دیکھ تو مجھکو اگر خدا چاہے — تہ ہو کہ آنکھوں مین کاجل مراد ہوان رہجائے
دعا ہی بزم مین تیری جو بیٹھ جائے دل — نہ آئے اور اٹھنے کی طاقت یہ ناتوان رہجائے
چمن کے پہول خزان جہونکتی ہی گلخن مین — خود آگ جاکے لگادون جو آشیان رہجائے

مشرف سنا ہی کہ وہ اتنے دور رہتے ہین
کرے جو عزم تو رستے ہی مین گمان رہجائے

پہاڑتے ہین باغ مین غنچے گریبان کسلیئے — ہنس ہی ہین کس پہ گل شبنم ہی گریان کسلیئے
دلمین مرہ کر خلش کرتا ہی پیکان کسلیئے — صاحب خانہ سے آزردہ ہی مہمان کسلیئے
کیا گنہ اسنے کیا تہا کیون اوڑایا اے صبا — خاک کو میری کیا تونے پریشان کسلیئے
گہل رہا ہون کسلیئے کسواسطے ہی رنگ زرد — سرد ہی سب جسم میرا دل ہے سوزان کسلیئے
کونسا غم ہے اسیر اسکو ہوئی ہی کیا خوشی — ای گریان کسلیئے ہی برق خندان کسلیئے
آمد آمد فاتحہ کو کونسے گلرو کی ہے — ہوتی ہی آراستہ گور غریبان کسلیئے
مردہ ما جیسے ہوت ناحق ہی تیاری کی فکر — جل کے مٹی دی بہی دو کرتے ہو سامان کسلیئے
کیا کریگی اے گنہگار رو تمہارا معصیت — بخشوا لیگا تمہین ہے رحم یزدان کسلیئے
کیا ہوا کیا تہا سمجھ مین میری کچھ آتا نہین — پہلے کیون سرخ آئی تہی ہوتا ہون بیجان کسلیئے
کیا کہون یارو کیا ہی کس پر پڑتے نہ تہک — دیکھ کر چپ چاپ ڈالا ہے گریبان کسلیئے
کسکو دکہلاتا ہی اپنا چاند حسن آفتاب — مشرق سے تا غرب ہی پہیلائے دامان کسلیئے

سوچ کیا اسکو سکندر کا ہی سکتے ہین جو ہی
بھر کے دامن مجھسے لگا گیا مری در سے ہاتھ
کیا مشیت ہی خدا کی حال کچھ کھلتا نہین
تنگ ہو کر قیس کی وحشت سے لیلی کہتی تھی
کیا قیامت ہی گلون کی ادھر رہی ہین کیون شفق
معصیت کا میرے گر جامہ ادہر [illegible]
لہٰذا دیتا ہی کہین کوئی بنا لیتا ہی خاک

صورت تصویر ہی آئینہ حیران کیلئے
پاؤن پر یہ لوٹتا ہی ابر نیسان کیلئے
بستیان صدہا ہوئی جاتی ہین ویران کیلئے
اے خدا تو نے کیا تھا اسکو انسان کیلئے
ہو رہا ہے باغ کا دفتر پریشان کیلئے
پھر کفن پر میرے لکھوایا تھا قرآن کیلئے
خاک میری ہو رہی ہے دستگردان کیلئے

پیر ہین پہنو شرف رخصت ہوئی فصل بہار
ہوش کی باتین کرو پھرتے ہو عریان کیلئے

حسرت و رقت کی ہے تدبیر کسکے واسطے
کس زمانے مین کوئی بیتاب پوچھا جائیگا
آمد آمد کسکی ہے آنکھون مین کیون آنکھا ہر دم
کوستے دل کے نشانے کی ہی انکو جستجو
کسکے رونے مین رولا یا ہے نہین یہ بھی خبر
خاک ہوتی ہے مری کیون شیشۂ ساعت مین
چاہنے والے پہ ظلم اور آئینے سے اختلاط
روز اک بستی لو جڑتی ہے ادھر ڈھاتا ہے کون
کس مرقعے سے جدا کھینچے گا اسکو سوچ ہی
آمد آمد کس پری پیکر کی ہے معراج مین
دیکھنی دکھلائیگی کیا غضب معراج مین
چاہنے والا قیامت مین طلب ہو گون سا
کیا مین دیوانہ ہون یوسف کا جو نقشہ کرون
[illegible] کیون کرا [illegible]

آبدیدہ ہو گئے ہوان تصویر کسکے واسطے
اوٹھ رہی ہے عشق کی تاثیر کسکے واسطے
بیدمی کرتی ہے اب تاخیر کسکے واسطے
اوڑتے پھرتے ہین تمہارے تیر کسکے واسطے
پوچھئے یوسف سے پھر تعبیر کسکے واسطے
کرتی ہے حسرت اسے تسخیر کسکے واسطے
واہ واکس سے ہو خوش تقدیر کسکے واسطے
جان دیتے ہین جوان و پیر کسکے واسطے
حسرت افزا ہے مری تصویر کسکے واسطے
ہو رہی ہے وصل کی تدبیر کسکے واسطے
ہی مسلط طور پر تنویر کسکے واسطے
حشر برپا ہے یہ بے تقصیر کسکے واسطے
اے پری رو ہی تری تصویر کسکے واسطے
ہو رہی ہے اسقدر تحریر کسکے واسطے

کس پری رو کو چھاتی ہے مرا دیوانہ پن
غل مچایا کرتی ہے زنجیر کسکے واسطے

صید گاہ عشق میں لایا ہی کسکا عشق ہدیت
سب یہ چھریاں ہیں نیمچیاں نخچیر کسکے واسطے

جمع ہے ساری خدائی ذبح ہونیکے لیئے
تیغ کی ہے نیت تکبیر کسکے واسطے

غم میں کس گل کے ہوئی ہی یہ بلبل کی زبان
ہو گیا ہی حیف یہ خوش تقریر کسکے واسطے

جستجو میں رہتی ہے کس بادشاہ حسن کے
رات دن گردش میں ہی تقدیر کسکے واسطے

کونسا دیوانہ کھڑکا ئیگا اسکو زیر عرش
اے خدا لٹکی ہو زنجیر کسکے واسطے

دیکھ لی تصویر کسکی سوچ کسکا ہو گیا
ہو گئی حسرت گریبان گیر کسکے واسطے

کوچہ محبوب میں صدہا پڑی ہیں میتیں
خاک اڑانے جاتی ہیں رہگیر کسکے واسطے

شرح ہے مد نظر کس مصحف رخسار کی
کرتے ہو قرآن کی تفسیر کسکے واسطے

تھی خبر میری اسیری کی ہوا مجنون اسیر
پہنی کسنے آئی تھی زنجیر کسکے واسطے

پھر کیون ہوتی ہی خالی خاک کیون ہوتا ہی تعمیر
ضبط ہوتی ہے مری جاگیر کسکے واسطے

کون برہم ہو گیا ہے زار نالی سے مری
منحرف ہو آہ سے تاثیر کسکے واسطے

کیون ٹپکتا ہے لہو دم خم سے اسکی میری بعد
خون روتی ہے تری شمشیر کسکے واسطے

کیون اڑاتی ہے خدائی میں مری تربت کی خاک
کرتی ہے حسرت اسے تشہیر کسکے واسطے

دولت داغ وفا دل سے جو پھر لی ہو شرف
جمع کی ہے اسنے یہ توقیر کسکے واسطے

کسی کے ہی نہ جلنے میں نہ کھلنے میں قدم ٹھہرے
تری بزم ستم میں شمع کے مانند ہم ٹھہرے

تمہین کچھ ربح جب سمجھے تو پھر ہم تم بہم ٹھہرے
نہ ہمسے دور تم ٹھہرے نہ تمسے دور ہم ٹھہرے

گئے رکھ رکھ کے گل اونپر جو زخم انکے شہیدون کے
زیادہ زخم ہی ٹھہرے چمن میں پھول کم ٹھہرے

ریاض البکا یہ روح القدس کی جعفری کی
ترے باغات میں بھی بلبل باغ ارم ٹھہرے

حسینی موج میں محشر میں جہان نام لکھوا لیا
قیامت میں بھی جا کے زیر دامان علم ٹھہرے

ہوس ہی سہمات داری کرون ایسی حسینون کا
کہ برسون میری محفل میں نہ دور جام جم ٹھہرے

سر نگا زندگی بھر سجدہ شکر یہ کعبے میں
گمان تھا سجدہ گاہ ہو نگا تری نقش قدم ٹھہرے

کلیجے سے لگا یا پھینک دی تلوار قاتل نے
ہم اس انداز سے مقتل مین گردن رکھ کے ہم ٹھہرے

ترسے دیدار کا مجھکو کیا تو اوس عالم مین رہتا ہے
نہ جسمین نقش کشش ٹھہری نہ آسودہ شکم ٹھہرے

غبار کوے جانان سودۂ الماس ہو جائے
جسے اکسیر ٹھہرا اون وہ میرے حق مین سم ٹھہرے

مجھے امید راحت تھی اونہون نے ذبح کر ڈالا
رحیم اونکو مین سمجھا تھا وہ بانی ستم ٹھہرے

بہت جلد اوسنے تحشر سے ہماری ستمگاری کی
اونہین کو پہلے بخشا جن گنہگارون مین ہم ٹھہرے

اثر ایسے عمر رفتہ کی ہے جو بو شان و شوکت مین
خدا کا شکر کچھ دن جو یہ جاہ و حشم ٹھہرے

زبردستی ہمین دنیا مین بھیجا خاک ہونے کو
کیا تھا کیا کہ جو ایسے گنہگارون مین ہم ٹھہرے

نہ ٹھہرینگے کہین بے طے کیے منزل محبت کی
جو ہوتا ہے وہ ہو جائے نہ ٹھہری جائے دم ٹھہرے

یہ چل کے رہ گئی وہ جاکے پہونچے پہلی منزل تک
تہ کشتے تری تلوار سے بھی تیز دم ٹھہرے

سلیمان قبر مین اوترے تو پوچھا اونسے حسرت نے
جلوس اب کسطرف جائے کہان طبل و علم ٹھہرے

برش تیغ دو دم کی پل ہے دریای محبت کا
ستم کی آبیاری ہے یہان کیونکر قدم ٹھہرے

کراہین کیون نہ رند و دوست کیونکر وہ [illegible]
دو دن [illegible] جسکے برسون کا ہے حشر جان کو غم ٹھہرے

ابھی جو ای شرف پہلو مین وہ گلفام آ بیٹھے
نہ کوئی داغ پھر ٹھہرے نہ پھر رنج و الم ٹھہرے

تمہارے انجمن سے رات کو باہر جو ہم ٹھہرے
کبھی تڑپے کبھی سسکے نہ آنسو کوئی دم ٹھہرے

نظر انداز اپنے آنسوؤن کو جو سمجھے تھے
نگاہ یار مین آ کے یہ سولی وہ رقم ٹھہرے

مرے گھر مین وہ آتے ہین ذکر بد شگونی ہو
نہ اب غمگین یہان ٹھہری نہ کوئی [illegible] ٹھہرے

طلب اوسنے کیا جسدم گنہگاران الفت کو
یہ جاکے صف جماتے ہین یہان کم ٹھہرے

اگر تیرے کرم دم بھر نہ لکھے جائین عالم مین
جہان سے رفتہ رفتہ اوٹھ جائین نہ دنیا مین قلم ٹھہرے

فسانہ حسن رخ کا لکھکے افسون ساز کہلا ہو
صفت آنکھون کی لکھی تو ہم جادو رقم ٹھہرے

ڈرایا ہمکو کیا منزل شوق شہادت نے
لپکا برق کی آ لے جہان لینے کو دم ٹھہرے

بیضاوی ہاتھ آئے تو اوسکو بھی لٹا دی دولت
[illegible] ہون کہ وہ بھی میرے آگے اک قدم ٹھہرے

نہ دی ہمکو زمین قبر دین اورون کو جاگیرین
[illegible] سب ٹھہرے گنہگارون مین ہم ٹھہرے

یہ مری سی شکل مجھ حسرت زدہ کو تم جو دکھلا دو
نہ رقت ہی نظر آئے نہ آنکھوں کا ورم ٹھہرے

شب تنہائی مین تا صبح سینہ میں کوٹا ہے
کہین ایسا نہو میرے کلیجے مین ورم ٹھہرے

ترے مجروح کو سوز تنفس مار ڈالے گا
لہو زخم جگر کا بند کروا دے کہ دم ٹھہرے

نہ تھا دنیا مین دم لینے سے مطلب خاکساروں کو
فنا فی اللہ ہونے کو یہ مشتاق عدم ٹھہرے

خدا کے فضل سے ہینتے وہ اپنی روبکاری ہی
کہ ہنگام قیامت ہم سزاوار کرم ٹھہرے

عدم تک لائی تیری جستجو اٹھے جو دنیا سے
کہین بھی ہم نہین تیرے ہی قدموں کی قسم ٹھہرے

کرو طے رفتہ رفتہ ای شرف منزل محبت کی
سمائے سانس سینے مین ذرا جان آئے کہ دم ٹھہرے

باغ مین لا کے رہا کر گیا صیاد مجھے
ایسی اس سال مبارک ہوئی فریاد مجھے

اے شہ حسن کیا عشق نے برباد مجھے
تجھسے فریاد کو آیا ہوں ملے داد مجھے

وہ فراموش حسینوں نے کیا ہے ایسا
دل دیا ہے کسے اتنا بھی نہین یاد مجھے

سال اس سال وہان سے مین نہین اٹھ سکتا
جب گراتی ہے کہین عشق کی افتاد مجھے

قید ہوتا ہوں قفس مین تو چھوٹوں گا کس دن
کس سے پوچھوں کہ بتادے مری میعاد مجھے

غش ہوتا ہے مرا بھی جو بہار آتی ہے
باغبان بیٹھے ہین روتے ہین صیاد مجھے

وہ بیدم دم یہ ضعیفی [illegible] کیا کرتا ہے
حق مین بخشا چکا اب یہ بھی آزاد مجھے

کہہ رہی [illegible] خاک مری تربت پر
اے شرف نغمت صبا کر گئی ہر برباد مجھے

رخصت روح ہے سامان عزا حاضر ہے
آپ دیدہ ہین سب احباب قضا حاضر ہے

واجب الرحم و سزاوار عطا حاضر ہے
یہ پرستش چاہیے جسکی وہ گدا حاضر ہے

کون اس گل کی کچہری مین ہمین پوچھیگا
ایک سے ایک دہان کا ردا حاضر ہے

لسنے نکیرین مرا پڑھ لو شہادت نامہ
جس یہ کرتا تعامل مین وہ لکھا حاضر ہے

اسقدر تجھسے ہی محجوب گنہگار ہے ترا
عذر خواہی کے لیے رو بقفا حاضر ہے

تیری رحمت سے جو کرتی ہے اجابت تقریب
کو لینے بندۂ بیکس کی دعا حاضر ہے

حکم ہے گلشن ایجاد کی بربادی کا
اس مرقع کے مٹانے کو فنا حاضر ہے

رنگ پھیکا ہے حنا کا تو نہ کیجے غصہ
خون دل کی جو کمی ہے تو سوا حاضر ہے

متقی کوئی نہ جنت کی خوشی مین ٹھہرا
تیری خدمت کو گنہگار بڑا حاضر ہے

بعد مردن بھی طواف در دولت کو ترے
خاک حاضر ہے جدا روح جدا حاضر ہے

منزلت دیکھ اسیری مین ہماری صیاد
بوے گل لیکے گلستان کی ہوا حاضر ہے

ہمدموں نے جو مرے دفن کو اونسے پوچھا
روکے بولے کہ مرے باغ مین جا حاضر ہے

دل مرا سینے کی اوس شوخ نے پرسش کی اگر
حشر برپا ہے گواہی کو حنا حاضر ہے

کوئی سفاک شہادت کا جو موجد ہوگا
سب سے پہلے مین کہونگا کہ گلا حاضر ہے

ہم نہ بھولینگے کبھی کعبۂ مقصود کی راہ
رہنمائی کے لیے قبلہ نما حاضر ہے

ہدہد و مرغ و کبوتر کی حقیقت کیا ہے
اوس شہ حسن کے صدقے کو ہما حاضر ہے

کوئی اوس گل کی جوانی کا تکلف دیکھے
آنکھ مین مہر نہین شرم و حیا حاضر ہے

رہ بیکاری محبت کو وہان جاتا ہون +
حق رسانی کو جہان بیم و رجا حاضر ہے

پیرہن پھاڑکے مجنون نے جو پھینکا پھینکا
کیون برہنہ وہ رہے پھیری قبا حاضر ہے

آمد آمد ہے گلستان مین کسی گلرو کی
خیمۂ ابر لیے باد صبا حاضر ہے

شامیانہ جو نہین ہے تو نہو تربت پر
سائے کے واسطے گھنگھور گھٹا حاضر ہے

درد تنہائی کے درمان سے ہے ضیق مین دم
نیر حاضر تو ہے تاثیر دوا حاضر ہے

عرض کرتا ہے یہ اوس بادشہ خوبان سے
کہ وہ اک بندۂ ناچیز جدا حاضر ہے

بعد مردن کوئی دیکھے مری شان حسرت
قبر پر خاک اوڑانے کو فنا حاضر ہے

دم جو اوبھا شب ہجران مین تو آئی آواز
اب نہ گھبرائیے شرف آپ قضا حاضر ہے

اجل ارم کا مرقع دکھاتی جاتی ہے
پڑا ہون غش مین فقط سانس آتی جاتی ہے

دماغ نے بھرسے نرالی ہے شمع کی رقت
کہ جنکو روتی ہے اونکو جلاتی جاتی ہے

گلون سے بڑھکے شگفتہ دماغ ہونگا مین
کہ اسمین یار کی خوشبو سماتی جاتی ہے

بچا ئیو کہین اسکو قضا جو ملجائے
غرور ہوگا انہین شان بے نیازی کا
ہزارون دل وہ کہلونون کی طرح توڑینگے
چلے ہین خود وہ بچانے انہین اوتارنے کے لیے
سواری جاتی ہے کس گل کی باغ عالم سے
ہوا ہی یار کو دعوی جو لن ترانی کا +
خوشی یہ کرتی ہے تیرے چمن مین بسنے کی

تری خبر کو مری روح آئی جاتی ہے
خودی مزاج مین اونکے سماتی جاتی ہے
یہ کم سنی اونہین شوخی سکھاتی جاتی ہے
جو آنکھ ہی مرا شانہ ہلاتی جاتی ہے
جو ساتھ ساتھ صبا خاک اوڑاتی جاتی ہے
بری ہی شکل یہ باتین سکھاتی جاتی ہے
جو کھلتی ہے وہ کلی مسکراتی جاتی ہے

جو ساتھ ہین اونہین ہچکی لگی ہوئی ہے شرف
یہ کیون انھین مری میت رلاتی جاتی ہے

ندا ہے لن ترانی سنکے ٹھہرے بھی تو کیا ٹھہرے
ہمارے پیشوا کا قدسیون سے بڑھ گیا رتبہ
نہ بھولے گا کبھی ہمکو بہت مقصود کا رستا
جنازے کو ہمارے کوچۂ محبوب مین رکھ دو
بحل نامہ لکھے دیتا ہون اپنے خون ناحق کا
کسی نے مرکے اتنا بھی نہ پوچھا ظلم یہ کیا گذری
کرے منظور جان بخشی اگر وہ اپنے بندون کی
رہین اوگلی خزانے صرف کرنے کی تمنا مین
رہا کرتا ہون مین کاش آپ بین تصویر حیرت کی
ہمارا استخوان افتادہ حق ہے حسرت کا
تلاطم ہے جہان مین کوئی مظلوم آہ کرتا ہے
بدن ٹھنڈا ہوا جاتا ہے پنکھے دل کو ہوائے زیر
چمن سے تم جو پھر جاؤ تو عالم ہو کا ہوجائے
نکلوایا جو اوس گلرو نے دفتر حق رسائی کا

زبان بے زبان ٹھہرے وہان بے صدا ٹھہرے
ولی اللہ کے ٹھہرے تقصیری کر خدا ٹھہرے
ادھر کی راہ لی اہل جہان نے قبلہ نما ٹھہرے
یہین سے خاک [illegible] ہین [illegible] ٹھہرے
کہ جسمین سرخرو قاتل مرا پیش خدا ٹھہرے
ملا کر خاک مین ہمکو نہ دم بھر آشنا ٹھہرے
نظام زندہ جمین ہو جو کہ نہ ہستی مین قضا ٹھہرے
ذلیلون نے قدم چومے جہان تیری گدا ٹھہرے
خدا جانے کہ کیا صورت مری بعد فنا ٹھہرے
اوڑین ہوش اوسکے عبرت سے جو پاس اسکی ہما ٹھہرے
الٰہی رحم کر اپنا یہ طوفانی ہوا ٹھہرے
اوٹھی جاتے ہو تم پہلو سے دم سینے مین کیا ٹھہرے
گلون مین بو نہ پھر دم لے نہ گلشن مین صبا ٹھہرے
ریاض خلد کے قابل شہیدان ادا ٹھہرے

یہ عالم جسنے دیکھا شوخی رفتار کا اوسکی
جہاں آیا کوئی جو یا نہ اوسکے نقش پا ٹھہرے

لحد میں اسطرح تنہا ہوا سے پا کر [illegible]
کہ حلوں سے نفاست میں کفن میرا ہوا ٹھہرے

یہ کہکے پھر گئے وہ چاہنے والوں کی محفل [illegible]
یہاں چرچا ہی الفت کا یہاں میری بلا ٹھہرے

بجھائیگا [illegible] ہم کی جلن کو عرق یہاں [illegible]
گھٹا رونے کو آئے سر پٹکنے کو صبا ٹھہرے

ہوئی ہے دشمنی تسکین سے درد جگر [illegible]
جیا ہی میں بیمار دل میں کیونکر امید شفا ٹھہرے

حقیقت میں یہ دل کی بیکسی [illegible]
گدائی کے لیے سر سہ شہادت کو خدا ٹھہرے

برابر [illegible] ان شہبازوں میں رہے دونوں
[illegible] قدم [illegible] سے وفا بیت آشنا ٹھہرے

کہا آیا ہے دل جا سکے میرا تیر کہاں سے
کیا جانیے یہ ہلو آیا ہے خنجر کہاں سے

ہر جلوہ [illegible] جو اک نور کی [illegible]
دل کھینچ کے لایا ہے یہ تصویر کہاں سے

دنیا [illegible] کہ ہر شوق اسیر [illegible]
دیکھوں تو میں کشش کرتی ہے زنجیر کہاں سے

بس گوشہ [illegible] وہ ادا [illegible]
کرتے ہیں کلیجے ہدف تیر کہاں سے

[illegible] کے عرق [illegible]
اور تری سے کہاں گذری ہے شمشیر کہاں سے

[illegible] کہ [illegible]
لاؤں وہ چھری اور وہ تکبیر کہاں سے

اس [illegible] صورت یہ جو لہراتی ہوا ہے شمع
آتا ہے ترے واسطے کلگیر کہاں سے

[illegible] عالم غربت میں پڑا ہوں
دیکھوں تب مجھے اوٹھالی ہے تقدیر کہاں سے

[illegible] کا جو ستایا [illegible] قضا نے
آئی ہے یہ دینے مجھے تعزیر کہاں سے

خوش ہیں ید بیضا کی تجلی سے جو موسیٰ
ہاتھ آگئی یہ چاند سی تصویر کہاں سے

رہتا تھا ترا عالم ارواح میں مشتاق
کرتا تھا ترے ملنے کی تدبیر کہاں سے

[illegible] اک بادشہ حسن [illegible]
یوسف کو میں لاؤں نئے تعبیر کہاں سے

[illegible] بازوں پہ جو نازاں [illegible]
سیکھی ہے انہوں نے تری تقریر کہاں سے

[illegible] جلوہ ہے جو غش [illegible]
اس طور پہ چھٹتی ہے یہ تنویر کہاں سے

کیا تیری [illegible] سے کوئی آ کے نشانہ
اوڑتے ہوئے لائیگا کوئی تیر کہاں سے

ہوں عالم ارواح سے مین آپکا مجروح
سچ کہیے لڑی ہے مری تقدیر کہاں سے

وہم ضیق مین مردون کا جو کرتے ہین نکیرین
سیکھ آئے ہین اس قہر کی تقریر کہاں سے

کیونکر وہ پری اوتری میرے شیشۂ دل مین
کر لاؤں اوسے جا کے مین تسخیر کہاں سے

کیا مجھکو ہوا ہی جو سلگتا ہوں شب و روز
رگ رگ مین مری آ گئی تبخیر کہاں سے

کیا اسمین لکھا ہے کہ جو تعویذ کیا ہے
آج اے شرف آئی ہے یہ تحریر کہاں سے

ہم ہوا سے شوق مین جو داغ پنہان لے چلے
کیوں اس آندھی مین چراغ زیر داماں لے چلے

کس پہ رحم آیا یہ کس تربت پہ ساماں لے چلے
گل ہزاروں بھر کے دامن مین جو قرآن لے چلے

غنچۂ دل دیکے ہم داغ فراوان لے چلے
اک شگوفہ چھوڑ کر کیسے گلستان لے چلے

سوفت بھرتا کوئی تمسے دیوانے کی زخمون مین اگر
کسکی خاطر تو تم کر اپنا گریبان لے چلے

دل جو بہلانے کی خواہش اوسکو دیوانے کی تھی
قافلے پریون کے صحرا مین سلیمان لے چلے

آرزو ہے ہمرہ پیکان روانہ دل بھی ہو
صاحب خانہ کو بھی ساتھ اپنے مہمان لے چلے

اونکی محفل کی سر شام ایسی دل کو لو لگی
شمع روشن کرنے کو ہم داغ سوزان لے چلے

رحمت معبود آئی ساتھ چلنے کے لیے
دار دنیا سے جو نیک اعمال انسان لے چلے

کسطرح کی حسرتون مین کوچ دنیا سے کیا
کیسے کیسے داغ کیسے کیسے ارمان لے چلے

پاکدامانی کی حسرت مین کفن مین رکھ کے ہم
خاک پاک تربت گور غریبان لے چلے

مرتے دم دنیا کی مالیت کی کیا پروا رہی
لوٹ کر ہم دولت اسلام و ایمان لے چلے

مغفرت مد نظر ہے کس شہید ناز کی +
کسکے پہلوون مین یہ تم پڑھنے کو قرآن لے چلے

رایت وحشت کی صحرا مین جو تیاری ہوئی
ہم پھریری کے لیے اپنا گریبان لے چلے

اٹھکے عاشق کو وہ غش مین بیقرار ایسی ہو کر
دونوں ہاتھوں مین ہوا دینے کو دامان لے چلے

حسن آرائی کی محفل بھی جو دیوانون نے کی
لے چلے گلزار سے جیب گل کو عریان لے چلے

گر کے قدموں پر جو مین دامن سے لپٹا قبر مین
مجھکو گلزار ارم مین شاہ مردان لے چلے

کوئے قیدی کے نالوں نے کیا دل پر اثر
نصف شب کو تم کسی کہلوا کے زندان لے چلے

جب پھری گلگشت سے ہمرہ ہوئی بوے بہار
سفت سونگھی حسن کے بازار مین خوشبوی زلف
حضرت یوسف نے دلوائی اسیری سے نجات

بلبلون مین غل ہوا روح گلستان لے چلے
کال حسن سودی کا تھا ہم اوسکو ارزان لے چلے
قید سے چھڑوا کے میری مرثیہ دان سے لے چلے

گردش جو پھر رہے ہو اس بجائی مین ہی کون
ای شرف آج اپنے گھر مین کسکو مہمان لے چلے

اب نشیمن ہی نہ مجھکو آشیان درکار ہے
تنکے چننے کو چمن ای باغبان درکار ہے

سجدہ کرنے کو مجھے وہ آستان درکار ہی
جسکی خاطر زمین نہ آسمان درکار ہے

کوئی حسرت ہی نہ اب اوج روان درکار ہے
مر مٹا ہون تجھ پہ تو اے جانجان درکار ہے

ڈھونڈتا ہون قدردان گلہای داغ عشق کا
باغ اوجڑتا ہے میرا اک باغبان درکار ہے

قبر کو مسمار کردے گی برس کی بیکسی
وادی حسرت کو میرا استخوان درکار ہے

کیا ہے کیون مین اسقدر حسرت زدہ ہون
مجھکو کسکی آرزو ہی کیا بیان درکار ہے

بستنی کمخواب کی زرین قفس مین کیا کرون
مجھکو اے صیاد اپنا آشیان درکار ہے

قتل کی حسرت مین ہم بھی بس کرینگے پیرہن
تیرے کشتے کا لباس خونفشان درکار ہے

بزم ماتم سے جہان مین کوئی جا خالی نہین
جسطرف جاؤ وہان اک نوحہ خوان درکار ہی

لیکے مین فردوس مین قصر زبرجد کیا کرون
جسمین تم رہتے ہو مجھکو وہ مکان درکار ہی

خوان نعمات محبت کی جو اتنی ہے ہوس
چاشنی کس شے کی تجھکو ای زبان درکار ہی

رفتگان اوترے ہین جا کے تیری حسرت مین جہان
مجھکو وہ مہمان سرائے کاروان درکار ہی

یاس سمجھاتی ہے کل دو گز زمین قبر لحد
حرص کہتی ہے مجھے سارا جہان درکار ہے

ہر طرف سنتا ہون مین دل کی خریداری کی ہجوم
لینے والا کون ٹھہرا ہے کہان درکار ہے

تو نے تاکا ہے مجھے چلا چڑھانے کے لیئے
مجھکو اے ناوک فگن تیری کمان درکار ہی

بھیجدی لکھوا کے مجھکو بلبل سدرہ کی ہاتھ
دل کے بہلانے کو تیری داستان درکار ہی

جب مین کہتا ہون بیان کر مژدۂ فصل بہار
باغبان کہتا ہی بلبل کی زبان درکار ہے

کلمہ پڑھوانے کی ہی مجھسے وہ اپنے عشق کا
لیک پھر اوسکو میرا امتحان درکار ہے

کیا کریمی ہے لحد میں اوسکی رحمت کہتی ہے
ہمنے لے جو کچھ سمجھے ای مہمان درکار ہے

ہو رہا ہے کیون دو عالم کا یہ مجمع حشر میں
کونسے یوسف کو اپنا کاروان درکار ہے

دیکھنے کو اوس مہ سیما کی سواری کا جلوس
ای شرف مجھکو چہارم آسمان درکار ہے

دل جو لٹکا ہوا اوس زلف گرہگیر میں ہے
یہ گرفتار بلا کون سی تقصیر میں ہے

دھوم اسکی ہمین حسن جہانگیر میں ہے
کونسے پھول کا رونق تری تصویر میں ہے

جان لینے کو وہ ہر بار اوسے کرنے کو ہو بیان
اوسکی ہی فکر میں ہوں وہ تری تدبیر میں ہے

کونسا صید وفادار وہ تھا اے صیاد
جسکی یہ طاقت پرواز ترے تیر میں ہے

اور معشوق جو مجھسے نہیں ملتے نہ ملیں
جسکو میں چاہتا ہوں وہ مری تقدیر میں ہے

خود بخود آئیگا وہ ہوگی ملاقات اوس سے
شوق ہے مگر اے دل ابھی تاخیر میں ہے

نقشہ تیرا سا دو عالم کی مرقع میں کہاں
کار پردازی قدرت تری تصویر میں ہے

ہاتھ کیون روک لیا رکھ کے چھری گردن پہ
وجہ کیا ہے جو تامل تمہیں تکبیر میں ہے

حشر کے دن بھی رفاقت میں ہے سفاکی کی
بو مری خون کی ابتک تری شمشیر میں ہے

کوئی سر دو یا لے لتعشق کا صلہ کیا دیگا
دخل یوسف ہی کو اس خواب کی تعبیر میں ہے

کون مجھسا ہے اسیر دل میں اسیر ای صیاد
رگ و پے تک مری وابستہ ترے تیر میں ہے

اسکی جھنکار سے بھر آئینگے شیرا ہے مجنون
مری زنجیر کا لوہا تری زنجیر میں ہے

چاشنی عشق و محبت کی سمجھ کر چکھیو
ہے تو اکسیر مگر زہر بھی تاثیر میں ہے

ہمدمی حبس دمی کرتی ہے دم گھٹنے میں
اے شرف جب سے گلا طوق گلوگیر میں ہے

کم سن ہیں طبیعت میں ہے بیداد ابھی سے
کرتے ہیں قیامت کو وہ ایجاد ابھی سے

لائی تھی جہان میں ابد آباد کی حسرت
افسوس مٹی جاتی ہے بنیاد ابھی سے

مرتا ہے کسی دن نظر زیست سے گر کے
اک چوٹ لگاتی ہے وہ افتاد ابھی سے

شنوائی تو رکھی ہے قیامت پہ خدا نے
کیون داد طلب ہے مری فریاد ابھی سے

پہنا دن تو پھر طوق گلو گیر اوتارسے
سنت نہ بڑھا سے مری حد ادا ابھی سے

کیا کھینچے گا نقشہ ترے آئینہ رُخ کا
قُود سکتے کے عالم میں ہے بہزاد ابھی سے

محشر مین تو ہستی کا نشان بھی نہ رہیگا
کرتے ہین جہان کو وہ برباد ابھی سے

طفلی مین بھی روتے تھے تو سمجھاتی تھی دایہ
وہ کون ہے کرتے ہو جسے یاد ابھی سے

دم بھر میں غش آئیگا لہو دیکھ کے میرا
سنتا ہے کہ عالم مین ہے فصاد ابھی سے

آغاز محبت میں عزائم ہین کہ جیون مین
منظور جو ہو تے ہیں گے ارشاد ابھی سے

خونریزیوان کا ستم ہے نہ شبخون کی دن ہین
کیا جانے وہ کیونکر ہوئے جلاد ابھی سے

جب ہونگا گرفتار تو کیا حال کریگا +
سہما تا ہے تو مجھکو جو صیاد ابھی سے

زندان ہی مین ہتا ہی فقط گذرے ہین دو دن
دشوار ہوئی ہے مجھے میعاد ابھی سے

جبکا مین گنہگار ہون آپ لینے دی اوسکو
گردن نہ جدا کر مری جلاد ابھی سے

سن لین تو نکیرین کلیجے سے لگا لین
کرتا ہون مین ہر دم وہ سبق یاد ابھی سے

وعدہ بھی برابر تو ہوا ہی نہین اسکا
کیون روح ہوئی جاتی ہے آزاد ابھی سے

آتی ہے خزان باغ او جڑتے نہین دیکھون
چل مجھ پہ چھری پھیر دے صیاد ابھی سے

جب تیر و کمان لائیگا جب تا کیو مجھکو
لِلّٰہ نہ سہما مجھے صیاد ابھی سے

اسید تو تھی مر کے نکلنے کی شرف کو
دل توڑ کے غم کرتے ہو آزاد ابھی سے

مجھ پہ بے اذن ترے حکم قضا کیا کرتی
ملک الموت مری جان ہوا کیا کرتے

درد الفت مین تمنائے شفا کیا کرتے
ایسے آزار مبارک کی دوا کیا کرتے

رکھ کے دو پھول بجز آہ و بکا کیا کرتے
اور تربت پہ عزیز و رفقا کیا کرتے

بے نیازی کے شہنشاہ کو کن پروا کیا ہے
یکلے وہ ہمسے غریبون کی دعا کیا کرتے

فلک کی دامن رحمت سے لپٹ جانے کی
اور تدبیر نجات اسکے سوا کیا کرتے

کیون ہم اس زخم محبت کا جھڑاتے پھاہا
ایسے پیارے کو کلیجے سے جدا کیا کرتے

پاسداری تھی رحیمی و خطا پوشی کی
وہ گنہگارون کی تجویز سزا کیا کرتے

دیکھتے وہ مری حسرت جو ہم آغوشی کی | دوڑ کر مجھسے لپٹ جاتے حیا کیا کرتے
رنج کرتے ہین جو چھٹنے کا تو دل کہتا ہے | تمکو پیدا ہی نہ کرتا جو خدا کیا کرتے
جبتک اک درد رہا سیکڑون دولتین تھین | ہوگیا خون کلیجا تو دوا کیا کرتے
جسم تھا خاک کیا خاک مین اسکو معدوم | روح تو روح تھی اونہین کی وہ فنا کیا کرتے
تم مکرتے جو مرا خون خدا کے آگے | بول اوٹھتی جو زبان ہوکے خفا کیا کرتے
مرتبہ تیری حضوری سے نہ بڑھکر ہوتا | شان شاہی و کرامات گدا کیا کرتے
اپنے قاتل کو بتایا نہ کسیکو ہمنے | چاہتے تجھ اوسے انگشت نما کیا کرتے
موت نے قید تعلق سے چھڑایا مجھکو | جان چھوڑی نہ جنھون نے وہ رہا کیا کرتے
کھل گئے شربت دیدار کی جب حسرت مین | ہوگئی یاس تو صحت سے دوا کیا کرتے
لاکے اے یار حضوری مین ترے پہونچایا | یاوری اور مرے بخت رسا کیا کرتے
کوئی محبوب سی حسرت نہ اوٹھانے دیتی | ہڈیون پر مری منڈلا کے ہما کیا کرتے

زندہ رہتے جو شرف سالگرہ مین اونکی
بزم آرائی کا سامان وہ کیا کیا کرتے

درپردہ ہوگی خلوت معراج کی خبر ہے | سرکار کبریا مین مہمانئے بشر ہے
کیا حسن کا سمان ہے کس نور کی سحر ہے | گلشن مین تڑپ تڑپکے یہ کون جلوہ گر ہے
دل ڈھونڈھتا ہے جسکو دل ہی مین اسکا گھر ہے | پہلو نشین ہے لیکن پوشیدہ جلوہ گر ہے
گلزار ہو رہا ہے جسکے لیے زمانہ | وہ کون ہے پریرو جسکا یہان گذر ہے
دم توڑتا ہے مجنون لٹتا ہے باغ وحشت | محمل اوجڑ گیا ہے لیلی برہنہ سر ہے
سنتے ہین بلبلون پہ ناحق چھری پھرےگی | یارب یہ جھوٹ کرنا اوڑتی ہوئی خبر ہے
مجنون کی دوستی مین دیوانہ ہوگیا ہون | کہتی ہے ہنس کے لیلی صحبت کا یہ اثر ہے
کیا ذوق حق پرستی پہونچا ہے انتہا کو | پتھرا گئے ہین آنکھین آئینہ پر نظر ہے
طوفان لہو کا آیا قاتل نے قہر ڈھایا | خون اوسکے بسملون کا ہرسو کمر کمر ہے
صیاد رو رہے ہین سر پیٹتے ہین گلچین | کہرام ہے چمن مین بلبل جو نوحہ گر ہے

دل ہی بھرا ہوا ہے سمجھاؤ اب نہ یارو
سنّاٹا ہو گا ہو گا منزل میں ہو کا عالم
کس شب کا غم ہے اسکو پھاڑا ہے جو گریباں
مشتاق ہو کے تیرا چھپکاؤں کیا پلک میں
رقت گنہ نہیں ہے ماخوذ میں نہ ہونگا
توڑو نہ میرے دل کو گلزار عاشقی میں
کس حال میں کیا ہے دنیا سے کوچ ہمنے
کیا اڑ سکینگے اوڑکر کنج قفس کے قیدی
آئے ہیں جسکی خاطر انبوہ حشر میں ہم
سمائے ہیں دفن اسکے تمنے کیا ہے مجھکو

رونے دو مجھکو پانی پانی مرا جگر ہے
بھاگے گی روح جس سے در پیش وہ سفر ہے
کیا ہے دریدہ دامن کسواسطے سحر ہے
پیش نگاہ تو ہے تیری طرف نظر ہے
دامن تو تر نہیں ہے ہونے دو چشم تر ہے
پھولا نونہال حسرت مجھ میں ابھی اثر ہے
ہمراہ بیکسی ہے تنہائی کا سفر ہے
کوئی شکستہ بازو کوئی شکستہ پر ہے
اسے قدسیو بتادو وہ جلوہ گر کدھر ہے
اس بیکسی میں بڑھکر طولی سے یہ شجر ہے

کسلئے لحد میں یسیا تم کیوں کراہتے ہو
کیا حال ہے شرف ہے کیا صدمہ روح پر ہے

حسرت ہے گرم خلوت جاناں نہ کیجیے
ہر بیٹھنا تو ذکر حنا کا نہ کیجیے
لینی ہے میری جان تو افسانہ کیجیے
جب یار کے بناؤ کا افسانہ کیجیے
دنیا وہیں کی جان جہاں جا کے ہو رہی
کہتا ہے دل جو لاش کوئی دیکھتا ہوں میں
دل سے ہمارے لیجیے الفت کی خدمتیں
اسکی رکھائی میں وہ مزا ہے جو بس چلے
کہتی ہے بزم یار میں دل کی ہما ہمی
جو کھوٹ بر اپنے اوسنے نکلنے دیا ہے سر
کیونکر جگر سے ہجر میں دلکو جدا کیجیے

معشوق بے نیاز ہے یارانہ کیجیے
دل کو بڑھا کے خون کلیجا نہ کیجیے
یہ باتیں دل میں رکھتے ہیں چرچا نہ کیجیے
لاکھوں دلوں کو پہلے سیہ دانہ کیجیے
رخ آپ جو کبھی سوے ویرانہ کیجیے
عبرت کا ہے مقام تماشا نہ کیجیے
بلبل سحر کو شام کو پروانہ کیجیے
تیری چھری میں سیکڑوں دندانہ کیجیے
سند لے چلو اس جو دیرانہ کیجیے
کعبے میں چل کے سجدۂ شکرانہ کیجیے
کسطرح اس نگاہ سے بیگانہ کیجیے

محفل کو لا کے وجد میں دل کو چھپائیے
شاید کرے وہ ہمسے مرادوں کی بازپر
محتاج جان کیا وہ نہیں رحم آہی جائیگا
رکھیے نہ میرا سوگ پریشان نہ ہوجیے
آئینہ ہم ہیں آپ سے صاف آپ ہمسے ہیں

جی چاہتا ہے نذر مستانہ کیجیے
ایدل بیان کیجیے کیا کیا شبانہ کیجیے
چلیے سوال دید فقیرانہ کیجیے
سرمہ لگا کے گیسوؤں میں شانہ کیجیے
ان سے حجابیوں میں تو پردا نہ کیجیے

وہ دن میں آپ کو بھی نہ پہچانیں گر شرف
بس بس اب اسقدر بھی نہ دیوانہ کیجیے

جلن سے پہلو تہی ہی کیا کروں دل کے لیے
دم نکلتا ہے مرا مرتا ہوں قاتل کے لیے
خاک اڑاتا ہوں نئی ہے اوسکی محفل کے لیے
آبدیدہ کیوں ہو کسکو نکلنے بہلائے ہیں
جانجان رحمت خدا کی خوب ہی لوٹا لوٹا
حسن کو غارت مراد نوجوانی نے کیا
دیکھیے کس دھوم سے اٹھتا ہے اب یوت قیس
محفل خوبان میں حسرت نے کیا جو اہتمام
خون روتی ہے چہری کو ہوں لہو کا فرش کیجیے
نزع کے عالم میں بھی اپنا ہی ہے رونا ہو دم
کولنا دیوانہ کھڑکا ٹیگا یہ زنجیر عرش
کیا ہوا پلٹی صبا جو خانۂ صیاد میں تک
عشقبازوں سے کیا جب عشقبازی نے سلوک
جو چہری دشمن درائی شکر کا سجدہ کیا
قبر مجنوں سے صدا آتی ہے لیلا سے کہو
مدتوں سے ہوں پریشان اے خداوند کریم

اسقدر خود رفتہ ہے یہ کسکی محفل کے لیے
اور سینے حق مٹا جاتا ہے باطل کے لیے
وہ مسافر ہوں کہ ہوں برباد منزل کے لیے
دل پکڑ لیتے ہو کس بیہوش غافل کے لیے
نیت اللہ اکبر کہ کے بسمل کے لیے
چودھوین شب نے کیا کیا ماہ کامل کے لیے
حکم لیلی نے دیا ہے اپنی محمل کے لیے
یار کے پہلو میں کی تجویز جا دل کے لیے
کیا یہ صف کھینچی ہے ظالم تیرے گھائل کے لیے
واہ وا یہ ہوشیاری مجھ سے غافل کے لیے
کسکو تجویزا ہے تمنے ان سلاسل کے لیے
نکہت گل لیکے آتی ہے عنادل کے لیے
رقت آنکھوں کے لیے دی آرزو دل کے لیے
مرتے مرتے کی دعاے خیر قاتل کے لیے
استخوان حاضر ہیں تیاری محمل کے لیے
مطمئن کر ایتجو اطمینان دو دل کے لیے

روح کی تحلیل جب نام خدا تمنے لیا
منھ سے بسم اللہ ہی نکلی تو بسمل کے لیئے

یا خدا کاٹین گی تمبر اپنی اپنی گردنین
اس ادا سے قبلہ رو بیٹھے ہو بسمل کے لیئے

کیا ارادہ ہی ملا دینے کا مٹی مین اسے
خاک کا قالب جو بنتا ہی مرے دل کے لیئے

بیقراری مین بھی کیا کیا ہمدمی کا پاس تھا
دل جگر کے واسطے تڑپا جگر دل کے لیئے

غنچہ و گل بھی چمن مین سہم کے کمہلا گئے
جب قفس آیا گلستان مین عنادل کے لیئے

کیون کہین جائے کسی شی کی وہ کیون خواہش کرے
دولت حسرت ہی کیا کم تیرے سائل کے لیئے

گور مین دم بھر بھی چین اے روح ملنے کا نہین
ڈھونڈھ لا مشکل کشا کو جاکے مشکل کے لیئے

بیٹھے کو ہین وہ مسند پر لگا کے آئینہ
پاسداری کی ہے فکر اپنے مقابل کے لیئے

میری میت کے لیے دیتے ہو حکم قبر تنگ
جا بجان کم وسعتی کرتے ہو منزل کے لیئے

اے شرف دم بھر مین پہونچوگے خدا کے فضل سے
کسلیے گھبرا رہے ہو پہلی منزل کے لیئے

جنون کرتا جو آمیزش مری تقدیر سے پہلے
وہ گل پھولوں کی بدھی پہنتا زنجیر سے پہلے

رسائی کی ہے بیٹھے صیاد گھر مین تیر سے پہلے
مجھے تو آہ پر پر دیتا کیوں نخچیر سے پہلے

چھری تمنے جو پھیری اسکو ہو آرزو مین تھین
ہلاکت کی تمنائین تھین اس تقدیر سے پہلے

کیا صیاد نے بسمل عجب ایذائین دیدی یکر
گھڑی بھر تک گلا گھونٹا مرا تکبیر سے پہلے

نہ حورین تھین نہ پریان تھین تھا آئینہ تو بتا
کوئی صورت نہ صورت تھی تری تصویر سے پہلے

جگر حاضر ہی ڈھونڈھو شوق سے پیکان کو ابکے
چھری ہاتھ سے چاک پھر کرنا کریدو تیر سے پہلے

خدا پوچھیگا تجھسے بیشتر اے متقی مجھکو
مری تقدیر چمکیگی تری تقدیر سے پہلے

حقیقت مین نہ چرچا تھا کہین جادو بیانی کا
نہ تھین دنیا مین یہ باتین تری تقریر سے پہلے

مبارکباد دیگا قیس مین جسوقت پہنونگا
صدا آئیگی بسم اللہ کی زنجیر سے پہلے

مری قسمت سے شاید تیر قاتل مجھہ پہ پڑ جائے
لپٹ جانے دے او ظالم مجھے نخچیر سے پہلے

ہم آغوشی حسرت ہی نکل جائیگی پھر اے دل
دبا لے یار کا پہلو کسی تدبیر سے پہلے

لکھا تونے جو مجھکو حکمنامہ اپنی طاعت کا
ترا کلمہ پڑھا مین تری تحریر سے پہلے

مرقع کشتۂ خون کا پھر خدا کے پاس بھجوایا
لہو اپنا چھڑا ڈالا تری تصویر سے پہلے

ہوا شوق شکار اونکو تو کھیلے کھیل قدرت کے
ہزاروں دل اوڑانے کو بنائے تیر سے پہلے

صفات مصحف رخ کر گئے شرح عشقبازی کی
کلام اللہ پڑھنا چاہیے تفسیر سے پہلے

کسی صورت سے سر رشتہ اسیر ہونے نہ دیتا میں
خدا پیدا اگر کرتا مجھے تقدیر سے پہلے

اوسے مجھسے سوا کیا آرزو تھی میں اسیری کی
بنا کیوں طوق قمری کا مری زنجیر سے پہلے

کریمی و رحیمی نے نوازا میں وہ مجرم ہوں
معافی باغ جنت کی ہوئی تقصیر سے پہلے

کباب اے یار کرتے ہو جو مجھ نخچیر زندہ کو
چھڑکیو پھر نمک کو چو کلیجا تیر سے پہلے

حقیقت حسرت دیدار کی لکھنے جو بیٹھا میں
لگا دی آنکھ خط شوق میں تحریر سے پہلے

مثال برگ خزانی سے چمن میں بیشتر غنچہ
ستم ہے نوجوان کو مرتے دیکھا پیر سے پہلے

مرا صیاد کرتا ہے جو نیت ذبح کرنے کی
پرون کو پھینکتا ہے نوچ کے تکبیر سے پہلے

چھٹیگا دودھ آئیگا زبان پر اسکے اے شیرین
بہے گا کوہکن کا خون جوئے شیر سے پہلے

کراہوں بھی نہ میں اے جذب شوق اوسکو تم پہنچے
اثر تو ہی دکھا دے آہ کی تاثیر سے پہلے

قضا کی میں نے زندان میں اوڑی پھر خاک صحرا میں
لٹی جاگیر میری قیس کی جاگیر سے پہلے

جنون رخصت ہوا مرتا ہوں سیدھے پاؤں ہو جا کر
اوتروا دو جو میری بیڑیاں زنجیر سے پہلے

اوسی کے حسن کی یہ طور پر اک چوٹ اے موسی
یہاں آیا گیا ہوگا جو اس تنویر سے پہلے

چھری گردن پہ رکھ کے بہنے میں کیوں تامل ہے
تری نیت میں تو جلدی تھی اس تاخیر سے پہلے

فسانہ اسطرح کہتا ہوں اوس یوسف کی آمد کا
بیان کرتے ہیں جیسے خواب کو تعبیر سے پہلے

ہم عشق میں دلین شرف رہ رہ گیا آتا ہے
شہادت گاہ میں چل بیٹھے شمشیر سے پہلے

مٹے اوس پر تو اوسکو بھی مروت آ ہی جاتی ہے
ہم عشق میں آ کے محبت آ ہی جاتی ہے

کسی دیدار کے بھوکے پہ جیسے دم یار ہنستا ہے
برابر زہر کھا لیتا ہے غیرت آ ہی جاتی ہے

مسافر فاتحہ پڑھ جاتے ہیں گور غریباں پر
کہیں سے چادر گل پھر تربت آ ہی جاتی ہے

زمانے میں ہم جب عاشق و معشوق ہوتے ہیں
اسے اوسکی اوسے اسکی مروت آ ہی جاتی ہے

جب آنکھیں ڈبڈبائی ہیں تو پھر آنسو نہیں تھمتے
جو دلمیں درد ہوتا ہی تو رقت آہی جاتی ہی

صبا لا کے جب تقسیم کرتی ہے خدائی میں
مرے حصے میں بھی اوس گل کی نکہت آہی جاتی ہی

ہزار آئینوں سی بڑھکر سمجھتا ہوں تصور کو
کہ اسمیں دیکھنے میں اوسکی صورت آہی جاتی ہی

لحد ہی بند ہر سو سے پر اوسکی کیا کمی ہے
کہ اسمیں بھی ہوائے باغ جنت آہی جاتی ہی

کلیجا خون ہوجاتا ہی ناحق کی سیاست سے
دکھاتا ہی کوئی دل کو تو رقت آہی جاتی ہی

نہ منھ سے میں نکالونگا کہ تمکو پیار کرتا ہوں
مگر کہنے میں بات اک بیمروت آہی جاتی ہی

نہیں ہوسکتی یارو نزع کے عالم میں ہشیاری
مقام بیخودی ہی اسمیں غفلت آہی جاتی ہی

ہزار ایسے ہم ہوویں خود فراموشی کا مارا ہوں
مگر یاد اوس پری پیکر کی صورت آہی جاتی ہی

خداوند دو عالم بھیجتا ہے توکل میں
مرے بھی واسطے نعمت سی نعمت آہی جاتی ہی

مسیحا کی تو آمد مردلی کو تجسیر دیتی ہے
شفا ہونے کو ہوتی ہے تو راحت آہی جاتی ہی

عجب اک نور کی تصویر روی صاف ہی اوسکا
جو اس آئینے کو دیکھے تو حیرت آہی جاتی ہی

جسے اے جانجان دم بھر دم عیسے بتاتی ہو
اوسے مردہ جلانے کی کرامت آہی جاتی ہی

کیا ہے جسنے اجلاس اوس شہ خوبان کی پہلو میں
بغل میں اوسکی بوے بادشاہت آہی جاتی ہی

گل شاداب اکثر بلبلوں کا خون کرتے ہیں
جوانوں کو جوانی میں حرارت آہی جاتی ہی

کوئی ہمدرد پوچھے تو نہیں پھر ضبط ہو سکتا
بیان کرنے میں بیتابی و حسرت آہی جاتی ہی

بیان کرتا ہی جو افسانہ اپنی لن ترانی کا
زبان پر اوسکی میری بھی حکایت آہی جاتی ہی

لٹاتے تم جو پہلو میں تو شادی مرگ ہوتا میں
کہ اکثر نیند وقت استراحت آہی جاتی ہی

غضبناک اوسکو کرتا ہی گنہگاروں پہ قہر اوسکا
پر اوسکی جوش پر اسپر بھی رحمت آہی جاتی ہی

بسایا ہے جہان کو ای شرف جس گل کی خوشبو نے
مرے بھی پیرہن میں اوسکی نکہت آہی جاتی ہی

مرے صیاد نے رکھکر مرا سر پاؤں کے نیچے
کیا بسمل دباکر بازو پر پاؤں کے نیچے

قیامت ہی جو سر رہتے تھے معشوقوں کے زانو پر
وہ گورستان میں آجاتے ہیں اکثر پا فلک کے نیچے

نہ کر پامال اسکو واسطہ اس خوش خرامی کا
مرا دل آگیا ہے اے ستمگر پاؤں کے نیچے

ہم ایسے بامروت ہین نہ اوسکو بھی سر کو ہٹائین
کوئی دشمن بھی رکھوا دے جو نشتر پاؤن کے نیچے

لرز جاتا ہون تھراتا ہون گورستان مین جاتا ہون
کسی تربت کا آتا ہے جو پتھر پاؤن کے نیچے

قصاص حسرت دیدار کس سے یار لیتا ہے
ملے جاتے ہین کسکے دیدۂ تر پاؤن کے نیچے

وہ ظالم مل چکا جسدم مری آنکھین نکلوا کر
مچل ڈالا دل بیتاب مضطر پاؤن کے نیچے

مرے صیاد کے قدمون سے پر لپٹے ہین بلبل کے
دبایا تھا خدا معلوم کیونکر پاؤن کے نیچے

زمین نجد مجھ سودائی سے ہموار ایسی تھی
چبھا کانٹا نہ آیا کوئی کنکر پاؤن کے نیچے

معاذ اللہ جسدم وہ پری رو حشر ڈھائیگا
زمین اوسوقت ٹھہریگی نہ دم بھر پاؤن کے نیچے

چھری گردن پہ پھروائی ہوس مین سرخروئی کے
دکھائی ہمنے مظلومی کے جوہر پاؤن کے نیچے

دم تکبیر ایسا کون زیر خنجر تڑپا تھا
یہ کسکے رہ گئے ہین لوٹ کر سر پاؤن کے نیچے

چڑھائی کفش پیر کی سر پہ مرشد جو کہتے ہین
خدا سر پر رہا دوش پیمبر پاؤن کے نیچے

نہین یہ بھی خبر کچھ مگر وہ پیار سے ذبح کرتا تھا
خوشی کے مارے تھا مین خود کو پا بھر پاؤن کے نیچے

اڑائیگا لہو بسمل سے جھنجھلا کے وہ کہتے ہین
تڑپنے بھی نہ دونگا اب تجھے مر پاؤن کے نیچے

نکھر کر ایسے لٹکے ہوئے وہ چال سے چلتے ہین
کہ آجاتے ہین گیسوے معنبر پاؤن کے نیچے

ہمارے دل پہ اوس ظالم نے یون قدم رکھا
کہ جیسے ذبح کرتے ہین کبوتر پاؤن کے نیچے

ارادہ کوے قاتل مین کرے کیا کوئی جانیکا
ادھر جائے تو رکھوا دے وہ خنجر پاؤن کے نیچے

ہوئی ہے کسکو نفرت اے شرف نظارہ بازی سے
یہ کیون آنکھین ملی جاتی ہین گھر گھر پاؤن کے نیچے

الفت کرے تو جان سے گذرنا ہی چاہیے
معشوق لاجواب پہ مرنا ہی چاہیے

بیمار عشق ہون وہ معالج نہین تو ہو
دم اوس مسیح کا مجھے بھرنا ہی چاہیے

جلاد بنتے ہین کبھی ہوتے ہین بے نیاز
معشوقون کے مزاج سے ڈرنا ہی چاہیے

اقبال کسطرح وہ کرین عاشقون کا خون
ہٹ دھرمی کہتی ہے کہ مکرنا ہی چاہیے

کتنا ہے دل پہ ڈوب کے دریاے عشق مین
اسمین سے جسطرح ہو ابھرنا ہی چاہیے

تو بے نیاز ہے مین ترا ہون نیاز مند
نظرون پہ تیری چڑھ کے اوترنا ہی چاہیے

مشہور ہو گیا ہون مین دیوانہ شیر دل
اے دل مہم عشق پہ جانی ہے میری جان

شکر بھی گھیر لے تو بکھرنا ہی چاہیئے
سر جسطرح سے ہو اسے کرنا ہی چاہیئے

اوٹھو کرو بناو اوتارو شرف کا سوگ
تم نازنین ہو تمکو نکھرنا ہی چاہیئے

کسکی بو لے نکلے دماغون مین ہی آنے کے لیے
روح ہی بیچین پھر قالب مین آنے کے لیے
سر بھی پھوٹا پر بھی ٹوٹے ہو گئے آخر ہلاک
سامنے اوس گل کے کوئی گل نہ کھلنے پائیگا
چند دیوانون نے سر پھوڑا ہی قبر قیس پر
اسقدر گھبرا گئے دو غش جو مجھکو آ گیا
دیکھکر خوشیان لگے کرنے مرا زخم جگر
سنسناتا ہی جگر پانی ہوا جاتا ہے دل
آ گئے جب سے تلقین اوس پری رو نے پڑھی
خانۂ صیاد مین آیا جو مین ہو کر اسیر
بیٹھے ہین بگڑے ہوے دل حال میرا دیکھکر
یاد مین اوسکی تڑپ کر خاتمہ دل کا ہوا
بے نیازی و خودی سکھلا رہا ہی اونکو حسن
سر سے ہو کر بیٹھنے کی ہی ترچھی نظرون مین جگہ
میری میت کے اوٹھانے کی جو تیاری ہوئی
کام اس محشر مین کیا ہمسے گنہگارون کا تھا
واہ ری اسکی سمائی واہ ری بندی کا ظرف
میرے تنکے چننے پر رونے لگا رحم آ گیا
رات دن رہتا ہی دنیا مین بھی کوچ و مقام

وجد مین بیٹھے ہین بلبل چہچہانے کے لیئے
کون بیٹھا ہی مرا مردہ اوٹھانے کے لیے
اسقدر پھڑکے قفس مین آشیانے کے لیئے
غنچے ترسین گے چمن مین مسکرانے کے لیئے
اوتری ہی گردن سے لیلی خاک اوڑانے کے لیئے
اپنے دامن کی ہوا دی ہوش آنے کے لیئے
آئے تو ہنسنے کی خاطر مسکرانے کے لیئے
شاید آنکھون مین ہین نشتر ڈبڈبانے کے لیئے
یوسف او ترے قبر مین شانہ ہلانے کے لیئے
بوے گل آئی قفس مین سر البانے کے لیئے
خود وہ روتے ہین جو ہمکو ہین رلانے کے لیئے
اب کلیجا مستعد ہی تلملانے کے لیے
آئینہ جاتا ہی خود بھی جتانے کے لیئے
پس گیا ہون ان کنکھیون مین سجانے کے لیئے
جامۂ حسن اوسنے بھیجا شامیانے کے لیئے
آئے ہین تیری رحیمی آزمانے کے لیئے
دی جگہ دلمین خدائی کارخانے کے لیئے
دے گیا گلگیر گلچین آشیانے کے لیئے
کوئی آنے کے لیئے ہے کوئی جانے کے لیئے

دل بھر آتا ہے اونکا حکم رونے کو نہیں
حسن کی دولت لٹاتی ہے جوانی یار کی

کیا بہاتا ہے کیجیے آنسو بہانے کے لیے
جاؤ اپنی اپنی قسمت آزمانے کے لیئے

بوے گل آتی ہے جو انکو نہیں ہوا کی ای شرف
شاید اوسنے بال کھولے ہیں نہانے کے لیئے

زندگی کو ہے خوشی موت کو مایوسی ہے
اوس مسیحا کی جو دل بھر کے زبان چوسی ہے

نرگسی چشم تری نرگس جادو سی ہے
گل کی رگ سی تو کمر ہے نظر آہو سی ہے

ہے تو یہ بات کہ شبنم مری ہمگر یہ ہے
اسکے ہر قطرے کی صورت مری آنسو سی ہے

حسن تو لینگے مرے مردم دیدہ اسکا
دونوں آنکھوں کی جو تصویر ترازو سی ہے

دست انداز چمن میں تھی خزاں ای بلبل
شاخ گل بھی تری ٹوٹی ہوئی بازو سی ہے

جلکے ای دشمن جان کس پہ گلا رکھدوں میں
کونسی تیغ جہاں میں تری ابرو سی ہے

سانپ لہراتے ہیں سنبل کی دل آویزی پہ
یہ لٹک کونسے معشوق کے گیسو سی ہے

اولٹے دیتا ہے جو تو پردۂ محمل اسکے قیس
اسمیں لیلی کی تو رسوائی و ناموسی ہے

کر رہا ہے جو وہ گل چشم کشودہ آرام
یہ ادا اوسکی جگانے ہوے جادو سی ہے

کیوں نہ موجد ہو یہ چتون قدر اندازی کے
ہر پلک یار تری تیر سہ پہلو سی ہے

کونسا رنگ مرا داغ جگر لائیگا
فاختائی ہے نہ طوسی ہے نہ طاؤسی ہے

لن ترانی سے نہ افسردہ ہو خوش ہو ایدل
یہ صدا تو مرے محبوب پہ پروسی ہے

غنچۂ دل کو جگر سے جو لگا رکھا ہے
اسکی خوشبو دہن یار کی خوشبو سی ہے

جب سے ہے شربت دیدار کی حسرت اسکو
دلمیں اک چوٹ کی صورت مری چلو سی ہے

مری تربت پہ تو پانی نہ گیا تھا چھڑکا
کون رویا ہے ترائی جو لب جو سی ہے

گھونٹتا ہے یہ گلا کونسا غم ای بلبل
تری نالوں میں جو الجھن مری اچھو سی ہے

کیا یہ دیوانہ کسی چشم سیہ کا ہوگا
کیوں یہ وحشت دل بیتاب کو آہو سی ہے

کونسی بو میں بسا ہے ترا مو باف سفید
بھینی بھینی یہ مہک کس گل شبو سی ہے

نزع کے وقت تسلی جو مجھے دیتے ہو
چاپلوسی ہے مری جان کہ مانوسی ہے

نظر انداز وہ کر دیتے ہین اوس موتی کو
ای شرف جسکی شباہت مری آنسو سی ہے

محافظت مین مری رہتی ہے قضا میری
وہ شمع ہون مین کہ پروانہ ہی ہوا میری

چمن مین حرص عنادل کرینگے کیا میری
مری بہار مری بو ہے گل صبا میری

پسند آئی جو ظالم تری ادا میری
مری نگاہون مین پھرنے لگی قضا میری

کیا جو عجز تو اوسنے گنہ معاف کیے
مرے خدا کو پسند آئی التجا میری

کریم تم ہو تمھین واسطہ رحیمی کا
کرو قبول کہ مایوس ہے دعا میری

پکاری کی مری میت تمھارے کوچے مین
یہین اوتار دو مجھکو یہی ہی جا میری

زمانے بھر سے اوڑا کے چمن مین لاتی ہے
وہ خاک ہون کہ ہوا خواہ ہی صبا میری

کرو یہی اپنے اسیران عشق کو آزاد
کہ روح ہو قفس جسم سے رہا میری

نگاہ نزع مین پڑتی ہے کس پری رو پر
یہ کس پہ روح ہوئی جاتی ہی فدا میری

الٰہی شکر کہ دل مین بچی سے کی فریاد
خدائی مین نہ کسی نے سنی صدا میری

کریگا وادی حسرت مین دفن کون ہائے
اوگل رہے ہین یہ کیون ہڈیان ہما میری

ہمیشہ میری نگہداشت کے مخالف نے
تمام عمر محافظ رہی قضا میری

غضب ہے کیون مجھے تو خاک مین ملاتا ہی
گنہ کیا ہے ترا کیا خطا ہے کیا میری

مزار کی تو شب قدر ہو گی تاریکی
وہان بھی دیگا مرادین مرا خدا میری

مریض عشق ہون دل بھاگتا ہی صحت سے
گریز کرتی ہے تاثیر سے دوا میری

خیال زلف مین زنجیر عرش کھڑکا دی
ترے کرم سے یہ قسمت ہوئی رسا میری

جہان مین ہون مین وہ مسکین تری بندہ نوازین
غریبی دیکھ کے رو دیتے ہین گدا میری

عزیز جان و جگر ہے مرض محبت کا
نثار ہو گی اس آزار پر شفا میری

مری طرف سے نکل کے وہ دلمین کہتی ہین
پتا نہ دے کہین شوخی نقش پا میری

قریب مرگ ہون لیکن وہ زندہ دل ہون مین
کہ میری باتون پہ غش کرتی ہی قضا میری

ہوس ہے عشق مین تو کام کر کے مر جاؤن
ہوا کرے ابد آباد واہ واہ میری

وہ میرے بعد شرف یاد کرکے روئینگے
مری تباہی مری حسرتین وفا میری

لٹاتے ہین وہ باغ عشق جاسے جسکا جی چاہے
گل داغ تمنا لوٹ لائے جسکا جی چاہے
چراغ یاس وحسرت ہم ہین محفل مین حسینون کی
جلائے جسکا جی چاہے بجھائے جسکا جی چاہے
کسی معشوق کی کوئی خطا مینے نہین کی ہے
ستانے کو زبردستی ستائے جسکا جی چاہے
بحل شوق شہادت مین کیاہے ہمنے خون اپنا
ہمارے شوق سے پرزے اوڑائے جسکا جی چاہے
دوعالم مین نہین اسے یار مجھسا شیفتہ تیرا
محبت یون جتانے کو جتائے جسکا جی چاہے
خوشی وناخوشی موقوف ہے اپنی حسینون پر
ہنسائے جسکا جی چاہے رولائے جسکا جی چاہے
صدائین سرخ ولی دیتی ہے گنج شہیدان مین
لہو کا مینھہ برستا ہے نہائے جسکا جی چاہے
جو ہو جائیگا پروانہ چراغ حسن کا اوسکے
کریگا نام روشن لولگائے جسکا جی چاہے
عجائب لطف ہین کوسے توکل کی فقیری ہین
خدائی ہے یہان دھونی رماتے جسکا جی چاہے
کوئی غنچہ نہ پہونچے گا ترے حسن تبسم کو
سر میدان چمن مین مسکرائے جسکا جی چاہے
جگہ اوس شمع رونے دی ہر پروانون کے لشکر کو

سر میدان چمن مین مسکرائے جسکا جی چاہے
جگہ اوس شمع دتے دی ہے پروانون کے لشکر کو
بلا قید اوسکی محفل مین ہے جائے جسکا جی چاہے
پشیمان غنچہ و گل ہونگے میرے زخم خندان سے
ہنسے جی چاہے جسکا مسکرائے جسکا جی چاہے
عطا کی نہر گلشن اوسنے اپنے عشقبازون کو
اجازت دی یہان نکھرے نہائے جسکا جی چاہے
خوشی ہمد ہو کے خود صیاد کہتا ہے عنادل سے
بہار آئی ہوئی ہے چہچہائے جسکا جی چاہے
نہ دیکھین گے کسی بیتاب کو وہ آنکھ اوٹھا کے بھی
کلیجے کو مسوسے تلملائے جسکا جی چاہے
مرینگے اوس پہ کلمہ پڑھ کے اوسکا جان ہم دینگے
خدائی بھر مین ہمکو آزمائے جسکا جی چاہے
عجب خوشبو ہے گلدستے مین شوق و ذوق کر اوسکی
کریگا وجد پیراہن لبائے جسکا جی چاہے
دعا سے مغفرت تم دو اوتارنے قبر مین کولی
پڑھو تلقین تم شانہ ہلائے جسکا جی چاہے
شرف دم توڑتے ہین اک پریرو کی جدائی مین
عجب عالم ہے اونکا دیکھ آئے جسکا جی چاہے

آئینہ بن سکے جو پیش آئی محبت تیری	میری حسرت سے تے دکھا دی مجھے صورت تیری
خوف سے اپنے گناہون کے جو مین گھبرایا	مطمئن کرنے کو نازل ہوئی رحمت تیری
کوٹھی نور کی تصویر لگی ہے اسمین	دلمین رہ رہ کے جو بنتی ہی شباہت تیری
جان کیا تھی جو یہ آکے مجھے بیدم کرتی	کیا کرون ساتھ اجل کے ہی حکومت تیری

بیگانہ ہوں کہ بھی یا خود کیا کرتا ہے
ساری دنیا سے نرالی ہے عدالت تیری

جانجان تو نے تو وہ بحث کی مشتاقوں سے
لن ترانی سے بھی بڑھ بڑھ گئی حجت تیری

بے نیاز آرزوئیں کر کے بنایا تجھکو
جان اوڑا کی پہاڑ اوڑایا کیسے شہرت تیری

مجھ گنہگار کو دے اپنی حضوری میں جگہ
متقیوں کو مبارک رہے جنت تیری

کعبے سے بڑھ کے پرستش میں کرونگا اونہیں
جن معابد میں نظر آئیگی صورت تیری

درد دل کہنے میں علیمی سے جو پرہیز کری
ایسے بیمار سے اچھی نہیں غفلت تیری

تو نے جب عالم ایجاد کی تیاری کی
روز کن کہا فیکون ہو گئی قدرت تیری

روح انسان کی نکلتی ہے تو وہ کہتے ہیں
پوچھے اس گل سے کوئی کیا ہوئی نکہت تیری

بیرخی مجھ سے نہ کر رحم ہے مشہور ترا
اس تلون سے بگڑ جائیگی عادت تیری

جان بلب ہوکے بھی دم توڑ رہا ہے ابدل
واہ رے حوصلہ اللہ رے طاقت تیری

زندگی پھر تو پلک میں نہیں جھپکانے کا
میری آنکھوں میں پھرا کرتی ہے صورت تیری

آہ یہ عہد ہے تجھے اب تو نہیں دیکھا جاتا
ای شرف دل کو رولا دیتی ہے رقت تیری

رنگ جنگل ست گئے ہیں اونہیں یار آنے کو ہے
دھوم ہے پژمردہ ہو تو نہیں بہار آنے کو ہے

یار کو سے ہیں ترسے دھونی رمانے کے لیے
غمزدہ حسرت زدہ اک خاکسار آنے کو ہے

رحم کرنا اب کی میری آنکھ کھلنے کی نہیں
آخری غش مجھکو ای پروردگار آنے کو ہے

کچھ ہی دم میں حشر ہوگا کچھ خبر بھی ہے تمہیں
بیقراری لاتی ہے اک بیقرار آنے کو ہے

بھاگے جاتے ہیں بگولے کانپتا ہے نجد قیس
خاک اوڑتی کسکی ہے یاں کسکا غبار آنے کو ہے

ہوش اوڑے جاتے ہیں یارو روح ہے سہمی ہوئی
صیدگاہ عشق سے کسکا شکار آنے کو ہے

جانجان تو کچھ جان بخشی کہ تجھکو دیکھنے
ایک بیکس بیخود و بے اختیار آنے کو ہے

درد تنہائی سے چڑھ آتا ہے عالم نزع کا
بیقراری کوچ کرتی ہے قرار آنے کو ہے

گلرخوں کی بزم میں جانے کو ہے کمر اغیار
پیشوائی کے لیے ابر بہار آنے کو ہے

اب مری آنکھوں کو ہوگا ولولہ دیدار کا
حسرت انہیں آچکی ہے انتظار آنے کو ہے

ہوگی اب آراستہ تربت شہید ناز کی
چادر گل بھی ہے شمع مزار آنے کو ہے

بے وفا تم یاد قاتل دیکھیے ہوتا ہے کیا
غیظ میں آنے کو تم ہو ہمکو پیار آنے کو ہے

غنچہ و گل کر رہے ہیں کیوں گریبان چاک چاک
کون سی رشک چمن کا دل فگار آنے کو ہے

ہجر میں دم گھٹنے کو ہے کوچ ہے تفریح کا
سانس رکنے کو ہے ہچکی بار بار آنے کو ہے

بیٹھی ہے لیلا گریبان پھاڑنے کے واسطے
کس لیے مجنون کا لباس تار تار آنے کو ہے

غش سے ہے چونکو آنکھ کھولو دم نہ توڑو اے شہیر
شکر کا سجدہ کر دو اٹھ بیٹھو یار آنے کو ہے

دیا ان خان مجھکو میری تقدیر ایسی چاہیے
روح رکنے ہے کسی تقدیر ایسی چاہیے

[illegible] کھلیں فردوس کی جنت کا طبقہ ہو نشان
تیرے [illegible] تقدیر ایسی چاہیے

دیکھنے سے جسکے مجھ مہتاب کا غم ہو غلط
دل [illegible] تقدیر ایسی چاہیے

رات بھر پردہ میں رہا ہے مجھکو یار نے
دل کو [illegible] تقدیر ایسی چاہیے

اجر دے خالق نماز پنجگانہ کا تجھے
عاجزی اے دل [illegible] ایسی چاہیے

رات بھر بہلائے کہہ کہہ کر کہانی یار کی
ہمکو اک تصویر خوش تقدیر ایسی چاہیے

دم نکل جائے تو پھر آنے نہ پائے جسم میں
ایسی خود رو کے لیے تقدیر ایسی چاہیے

اے شرف ہے لت ترانی کی جو صحبت ختم ہو
عاشقانہ تمکو بھی تقریر ایسی چاہیے

کہیں بھی وہ نہیں ہے اور ہر وہ جا بجا بھی ہے
برنگ بوئے گل مخفی بھی ہے جلوہ نما کیوں ہوگئی

نکل آتا ہے عکس حسن باہر جس کے پردے سے
تماشا ہے کہ وہ پنہاں بھی ہے جلوہ نما بھی ہوگئی

کروں میں ترک دنیا یا جدائی کا میں سکھ دیکھوں
خدائی کا مزا بھی دل کو ہے خوف خدا بھی ہوگئی

کیا ہے عالم ارواح سے پیار اونکو اے یارو
اسے وہ جرم ٹھہرا کے تربت بچھ اسکی سزا بھی ہوگئی

شہید ناز کا اپنی وہ شاید سوگ اوتارینگے
طلب ہے آئینہ پرسہ بھی رکھا ہے حنا بھی ہوگئی

کیا تعویذ درد دل جو ہمنے لکھے خط اونکا
کہا قاصد نے جسکے سے او نہوں نے پوچھ کیا ہی ہوگئی

کہا رو رو کے قاتل نے کوئی جلدی خبر لائے
جنازہ میرے عاشق کا رکھا ہے یا اوٹھا بھی ہوگئی

جو تجھسے بھیک ہی مانگی تو مانگی تیری حسرت کی
سمجھکر اے نکیرین آئیو تم میری تربت مین
امید و یاس دونو ہین اس آزار محبت مین
ڈبوئے دیتی ہے الفت سفینہ عشقبازون کا
ازل سے آج تک نا آشنا ہی اوسکو سنتے ہین
کہان جائین ترے محتاج ہوکر تیری کوچے سے
نشانی مانگی ہی عادل نے میری استخوانون کی

گدائے عشق لاکھون مین کوئی مجھسا گدا بھی ہی
نہ تنہا جانیو مجھکو یہان ذات خدا بھی ہی
دوا بھی اس مرض کی ہی یہ درد لا دوا بھی ہی
خدائی مین خدا کے کوئی اسکا ناخدا بھی ہی
کوئی آشنا بتا دے وہ کسی کا آشنا بھی ہی
جہان مین اور کوئی بندہ پرور دوسرا بھی ہی
دہان گور بھی ہی اور منقار ہما بھی ہے

شرف کیا دیکھئے ہوتا ہی آزار محبت مین
قضا کا سامنا ہی اور امید شفا بھی ہے

تری ہوس مین جو دل سے پوچھا نکل کے گھر سے کدھر کو چلیے
تڑپ کے بولا جدھر وہ نکلے شتاب اوسی رہگذر کو چلیے
نہ چاہیے کچھ قدم کو لیکر نکلیے ہستی سے جان دیکر
سفر جو کیجیے رہ خدا مین لٹا کے زاد سفر کو چلیے
ازل سے اوسکا ہی آسرا ہے جو دینے والا مرادونکا ہی
بر آئیے فی الفور امید دل کی جو چومنے اوسکے در کو چلیے
ادہر تو تقدیر سو رہی ہے ادہر وہ نابود ہو رہی ہے
وصال کی شب کو رو جو چلیے تو رونے شمع سحر کو چلیے
جو ہاتھ اک پھول کو لگائین یقین ہے کانٹون مین کھینچے جائین
ہمارے حق مین وہ ہوئے حنظل جو نوش کرنے ثمر کو چلیے
عجیب مشکل ہے آہ اے دل کٹھن ہے بیم و رجا کی منزل
قدم قدم پر یہ سوچتے ہین کدھر نہ چلیے کدھر کو چلیے
تری جدائی مین جان عالم کیا ہے دو ٹکڑون کو غم نے باہم
بنائیے جا کے دل کی تربت کہ دفن کرنے جگر کو چلیے

ہوا ہے وہ شوق دید بازی کہ سمجھین اوسکو بھی سرفرازی
بلائین آنکھین وہ پھوڑنے کو تو نذر کرنے نظر کو چلیئے
وصال کی شب گذر گئی ہے جو آرزو تھی وہ مر گئی ہے
ہمین تو ہچکی لگی ہوئی ہے وہ فکر مین ہین کہ گھر کو چلیئے
یہ قاف سے قاف تک ہو شہرت کرینگے وہ امتحان وحشت
جنون کا عالم یہ کہہ رہا ہے یہین سے ٹکر لیتے سر کو چلیئے
جو صبح پیری ہوئی ہویدا صدا عدم سے ہوئی یہ پیدا
نماز پڑھکے نہ اب ٹھہرئیے سویرے سے کیئے کمر کو چلیئے
لٹا ہے گلشن مین آشیانہ کہین ہمارا نہین ٹھکانا
قفس سے چھٹکر پھڑک رہے ہین کہ تنکے چنکر کدہر کو چلیئے
لگی نہ درد جگر مین ہوگی یہ ہمسے عیسی نے گفتگو کی
دوا کو پھر ڈھونڈھیے گا پہلے تلاش کرنے اثر کو چلیئے
ہمیشہ ہر سالش نے ہماری شب جدائی مین آرزو کی
کسیطرح سے ترے چمن مین نسیم ہوکر سحر کو چلیئے
چراغ بزم خدا ہوا ہے خدا نے محبوب اوسے کہا ہے
یہ شام سے لو لگی ہے دل کو کہ دیکھنے اوس بشر کو چلیئے
ہمارا آنسو وہ بے بہا ہے نگاہ حسرت مین جچ رہا ہے
لگا کے اب اس پہ چوہے مین نثار کرنے گہر کو چلیئے
سوے فلک کبھی روے تابان کہ چودھوین شب ہے ہی یہ نازان
دکھا کے حسن شباب اپنا چکور کرنے قمر کو چلیئے
کسی طرح سے نہونے پائے ہمارے نالون کا فاش پردہ
اگرچہ شور فغان کا اپنے شریک کرتے گجر کو چلیئے
شرف جدا ہم اونپہ جان دینگے خبر ہماری لحد مین لینگے

بلا کے شاد نہ چلا کے ہمکو کہیں گئے اوٹھکے ہی گھر کو چلے

وقت رخصت مری آنکھوں سے جو آنسو ٹپکے
بحت دل بہنے لگا اسقدر آنسو ٹپکے
سحر سے ساحروں نے دل تو ہمارا اولٹا
دو سیر اب بہنے لگا اور یہ بات اک دریا
وزن گھٹ گیا ہے ہماری جو رقیب القلبی
اے فلک یار کو روکا ہے تو ہی یا نصیب

اوس پردہ کا بچا لے ہو کے پہلو سے نکلے
خون کے قطرے مری آنکھوں سے برسنے نکلے
مگر اشک آنکھوں سے گرتے ہوے جادو ٹپکے
اشک آنسو مری آنکھوں سے [illegible]
[illegible]
[illegible]

ای شرفا ہی ہنسکوں کو چلا کر روتے ہیں
صبح تک شام سے شمعوں کی ہی آنسو ٹپکے

تمہارے کوچے میں دھونی جو ہم رما کے ہوے
پڑے ہیں پاس کے عالم میں تلملا کے ہوے
سوال اونکی ترچھی نظر پہ ہیں جھک آ کے ہوے
ہوا بندھی پہ کسی گل سے شعلہ رخ کی
خدا ہی جانے وہ کس دن نقاب اٹھائینگے
سواری جاتی ہے دنیا سے کس خدا رس کی
اوٹھا جنازہ ہمارا تو ہنس کے وہ بولے
دوبارہ حسن تبسم دکھا دو پھر ہنس دو
کیا جو ناز تلون ہمارے اوسنے
مچل کے چاہنے والوں کی جانیں لیتے ہو
تری نگاہوں میں سب ہی ہو کے کھلتے ہیں
یہ سوچ ہی کہ وہ آئینگے یا نہ آئینگے
اوڑا کے خاک لحد پر کرو نہ گرد آلود
جتا کے عشق جگہ لی ہے تجھسے سندر پہ

میں ہی کی خاک ہیں مرنے کو ہم یہاں آ کے ہوے
نظر خدا پہ ہی تقسیم ہیں ڈبڈبا کے ہوے
[illegible]
[illegible]
[illegible]
پکارتے ہیں فرشتے قدم بڑھا کے ہوے
کہاں یہ چلتے ہیں [illegible]
ہوئی ہے تمکو بڑی دیر سنگار کے ہوے
ہزار ہا جہیں اوجڑ ہے بسی بسا کے ہوے
تمہاری ضد کو ہیں ہم خوب آزما کے ہوے
لیے تو ہیں مگر آنکھوں میں ہیں سما کے ہوے
جگر پہ ہاتھ ہیں پھرتے ہیں تلملا کے ہوے
کہ آئے ہیں ابھی دریا سے ہم نہا کے ہوے
بغل میں بیٹھے ہیں پہلو ترا دبا کے ہوے

ہمیں بھی نغمہ سرائی کا حکم دے صیاد
گذر گئے ہیں کئی سال چہچہائے ہوئے

وہ بے نفس کے ہوئے تڑپ کر جو ہم نے دم توڑا
یہ جان دینے کو تیرے ہیں زہر کھائے ہوئے

خدا کے واسطے صیاد ہمکو رخصت کر
کئی برس سے ہیں کنج قفس میں آئے ہوئے

تری خوشی کے لیے ڈھونڈتے ہیں سچ یہی
جفا کشی یہ ہیں عاشق تری ستائے ہوئے

اجل رسیدہ ہیں سودائی ہیں ستم کش ہیں
کہ میر [illegible] لاشیں [illegible] ہیں اوٹھائے ہوئے

وہ زندہ ہیں جو قفس میں اسیر ہیں بلبل
مرے پڑے ہیں چمن میں ہوائی پائے ہوئے

گلوں کا رنگ [illegible] کا جو اسقدر ہے شرف
یہ خون میں کسی بلبل کے ہیں نہائے ہوئے

داغ کو دل کے نہ پھر سخت جگر تک پہونچے
پھول ہو کر یہ ہوا اوس شاخ ثمر تک پہونچے

آستان بوسی کی حسرت تھی خدا ہی لایا
نہ سمجھ کہ ہم بھی تیرے در تک پہونچے

لوٹتے دالان سے گلزار ہزاروں بوسے
ایک ہم ہی ہیں کہ نہ گل تک نہ ثمر تک پہونچے

آہ بیکار ہے کلیجے سے جو نکلی تو کیا
جب نکلنے کا مزا ہے جو اثر تک پہونچے

روح بسنے کو دم ذبح گئی پھولوں میں
رفتہ رفتہ چھینٹوں میں مری پر تک پہونچے

کسطرح چاہنے والوں کی رسائی ہوگی
جب فرشتے نہ تری راہگذر تک پہونچے

حق تعالی نے نوازا اسی اوس خلعت سے یا
جسمیں قدسی دہلا تک نہ نشتر تک پہونچے

کسطرح آئیگی پیری کو جوانی کھونے
یہ تو ممکن ہی نہیں شام سحر تک پہونچے

جان پر کھیل کے دنیا میں وہ منزل طے کی
جس سے دم [illegible] ہم اسکے گھر تک پہونچے

ادھی چھریوں سے تشفی نہیں میری ہوتی
کوئی گھڑی بھی لگا جسمیں جگر تک پہونچے

پیس کر بھی نہ ہمیں آنکھ اوٹھا کے دیکھا
سرمہ بھی ہو کے نہ ظالم کی نظر تک پہونچے

میں تو جب جانوں کہ کھاوے مری قسمت [illegible]
خون جب دم رگ جان کا مری سر تک پہونچے

جو وہ ہوں شب کی کرامات بھلادی اوسکو
شعلۂ داغ ہمارے جو قمر تک پہونچے

نکلے تھے ہونے کو جو رنگ ہزاروں عاشق
اک نقطہ ہم تری شمشیر و سپر تک پہونچے

دم ہی مجھ میں ابھی جو رنگ گئی جا مجھکو
ہاتھ جب روکیو جب خون کمر تک پہونچے

غربت وصل کے بیمار جو محروم پھرے
لہو بہا میرے دم اشک مین اسیر ایسے آ
شبنم زار کے قطرون کی حقیقت کیا ہی
مر گئے رستے مین زندہ بھی نہ گھر تک پہونچے
تو نے جانچا انہین یہ تیری نظر تک پہونچے
یہ وہ آنسو ہین کہ جنکو نہ گھر تک پہونچے

گلشن عشق کے بلبل ہو گرفتار ہوئے
ای شرف زندہ نہ صیاد کی گھر تک پہونچے

واسوخت

سابق مین اسطرح وطن آوارہ ہم نہ تھے
رہتے تھے جشن و عیش مین آگاہ غم نہ تھے
تہا دل کو چین واقف جور و ستم نہ تھے
یون مبتلا تو حسرت و درد و الم نہ تھے

گلزار ایسی بزم تھی دل باغ باغ تھا
پژمردگی نہ تھی نہ کلیجے مین داغ تھا

پریون کی آدہی بات بھی سہتے نہ تھے کبھی
اسطرح ہوش اوڑتے ہوئے رات تھے کبھی
افسانہ انکا سننے کو کہتے نہ تھے کبھی
ہنس مکھ تھے اشک آنکھون سے بہتے نہ تھے کبھی

معشوقون کو خیال مین بھی لاتے تھے نہ ہم
اسطرح دل مسوس کی رہجاتے تھے نہ ہم

سوتے تھے شب کو چین سے آرام گاہ مین
ڈوبے نہ رہتے تھے کسی یوسف کی چاہ مین
اسطرح سے نہ کٹتی تھین آتین نگاہ مین
تھے عاشقی سے بیخبری کی پناہ مین

بہتان کا نہ خوف تھا زندان کا ڈر نہ تھا
حسرت کا خواب مین بھی تو ہم تک گذر نہ تھا

بیدار ہو کے صبح کو ہو جاتے تھے سوار
ہوتے تھے گرد و پیش جوانان جان نثار
حاضر جلو مین رہتی تھی ہر رنگ کی بہار
ہشیار و وضعدار وفادار و خوش عذار

لیتے تھے کوئی شے بھی نہ بازار حسن کی
صورت نہ دیکھتے تھے خریدار حسن کی

گلگشت کے لئے جو گلستان مین جاتے تھے
بلبل ہمارے سامنے آنے نہ پاتے تھے
غنچے نسوارتے تھے تو ہم مسکراتے تھے
گلشن سے اون پہ ہنستے ہوئے گھر مین آتے تھے
مطلق نہ ہم کو حسن پرستی کا شوق تھا
دلچسپ داستان کا مزا اور ذوق تھا

ہر وقت جمع رہتے تھے یاران خوشخصال
بے رنج و بار باش و پری شکل و بیمثال
خوش باش خوش بیان خوش انداز خوش جمال
آپس مین یکدلی و ملاقات کا خیال
اک رنگ سب تھے دل مین کسی کے دوئی نہ تھی
ایسی کہین جہان مین محفل ہوئی نہ تھی

آتے تھے نازنین جو ملاقات کے لئے
آنکھین بچھاتے تھے نہ مدارات کے لیے
سنتے نہ تھے وہ کہتے تھے جس بات کے لئے
اڑتے تھے رہنے کو جو کبھی رات کے لیے
انجام سوچ کے ہم ٹال جاتے تھے
دل پر قوی تھے کہنے مین اونکے نہ آتے تھے

کیا کیا عجائبات تھی آرائش مکان
قدرت خدا کی تھی در و دیوار سے عیان
روشن جو شمعین ہوتی تھین دیتی نہ تھین دہوان
پھر کہیئے دخل سوز جگر کا یہان کہان
پتنگیون کے ذکر بھی آنے نہ پاتے تھے
پروانون کو چراغ جلانے نہ پاتے تھے

نکھری ہوئی وہ بزم وہ ہر سو چہل پہل
بلور کے وہ جھاڑ وہ الماس کے کنول
زرین و زرق برق تھی سب پردہ محل
اور دور لو مین کا کل یہان سے بڑھ کر بل
دیوارین ہر طرف کی سب آئینہ دار تھین
جو منزلہ محل تھا جنہین زرنگار تھین

آئینون کو جو دیکھین تو تصویر سے ہون بشر
دیوارون پہ جگہ جو پڑی آئینہ مین منہ نظر
تصویرین ناز کرنے لگین رنگ و حسن پر
حیرت زدہ کرین نہ رہی ہوش کی خبر
پر بات سمجھ کے لوگ اگر آرزو کرین

تصویرین سکین اسلئے نگین گفتگو کرین

کس کیفیت کی چاندنی کہ اوس پہ تہی بہار
خوشبو مہک مہک کی جو آتی تہی بار بار

پڑتے تہے لبس کے عطر مین اور گلون کے ہار
وصل علی کی بزم مین ہو جاتی تہی پکار

مسند کے پاس باغ ارم کی بہار تہی
گلدستون کی قطار یمین و یسار تہی

دنگل ادہر ادہر تہے چہپر کہٹ ادہر ادہر
عاشق چپک تہی کار شمع کے حسن پر

وہ نور کی جلا کہ جہپک جاتی تہی نظر
سوتے تہے پہیل پہیل کے ہم رات رات بہر

دروازے پہر تو کہولنے پاتا نہ تہا کوئی
تا صبح منہ سے بولنے پاتا نہ تہا کوئی

زندہ چمن تہی بزم تہی گلزار تہے مکان
افسانہ کو وہ کہتے تہے دلچسپ داستان

تہا وہ طلسم خانہ کہ حیرت مین تہا جہان
پریون کے ہوش اوڑتے تہے اس حسن کا بیان

شاہین زمانے کی موجود کیا نہ تہا
کس جا عاشقی کا دل کو ہمارے مزا نہ تہا

تہی رحمت تہی جہلک خندہ لب سرمہ کی نوک
آفت کی حسن اور قیامت کی نوک جہوک

اون کم سنون کے واسطے رہتی تہی روک ٹوک
تہین شوخیان مزاجون مین سو لطف تہے کہا

پاس آئینون کے جب وہ نہین جانے نہ دیتی تہی
دیوارون مین مکان کے منہ دیکہ لیتی تہے

بچنے ریاض سے وہ لگایا تہا خانہ باغ
لالہ وہ پہولتا تہا نہ ہوتا تہا جسمین داغ

گل جسکے دن کو پہول تہے شب کے تہے چراغ
برسون ہی اوسکی بو سے شگفتہ رہا دماغ

وہ چاندنی کہلی تہی کہ حسرت قمر کو تہی
شب جو تہی وہ صبح بہاری سحر کو تہی

کہپتا تہا چشم و دل مین وہ ہر گل کا رنگ تہا
ہر نونہال وہ وہ دکہاتا امنگ تہا

راضی تہا باغبان سے نہ بلبل بہ تنگ تہا
نوبادہ ریاض ارم کا جو ڈہنگ تہا

یاقوت کے تھے پھول زمرد کے تھی چمن
سرسبز پات وہ نہین کہ زبرجد کے تھی چمن

تفریح روح کو تھی وہ دلچسپ تھی فضا
وہ باغ جسکے خار بھی مفتاح دلکشا
معشوق سبزہ رنگ سے ہر سرو برلب جو تھا (?)
آتے تھے جھوکے نیند کی چلتی تھی وہ ہوا

سرخی اوڑھی گلون کی جو یاد بہار سے
پھولا کی شام کو شفق اوسکی غبار سے

شبنم چمن مین کرتی تھی چھڑکاو رات بھر
جھکتی تھی ہر چمن پہ گھٹا جھوم جھوم کر
فوارے چھوٹتے تھے جو ہو جاتی تھی سحر
بجلی تڑپتی تھی گل شمس (?) کے حسن پر

موجین گلون کے بو کی جو لہرون مین آتی تھین
نہرین ادبل ادبل کے نہ پھولی سماتی تھین

آتے تھے وہ وہ روز ملاقات کو حسین
نازک مزاج شوخ طرحدار نازنین
رخ جنکے آفتاب سے مہتاب سی جبین
لیکن کسیکا عشق نہ تھا اپنے دلنشین

حسرت نہ تھی ہمارے ستانے کی گھات مین
رقت نہ ہمکو آتی تھی یون بات بات مین

رونا نہ جانتے تھے نہ دیکھی تھی چشم تر
ہنستے تھے عشقبازون کی بیتابی دیکھکر
آواز دردمند سے پھٹتا نہ تھا جگر
پاس اونکے ہم نہ جاتے تھے ٹکراتے تھے جو سر

الفت نے مار ڈالا تو بے موت مرتے ہین
دشمن ہمارے حال پہ افسوس کرتے ہین

حسرت نہ تھی حسینون کی پروا نہ تھی ہمین
مطلق بھی نازنینون کی پروا نہ تھی ہمین
کچھ چاند سی جبینون کی پروا نہ تھی ہمین
ان شوخ دلنشینون کی پروا نہ تھی ہمین

افسون گرون کی سحر بیانی سنی نہ تھی
پریون کی دلفریب کہانی سنی نہ تھی

خوش دل تھے خوش مزاج تھے خندہ جبین تھے ہم
واقف نہ تھے تباہی سے خلوت گزین تھے ہم

دہوئی جو یہ رسائی ہے ایسے نہیں تھے ہم
عزت کا ہے مقام کہ مسند نشین تھے ہم

دل مین سمائے عشق عجب طور ہو گئے
وہ دن اور ہے ہم اور تھے آج اور ہو گئے

تھا ولولہ شباب کا ہر شے کی تھی پھبن
تیغ و سپر کا شوق طبیعت مین بانکپن
کیا کیا نفیس و چست پہنتے تھے پیرہن
چنگیز خان نہ کرتے تھے ہمسے کبھی سخن

الفت سے معرکہ جو ہوا تنگ ہو گئے
دل پر پڑا وہ زخم کہ بیرنگ ہو گئے

کیا عیش تھا ہمارے لیے اور اقتدار
ورد زبان تھا شام و سحر شکر کردگار
مطلب نہ تھا غرور سے تھا عجز و انکسار
تھی جان و روح چارہ معصوم پر نثار

نیرنگ حسن و عشق سے آگاہ ہم نہ تھے
خود بھولے تھے کسی کے ہوا خواہ ہم نہ تھے

اک دن جو آئے چند پریزاد میہمان
قدرت خدا کی ایک پری رو ہے نوجوان
اس حسن سے اونہون نے تمہارا کیا بیان
کہیے تو اپنے ساتھ اوسے لے آئین ہم یہان

مشتاق اوسکی حسرت دیدار کر لیے ہین
دیوانے ہو رہے ہین پریزاد مرتے ہین

عالم کے خوبصورتون مین ہے وہ انتخاب
رہتا ہے آج کل جو وہ اولٹے ہوئی نقاب
ہے بارہوان برس ابھی آغاز ہے شباب
غیرت سے منہ ادھر نہیں کرتا ہے آفتاب

عالم کا دل ہے شیفتہ اوسکے جمال پر
خود حسن ہے فریفتہ اوسکے جمال پر

نوخیز ہے شباب کی جوش و خروش ہین
مکھڑا ہے چاند سا صدف حسن گوش ہین
جو اوس پہ شیفتہ ہین پراگندہ ہوش ہین
آواز نغمہ زدہ ہے مگر پردہ پوش ہین

ڈورے پڑے ہین کان جہید ہین ہیرے ہین
جو اوس سے اونگاتے ہین تینکے وہ چنتے ہین

وہ گول گول نور کی نازک کلائیان
دیتے ہین اوسکے حسن کی غنچے دہائیان
رہتی ہین گل کی شاخ سے زور آزمائیان
گل جھینپتے ہین دیکھ کے رنگین ادائیان

پڑھتے درود اوس پہ وہ عالم شباب کا
رخسار ہے کہ پھول کھلا ہے گلاب کا

ابرو ہین جائے حسن تو ہی چشم صاد حسن
حسن کلام وہ ہے کہ ملتی ہے داد حسن
اوس شوخ کی بھوین سے ہوا اتحاد حسن
گویا دہان تنگ ہے میم مراد حسن

جس جس پہ اوسکی برق تبسم لپکتی ہی
اوس اوس تڑپنے والے کی قسمت چمکتی ہی

سینہ وہ چاند سا کہ خجل جس سے آفتاب
ابھرے ہوئے جو نور کے اوسپر ہین دو حباب
کہیے طلسم حسن کا آئینہ لاجواب
قدرت کے دلفریب ہین گلدستۂ انتخاب

آفت کا عشقباز اوسے پرکالہ کہتے ہین
جھلکی جو دیکھ لیتے ہین سکتے مین رہتے ہین

دانتون کی وہ تڑپ ہی کہ ہیرے ہین شرمسار
جیسے گلوے شیشہ وہ گردن صراحی دار
ہنستے ہین جوت عکس سے پڑتی ہے بار بار
ہوتی ہے سرخی پان کی جسمین سے آشکار

عالم یہ ہے فروغ رخ لاجواب کا
دونا ہے مہر و ماہ سے جلوہ نقاب کا

عیسی نفس جہان مین ہی اوس شوخ کا لقب
اس بات کے مقر ہین خدائی مین سبکے سب
جیتے ہین دیکھکر لب جان بخش جان بلب
کچھ جانتا نہین سمجھ آتی چلی ہے اب

مہتاب رات کا ہی وہ خورشید دن کا ہی
سوسو بناو ناز تقاضاے سن کا ہی

نازک دماغ خندہ جبین پھول سا بدن
خوبی و خوش خرامی و رعنائی کی پھبن
زیبا ہے اوسکو پیرہن گل سا پیرہن
روپوش جس سے شور قیامت ہو وہ چلن

باریک گل کی رگ سی گدازی کمر کی ہے

بجلی بھی جھیلتی ہے وہ شوخی نظر کی ہے

آیا کبھی جو سنکے وہ شور بہیا بہیا
صحت ہوئی دلاسا جو بیمار کو دیا
بیدم تھے درد مند انہیں زندہ کر لیا
دو باتیں جس سے کیں اوسے علیسی نفس کیا

مردے جلا دیے جو وہ دمساز ہو گیا
اوس نازنین کا ناز بھی اعجاز ہو گیا

زانو جو ہیں وہ نور کے سانچے ہیں ڈھلے
شہرت ہے خوبصورتی کی اور دور لے
رفتار دیکھ دیکھ کے جلتے ہیں دل ملے
اوسکے خوشا نصیب وہ گل جس سے مل چلے

موجد وہ خوبصورتیوں میں دلبری کا ہے
غمزہ تو حور کا ہے کرشمہ پری کا ہے

نازان ہے جس پہ حسن وہ پر نور ساق ہا
افسانہ نقش پا کا نہ کیونکر ہو جابجا
ہے صاعقی سے عکس میں اوسکی چمک ہوا
لیتی ہے ہر قدم پہ قدم شوخی و ادا

انداز دلفریب ہے اوسکے جلوس کا
گھونگھٹ خجل نقاب سے ہے نو عروس کا

کمسن ہے نخ ادائی بھی ہے دلبری بھی ہے
انسان بھی ہے حور بھی ہے وہ پری بھی ہے
خورشید بھی ہے چاند بھی ہے مشتری بھی ہے
آنکھوں میں ہے حجاب تو پردہ دری بھی ہے

نازک مزاج و کم سخن و کجکلاہ ہے
کمسن پری سی شکلوں کا وہ بادشاہ ہے

یکتائے عصر ہے وہ خدائی خدائی میں
اس حسن پہ جواب نہیں پارسائی میں
محبوب بے مثال ہے وہ دلربائی میں
آئینے سے حجاب ہے صورت نمائی میں

کچھ واسطہ نہیں ہے کسی عشقباز سے
واقف نہیں جہان کے نشیب و فراز سے

پریوں سے خوبیوں کا تمہاری سنا جو حال
نسے یار اپنے دلمیں یہ ہمنے کیا خیال
ہمکو بھی اشتیاق تمہارا ہوا کمال
قابل ہے چاہنے کے یہ معشوق بیمثال

تیاری کی تمہاری مدارات کے لیئے
بلوایا ہمنے تمکو ملاقات کے لیئے

فی الفور جا کے جب وہ پریزاد تمکو لائے
جسوقت تم ہمارے گلے مل کے مسکرائے
آنکھین بچھائین دل کی مراد آئی تم جو آئے
مارے خوشی کی جامے مین پھولے نہ ہم سمائے

سامان جشن عاشقی و دلبری ہوا
اک غل ہوا قران مہ و مشتری ہوا

آتے ہی پہلے تمنے جتایا وہ رعب حسن
سکتے ہوئے دلون مین سمایا وہ رعب حسن
غش مین تمام بزم کو لایا وہ رعب حسن
عبرت تمہاری چھا گئی چھایا وہ رعب حسن

پروانون کو جو شمعین فراموش ہو گئین
شمعین بہی کانپ کی خاموش ہو گئین

چھائی جو بیخودی نہ کسی کو خبر رہی
دنیا تمام رات ادہر کی ادہر رہی
روپوش تمسے پردۂ شب مین سحر رہی
گذری یہ خیر سے یہی تمہاری نظر رہی

کچھ حسن اتفاق سے بڑھ بڑھ کے دم کیا
مردہ دلون کو تمنے جلایا کرم کیا

ہم تم پہ تھے فریفتہ تم ہم پہ مہربان
وہ اک دلی لگی تھی کہ ہم تم تھے ہمزبان
کیا اتفاق تھا کہ دو قالب تھے ایک جان
ہر وقت تھی نہین مین نہین اور ہان مین ہان

ہر دم رہا بنائو بغلگیر تم رہے
آئینہ تمسے ہم رہے تصویر تم رہے

ہم تمسے سرخرو تھے اگر لالہ رو تھے تم
ہم وہ چمن تھے جسکے گل آرزو تھے تم
پھولون مین ہی وہ پھول تھے ہم جسکی بو تھے تم
ہر دم شگفتہ رہتے تھے گو تند خو تھے تم

تم جو بہار حسن جوانی سے شاد تھے
ہم بھی تو نامراد نہ تھے بامراد تھے

ہم بھی تھے وضعدار جو تم طرحدار تھے
ہم بیٹھے ہوئے تھے اگر تم نگار تھے

هم بھی تھے ایک رنگ جو تم گلعذار تھے
معشوق تم ہمارے تھے باغ و بہار تھے

مرغوب تھے تمہین نہ کبھی دل تنگ تھا
ہمتو وہ گل تھے جسمین تمہارا ہی رنگ تھا

پہنائے ہمنے تمکو وہ خوش رنگ پیرہن
معشوق دلفریب کیا تمکو جان من
جسکی بریدہ قطع پہ پھبت پھبت پڑی پھبن
پھر تو یہ رفتہ رفتہ تمہاری ہوئے چلن

آغوش مین جو آئے تو آرام جان ہوئے
جسدم ہوئے روانہ تو روح روان ہوئے

معشوق ہمنے تمکو بنایا وہ ٹھاٹھ کے ناز
محتسبادہ کی کہ تم ہوئے محبوب بے نیاز
تم جانتے بھی تھے نہ ادائے نیاز و ناز
دل لیکے تمنے خوب کیا ہمکو سرفراز

داغ فراق ہمکو دیا یون ہی چاہیئے
اچھا سلوک تمنے کیا یون ہی چاہیئے

اب تک ہین ہمتو صورت آئینہ تمسے صاف
تھا اتحاد و ربط نہ تھے ہمسے تم خلاف
برعکس ہمسے تم ہوئے تقصیر ہو معاف
دلجوئی سے ہماری نہ تھا تمکو انحراف

ہنس مکھ تھے خوش مزاج تھے ضد جانتے نہ تھے
نازان تھے ہمپر اورون کو پہچانتے نہ تھے

دولت خدانے دی تھی ہمین کچھ کمی نہ تھی
پہلو نشین تھے تم کہین صحبت جمی نہ تھی
رونق ہماری بزم مین تھی برہمی نہ تھی
عیسی کی بھی ہمین ہوس ہمدمی نہ تھی

بے رحم تم نہ تھے نہ ہمین دردمند تھے
ہم خودغرض نہ تھے نہ تمہین خودپسند تھے

تم جانتے ہو خوب ہمارا جو تھا دماغ
رہتے تھے باغ باغ نہ تھا دلمین کوئی داغ
کیا کیا خدانے ہمکو دیے تھے مکان و باغ
تم شمع بزم حسن تھے ہم نور کا چراغ

برسون سے اپنے گھر سے بھی واقف نہین ہین ہم
آنکھون مین تمکو رکھتے تھے ہم دلنشین تھے تم

پوچھنے لگا لگا کے کیا مجھکو جانفشان
بے جرم تمنے ہمسے رگڑوائین ایڑیان
دیکھا سنا نہین یہ زمانے مین امتحان
دم ہو گیا تنگ مری ضیق مین ہے جان

کیا ظلم ہے کہ ظلم کی کچھ انتہا نہین
ایسی خودی سمائی کہ خوف خدا نہین

ہمنے جو تمکو پیار کیا کیا برائی کی
کچھ وجہ تو بتاؤ تم اس بے وفائی کی
دل لیکے تمنے ہمسے جو بے اعتنائی کی
ہمسے فریفتہ سے یہ ناآشنائی کی

شفقت تو ہو ستم کے سزاوار ہم نہین
تقصیر ہو معاف گنہگار ہم نہین

ایسے یا ہمنے تمکو جو چاہا تو کیا ہوا
ان جانفشانیون کا دیا تمنے یہ صلا
عاشق ہوئے تو ہمنے گنہ کونسا کیا
کیا خوب تمنے حق محبت کیا ادا

ہم تم پہ جان دیتے ہین یہ ایب تمہین
کیا بات ہے تمہاری ہزار آفرین تمہین

ایسے فریفتہ کہ جو یکتا ہے روزگار
جان و دل و جگر کا دیا تمکو اختیار
شیدا و مبتلا و وفادار و جان نثار
آنکھین بچھائین دل سے کیا ہمنے تمکو پیار

رکھتے تھے جانجان تمہین کس خوشی عیش مین
جھنجھلاتی تھی تو آنے نہ دیتے تھے طیش مین

بسمل کی طرح سے ہمین تڑپا رہی ہو تم
آفت ہماری جان پہ کیون ڈھا رہی ہو تم
گذرے ہوئے ہو آپ سے اترا رہی ہو تم
شاید جلا جلا کے ہمین تا رہی ہو تم

ناحق جو ہم جلین کوئی پروانے ہم نہین
تم خود نہین ہو آپ مین دیوانے ہم نہین

کیا وجہ روز روز کی باتین یہ کیون سنین
وحشت کی آرزو نہین سر کسلیے دھنین
انگاروں پہ ہمین جو لٹاتے ہو کیون تپین
سودائی ہو گئے تمنے زنانی مین کیون ہنسین

اب ایڑیان رگڑنے کا یارا نہین ہمین

سوداگری پڑے کا گوارا نہین ہمین

آنے کو منع کرتے ہوا چھا نہ آئین گے
تنہائی مین زیادہ اگر تلملائین گے
ہرگز زبان پہ نام تمہارا نہ لائین گے
بہلانے اپنے دل کو حسینون مین جائین گے

دم بھی جو نکلے گا تو نہ تم پر مرینگے ہم
معشوق قدردان سے محبت کرینگے ہم

ناحق تڑپ تڑپ کے مرین اسکی وجہ کیا
جانباز ہوکے تمسے ڈرین اسکی وجہ کیا
بے وجہ درد دل کا بہرین اسکی وجہ کیا
حق پر رہین گفتگو نہ کرین اسکی وجہ کیا

شفقت تمہین ہو جان پہ کیون کہیل جائین ہم
کسواسطے شباب کو اپنے مٹائین ہم

ایسے ہی اک حسین کو ہم بھی کرینگے پیار
شیدائی ہوکے اوس سے کہینچا کرے بار بار
جسکی پری سی شکل کرے تمکو بیقرار
خدمت مین اپنی رکھ لے مجھے تجھ پہ مین نثار

بندہ رہونگا اس ترے حسن و جمال کا
کلمہ پڑھا کرونگا مین جاہ و جلال کا

بانکی ادا ستم کی ہین شوخ کجکلاہ
لیا ذقن کہ یوسف کنعان کو جسکی چاہ
آنکھون مین موہنی ہے تو جادو کی ہے نگاہ
شانون کی وہ کلائی کہ شرمندہ مہر و ماہ

ہنسی سی اوسکے جھپیتی ہے لو چراغ کی
شرمندہ رخ کی جھوٹ سی ہے ضو چراغ کی

وہ کاکل دراز دلاویز و مشک بو
گھونگر مین اپنے طرون کے پیچیدہ مو بمو
جسکی لٹک کمند تمنا و آرزو
سودائی ہو رہے ہین ہزارون ہی خوبرو

رہتے ہین اوسکی مانگ مین موتی بھرے ہوے
خود بینیان ہین آئینہ آگے دہرے ہوے

وہ گل ریاض حسن مین رکھتا نہین جواب
عارض سدا گلاب کے ہین پہول انتخاب
اوسکا پسینا ہوتا ہے دو آتشہ گلاب
جوبن مراد پر ہے پہٹا پڑتا ہے شباب

نازاں جو مسکرانے پہ غنچے چمن کے ہیں
چھوڑے ہوئے شگوفے اوسی کے دہن کے ہیں

آغوش وہ لفیس کہ آتی ہے بوے حور
گل فندق حنا ہے ہر انگشت شمع نور

بازو وہ خوشنما ہین کہ شہرت ہے دور دور
پروانہ ہے فروغ پر اوسکے چراغ طور

طرفہ کف حنائی کا رنگ آشکار ہے
دزد حنا چراغ طلسم بہار ہے

نقشہ ہے گلشن ارم اوسکے مکان کا
رفعت وہ ہے کہ سر ہے نگوں آسمان کا

آئینہ خانہ ہے وہی سارے جہان کا
رتبہ بلند طور سے ہے آستان کا

اوس قصر مین رسائی کا دستور ہی نہین
گرد و غبار کا کہین مذکور ہی نہین

دیواریں لاجورد کی سب اوسکی گہر کی ہین
ہے یشب کی زمین چھتین سیم و زر کی ہین

تصویرین سب دریچیان جنت کے در کی ہین
کڑیون مین سچی کاریان لعل و گہر کی ہین

راتون کو اوسمین جھمگھٹے رہتے ہین نور کے
شبو کی روشنی ہے عوض شمع طور کے

شاید تمہارا ہو بھی جو اوس باغ مین گذر
حسرت ہے مین مسوس کے رہجاو تم جگر

اور اوسکے گل سے رخ پہ تمہاری پڑے نظر
اپنے پرائے کی نہ رہی تمکو کچھ خبر

اوسکی نگاہ تم پہ پڑے تیر کی طرح
حیرت مین تم کھڑے رہو تصویر کی طرح

بھولو سب اپنی شوخیون کو اوسکے سامنے
محجوب رو نمائی مین ہو اوسکے سامنے

نازو ادا کا نام نہ لو اوسکے سامنے
پوچھے نہ بات رو بھی جو دو اوسکے سامنے

چھائے جو رعب حسن تو پھر تم دکھائی دو
رو پڑو غش ہو کے دور سے اوسکی دہائی دو

سو جان سے غش ہو اوسپہ وہ بیہش نظر جو ہو
سکتا ہو آئینے کی طرح رخ ادھر جو ہو

معراج سمجھو بام تک اوسکے گذر جو ہو
اوڑ جاؤ آسمان پہ وہ تمسے خبر جو ہو

باتیں سنو تو چرب زبانی کو بھول جاؤ
ان لن ترانیون کی کہانی کو بھول جاؤ

زندہ چمن کی اوسکے گلستان مین ہے بہار
وہ رشک گل جہان مین ہے یکتائے روزگار
عالم یہ خوشخرامی گلون کی ہے آشکار
ہوتے ہین حسن رخ سے پریزاد شرمسار

نقش اوسکا رنگ و حسن خداداد مین نہین
ایسا نگار گلشن ایجاد مین نہین

جچتی نظر پری کی وہ بے مثل جمال ہے
رعنائی شیفتہ ہے یہ قیامت کا حال ہے
دیکھے جو آنکھ بھر کے کوئی کیا مجال ہے
انداز جور کا ہے قیامت کی چال ہے

غالب ہوا ہے رعب اوسی کے شباب کا
ہوتا نہین ہے منھ جو ادھر آفتاب کا

وہ قامت نحیف ہو دست سے وہ غیرت قمر
ماہ دست حجاب کے [illegible] سے شجر
اوسکی تو خوش مزاجیون سے بھاگتا ہے شر
آتا ہے اوسکا اوسکی ہتھیلی مین منھ نظر

شمع و چراغ سے نے جو پائی ہے روشنی
سیکھی انھین اوسکے نور کی آئی ہے روشنی

سنتے ہین اپنی بزم مین رکھتے تھے اگر وہ
آغوش مین ہماری جو خوش ہو کے آئے وہ
ترسا کرو تو دھیان مین تمکو نہ لائے وہ
رونے لگو تو ہنسنے لگے مسکرائے وہ

جچتا ہے گھڑیون دست تاسف ملا کرو
مانند شمع سوز درون سے جلا کرو

ہنستے ہو وہ گل تپاک کرے عشق ہم جتائین
اوسکو تمھارے سامنے خلوت مین لیکے جائین
نہلائین اوسکو عطر مین خود عطر مین نہائین
فریاد تم کرو بھی تو سننے کو بھی نہ آئین

پوچھے تمھین تو کہہ دین کہ ہم جانتے نہین
تیرے سوا کسی کو بھی پہچانتے نہین

ملنے کی اوس پری سے جو ہو جاے تمکو تاب
ایسا جنون ہو کہ نہ ٹھہرو کسی کے پاس

خوش فعلیوں کو [illegible]
[illegible]

مجنون تو دیکھ دیکھ کے [illegible]
لیلی تمہاری پانوں پہ [illegible]

جس گل کی خوبیوں کی یہ ہر [illegible]
ہین وجد مین دماغ مین آتی ہو اوسکی بو

[illegible]
[illegible]

چاہین سے اوسکا [illegible]
منہہ سے جو کچھ [illegible]

دن رات جشن عیش کی محفل ہوا کرے
حیرت زدہ رہو تمہین سکتا ہوا کرے

[illegible]
[illegible] کرے

ہم وہ [illegible]
سعدین کے قران کی عالم مین [illegible]

اس کیفیت سے اوس ملاقات ہم کرین
آنکھین بچھائین پیار اوسے [illegible]

سامان جشن کرکے مدارات ہم کرین
پہلے سے بھی نہ [illegible] کبھی بات ہم کرین

یہ بھی نہ چاہین خاطر [illegible]
پوچھین نہ بات بھی جو کبھی دل ملول ہو

ہان اپنی بدمزاجیوں کو ترک اگر کرو
چشمک یہ ہمسے جلنے دو سیاہی نظر کرو

اور آج سے نہ ہمسے کبھی کوئی شر کرو
کیا ترچھے بیٹھے سنتے ہو کھڑا ادھر کرو

پھر مستعد ہین شیفتہ ہونے کے واسطے
حاضر ہین پھر فریفتہ ہونے کے واسطے

خوب آزما چکے ہو ہمین اب نہ آزماؤ
اوٹھو بھی اب جگر سے ہمارے لپٹ بھی جاؤ

جو کچھ کہا ہے ہمنے اسکو دھیان مین لاؤ
بیتاب و بیقرار ہین آغوش مین تم آؤ

پھر نشین تمہاری گردن [illegible]

ہماری تمہارے چھیڑنے کو گفتگو یہ تھی

اندر کی انجمن میں نہ پوچھیں کسیکا نام
بزم مسیح میں بھی نہ دم بھر کرین قیام

دیکھیں نہ اوس طرف جو ہو پریون کا اژدہام
حوریں اگر لبھائیں تو رکھیں نہ اونسے کام

دنیا کے خوبصورتون سے ہم رکے رہین
تمپر فریفتہ رہین تمسے جھکے رہین

گلگون جو ہو رہا ہی چہرہ عتاب کا
نیرنگ طیش ہی جو رخ لاجواب کا

آیا ہوا ہی جوش مین خون آفتاب کا
یہ بھی ہے اک بناو تمہارے شباب کا

پر ہم تو ہو شگفتہ رہو گل کی طرح سے
ہم تمسے چہچہے کرین بلبل کی طرح سے

تمکو قسم ہے اپنے ہی جاہ و جلال کی
تمکو قسم ہے اپنے ہی سن اور سال کی

تمکو قسم ہے اپنے ہی حسن و جمال کی
تمکو قسم ہے اپنے ہی زر اور مال کی

آزردہ ہمسے ہو تو نہ دل تنگ تم کرو
حاضر ہین شوق سے ہمین جو رنگ تم کرو

اپنے خوش خرامی و رعنائی کے لیے
پھر خدا خودی و خود آرائی کے لیے

ناز و ادا کا واسطہ یکتائی کے لیے
حسن و جمال و خوبی و زیبائی کے لیے

تم خوش مزاج بھی ہو مسکرا بھی دو
ہنس مکھ ہو ہنس بھی دو ہمین پہلو مین جا بھی دو

پروانے ہم تمہارے ہین جلین جو شمع ہو
انگو جو ہمسے جان تو منھ سے نہین نہو

لو عہد تمسے کرتے ہین ہم خشمگین نہو
ضامن خدا کو لو جو ہمارا یقین نہو

بوسہ دو گل سے رخ کا لبِ باغ باغ ہو
پروانے ہم تمہارے ہین تم تو چراغ ہو

تمپر جو حسن داد خدا کا ہے خاتمہ
تمپر اگرچہ ناز و ادا کا ہے خاتمہ

ہمپر جفا کشی و وفا کا ہے خاتمہ
ہمپر بھی عشق و صدق و صفا کا ہی خاتمہ

تم جس طرف پھرو گے ہم آنکھیں بچھائیں گے
لپٹے گی روح تمسے اگر مر بھی جائیں گے

ناشاد ہم رہیں تو رہیں شاد تم رہو — دنیا کو بھول جائیں فقط یاد تم رہو
پھولو پھلو خدائی میں آباد تم رہو — جلوہ نمائے حسن خدا داد تم رہو

ہمکو ہوں آرزو میں تمہاری ہی چاہ کی
حسرت تمام عمر کریں ہم نباہ کی

یہ جنگ زرگری تھی تم ان باتوں پر نہ جاؤ — واللہ دل لگی تھی اسے دھیان میں نہ لاؤ
بسکہ خوش مزاج ہو خوشدل ہو مسکراؤ — بیتاب ہیں لگا لیں کلیجے سے آؤ آؤ

آغوش میں اب آؤ تمہیں پیار ہم کریں
پھر دل کو بلبل گل رخسار ہم کریں

ضامن شرف کو دیتے ہیں تمسے ڈرے ہیں ہم — ہمسے جو اب کہو گے وہی اب کریں گے ہم
تیرے ملے رہیں گے تمہیں پر مریں گے ہم — دم بھا ہو موم کی طرح تمہارا بھریں گے ہم

اوٹھو ملو گلے سے خوش اسے خوشخرام ہو
ہو جائے اب ملاپ کہ قصہ تمام ہو

مخمس بر غزل خواجہ حیدر علی مرحوم متخلص بہ آتش استاد مصنف

طبیعت اسکی کس آفت کا ستم ایجاد کرتے ہیں — کہ جز تسخیر کی قائم پہ بے بنیاد کرتے ہیں
مسخر کرکے صورت لوگ دل شاد کرتے ہیں — بلا سے جان میں پتلی خاک کے بیداد کرتے ہیں
پری کو بند شیشے میں یہ آدم زاد کرتے ہیں

ریاض باغباں سرجھا کے گل برباد کرتے ہیں — تاسف بلبلوں کے مرنے کا صیاد کرتے ہیں
چمن سے قمریاں سرو سہی آزاد کرتے ہیں — بہار رنگ گل یک خدائی یاد کرتی ہیں
جرس کی طرح سے واماندگاں فریاد کرتے ہیں

وہ کشتہ ہوں میرا تم ستم ایجاد کرتے ہیں — وہ روتے ہیں سبب جو روز و شب یاد کرتے ہیں

جنھون نے جان لی ہی روح کو وہ شاد کرتی ہین | خدا بخشے صنم یہ کیلئے مجھکو یاد کرتے ہین
دعا دیتے ہین حضرت سیر سے جلاد کرتی ہین

یہ معشوقانہ افزائش کریگی قتل کس کس کو | خود آرائی کی فرمائش کریگی قتل کس کس کو
نہین ثابت یہ زیبائش کریگی قتل کس کس کو | خدا جانے یہ آرائش کریگی قتل کس کس کو
طلب ہوتا ہی شانہ آئینے کو یاد کرتے ہین

کوئی کیا سمٹنے والا تا بہ دامن اڑکے پہونچیگا | کوئی کیا بگولا تا بہ دامن اڑکے پہونچیگا
غبار اپنا ہی سب کیا تا بہ دامن اڑکے پہونچیگا | کوئی ذرہ تو اسکا تا بہ دامن اڑکے پہونچیگا
یہ مشت خاک تیری راہ مین برباد کرتے ہین

ہوس مین دیدہ بوسی کی ہی دریا آنکھ سے بہتا | دل بیتاب صدمہ خود فراموشی کے ہے سہتا
کوئی معشوق سن لیتا تو اس نسیان کو کیا کہتا | خیال خط خیال بوسۂ لب مین نہین رہتا
عبارت بھول جاتی ہی جو مطلب یاد کرتے ہین

سفہا مین انکی سیکڑوں صورتین کرتے ہین پیدا | ہر اک بیت انکی ہی تصویر خانہ نظم ہے ایسی
یہ قدرت دی ہی انکو کیا غنایت انہی ہی تیری | یہ شاعر ہین الٰہی یا مصور پیشہ ہین کوئی
نئے نقشے نرالی صورتین ایجاد کرتے ہین

نہی رحمت نہی رحمت ہی مسلمانوں کی ہمت کو | کیا ہے سرخرو خون جگر پیکر قناعت کو
توکل کے مزے مین کردیا ہی ترک لذت کو | عجب نعمت عطا کی ہی خدا نے اہل عسرت کو
عجب یہ لوگ ہین غم کھاکے دل کو شاد کرتے ہین

سکے ہین پڑے پرزے غنچون کی اپنے گریبان کے | ادھر ٹوٹے کو چمن ہین لالہ و نسرین و ریحان کے
بگولے مستعد ہین خاک اڑانے کو بیابان کی | کمر باندھی ہی گلچینون نے غارت پر گلستان کے
اجاڑا بلبلوں کے خون کا صیاد کرتے ہین

لپکتی ہے صبا سر جا بجا باہر گلستان کی | خدا پر چل رہی ہین قینچیان اندر گلستان کے
ادھر سے بجلیاں گرتی ہین گویا گلستان پر | کمر باندھی ہی گلچینون نے غارت پر گلستان کے
اجاڑا بلبلوں سے خون کا صیاد کرتے ہین

بیا بانوں سے بھی ساماں ہیں مدتر گلستاں میں
رہی رہتی گلچیں افسردہ آ کے قرب در گلستاں کے
اوڑے جاتے ہیں مرغان چمن باہر گلستاں کے
کہ بانداری ہی گلچیں نے [illegible] گلستاں کے
اجاڑا بلبلوں کے خون کا [illegible] آتے ہیں

دل آزاری بیا [illegible] کی بھلا دی انکی سب [illegible] تھی
[illegible] تھی
نہ پوچھی بات بھی انکی کبھی ایسی ہی [illegible]
[illegible] دل کو اسکے سمجھی
بہت پردہ ما [illegible]

ہماری نظم ہر اک دلکشا املاک مضموں سے
کہیں لیلی [illegible] کہیں افتادہ مجنوں ہے
جو اسمیں حسن بندش ہی سیاں ده افزوں ہے
کہیں [illegible] ہر [illegible] موزوں ہے
غزل کہتے نہیں ہم [illegible] آیا کرتے ہیں

بتا کو سواں نہیں تنہائی میں [illegible] کا
کہ یہ بیکسی میں [illegible] قیمیوں کا
شریک حال فضل حق ہی ان آفت نصیبوں کا
نبرد عشق میں الله حامی ہے غریبوں کا
پیادوں کے سوا غیب یہاں مدد کرتے ہیں

لباس قاقم و سنجاب کا جھگڑا [illegible] آتش
دل اب پیراہن ہستی اپنا [illegible] آتش
شرق سچ کہتے ہیں [illegible] تابہ کی آتش
پہنتے ہیں کفن میلا ہوا جاتا ہے اے آتش
سرائے گور سے ویران اسے آباد کرتے ہیں

مخمس بر غزل صاحب عالم و عالمیان مرزا ولیعهد بہادر دام اقبالہ

چاہنے والوں کو محبوب مرا کیا جانے
دن میں شوخی کے وہ شوخی کے سوا کیا جانے
جانے تالیف قلوب اوسکی بلا کیا جانے
طریقے کو بھلا کیا جانے [illegible] الفت
ابھی کم سن ہے وہ انداز وفا کیا جانے

کسطرح جھوم کے جھکتی ہی گھٹا کیا جانے
مانے سے چلتی ہے کسطرح صبا کیا جانے
قید ہی کنج قفس لطف فضا کیا جانے
بلبل دل مرا گلشن کی ہوا کیا جانے
جو مصیبت یہ گرفتار بلا کیا جانے

کون مرجھا گیا گل کون کھلا کیا جانے
رک رہی ہے کہ سنکتی ہے ہوا کیا جانے
رنگ گلزار کا کیا رنگ ہوا کیا جانے
بلبل دل مرا گلشن کی ہوا کیا جانے
جز مصیبت یہ گرفتار بلا کیا جانے

شور و غل عاشق تسلیم و رضا کیا جانے
بندۂ خاص اطاعت کے سوا کیا جانے
شمع سان ہو کے جلے آہ و بکا کیا جانے
دل ناشاد مرا شکوہ گلا کیا جانے
ہے جو عاشق وہ بجز شکر خدا کیا جانے

کون ہے ظلم جو سہتا ہے بتاؤ تو سہی
خون کس کوچے میں بہتا ہے بتاؤ تو سہی
کیوں یہ غل قلق کا رہتا ہے بتاؤ تو سہی
کون ظالم اوسے کہتا ہے بتاؤ تو سہی
ابھی نادان ہے وہ جور و جفا کیا جانے

سجدۂ شکر کرو تم کہ مری جاگی قسمت
اسقدر اسکی سعادت ہوئی اوسکی رحمت
شکر الحمد کہ دکھلادی خدا نے قدرت
کعبۂ کوے بتان میں ہوئی دل کو راحت
[illegible] صنعت [illegible] کیا جانے

کو [illegible] طاعت میں کیا آسکے جو آئے پھیرا
تیرا اختلاج دل ہے ترا رشتہ [illegible]
تیری رحمت نے اسے چار طرف سے گھیرا
ہے یہ از ملک سلیمان اسے کوچہ تیرا
بادشاہوں کی حقیقت یہ گدا کیا جانے

مر بھی جاؤنگا تو آونگا نہ دم میں اسکے
غیر ممکن ہے جو یہ درد کو پہونچے مرے
میرے آزار کی تشخیص نہ ہوگی اس سے
اور بیمار مسیحا نے کیے ہوں اچھے
مرض عشق کی اے جان دوا کیا جانے

روبرو اسکے قیامت میں خدائی ہوگی
اسکا جھگڑا نہ ہوگا نہ صفائی ہوگی +
عدل و انصاف کی ہر سمت دہائی ہوگی
مجرم عشق کی ہرگز نہ رہائی ہوگی
ایک بیرحم ہے وہ طرز وفا کیا جانے

عشق میں حسن پرستی کا جو آزار رہا
جان غم سے نہ چھٹی درد سے ناچار رہا
غش پہ غش آکے گرا کبھی ہشیار رہا
عمر بھر ہجر میں اے یار گرفتار رہا

وصل کا یہ دل بیمار مزا کیا جانے

نور کا ظاہر و باطن ہے ترے عاشق کا
بے ریا ظاہر و باطن ہی ترے عاشق کا

واہ کیا ظاہر و باطن ہے ترے عاشق کا
ایک سا ظاہر و باطن ہے ترے عاشق کا

یہ دو رنگی صفت برگ حنا کیا جانے

ایک حباب مری مٹی نہ کوئی دم ہوگی
مجتمع کون کریگا جو ہوا کم ہوگی

آندھیوں میں ہی اڑی کا ہیکو باہم ہوگی
کسطرح آہ بھلا خاک فراہم ہوگی

کسطرف اڑکے غبار اپنا گیا کیا جانے

میں جو کہتا ہوں لپٹ جائیے دو گھڑی میں پیار
جب میں کہتا ہوں کہ مرتا ہوں میں تمہاری یار

ہنس کے کہتے ہیں یہ ہوتا نہیں مجھسے زنہار
وہ یہ کہتے ہیں نہ کر مجھسے محبت زنہار

عشق کہتے ہیں کسے میری بلا کیا جانے

گو نہ تھا مجھسے قصاص آگے لیا کرتا ہے
پھیر کر آنکھ چھری پھیر دیا کرتا ہے

آنکھ کھلتی ہے تو بلائیں وہ لیا کرتا ہے
بے چھری روز یہ مجھے ذبح کیا کرتا ہے

غیر یہ حال ترا یار بتا کیا جانے

سامنا اوس سے ہو جائے تو دیکھوں نہ ادھر
چھوڑ ڈالا ہے جو مری آنکھ پڑے پردوں پہ

کہتے کہے مرجاؤں پھر ہم جو نہ اسکا ہم
کوستا ہوں غیر کو دیکھا ہو نظر پھرتے اگر

کیوں ہوا یار مرا مجھسے خفا کیا جانے

عاشق میرے اوجڑنے کا نہ پوچھو احوال
تاش عشق میں تھا میں بھی کبھی خواب خیال

کیا کہوں کسے میں کردار محبت کا مال
صورت سبزہ بیگانہ ہوا ہوں پامال

نخل امید مرا نشو و نما کیا جانے

سے عشاق تو رقت نہ کسی کی پوچھی
بات بھی تا دم رحلت نہ کسی کی پوچھی

درد مندوں میں طبیعت نہ کسی کی پوچھی
جیسے تا زیست حقیقت نہ کسی کی پوچھی

حال عاشق کو وہ پھر بعد فنا کیا جانے

سوچتا ہوں میں اس انجام کو پھروں اکثر

مغفرت جانے میں دنیا سے میں جاؤنگا گر

میرے پہلو میں وہاں ہوگا نہ وہ رشک قمر
دل مرا بہلے گا جنت میں بتاؤ کیونکر
حور انسان کی طرح ناز و ادا کیا جانے

ڈر نہ تھا اسکو اجل کا اسے یاد کرتا
کھیل تھا اسکی جوانمردی سے آگے مرنا
ذہن میں بھی نہ تو تھا قہر و غضب سے ڈرنا
کبھی تو ایسی خطا اس سے ہوئی ہے ورنا
سر جھکانا یہ گنہگار ترا کیا جانے

فرصت آئینے سے اوسکو نہیں ہم بہر ایدل
چشمگیں چاہنے والوں سے ہیں اکثر ایدل
بیرخی کا تو [illegible] وہ ستمگر ایدل
[illegible] اوسکی درست ہوئی کیونکر ایدل
[illegible] بیباک ہے وہ شرم و حیا کیا جانے

ضعف کا حال یہ ہے نام نہیں طاقت کا
آنکھ کھلتی ہی نہیں حال یہ ہے غفلت کا
[illegible]
[illegible] کبھی بیمار تپ فرقت کا
وہ مریض ہجر ہوا ہے جو شفا کیا جانے

قدر ان کو نہیں [illegible] ہرگز وہ ستمگر ایدل
افسوس یہ درد اندازوں کا او سر ایدل
[illegible]
[illegible] بہشت وحشت ہے سراسر ایدل
[illegible] وہ گل باغ وفا کیا جانے

[illegible]
ہم پھر [illegible] لگے [illegible]
کیوں [illegible] پسند [illegible]
[illegible]
حق و باطل کو تری زلف رسا کیا جانے

کون ہو کے جو سمجھاتا ہوں اکثر اے بت
دل میں کھٹکتا ہے [illegible]
عشق غم کو سمجھائے کوئی کیونکر اے بت
سوز الفت نہیں ذرا [illegible]
درد جو دل میں ہے وہ غیر خدا کیا جانے

شب وصل ہو الفت میں ناکام
کھینچ سے [illegible]
مدت درد جدائی میں ہوئی عمر تمام
ایک دم بھی [illegible] سے پایا آرام
دل نالاں مرا جذب آہ و بکا کیا جانے

لٹ گیا مین ہوئی پروانہ مگر کچھ مجھکو حال لکھتا نہین وہ رشک قمر کچھ مجھکو		دل کا صدمہ ہی نہ ہے ہوش جگر کچھ مجھکو مدتون سے نہین معلوم خبر کچھ مجھکو
	اوسنے کیا دل کا مرے حال کیا کیا جانے	
نالے کرتے ہین شرف کی ہے یہ صورت کو کب کیا کہے اوس سے کوئی اپنی حقیقت کو کب		وہ ستمگر نہین کرتا ہے ملاقات کو کب نہ سنے جو کبھی افسانہ الفت کو کب
	پھر بتاؤ تو کہ وہ حال مرا کیا جانے	

مخمس غزل مبارک حضور پرنور دام اقبالہ

وہ درد اوٹھا ہے جو لا دوا ہی نہ جسکی حد ہی نہ انتہا ہے
نشانہ دل تیر یاس کا ہے اجل کا دم بیٹھ سنا ستا ہے
عجیب ہر اطرفہ ماجرا ہے کبھی ہے سکتا کبھی بکا ہے
مرا تو یہ حال ہو گیا ہے کہ بدلے اشکون کے خون بہے
مگر وہ دانستہ پوچھتا ہے کہ کس پہ مرتے ہو کیا ہوا ہے
ہوئی یکایک جو شام غربت کیا ان آنکھون نے خواب رخصت
کٹھی نہ تا صبح انکی رقت تڑپ تڑپ کر ہوئی یہ صورت
نہین اب اتنی بھی مجھ مین طاقت کرون مین اونکو جو کچھ وصیت
نہ پوچھیے مجھسے حال فرقت بیان ہوگی نہ دل کی حالت
ہمارے کہنے کی کیا حقیقت جو آپ کہیے وہی بجا ہے
جنون نے چھڑوا دیا تھا گلشن لبانے جاتا تھا قیس کا تن
بھرا ہوا تھا گلون سے دامن حزین تھے رہبر خوشی سے دشمن
لگی ہے چپ دلکو ہے وہ اولجھن کہ ہو رہی ہے کمند گردن
چھٹا ہے جبسے وطن سے میرا سکون ملول ہین دوست خوش ہین دشمن
ملا نہ بعد فنا بھی مدفن گواہ غربت مری قضا ہے

...الٰی مین تم خدا ہوئے کیا تمہاری ہے کبریائی بجا
کرو نہ مجھسے غرور اتنا مجھے تمہاری نہین ہے پروا
...ان مین سن لون گذر تمہارا کبھی نہ اوس جا کرون مین سجدا
نہین غرض مجھکو تمسے حاشا کرونگا اوس سے تمہارا شکوا
تمہین بنایا ہے جسنے یکتا یہو مرا بھی وہی خدا ہر
...ہا ہو تمنے وہ چھٹنا نا بہت ستانا نہ اب ستانا
...جو آئے ہو تم تو پھر بھی آنا یہ چاند سا منھہ نہ اب چھپانا
...بات پرجو کلام لانا جگر مین چھپنے لگا نہ جانا
نہ خون آنکھون سے اب رلانا نہ مجھکو دل سے کبھی بھلانا
عبث ہے میرا صنم جلانا کہ سوز فرقت سے دل جلا ہر
نہ عشقبازی سے باز آئین تو چین پھر کسطرحسے پائین
محبت اوسنے جو ہم جتائین تو وہ ہمیشہ کیون نہ آزمائین
...بقصور اونکا نہ دلمین لائین تو رنج ہجران سے چھٹ نہ جائین
نہ یاد اونکی اگر بھلائین تو پھر نہ کیونکر ستم اوٹھائین
بجا ہے جتنا ہمین جلائین کہ دل لگانے کی یہ سزا ہر
کریگی طوفان یہ اشکباری نہوگی اب مجھسے پردہ داری
پڑا ہے وہ تیر عشق کاری نہ جائیگی جان چھوٹنے کی بیقراری
لہو ہے زخم جگر سے جاری نہین کچھ اسکی بھی پاسداری
نہوتی الفت اگر تمہاری تو کس یہ ہوتین جفائین ساری
عبث ہی فریاد و آہ و زاری حقیقتا مین صرف سزا ہر
ہوا ہے سحر اسقدر پہ یا کہ جادو دکھائی دیتے ہین سانپ
جھلکتی ہے اسکی بلی سودے کی بوگر پڑتا ہے اس سے پہلو
نہین ہے فرق اسمین ایک سر مو نہ ہوگی دلکو اوسکے پھٹنے کی خو

نہ اس سے بھولے گی یاد گیسو نہ رحم کھائیگا وہ جفا جو
نہ دل پہ قابو نہ اوس پہ قابو نئی بلاؤن کا سامنا ہو
گرے پڑے ہین لحد کے تختے فسانے ہین یاس بیکسی کے
تباہ ہین استخوان جو میرے دوبارہ پھر کرکے دفن کردے
کبھی وہ دو پھول بھی نہ لائے بڑے جو دلسوز آشنا تھے
رکھون جہان مین امید کس سے ہزار دن ہین میرے دل کو شکوے
خبر بھی اب تک نہ لی کسی نے چراغ تربت بجھا پڑا ہے
خزان کو تھا بغض کس چمن کا کہ باغ نقشہ ہوا ہے بن کا
نہ وہ ذخیرہ ہے یاسمن کا نہ گل ہے نسرین و نسترن کا
نہ ہوش ہے ہمکو تن بدن کا قلق ہے گلہائے خندہ زن کا
نشان بھی اب تو نہین چمن کا نہ ذکر باقی ہے انجمن کا
ہم ایسے آوارۂ وطن کا نہ کچھ نشان ہے نہ کچھ پتا ہے
شرف سے کہتے ہو وہ بلائے بلا کے ہمکو وہ آزمائے
ہمارے رونے پہ مسکرائے کبھی وہ سن لے تو پھر ڈہائے
جو زہر اوس بے وفا پہ کھائے کبھی نہ اوسکی خبر منگائے
اگرچہ فرقت مین جان جائے نہ لیکن اوسکو خیال آئے
خدا ہی کوکب تمہین بچائے ستم کا ظالم وہ پرجفا ہے

ایضاً تخمیس بر غزل مبارک حضور پر نور مرزا ولیعہد بہادر دام اقبالہ

حقیقتاً مین نہ پھرتا جو یار آنکھون مین اوسی کی روشنی تھی بیشمار آنکھون مین		نگاہ مین بھی تو نہ لیتین قرار آنکھون مین نظر اوسکے حسن کا جلوہ تھا چار آنکھون مین
	رہا نظر کی طرح وہ ہزار آنکھون مین	
چمن جو لحت دل بیقرار آنکھون مین		گل مراد ہو پھر آشکار آنکھون مین

عجیب شگوفے کھلاتی بار بار آنکھوں میں | رہے ہے جو داغ جگر کے بہار آنکھوں میں
سمائے پھر نہ کیونکہ لالہ زار آنکھوں میں

بیان تھی قدرت پروردگار آنکھوں میں | گہر پاہوا تھا اوسی کا سنگار آنکھوں میں
سما گئی تھی اوسی کی بہار آنکھوں میں | جو نقش تھی صنع کی تصویر یار آنکھوں میں
دم آرہا تھا دم احتضار آنکھوں میں

بہے ہے دور سلامت ترے تو اے ساقی | سرور بخش ہو دل کا ترے تو اے ساقی
دونوں جہت خلد کی انگور سے تو اے ساقی | مجھے ولا سے علی مجھکو دے تو اے ساقی
کہ اور بھی ہو زیادہ خمار آنکھوں میں

خوشی میں تجھ پہ اگر تو بھی کرے بیداد | خدا کی مہر کو بھلا دوں خدا کو رکھوں یاد
کبھی میں سوز سے دل کو کبھی کروں ارشاد | کبھی تو ہنسوں کبھی رودوں کبھی کروں فریاد
دکھاؤں کیونکہ بلبل و بہار آنکھوں میں

پائی ہو گل ہزاران میں تیرے اے گل | دکھا یا پاک گریبان میں تیرے اے گل
جان ہی بلبلوں کی جان میں تیرا اے گل | گیا تھا میں جو گلستان میں تیرے اے گل
دکھائی دیتا تھا گلزار خار آنکھوں میں

خبر بھی آنے کی آتے تو اتنا آجاتے | نگاہ در پہ ہے آنکھوں کو ہم ہیں پتھراتے
پڑے رہے ہیں کئی دن سے ہو کے گھبراتے | وہ آج دیکھنے آتے ہیں یا نہیں آتے
بنا ہو شوق سے گھر انتظار آنکھوں میں

خدا نخواستہ وہ اسطرف جو آجائیں | جو مر رہے قبر میں سوتی ہیں تلملا جائیں
یقین ہے کہ قیامت ہی آکے ڈھا جائیں | نشان بھی وہ نہ رکھیں جو قابو پا جائیں
چڑھا ہوا ہے ہمارا مزار آنکھوں میں

بہشت کہتی تھی جسکو چھٹا وطن ایسا | نہیں ہے گلشن ایجاد میں چمن ویسا
ہوا ہی جلتا ہو دل میں داغ ہے جیسا | تمام اہل وطن کو تو بھولنا کیسا
حضور پھرتا ہے اوجڑا دیار آنکھوں میں

یہ نوک جھوک کی چتون یہ تیر سے مژگان
پلک پلک پہ ہی تصویر کی نظر قربان
بھلا یہ خوش نظری آہوؤن نے پائی کہان
قسم ہے نرگس شہلا کی اے گل خندان
تری سی آنکھ نہ دیکھی ہزار آنکھون مین

تمہاری مردمک چشم خود ہے اسکی گواہ
کیا غریبون کو سرمہ لگا کے خاک سیاہ
نہ تھا قصور کسیکا نہ تھا کسیکا گناہ
ہوا اشارے سے برباد کوئی کوئی تباہ
ہی گردش فلک کجمدار آنکھون مین

لگی ہین چھت کو جو آنکھین تو دم ہی گھبراتا
پلک بھی کوئی جھپکتی ہوئی نہین پاتا
زبان پہ نیند کا شکوہ مگر نہین لاتا
یہ وجہ ہے جو نہین خواب کا خیال آتا
تصور اوسکا ہے لیل و نہار آنکھون مین

خوشی خوشی اوسے ہمنے جو دی جگہ دلمین
ہوئی بہار تعشق کی بھی جگہ دل مین
تو تجھسے بلبل حسرت نے لی جگہ دلمین
ہر باغبان حقیقی نے کی جگہ دل مین
ترا مقام ہے اے گلعذار آنکھون مین

شکار کھیلنے کو وہ جہان پھرتے ہین
ہم اونکی ان قدر اندازیون پہ مرتے ہین
جہان کے صید ہین جتنے دم اونکا بھرتے ہین
غزال خواب کو سوتے مین صید کرتے ہین
وہ کھیلتے ہین ہرن کا شکار آنکھون مین

لکھا ہی خط مین یہ ہمنے کہ پھر بھی آؤ کبھی
یہ آرزو ہی کہ پھر بھی ہمیں لبھاؤ کبھی
کرون وہ پیار کی باتین کہین نہ جاؤ کبھی
نہ بھولون گا وہ شب وصل کا بناؤ کبھی
کھبا ہوا ہے تمہارا سنگار آنکھون مین

چھٹین ہین سب یہ شگوفے تمہاری مجلس سے
بھلا حلف تو کرے وہ کہا ہو کچھ جس سے
ہوئے ہین ہم پہ یہ چھوٹے نہ کہین کس سے
ہمارا حال محبت فقط کھلا اس سے
بھر آئے اشک جو بے اختیار آنکھون مین

مذاق حسن پرستی مین دل جو گھبرایا
دعا کو ہاتھ بھی سکے نہ ہمنے پھیلایا
خدا کی ذات کو موجود ہر طرف پایا
وہ نور دیکھون کہ موسی کو جسسے غش آیا

لب یار ایسی دے پروردگار آنکھوں میں

وہ نشۂ عشق نے برسوں ہوئی پلایا تھا	کہ بیخودی ہے وہی آج تک وہی ہی مزا
اسی سے بیہوش [illegible] تھا دل میرا	قسم ہے بادہ کی ساقی ہے محبت کا

ابھی تک سرور ہے باقی خمار آنکھوں میں

[illegible] پاس عاشق کی	وہ رکھنا آئینہ دامن کے پاس عاشق کے
[illegible] کے پاس عاشق کے	تمہارا بیٹھنا بن ٹھن کے پاس عاشق کے

[illegible] دیا تھا کیا خوشگوار آنکھوں میں

غشی [illegible] کے ملانے کا	کہ مجھ میں حال نہ تھا اشک بھی بہانے کا
[illegible] جان جانے کا	جو وقت نزع تصور تھا تیرے آنے کا

تو آ کے اٹکی تھی یہ جان زار آنکھوں میں

کسی طرح سے گوارا نہ تھا فراق مجھے	ترے نہ دیکھنے سے تھی نظر بھی شاق مجھے
بدل [illegible] فراق [illegible]	تیرے آنے کا رکھنا تھا اشتیاق مجھے

[illegible] رہا آنکھوں میں

[illegible] ہوگا آپ کے صاحب	خدا بھی شام و سحر ہوگا آپ کے صاحب
[illegible] ہوگا آپ کے صاحب	وہ خاک مدنظر ہوگا آپ کے صاحب

[illegible] جو مانند خار آنکھوں میں

[illegible] ناک سے مجھے ثابت	ہوا یہ غیظ تو ادراک سے مجھے ثابت
نہ تھا اشارۂ بیباک سے مجھے ثابت	ہوا یہ چشم غضبناک سے مجھے ثابت

کہ آ گیا ترے دل کا غبار آنکھوں میں

شرر کی طرح نہ ٹکراؤنگا میں سر کوکب	نہ اف کرونگا جو پھٹ جائیگا جگر کوکب
[illegible] نہ اب ہوگی چشم تر کوکب	میں ضبط گریہ سے مرجاؤنگا مگر کوکب

نہ اشک آئیں گے اب زینہار آنکھوں میں

سکرہ بند

دل ہی سو سا کس طرح ہم تلملائے کس طرح
بیرخی کی تم نے ہم سے ہائے ہائے کس طرح
سب کہے آنسو گر پڑے ہم [illegible] کس طرح
کہیے کیونکر صبر ہو دل تاب لائے کس طرح
کیا ہمیں امید تھی تم پیش آئے کس طرح

روئے دل جس کا نہ ہو وہ آنسو بہائے کس طرح
سرگشتہ درد ہجران بھول جائے کس طرح
جان [illegible] ہائے کس طرح
کہیے کیونکر صبر ہو دل تاب لائے کس طرح
کیا ہمیں امید تھی تم پیش آئے کس طرح

تم ہی انصاف ہو کہ دل آرام پائے کس طرح
بیقراری میں نہ تڑپے تلملائے کس طرح
خود [illegible] درد جائے کس طرح
کہیے کیونکر صبر ہو دل تاب لائے کس طرح
کیا ہمیں امید تھی تم پیش آئے کس طرح

گریہ ہو دم بند کم سانس آئے جائے کس طرح
ایسی بیتابی میں روح آرام پائے کس طرح
سانس آ آ کر جائے تو قرار [illegible] کس طرح
کہیے کیونکر صبر ہو دل تاب لائے کس طرح
کیا ہمیں امید تھی تم پیش آئے کس طرح

بیگنہ بے جرم تم نے ظلم ڈھائے کس طرح
داغ مایوسی ہمارے دل سے جائے کس طرح
بیوفائی آپ ہی جاتے ہو جتائے کس طرح
کہیے کیونکر صبر ہو دل تاب لائے کس طرح
کیا ہمیں امید تھی تم پیش آئے کس طرح

قطعات تواریخ

قطعۂ تاریخ رحلت جناب قبلہ و کعبہ مجتہد العصر سید العلما جناب میرن صاحب مغفور

گشت چون دفن سید العلما
خواندہ جملہ ملائکہ تلقین
مقتدا از جناب مولانا
در بہشت برین شدند مکین
قدسیان خاک ریختند بسر
بپرزند آسمان بہ زمین
بہر تاریخ فکر چون کردم
گفت ہاتف شرف مباش حزین

بطفیل حسین ابن علی
رحمت شد مکان علیین ۱۲۷۱ھ

قطعۂ تاریخ وفات شاہ فتح علی مولوی مقبرۂ عبدالرحمان صاحب

در جہان شد چہ واقعہ ناگاہ	با خدا مرد بود مرد اے آہ
گفت ہاتف کہ شاہ فتح علی	صبح عاشورہ شد فنا فی اللہ ۱۲۷۱ھ

تاریخ رحلت اُستادے جناب خواجہ حیدر علی آتش مغفور

خواجۂ صبر و رضا و بندۂ خاص خدا	تارک دنیا و لذت قانع و گوشہ نشین
بے ریا بے نفس بے پروا و بے حرص و ہوس	نازبردار توکل با خدا عشرت گزین
پاک دامن پاک طینت پاکباز و پاک و صاف	محو محبوب خدا جویائے رب العالمین
عارف و مجذوب سالک چلہ کش روشن ضمیر	خاکسار و بوترابی عاشق حبل المتین
کربلا مین روح رہتی ہی ہوئی ہین گھر مین دفن	زندہ دل تھے زندۂ جاوید ہین زیر زمین
شاعر بیمثل و یکتا تھے وہ فردوسی عصر	چل بسے افسوس دنیا سے سوئے خلد برین
آتش اونکا تھا تخلص نام تھا حیدر علی	تھے خدا رس تھا اونہین دنیا سے کچھ مطلب نہین
اے شرف تھے جلوہ فرما بوریائے فقر پر	کرتے تھے ہر وقت تعظیم و ادب مسند نشین
سال رحلت سے دو عالم مین ہین شہرت یافتہ	حیدری مداح و فردوسی فردوس برین ۱۲۶۴ھ

قطعۂ تاریخ رحلت زوجۂ مرحومۂ وزیر السلطان منشی امیر علیخان بہادر

صاحب عصمت ز دنیا رفت چون لطف النسا	پاک دامن شد بہ جنت از رحیمی خدا
دوستدار اہلبیت و عادی صوم و صلوٰۃ	عاشق آل عبا بے نفس و راضی بر رضا
در تمامی عمر خود خوشنودی شوہر نمود	تا دم آخر بجا آورد حکم کبریا
در ربیع الاول و دوشنبہ و بست و یکم	یک بیک سوئے تنفس شد ز سامان قضا

کرد در ذکر الٰہی این مجبہ انتقال	آفرین صد آفرین و مرحبا صد مرحبا
در تلاش کوثر و تسنیم و فردوس برین	روح پاکش شد روانہ جانب ملک بقا
از مکان تعزیت چون نعش را برداشتند	ہر طرف شد ماتم و ہنگامۂ آہ و بکا
بود بر تابوت نازل رحمت پروردگار	رفت زیر سایۂ بنت نبی خیر النسا

سال تاریخ وفاتش گفت ہاتف ای شرف
فاطمہ حجلہ عطا فرمودہ جنت کبریا
سنہ ۱۲۸۲

قطعۂ تاریخ انتقال حسینی بیگم زوجۂ انصرام الدولہ منشی فضل احمد خان بہادر

شد چو این مومنہ در ذکر الٰہی بیجان	رفت در خدمت زہرا بگلستان ارم
حجلۂ قبر چنین یافت ز فضل احمد	بہر وصل آمدہ حوران بہشتی باہم
شد چو از خاک شفا قبر منور تیار	گشت چون روضۂ فردوس برین در عالم
ای شرف کرد چو مرحومہ بہ تربت آرام	مرحبا خلق خدا گفت خدا کرد کرم

بعد دفن آمدہ فی الفور صدا ای ہاتف
حلہ از خلد عطا شد بہ حسینی بیگم
سنہ ۱۲۸۲ھ

قطعۂ تاریخ تصنیف کتاب شکوہ فرنگ مصنف دیوان ہذا

دو لفظی ہوئی فکر تاریخ کی	لکھی جب کتاب شکوہ فرنگ
بیان کر چکے ہم جو بیرنگ عذر	کہی ہمنے تاریخ آہنگ عذر

سنہ ۱۲۸۰ھ

قطعۂ تاریخ شادی کدخدائی دختر عالیشان نواب سعید الدولہ بہادر خلف نواب ممتاز الدولہ بہادر

جو فرزند ممتاز دولہ کے ہین	سنو اونکی دختر کی شادی کا حال
کیا بیاہ بیٹی کا اس دہوم سے	ہزارون کو بخشا بہت اپنا مال

ہوئی جشن شادی مین ہمکو یہ فکر ۔۔۔ کہ اس بیاہ کے لکھئے سن اپسال
ہتفی غیب سے نوشتہ ہی ۔۔۔ لکھی ہے تاریخ یہ بیچ شال

قطعہ تاریخ ولادت شہزادی ہندوستان دختر صاحب عالم مرزا ولیعہد ادام اقبالہ

نوید ولادت چو بر ہر سو رسید ۔۔۔ بعالم ہما یون ۔۔۔ انجام کرد
تولد چو شد دختر ذی حشم ۔۔۔ سروش این خبر ۔۔۔ اعلام کرد
شہ و ہم مرزا ولیعہد جشن ۔۔۔ جہان وا ۔۔۔ اسم کرد
ز اقبال مانوس شد بیشتر ۔۔۔ پرستش ۔۔۔ جاہ اکرام کرد

شرف از ۔۔۔ سال جشن ولادت
خلافت زبان ۔۔۔ ارقام کرد

قطعہ تاریخ وفات رانی صاحبہ زوجہ منور علی خان صاحب راجہ مرحوم

زہد مین شہرہ تھے اس مہ خورشید جاہ کے ۔۔۔ عمر سی سالہ گذاری عشق مین اللہ کے
ایک محشر تھا بپا جس دم ہوا تھا انتقال ۔۔۔ تا ن پاری مین تھے ہنگامے فغان و آہ کے
نعش اطہر پاک دانانی سے کی مسجد مین دفن ۔۔۔ حلہ جنت فرشتے لائے بیت اللہ کے
واقعہ ہے یہ ہاتف سے جو پوچھا تو کہا ۔۔۔ خلد مین حرچے یہ ہین اس رانی ذیجاہ کے

مونہ نکلا حسگھڑی آخر کو نام اللہ کا
داہ رے سامان کہ نکلی روح ساتھ اللہ کے

قطعہ تاریخ ولادت دختر راجہ جنگ بہادر حسب فرمایش مہدی علیخان صاحب

صاحب جاہ و حشم جنگ بہادر نامدار ۔۔۔ ۲۰۰ ۔۔۔ راجہ و والی ریاست نان پارہ کا سکار

شان دار و نوجوان ذی رتبه ذی حوصله	۲۰۰	ذی کرم فیاض و مشفق با خدا عالی وقار
از عنایات خدا بشگفت گلزار مراد	۵	همگنان نازان پاره شد عجب [illegible] بهار
شد چو پیدا دختر عالی نسب والا حسب	۳۰۰	شادی تولید شهرت یافته در هر دیار
یک زمانه راجه صاحب را مبارک باد داد	۳۰۰	شاد شد از خلعت و زر هر کسی هر اهلکار
خیمه ها استاده شد رقص و طرب شد هر طرف	۷۰	زین هجوم ماه رویان انجمن شد یادگار

یک لفظی تاریخ به افتخار
۱۲۹۲

بهر تاریخ ولادت کرده شد چون جستجو	۱۰	یافت از فکرم تو تاریخ ولادت افتخار

ایضاً تاریخ

گفت تاریخ ولادت ای شرف هاتف زغیب	۴۰	مژده از اقبال تولید همایون آشکار

۱۲۸۲

ایضاً تاریخ

روز نه ماه مبارک بوده و بست و یکم	۴	دو صد و هشتاد و دو بود افزون بر هزار

۱۲۸۸

ایضاً تاریخ

طول عمرش باد زنده باد والی صاحبه	۳۰۰	شد ز حرف اول هر شعر تاریخ آشکار

عیسوی حرف سر هر مصرع دوم بگیر
کن اضافه شش و شصت و هشت صد بر هزار

قطعه تاریخ تیاری حوض و شوق ماهیان بندگان حضرت سلطان عالم خلد الله ملکه

سنه ۱۲۸۲ — سنه ۱۸۶۶

تاریخ هجری از اول حرف مصرعه اول - تاریخ عیسوی از حرف اول مصرعه دوم

سنه ۱۲۷۶

تاریخ فصلی از حروف آخر هر مصرعه اول

خسرو ملک اوده چون حکم فرمود از دهن	۴۰	ماهیان سرخ و سبز آمدند تا پاینده جهان

۲	بود حکم پادشه فی الفور شد تعمیل حکم	۴۰	۳	چون برای حوض حکم خاص شد در هر مکان
۸	حوض نو تیار در سلطان خانه شد چنین	۵۰	۴۰	ماهیان کوثر و نهر لبن دیدم در ان
۴	دیدنی سرخی و سبزی شسته آب حیات	۴۰۰	۵۰	نادر و بی مثل هر ماهی است نایاب جهان
۳۰۰	شد چنان ترسیم از حسن صفا این حوض پاک	۲۰	۹۰	صاف تر گردید چون آئینه آبش اندران
۱	آب صافش ابر و تر دارد اثر آب حیات	۴۰۰	۱۰	یافته هر ماهی لعل و زبرجد روح و جان
۳۰۰	شد دلم در بحر فکر سال و سن چون غوطه زن	۵۰	۳۰۰	شد ز افضال خدا از فتح صورت این بیان
۳۰	لازم آمد گفتم این تاریخ هر ماهی شتاب	۲	۳۰	لاجواب و قسم چون ماهیت حوت جنان
۱	ای شرف بشنو ز من تاریخ سال عیسوی	۱۰	۳	چشمه نور عجائب حوض گلزار جنان
۸	حرف اول را جدا از هر مصرعه اول بگیر	۲۰۰	۶۰۰	خوب تاریخ سن هجری شود ای نکته دان
۲۰	کن حروف اول هر مصرعه دوم بهم	۴۰	۳۰۰	شش و شصت و یکهزار و هشت صد یابد عیان
۸	حروف آخر چون بهم هر مصرعه اول کنی	۱۰		تحفه تاریخ سن فصلی برآید بی گمان

سنه [illegible]

مالک عالم بود سلطان عالم پادشاه
یا علی زیر نگین باشد هر اقلیم جهان

قطعه تاریخ ولادت آفاق مرزا محمد نوح بهادر فرزند دلبند صاحب عالم مرزا ولیعهد بهادر دام اقباله

نور چشم صاحب عالم بهادر تاجدار — گوهر تاج جهانداری و لعل بی نظیر
یعنی شد تولید مرشدزاده قیصر حشم — نیر اعظم جبین رخسار چون بدر منیر
کرد ابو النصرة همایون جاه کیوان قدر بار — بهر تهنیت ز هر اقلیم حاضر شد سفیر
بعد تقسیم لباس و خلعت از دست کرم — زر فشانی شد که مالامال شد برنا و پیر
هر طرف در کلکته این شور مبارکباد شد — شد برای نذر حاضر هر امیر ابن امیر
در رجب وقت عروج جمعه و روز سوم — از حمل خورشید پیدا شد ز افضال قدیر
بزم چون بزم سلیمان در جهان شد آشکار — شهره آفاق شد جشن تولد [illegible]

[illegible]

تاریخ ترتیب دیوان مبارک تصنیف خاص مرزا ابو ظفر [illegible]

دام اقبالہ

[illegible]

قطعہ تاریخ طبع دیوان مبارک حضوری [illegible]

بنام صفت شہرت دیوان حضور [illegible] | یعنی شد در جہان [illegible]

[illegible]

مرزا ولیعهد بهادر دام اقباله

نور چشم صاحب عالم ولیعهد او بود چون
گوهر تاج خلافت اختر قیصر حسب

جشن شادی ولادت مختصر کردم بیان
شهرت اسراف چندان شد که در فرش شد

غنچه باغ تمنا قرة العین حضور
یوسف حسن و چراغ طور اقبال بهم

محرم جمعه بود تاریخ نهم
شد فروغ این چراغ کشور جود و کرم

آسمان در دفتر خود نیر اعظم نوشت
شد بدیگر نیر عالم جاه و اقبالش

فکر چه تاریخ تولید مبارک دل چه کرد
خالق مقصود من تائید کرده صحیح

گفتم این مصرع ز اقبال ابد النصرة شرف
کوکب اوج سکندر وارث طبل و علم

قطعه تاریخ تولید مبارک شهنشاه مرزا محمد ضیاء النصر بهادر خلف الصدق مرزا ولیعهد بهادر دام اقباله

... تولید شاهنشاه مرزا نامدار
از عنایات خدا مشهور شد در ...

... محرم ماه مبارک جمعه هم
ساعت نیک ...

... شد ... سرکار حضور
... عالم ...

... صاحب عالم بهادر ...
... مرزا ان را خطاب ...

سال تولید مبارک نظر کردم اے شرف
کوکب اقبال ...

ایضاً تاریخ ... خرجنگ بهادر

در حضور صاحب عالم بهادر وقت عجب ... چون شرف بهر عروس فکر کردم انتخاب

ناگهان هاتف مبارکباد دادا ازین بگفت
شد ولادت سند آرائی جاه و وقار

قطعه تاریخ رحلت جامع الکمالات عالم و فاضل حاجی و زوار بذاکر معجزبیان مرزا محمد صاحب مرحوم

حاجی ازین مشفق مرزا محمد ... نمازی و محب حاجی و زوار
بعلم و فضل یکتائے زمانه ... بعالم اجتهادش شد سزاوار
در نایاب بحر خوش بیانی ... بطاعت عابد و شب زنده بیدار
بعده جان بحق تسلیم کردند ... خداوند دو عالم شد بدو گار
خدائی شد چو همراه جنازه ... شده هنگامه محشر نمودار
قضا آمد به رمضان المبارک ... خدا دادی شرف در خلد گلزار

پئے امداد جو سے آمرزشش زد تاریخ
سن رحلت شد آواب غفار
۱۲۶۹

قطعه تاریخ رحلت نواب سعید الدوله بهادر مغفور خلف الصدق نواب ممتاز الدوله مرزا فریدون بخت بهادر

چون سعید الدوله سرور رئیس ابن رئیس ... در اذان شب چو بشنید اشهدان لا اله
وا شده در سوره نفس و اجبات متقین ... در کرم حق خدائے دو جهان کرده نگاه
هم چون هفتم شوال شب شنبه خوشه ... جانب گلزار جنت از جهان بگرفت راه
[illegible] جان بحق تسلیم کرد ... جمله [illegible] عالم مغفرت [illegible]
[illegible] ... گفت [illegible]
[illegible] ... [illegible]

در پریشانی و غم شان و شکوه افتاده بود	حسرت افزا بود همراه جنازه اوج و جاه
بوے آمرزش چو بعد غسل آمد از کفن	رحمت معبود شد بر پاک دامانے گواه

فکر چون کردم برای سال آمرزش ز غیب
آمد آواز سے بجنت یافته آرامگاه
۱۲۸۹

قطعهٔ تاریخ مکان مونس الدوله رفیق الملک سید علی حسین خان

مونس الدوله بهادر صاحب اقبال اوج	عاشق و پروانهٔ سلطان عالم بادشاه
با خدا و بے ریا و باوقار و کم رکین	کار پرداز حضوری ستعد شام و پگاه
پاکدامان و امانت دار عالی منزلت	راز دان ملک گیری و مشیر جان پناه
از جبین روشن چراغ حکم رانی میشود	می فتد بر فرق الشان سایهٔ ظل اله
مدح خوان ارکان دولت خوشنما و اهلکار	جان عالم مهربان مونس وزیر بادشاه
کم سخن فیاض و خوش اخلاق و منصف رحم دل	قدر دان و مرتبه دان و رئیسان را پناه
در مکان بیگانه میکند هر کس دعا	سجده گاه تو بیاید بادشاه بے بارگاه
مرحمت حضرت لب دریا نمود ارض پاک	شد بنا سے قصر زیر سایهٔ عالی شاه

سال تعمیرش بگفته هاتف اوج ای شرف
قصر نامی رفیق نامدار جان پناه
۱۲۸۹

قطعهٔ تاریخ وفات زوجهٔ مرتضی قلیخان صاحب بهادر نائب راجه نانپاره

ازجهان شد سوی فردوس چو سلطان بهو	صاحب عصمت و ذی همت کم گو [illegible]
گفت تکبیر شب گرد قضا وقت عشا	تا دم مرگ بجز شکر نه کرده گفتار
فکر کردم چو شرف بهر سن آمرزش	گفت هاتف بے [illegible]
رحم فرمود خدا بنده عالم بخشید	جا [illegible]

قطعهٔ تاریخ وفات برادر سفیر الدوله منشی دین محمد خان

خدا دوست فیاض احمد چو بود — ز هستی روان شد بسوی جنان
جوانمرد ابرار دیندار مرد — به ذیقعده شد در ارم از جهان
بدل داشته عشق دین محمد — ز پیشانیش بود طاعت عیان
عزیزان جنازه چو برداشتند — گریبان دریدند گریه کنان
بماتم سرا بود هنگام حشر — چنان بود هر سمت شور و فغان
شرف فکر تاریخ رحلت چو کرد — دران وقت هاتف کشوده زبان

شد این بے ریا چون فنا فی الرسول
خدا داد سامان قصر جنان
١٢٩١

قطعهٔ تاریخ وفات کنز الدوله بهادر

رفت از هستی نابود چو کنز الدوله — رحلت و شورش ماتم بجهان شد مشهور
ریخ کردند و نمودند سلاطین افسوس — گشت از مسال بجهری اما نت بے نور
فکر تاریخ چو کردند شرف هاتف گفت — بیشود رحمت معبود ز تربت بظهور
بعد تلقین دگر بند نمودند چو قبر — وجد کردند نکیرین ز بوے کافور

مغفرت خواهی اگر خواهی به لحد خواهد شد
وجه این است که بیدم شده در عهد غفور
١٢٩٦

قطعهٔ تاریخ رحلت مجتهد العصر قبله و کعبه ممتاز العلما جناب سید محمد تقی صاحب مغفور

متقی سید تقی صاحب جناب مجتهد — واعظ علما امام و پیشوا قدسی خصال
عادی طاعت خدا بین عاشق صوم و صلوٰة — بے ریا بے نفس و یکتای خلق و بیمثال

آفتاب حلم و تهذیب و سپهر علم و فضل ... صاحب کشف و کرامت دار الهام کمال
مسند آرای امامت هادی اثنا عشر ... جان نثار سبط پیغمبر مطیع ذو الجلال
غافل از طاعت دمی سو تنفس هم نه بود ... بر زبان ذکر الهی بود وقت انتقال
یافت ایوان نزد ایوان نبی چون در بهشت ... بعد تلقین و کرد در فکر بودم بهر سال

ناگهان آمد ندای قدسیان از قبرگاه
زاهد و حاجی بجا ارشد فدای ذو الجلال

قطعه تاریخ رحلت نواب انجم الدوله بهادر مغفور

انجم الدوله بهادر پاک دامن پاکباز ... اہل دولت با مروت نامور رکن رکین
نیک سخن با وضع ذی رتبہ رئیس ابن رئیس ... خوش مزاج و خوش چلن خندہ دہن خندہ جبین
بے ریا بے نفس عابد عادی صوم و صلوٰة ... عاشق زائر خدا و پنجتن حامی دین
خلق سے اوٹھی گل فردوس ہو کر انکی نعش ... دفن کرنے میں شریک اگر ہوئے روح الامین

سال رحلت میں عالی سخن نے اے شرف
حق اطاعت دی علیها قصر فردوس برین
۱۲۹

قطعه تاریخ عقد مبارک شهریار دوله مغفور مرزا بهادر خلف الصدق مرزا فریدون مرتبت نواب ممتاز الدوله بهادر

جشن شادی جگر بند مبارک ہو حضور ... دہوم ہی مشتری و ماہ ہوئے ہیں یکجا
حق تعالی نے کیا ہے یہ قران السعدین ... آپ آباد رہیں اپنے رہے فضل خدا
آپ شادی میں جواہر جو لٹاتے ہیں حضور ... کہتی ہے شان سخاوت یہی جوہر میرا
آپ حضرت کے یگانے وہ اخی آپ کے ہیں ... آپ عموئین دلہن کے وہ ہیں دولہ کے چچا
قدر [illegible] اپنے لا سکے جایا ہے [illegible] ... یا علیها [illegible] زندہ جبریل کا ہے پیرا
[illegible] ... [illegible]

سہرے کا جوڑا شہانہ ہر تو اک شہرت ہی	ہو رہا ہے یہ سلاطین جہان مین چرچا

سال تاریخ شرف نے یہ لکھا خوش ہوکر
روز تاریخ و شب عقد مبارک بادا
۱۲۹۱

قطعہ تاریخ تاجدار دولہ ہمایون مرزا بہادر خلف صاحب عالم مرزا سلیمان قدر بہادر دام اقبالہ

صاحب عالم سلیمان قدر والا مرتبت	دہوم جو شادی کی ہے مذکور سے یا ہر یہ آج
ہو مبارک آپ کو ہو لین بحلین دولہ دلہن	ہے دعا میری یہی کندہ مرے دل پر یہ ہی
جشن شادی مین عطا فرمایا انعام اسقدر	خود سخاوت بولی احسان آپکا مجہپر یہ ہی
جانب گلزار جا نکلا جو ساچق کا جلوس	بولی مخلوق خدا زندہ جمین شکر یہ ہی
جشن شادی مین جو اہر بخشتے جو ہین حضور	کہتی ہے ہمت سخاوت کا مرے جوہر یہ ہی

نظم تاریخ مبارک کی شرف نے ای حضور
شادی مرزا ہمایون قدر گل پیکر یہ ہی
۱۲۹۱

قطعہ تاریخ آوردن عبائے مبارک و متبرک سید صالح از کربلائے معلی حسب الحکم جناب سید الشہدا شاہنشاہ دوجہان حسین ابن علی علیہ الصلوٰۃ و السلام برای بادشاہ جمجاہ حضرت سلطان العالم ابو المنصور خاقان ابن الخاقان ابن الخاقان سلطان ابن السلطان ابن السلطان محمد واجد علی شاہ بادشاہ عادل اعاد اللہ ملکہ وسلطنتہ

ہفت اقلیم مین پہر ہو یہ بڑی ہی شہرت	جان عالم پہ ہوا ہے عجب افضال خدا
کربلا سے جو یہان لائے ابن سید صالح	ہو نکی بہیجی ہوئے شبیر نے حضرت کو عبا

لاکے جسوقت اونہون نے یہ عبا پہونچادی
آپ پر ایسی عنایات خداداد ہوئی
بست وہفتم رمضان کی تہی شب قدر تہی شب
مجہسے فرماتے ہین خوش ہوکی حسینؑ ابن علی
ہی خلوص اونکی طبیعت مینؐ ہین خاص عجب
صبح کو اوٹھ کے روانہ مین ہوا پڑھ کر نماز
آپ ہی پر یہ عنایات ہوئی ہو لا کی
لیکے حضرت نے کلیجے سی لگایا اوسکو
خوش کیا اونکو تو رخصت ہوی سید صالح
متبرک یہ عبا ایسی مبارک ہووے
لشکر و طبل و علم سبہر ہون جلوداری مین
جیسی خوش ہوکے عبا انکو عنایت کی ہر
عرض کی پڑھ کے نماز اسکی شرف تاریخ

غرض کی کی ہے حسینؑ ابن علی نے یہ عطا
خاص سرکار شہ دین سی ہی خلعت یہ ہوا
دفعتاً عالم رویا مین یہ مین نے دیکھا
جلد لے جاکے اسے شاہ اودھ کو پہونچا
عشق ہی ہمسے خدا دوست ہین لے رودیا
لاکے حضرت کی حضوری مین یہ پہونچایی عبا
خلعت ایسا نہین سرکار حسینی سے ہوا
آنکھین دامن سے ملین اور اوسی سر پہ کہا
روشنی کے لیئے ارسال کی نذر مولا
ملک پھر انکا عنایت کری جلد انکو خدا
اوج و اقبال قدم چومین پہر گرد ہما
سلطنت پر بہی اسیطرح سے بہیجو مولا
جامۂ رحمت ربّانی ہے لاریب عبا
۱۲۹۱

ایضاً مصرعۂ تاریخ

دامن رحمت معبود سے لے شاہ یہ عبا
۱۲۹۱

تاریخ صحت بادشاہ جم جاہ سلیمان بارگاہ حضرت سلطان عالم محمد واجد علی شاہ بادشاہ سابق ملک اودھ

اے شہنشاہ جہان نہ چرخ میدان تو باد
تا ابد دائم شگفتہ یاد گلزار مراد
دائما شیرازۂ نصفت نہ بند در جہان
تا امید از بارگاہ خاص تو باید مراد
مصطفائی خداداد ائم ما باید حمد تو
گرم دارد تا ابد رزاق مطلق مطبخت

ابلق جاہ و حشم گلگون جولان تو باد
از خزان بے باک چون جنت گلستان تو باد
چون کراماً کاتبین تحریر دیوان تو باد
چون در تو بکشادہ باب ایوان تو باد
حافظ دنیا و دین ہر وقت قرآن تو باد
جملہ مخلوق خدا ہر روز مہمان تو باد

مخلصی خود غنیمت از تو داند هر غنیم / فتح و نصرت تابع ارشاد و فرمان تو باد

الصمد ذکر تحسین روح القدس پیش خدا / چون هوا خواهان تو هردم ثناخوان تو باد

شاه هر اقلیم گوید از سفیرت دائما / از سلیمان هم دو چند اقبال خاقان تو باد

آستانت باد مسجود خلائق هر زمان / صورت کعبه طواف قصر و ایوان تو باد

لشکر و طبل و علم بردم نماند در جلو / در خدائی چون سلیمان جاه و سامان تو باد

دائما با در زمانه پرورش از فیض تو / ای عطا پاش جهان زر ریز دامان تو باد

طاقت شیر خدا اوج سلیمان عمر نوح / بهر تو ای جهان پناه از حکم یزدان تو باد

دائما باشد مبارک شادی جشن شفا / حاضر اعجاز مسیحائی ز فرمان تو باد

در جهانداری کند عیسی نفس پروردگار / اسم اعظم دائما حرز دل و جان تو باد

جمله عالم سرفرازی یافت از مهر خطاب / جان پناه من شرف صد بار قربان تو باد

لا تعد بخشش نیم هر چند ای ظل اله / بر پریشانی من رحمت فراوان تو باد

تا به هر دم ز تاریخ حسن جشن شفا / نقش آداب لقی حرز دل و جان تو باد

۱۲

قطعهٔ تاریخ تیاری منبر مبارک

چون جلیس الدوله تیاری این منبر نمود / بهر مداحی ز عرش پاک آمد جبرئیل

آمد سلطان عالم چون درین مجلس شنید / شیر از نهر لبن آورد و آب از سلسبیل

بعد مجلس بهر حضرت هر یک کرد این دعا / جاه و اقبال تو دارد تا ابد رب جلیل

جشن عود سلطنت کن از عطای ذوالجلال / ای اولو العزم جهان مشکل کشا باشد کفیل

صدرگاه پادشاه کربلا تیار شد / بی نظیر و بی مثال هذا جواب و بلی عدیل

مدحیات خوانند گرد پیش این منبر درود / وعظ محبوب الهی گفت و ذاکر شد خلیل

حله می بندد درین منبر براری چون مریض / رو نصیحت میشود هرگز نمی ماند علیل

فکر تاریخش چو بهر نظم دامن گیر شد / وقت شب هنگام خواب از دل الهام قال قیل

مصرع تاریخ از من گفت الهام شرف

منبر آل پیمبر زینهٔ عرش جلیل

قطعہ تاریخ امام باڑہ بادشاہ کربلا تعمیر کردہ جلیس الدولہ بہادر

روے زمین یہ ہی جو یہ فردوس بارگاہ — ایوان شاہ لم یزلی نقشۂ ارم
تجویز جبکہ اسکے بنا کے لیے ہوئی — جنت سے حور لیکے چلی نقشۂ ارم
تیار ہو چکا جو یہ روضہ حسینؑ کا — لکھا گیا یہ خط جلی نقشۂ ارم
مشہور یہ خدا کی خدائی مین ہو گیا — قصر ولی و ابن ولی نقشۂ ارم ١٢٩١
قدرت نے لکھ دیے سن تعمیر ای شرف — ہے قصر گاہ ابن علی نقشۂ ارم

قطعہ تاریخ تعمیر شدن دروازہ امام باڑہ جلیس الدولہ بہادر

بر در دولت سرای بادشاہ کربلا — بندگان با خدا را شد پرستش واجبات
نصب شد دروازہ بخشش بہ ایوان حسینؑ — نیست دیگر ہمچنین دولت سرا در کائنات
عرش روضہ را کلیم اللہی داند طور — روز می آیند و می خوانند ورد اسم ذات
بارہا آمد ز دستاری بجسم مردہ روح — یافتہ عیسی ازین درگاہ عالی معجزات
آبیاری کرد اینجا چون کسی از آب اشک — نامۂ اعمال شستہ شد ز دریاے نجات
از جلیس الدولہ راضی شد حسین بن علی — عاشق شیدائے حق نور ظہور کائنات
کردم این مصرع رقم در باب تاریخ ای شرف — باب قصر پیشوائے اوصیا باب نجات ١٢٩١

قطعہ تاریخ رحلت ابو النصرۃ کیوان قدر ہمایون جاہ قیصر حشم صاحب عالم ولیعہد مرزا محمد حامد علی بہادر

واقعہ جانکاہ ہی ماتم خدائی بھر مین ہی — کر گئے مرزا ولیعہد اودھ ہر دل حزین
صاحب خلق و علم تھے ایسے شہزادے یہ تھے — باج گیر تاجدار و نوجوان خندہ جبین
یوسف ملک اودھ مشہور تھی ہر ملک مین — حسن خود کہتا تھا عالم مین نہین ایسا حسین
حشر برپا ہے خدائی مین خدا کی ہر طرف — ساری دنیا آپکے ماتم مین ہے اندوہگین
نعش جب اٹھی تو ہمراہ جنازہ مجلل یہ تھا — صاحب عالم چلے ہین جانب خلد برین
پاک دامانی پہ تربت کے فرشتون نے کہا — آپکو رحمت خدا کی آفرین صد آفرین
کہ یہ با ادب پنجتن کی مدح کنندہ اسمین ہے — تحت دل ہے آپکا نقش حب کا بھی نگین

علم و تقصیر جد حق تعالے نے دیا
دیکھتا ہون آئینہ ہستی کا کس حسرت سے مین
دوڑکر کہتا مجھے بہی ساتھ لے چلیے حضور
یہ تمنا ہی مجاور آپکے مدفن کا ہون
کور ہون اوس روز جسدن مین روؤن آپکو
چپکے چپکے روؤ تربت پر نہ اتنا غل کرو
وقت پا کر یہ دعا انسے تمام کورون نے کی
عرض کی تفریح دل کے واسطے پی لین حضور
وہ دوا آخر او نہین لوگون نے پلوائی تجہیز
دنش ست مین یون چراغ زیست انکا گل ہوا
بے اجل رحلت جو کی رتبہ شہادت کا ملا
ای شرف پوچھو سن رحلت تو رضوان نے کہا

گلشن فردوس مین بھی آپ ہین مسند نشین
اسمین لاکھون جلوے ہین ہین میرا اسکندر رنگین
خواب مین ہی صاحب عالم اگر ملتے کہین
عمر بہر رگڑا کرون مین لوح تربت پر جبین
زندگی بہر ان آنکھون پر رہے یا آستین
صاحب عالم یہا در سوتے ہین زیر زمین
اک دوا لاکر سفیدا انکو دعا مین پہلو دین
حق تعالی اسکا شاہد ہی وہ پیتے تھے نہین
جسم ٹھنڈا ہو گیا فورا ہوئی نیلی جبین
بیٹھے بیٹھے مر گئے واللہ لیٹے بھی نہین
لیگئے فردوس مین ہمراہ اپنے شاہ دین
صاحب عالم کو حاکم نے کیا جنت نشین

قطعۂ تاریخ انتقال میر ببر علی صاحب المتخلص بہ انیس مداح جناب سید الشہدا

شبیر کے ولا سے جناب انیس کو
دنیا مین انکو عشق دلی تہا حسین سے
بستر ملا جنان مین تو رضوان نے یہ کہا
انکے بیان پہ وجد مین روح القدس ہوئے
عالم نے کی دعا سن رحلت مین ای شرف

فردوس مین ملا ہی عجب گلشن نفیس
مداح تھے یہ معتقد انکے تھے سب رئیس
تم ہو خطیب عرش الٰہی کے ہم جلیس
کہنے لگے سنی نہین ایسی زبان سلیس
روح امین عرش مبارک ہو اے انیس

دو تاریخ واقعات یعنی میر انیس صاحب و دیگری مرزا دبیر صاحب در یک مصرع

آنکھون مین ہین مری جو یہ آنسو بھرے ہوے
روز ازل سے عالم ایجاد مین ہتا
جنت مین اپنے پہلو مین اوسنے دی جگہ
آخر غم انیس مین بیدم ہوے دبیر

لکھتا ہون واقعہ مین انیس و دبیر کا
اونکے نظیر کا ہے نہ انکے نظیر کا
جنت مین جو امام ہے برنا و پیر کا
غم ہمصفیر نے یہ کیا ہمصفیر کا

بے شبہ دونوں خاص یہ بندے خدا کے تھے ۔ دم بھرتے تھے یہ عاشق رب قدیر کا
جانے کو بارگاہ خدا و رسول میں ۔ بخشا لقب حسین نے انکو سفیر کا
دو دو ن غ دونوں کی سن رحلت میں اے اثر ۔ ہر ہے عمر انیس میں غم ہے وزیر کا ۱۲۹۲ ۱۲۹۱

تاریخ رحلت مرزا ولیعہد بہادر مرحوم و مغفور

چون ولیعہد اوده فرموده بود انتقال ۔ ماتم و حشر و قیامت ہر طرف امسال بود
رفت در خلد برین فخر سلاطین جہان ۔ سوز شہ جاه و جلال و صاحب اقبال بود
دم نہ بود از صدمۂ و غم در زمانہ آه آه ۔ حشر برپا بود ہر سو ہر لشکر بے حال بود
بہ جنازه بود نازل رحمت پروردگار ۔ یک طرف جبریل بود و یکطرف میکال بود
سال رحلت سن ز طرز نو رقم کردم اثر ۔ تاج اوج و صاحبی و کوکب و اقبال بود

قطعہ در مدح جناب سید الشہدا علیہ السلام زاہد و عابد مرزا سلامت علی دبیر

افسوس ہے بولی جو محرم کی نسیم [illegible] ۔ دنیا سے وہ فقا چلے خلد برین دبیر
عشق خدا میں صحبت ہستی جو ترک کی ۔ جنت میں قدسیوں کے ہوئے ہمنشین دبیر
[illegible] جو جبریل انہیں [illegible] ۔ نکلے وہ خلد میں ہوئے جا کے مکین دبیر
[illegible] انکو [illegible] کا ۔ بالائے عرش ہیں [illegible] زیر زمین دبیر
کس طرح مجلسوں میں لعنتیں [illegible] مجلسی ۔ فردوس [illegible] میں جا [illegible]
الہام نے کہا یہ مرے دل سے اے اثر ۔ [illegible] حسین ابن علی کے [illegible]
مہمان کربلا کا جو خطبہ [illegible] ۔ [illegible]
رحمت کی انکے دل کو ہتی [illegible] ہوئی ۔ [illegible] تھے خدا کا دم [illegible]

تاریخ کتاب جواب الاذکیا

[illegible] حسن [illegible] مجزا [illegible] ۔ [illegible] کی کر [illegible]
جواب الاذکیا تصنیف کرد [illegible] ۔ شد مطبوع از [illegible]
سن [illegible] شد [illegible] گفت ۔ جواب الاذکیا [illegible]